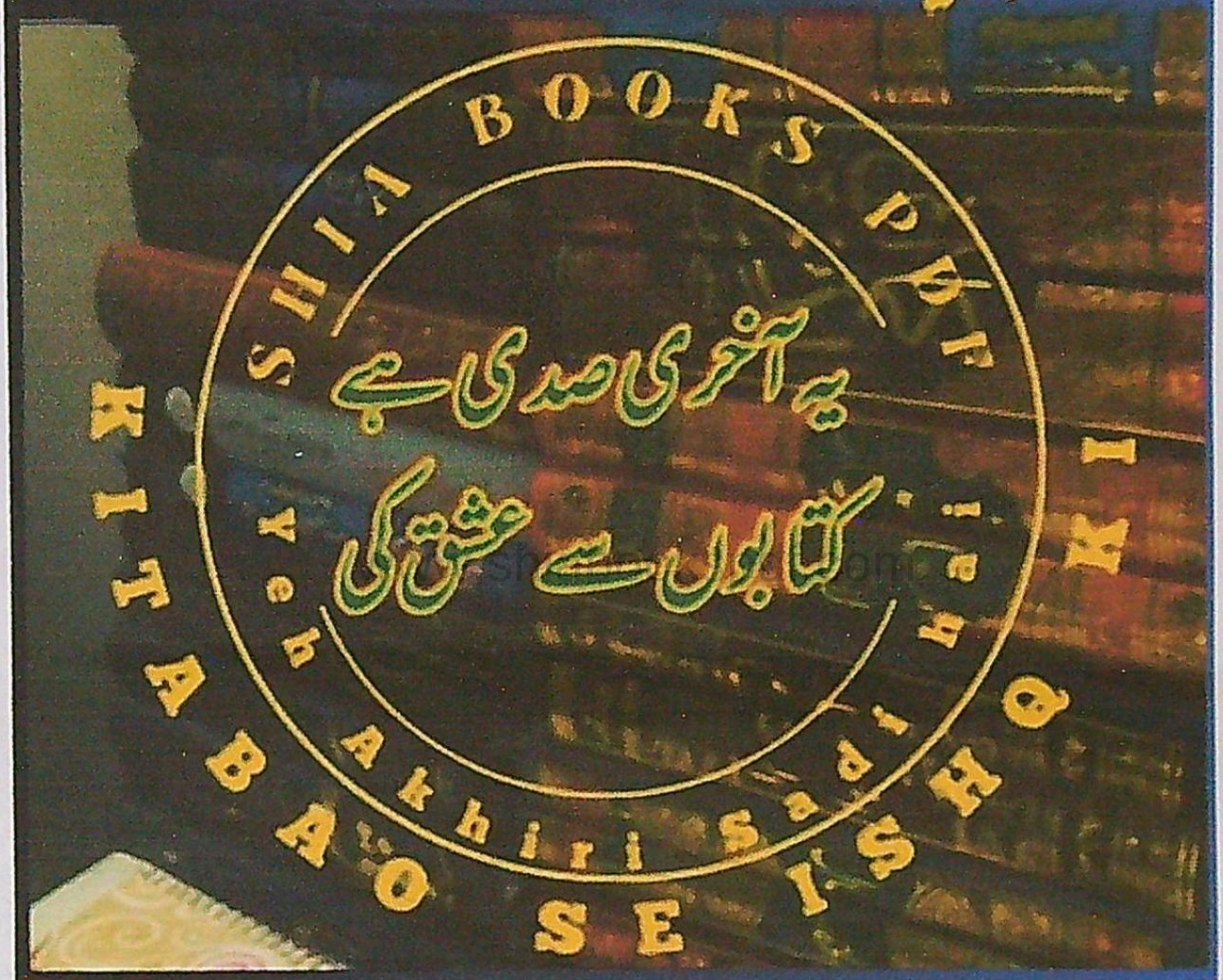
بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء



MANZAR AELIYA

9391287881

HYDERABAD INDIA

نور الانوار

ترجمہ

عبقات الانوار

(حدیث ثقلین۔۱)

مؤلف کتاب

علامہ میر حامد حسین

ترجمہ و تحقیق

مولانا سید شجاعت حسین



www.shiabookspdf.com

نورالانوار

ترجمہ

عبقات الانوار

(حدیث ثقلین)

جلد ۱

www.shiabookspdf.com

تالیف: فردوس مآب علامہ میر حامد حسین رضی اللہ عنہ ہندی

ترجمہ و تحقیق: حجۃ الاسلام مولانا سید شجاعت حسین رضوی گوپالپوری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : نورالانوار ترجمہ عبقات الانوار، حدیث ثقلین، جلد۔ا

تالیف : فردوس مآب علامہ میر حامد حسین رضی اللہ عنہ ہندی

ترجمہ : حجۃ الاسلام مولانا سید شجاعت حسین رضوی گوپالپوری

طباعت : باراول

تعداد : پانچ سو(۵۰۰)

سال : نومبر ۲۰۲۳ء

قیمت : ۵/جلدی سیٹ، دوہزار پانچ سو(۲۵۰۰)روپے

ناشر

ولایت پبلیکیشنز، دہلی

www.shiabookspdf.com

عرض ناشر

عقائد شیعہ وکلام امامیہ مخصوصاً ''امامت'' کے میدان میں کہ جو مذہب حقہ وفرقۂ امامیہ کا دیگر اسلامی فرق ومکاتب فکر کے ساتھ اصلی وبنیادی وجہ امتیاز ہے۔ شیعہ مخالفین کی جانب سے شیعیت کی رد میں بہت ساری کتابیں لکھی گئیں ہیں جن کے لکھنے والے مذہب اہلبیت کی تخریب وترمیم میں مستقل سعی ناکام کرتے رہے۔ ان مخالفین ومعاندین کے درمیان کہ جنہوں نے عصبیت ومخالفت کے باعث نیز وقت کے استکبار واستعمار کی تحریک کی بنا پر اصول مذہب شیعہ پر ہجومی حملہ کیا ایک مولوی عبدالعزیز محدث دہلوی ہے کہ جس نے شیعہ اصول وعقائد کی رد میں ''تحفہ اثناعشریہ'' نامی کتاب لکھی۔ یہ کتاب کیا ہے؟ حقائق کے انکار، آیات وروایات کی غلط تفسیر وتشریح، افترا پردازی وتہمت تراشی، متون اسلامی کے تمسخر، مسلمات احکام شریعت کی تکذیب اور شیعہ دشمنی کا پلندہ ہے۔ اس کتاب کا ساتواں باب ان آیات وروایات پر کئے جانے والے اشکالات واعتراضات پر مشتمل ہے کہ جن کو شیعیان حیدر کرار علیہ السلام اپنے مولا وآقا حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی امامت کو ثابت کرنے کے لئے قائم کرتے ہیں۔

مذکورہ کتاب کی رد میں علماء امامیہ میں سے متعدد اہل تحقیق وتدقیق اور مختلف شیعہ مدافعین و مناظرین نے یکے بعد دیگرے جوابات کے انبار لگا دیئے۔ تیرہوں صدی ہجری کے اوائل میں انھیں غیرت مند، غیور ومدافع اور محافظ ولایت باشرف علماء میں سے عالم یگانہ، خدا رسیدہ، حامل صفات حمیدہ، صاحب خصائل جمیلہ، عالم متبحر، مناظر مقتدر، کامل متورع، فاضل حقی، مدافع قوی حضرت علامہ سید میر حامد حسین ہندی اعلی اللہ مقامہ نے بالاخص ولایت وامامت کے دفاع میں نہایت مسکت اور دنداں شکن جواب ''عبقات الانوار فی مناقب الائمۃ الاطہار'' کی صورت میں دیئے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''نورالانوار'' صاحب محاسن وفضائل حضرت علامہ سید میر حامد حسین ہندی اعلی اللہ مقامہ کی عرق ریزیوں اور زحمتوں کی یادگار گراں قدر کتاب ''عبقات الانوار'' کا ترجمہ ہے جس کی پہلی

دوسری جلد حدیث ثقلین، تیسری جلد حدیث سفینہ، چوتھی جلد حدیث تشبیہ اور پانچویں جلد حدیث نور پر مشتمل ہے۔ خداوند منان مصنف ومترجم دونوں کی زحمتوں کو قبول فرمائے۔

ولایت پبلیکیشنز اس وقیع کتاب کو ولایت کے طرفداروں اور امامت کے حامیوں کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ خداوند کریم ہماری اس ناچیز کوشش کو اپنی عظیم بارگاہ میں قبول فرمائے۔

قارئین کتاب سے گذارش ہے کہ اگر کتاب میں کہیں کوئی کمی بیشی ملاحظہ کریں تو ضرور ہم کو متوجہ فرما کر مشکور فرمائیں۔

ولایت پبلیکیشنز، دہلی

مقدمہ

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای مہدی مہدوی پور دام عزہ

نمایندہ ولی فقیہ حضرت آیۃ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی، دہلی۔ ہند

ہندوستان کے مسلمانوں کے افتخارات اور مایہ ناز شخصیات میں ایسے جید علماء، دانشور اور محقق متبحر گذرے ہیں جنہوں نے پوری تاریخ میں منطق، استدلال اور جدال احسن کے ذریعہ اسلامی اصول، سنت نبوی اور طریقۂ علوی کے دفاع کے ذریعہ اپنی چھاپ چھوڑی ہے، انہیں بے نظیر شخصیات اور اکابر علماء ومحققین میں سرفہرست ایک نام نامی اسم گرامی علامہ سید میر حامد حسین نیشاپوری لکھنوی اعلی اللہ مقامہ (۱۲۴۶۔۱۳۰۶ق) کا ہے جنہوں نے عبدالعزیز دہلوی کی کتاب تحفہ اثنیٰ عشریہ کے جواب میں نہایت متقن، مفصل اور بے نظیر کتاب (عبقات الانوار فی امامۃ ائمۃ الاطہارؑ) مدون فرمائی جو آج تقریباً چالیس جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ پوری کتاب اہل بیت علیہم السلام کی امامت پر مشتمل تحفہ کے ساتویں باب کی رد میں لکھی گئی ہے، اس کتاب میں اہل سنت حضرات کے دو ہزار سے زیادہ منابع ذکر کئے گئے ہیں اور امامت کے موضوع پر مشتمل آنحضرتؐ سے مروی تمام روایتوں کے تواتر کو انتھک کوششوں سے ثابت اور ماحصل کو پیش کیا گیا ہے، اسی طرح امامت کے موضوع پر قرآن مجید کی تمام آیتوں کو ان کی دلالت اور دیگر ادلہ کے ہمراہ ذکر کیا گیا ہے، چونکہ یہ کتاب فارسی زبان میں تھی اس لئے (اردو داں) ارباب دانش ومحققین اس گراں قدر کتاب کے استفادہ سے محروم تھے، اس کے اردو ترجمہ کی اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے عالم و فاضل اور محقق جناب حجۃ الاسلام مولانا سید شجاعت حسین رضوی نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ پانچ جلدوں کا سلیس اور عام فہم ترجمہ کیا جو بنام (نور الانوار ترجمہ عبقات الانوار) بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے خداوند متعال مترجم کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

www.shiabookspdf.com

علامہ میر حامد حسین اعلیٰ اللہ مقامہ کا تعلق ایک علمی گھرانہ سے تھا آپ کے والد ماجد مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ (۱۱۸۸۔۱۲۶۰ھ) نے تحفہ اثنی عشریہ کی رد میں متعدد کتابیں تالیف فرمائی تھیں، اس کے علاوہ مرحوم نے مختلف موضوعات پر بے شمار آثار اور مکتوبات بطور یادگار چھوڑے ہیں، اسی طرح علامہ میر حامد حسین علیہ الرحمہ کے بھائی مولانا سید اعجاز حسین علیہ الرحمہ، فرزند محترم علامہ ناصر حسین علیہ الرحمہ اور پوتے علامہ سید محمد سعید علیہ الرحمہ یہ وہ حضرات ہیں جن کا شمار عظیم شخصیات اور جید علماء میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے گرانقدر تالیفات تحریر فرمائی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد امامت کا موضوع سب سے زیادہ اہم اور حیاتی مسئلہ تھا اور حدیث ثقلین کی روشنی میں ثقل اصغر کو محوریت حاصل تھی جو قرآن مجید کے حقیقی مفسر اور اسلامی معارف کی تبیین کرنے والے ہیں لہٰذا محققین حضرات کے مطالعہ کے لئے یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے اور وہ اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس مقام پر قارئین حضرات کے لئے چند نکات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے؛

۱ . عبقات الانوار حقیقت میں (۳۰۰۰۰) تیس ہزار مطبوعہ وغیر مطبوعہ اور نقل کے مطالعہ کا ماحصل ہے اور انہیں کتابوں کی بنیاد پر شہر لکھنؤ میں عظیم الشان کتابخانہ ناصریہ معرض وجود میں آیا، نیز اس کتاب میں اہل سنت حضرات کی تفاسیر اور حدیث کے تمام منابع مورد توجہ قرار دیئے گئے ہیں۔

۲ . علامہ میر حامد حسین علیہ الرحمہ علم کلام، تفسیر، فقہ، حدیث، رجال اور درایہ کے ماہر بلکہ اہل سنت کے روائی اور تفسیری منابع پر بھی بہت عبور رکھتے تھے۔

۳ . ابھی تک شاہ عبدالعزیز کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے جواب میں تقریبا چالیس سے زیادہ کتابیں تحریر کی جا چکی ہیں جن میں سب سے زیادہ جامع کتاب عبقات الانوار ہے اگرچہ اس موضوع پر سب سے پہلی کتاب مولانا مرزا محمد کامل علیہ الرحمہ کی کتاب نزہۃ اثنی عشریہ ہے، نیز علامہ سید دلدار علی غفرانمآب علیہ الرحمہ اور اولاد امجاد سید محمد سلطان العلماء علیہ الرحمہ اور دیگر علمائے اعلام نے بھی جوابات تحریر فرمائے ہیں، امید ہے کہ قارئین حضرات اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔ والسلام

مہدی مہدوی پور

انتساب

والد محترم مولانا سید لیاقت حسین صاحب قبلہ ممتاز الافاضل، واعظ کے نام جنہوں نے چالیس سال سے زیادہ عرصے تک بڑی خاموشی سے تبلیغ دین کے فرائض انجام دے کر ۲۰۰۷ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مترجم

www.shiabookspdf.com

فہرست

تقریظ آیۃ...العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی..... ۱۳

تقریظ علامہ سید سعید اختر رضوی..... ۱۵

نظمیں..... ۱۹

میر حامد حسینؒ حیات اور کارنامے..... ۲۱

محدث دہلوی کی باتیں..... ۴۵

میر حامد حسینؒ کا جواب..... ۴۷

حدیث ثقلین کے رواۃ وناقلین..... ۴۹

نصوص حدیث ثقلین..... ۵۹

۱۔ روایت سعید بن مسروق ثوری..... ۵۹

۲۔ روایت رکین بن ربیع..... ۶۱

۳۔ روایت ابوحیان..... ۶۳

۴۔ روایت عبدالملک..... ۶۵

۵۔ روایت سلیمان بن مہران اعمش..... ۷۱

۶۔ روایت محمد بن اسحاق..... ۷۷

۷۔ روایت اسرائیل بن یونس..... ۸۱

۸۔ روایت عبدالرحمٰن کوفی..... ۸۴

۹۔ روایت محمد بن طلحہ یامی..... ۸۵

۱۰۔ روایت ابوعوانہ یشکری..... ۸۵

۱۱۔ روایت شریک قاضی..... ۸۸

۱۲۔ روایت حسان بن ابراہیم کرمانی..... ۹۱

۱۳۔ روایت جریر ضبی کوفی..... ۹۲

۱۴۔ روایت ابن علیہ بصری..... ۹۵

۱۵۔ روایت محمد بن فضیل ضبی..... ۹۷

۱۶۔ روایت عبداللہ بن نمیر..... ۹۸

۱۷۔ روایت ابواحمد زبیری..... ۱۰۰

۱۸۔ روایت ابوعامر عقدی..... ۱۰۲

۱۹۔ روایت اسود بن عامر شامی..... ۱۰۳

۲۰۔ روایت یحیی بن حماد شیبانی..... ۱۰۵

۲۱۔ روایت محمد بن حبیب بغدادی..... ۱۰۶

۲۲۔ روایت محمد بن سعد زہری..... ۱۰۷

۲۳۔ روایت خلف بن سالم مہلبی..... ۱۰۹

۲۴۔ روایت زہیر بن حرب..... ۱۱۰

۲۵۔ روایت شجاع بن مخلد فلاس ابوالفضل بغوی..... ۱۱۴

۲۶۔ روایت ابن ابی شیبہ..... ۱۱۵

۲۷۔ روایت محمد بن بکار..... ۱۱۷

۲۸۔ روایت ابن راہویہ..... ۱۱۸

۲۹۔ روایت ابومحمد وھبان بن بقیہ..... ۱۲۰

۳۰۔ روایت احمد بن حنبل..... ۱۲۱

www.shiabookspdf.com

۳۱۔روایت نصر بن عبدالرحمٰن کوفی وشاء ۱۲۵
۳۲۔روایت ابومحمد عبد بن حمید کسّی ۱۲۶
۳۳۔روایت عباد بن یعقوب رواجنی اسدی ۱۲۸
۳۴۔روایت نصر بن علی بن نصر بن علی جہضمی ۱۲۹
۳۵۔روایت نصر بن ثنی عنزی ۱۳۱
۳۶۔روایت دارمی ۱۳۲
۳۷۔روایت علی بن منذر طریقی ۱۳۴
۳۸۔روایت مسلم بن حجاج قشیری ۱۳۴
۳۹۔روایت ابن ماجہ ۱۳۸
۴۰۔روایت ابوداؤد ۱۳۹
۴۱۔روایت عبدالملک بن محمد بن عبداللہ رقاشی بصری ۱۴۱
۴۲۔روایت ابن ابی العوام تمیمی ۱۴۲
۴۳۔روایت محمد بن عیسیٰ ترمذی ۱۴۲
۴۴۔روایت ابن ابی الدنیا ۱۴۴
۴۵۔روایت محمد بن علی حکیم ترمذی ۱۴۵
۴۶۔روایت ابن ابی عاصم شیبانی ۱۴۶
۴۷۔روایت عبداللہ بن احمد بن حنبل ۱۴۸
۴۸۔روایت ابوالعباس ثعلب شیبانی ۱۵۱
۴۹۔روایت ابوبکر بزّار ۱۵۲
۵۰۔روایت ابونصر قبّانی ۱۵۳
۵۱۔روایت ابوعبدالرحمٰن نسائی ۱۵۴
۵۲۔روایت ابویعلی موصلی ۱۵۶

۵۳۔روایت ابن جریر طبری ۱۵۸
۵۴۔روایت ابوبشر دولابی ۱۶۱
۵۵۔روایت ابن خزیمہ نیشاپوری ۱۶۲
۵۶۔روایت باغندی واسطی ۱۶۴
۵۷۔روایت ابوعوانہ اسفرائنی ۱۶۵
۵۸۔روایت عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی ۱۶۷
۵۹۔روایت ابن عبدربہ قرطبی ۱۶۸
۶۰۔روایت ابن انباری ۱۶۹
۶۱۔روایت ابوعبداللہ ضبّی محاملی ۱۷۱
۶۲۔روایت احمد بن محمد بن سعید (ابن عقدہ) ۱۷۲
۶۳۔روایت دلج سجزی ۱۷۲
۶۴۔روایت ابن جعابی ۱۷۴
۶۵۔روایت سلیمان بن احمد طبرانی ۱۷۵
۶۶۔روایت ابوبکر قطیعی ۱۷۷
۶۷۔روایت ازہری لغوی ۱۷۸
۶۸۔روایت محمد بن مظفر بغدادی ۱۸۰
۶۹۔روایت ابوالحسن دارقطنی ۱۸۲
۷۰۔روایت محمد بن عبدالرحمٰن مخلّص ذہبی ۱۸۴
۷۱۔روایت محمد بن سلیمان بن داؤد بغدادی ۱۸۵
۷۲۔روایت حاکم نیشاپوری ۱۸۵
۷۳۔روایت عبدالملک خرگوشی ۱۸۸
۷۴۔روایت ابواسحاق ثعلبی ۱۸۹

www.shiabookspdf.com

۷۵۔روایت ابونعیم اصفہانی.....۱۹۰
۷۶۔ثبت ابونصر عتبی.....۱۹۴
۷۷۔روایت ابوبکر بیہقی.....۱۹۴
۷۸۔روایت ابوغالب نحوی.....۱۹۶
۷۹۔روایت ابن عبدالبر قرطبی.....۱۹۷
۸۰۔روایت خطیب بغدادی.....۱۹۹
۸۱۔روایت ابومحمد حسن غندی جانی.....۲۰۰
۸۲۔روایت علی بن محمد طیب ابن مغازلی.....۲۰۱
۸۳۔روایت محمد بن فتوح حمیدی.....۲۰۲
۸۴۔روایت ابوالمظفر سمعانی.....۲۰۵
۸۵۔روایت اسماعیل بن احمد بیہقی.....۲۰۶
۸۶۔روایت محمد بن طاہر مقدسی.....۲۰۷
۸۷۔روایت شیرویہ دیلمی.....۲۰۷
۸۸۔روایت بغوی (محیی السنۃ).....۲۰۸
۸۹۔روایت رزین عبدری.....۲۱۰
۹۰۔روایت عبدالوہاب انماطی.....۲۱۱
۹۱۔روایت قاضی عیاض.....۲۱۱
۹۲۔روایت ابومحمد عاصمی.....۲۱۳
۹۳۔روایت موفق بن احمد اخطب خوارزمی.....۲۱۳
۹۴۔روایت ابن عساکر دمشقی.....۲۱۵
۹۵۔روایت ابوموسیٰ مدینی.....۲۱۶
۹۶۔روایت محمد بن مسلم بن ابی الفوارس.....۲۱۷

۹۷۔روایت سراج الدین فرغانی حنفی.....۲۱۸
۹۸۔روایت ابوالفتوح عجلی.....۲۱۹
۹۹۔روایت ابن اثیر جزری.....۲۱۹
۱۰۰۔روایت فخر الدین رازی.....۲۲۱
۱۰۱۔روایت ابن اخضر جنابذی.....۲۲۱
۱۰۲۔روایت عزالدین ابن اثیر.....۲۲۲
۱۰۳۔روایت ضیاءالدین مقدسی.....۲۲۳
۱۰۴۔روایت ابن نجار.....۲۲۴
۱۰۵۔روایت رضی الدین صنعانی.....۲۲۴
۱۰۶۔روایت ابن طلحہ شافعی.....۲۲۶
۱۰۷۔روایت سبط ابن جوزی.....۲۲۷
۱۰۸۔روایت گنجی شافعی.....۲۲۹
۱۰۹۔روایت ابوالفتح ابیوردی (باوردی).....۲۲۹
۱۱۰۔روایت ابوزکریا نووی.....۲۳۰
۱۱۱۔روایت محب الدین طبری.....۲۳۲
۱۱۲۔روایت نظام اعرج.....۲۳۴
۱۱۳۔ثبت سعیدالدین محمد بن احمد فرغانی.....۲۳۵
۱۱۴۔روایت محمد بن مکرم انصاری.....۲۳۵
۱۱۵۔روایت حموئی.....۲۳۶
۱۱۶۔روایت نجم الدین قمولی.....۲۳۸
۱۱۷۔روایت فخر الدین ہانسوی.....۲۴۰
۱۱۸۔روایت علاءالدین خازن.....۲۴۲

www.shiabookspdf.com

۱۱۹۔روایت خطیب تبریزی..... ۲۴۳

۱۲۰۔روایت ابوالحجاج مزّی..... ۲۴۵

۱۲۱۔روایت شرف الدین طیبی..... ۲۴۶

۱۲۲۔اثبات شمس الدین خلخالی..... ۲۴۹

۱۲۳۔شمس الدین ذہبی..... ۲۵۰

۱۲۴۔روایت جمال الدین زرندی..... ۲۵۱

۱۲۵۔روایت سعید الدین کازرونی..... ۲۵۵

۱۲۶۔روایت ابن باکثیر دمشقی..... ۲۵۷

۱۲۷۔روایت سید علی ہمدانی..... ۲۵۸

۱۲۸۔روایت سید محمد طالقانی..... ۲۵۹

۱۲۹۔اثبات سعد الدین تفتازانی..... ۲۶۰

۱۳۰۔روایت حسام الدین حمید محلّی..... ۲۶۲

۱۳۱۔روایت نور الدین ہیثمی..... ۲۶۴

۱۳۲۔روایت مجد فیروز آبادی..... ۲۶۶

۱۳۳۔روایت حافظ بخاری معروف بہ خواجہ پارسا..... ۲۶۶

۱۳۴۔روایت شہاب الدین دولت آبادی..... ۲۶۹

۱۳۵۔روایت ابن صباغ مالکی..... ۲۷۱

۱۳۶۔روایت شمس الدین سخاوی..... ۲۷۳

۱۳۷۔روایت حسین کاشفی واعظ..... ۲۷۹

۱۳۸۔روایت جلال الدین سیوطی..... ۲۸۰

۱۳۹۔روایت نور الدین سمہودی..... ۲۸۷

۱۴۰۔روایت فضل بن روزبہان..... ۲۹۱

۱۴۱۔روایت شہاب الدین قسطلانی..... ۲۹۲

۱۴۲۔روایت شمس الدین علقمی..... ۲۹۴

۱۴۳۔روایت عبداللہ بخاری..... ۲۹۵

۱۴۴۔روایت شمس الدین شامی صالحی..... ۲۹۶

۱۴۵۔روایت شربینی..... ۲۹۷

۱۴۶۔روایت ابن حجر مکی..... ۲۹۷

۱۴۷۔روایت ملا متقی ہندی..... ۳۰۰

۱۴۸۔روایت محمد طاہر فتنی گجراتی..... ۳۰۲

۱۴۹۔روایت میرزا مخدوم جرجانی..... ۳۰۳

۱۵۰۔روایت عیدروس یمنی..... ۳۰۴

۱۵۱۔اثبات فخر الدین جہری..... ۳۰۵

۱۵۲۔روایت بدر الدین رومی..... ۳۰۵

۱۵۳۔روایت جمال الدین محدث شیرازی..... ۳۰۶

۱۵۴۔روایت علی قاری..... ۳۰۶

۱۵۵۔روایت عبدالرؤوف مناوی..... ۳۰۷

۱۵۶۔اثبات ملا یعقوب بنیانی لاہوری..... ۳۰۸

۱۵۷۔روایت نور الدین حلبی..... ۳۰۸

۱۵۸۔روایت احمد بن فضل بن محمد باکثیر مکی..... ۳۱۰

۱۵۹۔روایت شیخانی قادری مدنی..... ۳۱۲

۱۶۰۔روایت سید محمد ماہ عالم..... ۳۱۲

۱۶۱۔روایت عبدالحق دہلوی..... ۳۱۲

۱۶۲۔روایت شہاب الدین خفاجی..... ۳۱۳

www.shiabookspdf.com

۱۶۳۔روایت عزیزی بولاقی شافعی.....۳۱۴
۱۶۴۔روایت مقبلی صنعانی.....۳۱۵
۱۶۵۔اثبات احمد آفندی معروف بہ منجم باشی.....۳۱۵
۱۶۶۔روایت زرقانی ازہری مالکی.....۳۱۶
۱۶۷۔روایت حسام الدین سہارنپوری.....۳۱۷
۱۶۸۔روایت محمد بن معتمد خان بدخشانی.....۳۱۷
۱۶۹۔روایت رضی الدین شامی شافعی.....۳۱۷
۱۷۰۔روایت محمد صدر عالم.....۳۱۸
۱۷۱۔روایت ولی اللہ دہلوی.....۳۱۸
۱۷۲۔روایت محمد معین بن محمد امین سندھی.....۳۱۹
۱۷۳۔روایت محمد بن اسماعیل امیر.....۳۱۹
۱۷۴۔روایت محمد بن علی صبان.....۳۱۹
۱۷۵۔اثبات محمد مرتضی زبیدی حنفی.....۳۲۰
۱۷۶۔روایت احمد بن عبد القادر عجیلی.....۳۲۰
۱۷۷۔روایت محمد مبین لکھنوی.....۳۲۱
۱۷۸۔روایت محمد اکرام الدین دہلوی.....۳۲۱
۱۷۹۔روایت میرزا حسن علی محدث دہلوی.....۳۲۱
۱۸۰۔اثبات عبد الرحیم صفی پوری.....۳۲۲
۱۸۱۔روایت ولی اللہ لکھنوی.....۳۲۲
۱۸۲۔روایت رشید الدین خان دہلوی.....۳۲۲
۱۸۳۔اثبات عاشق علی خان لکھنوی.....۳۲۳
۱۸۴۔روایت حسن عدوی حمزاوی.....۳۲۳

۱۸۵۔روایت سلیمان بلخی قندوزی.....۳۲۳
۱۸۶۔روایت حسن زمان.....۳۲۳
۱۸۷۔روایت صدیق حسن خان قنوجی.....۳۲۴
ملحق سند حدیث ثقلین.....۳۲۵
راویان حدیث ثقلین.....۳۲۵
متون حدیث.....۳۳۷
تضعیفِ سندِ حدیث ثقلین کا جواب.....۴۶۱
امام بخاری کا اعتراض اور ان کا جواب.....۴۶۱
ابن جوزی کا اعتراض اور ان کا جواب.....۴۶۹
ابن تیمیہ کا اعتراض اور ان کا جواب.....۵۰۶

www.shiabookspdf.com

ترجمہ تقریظ

مرجع عظیم الشان مفسر قرآن
حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی (مد ظلہ)

عالم فرزانہ اور محقق گرانقدر ''میر حامد حسین مرحوم ھندی'' اپنے عہد کے عالم اسلام کے ایک نابغہ اور علوم اہلبیتؑ کی نشر واشاعت میں دنیا کے ایک بڑے مجاہد تھے۔ انھوں نے اپنی ساٹھ سالہ پُر برکت زندگی میں ولایت اہلبیت علیہم السلام کے سلسلہ میں اپنی ایک عظیم یادگار چھوڑی ہے۔

''عبقات الانوار'' ان کا ایک نہایت اہم علمی کارنامہ ہے یہ ایک ایسی وسیع کتاب ہے جو ولایت کے موضوع پر مختلف اسلامی مصادر، خاص کر اہلسنت کے مشہور ومعروف ماخذوں سے استفادہ کر کے لکھی گئی ہے۔ اس مجاہد عالم دین کے پہلے اور بعد میں ولایت کے موضوع پر شاید ہی کسی نے اتنی تفصیلات سے قلم اٹھایا ہو۔ وہ نہایت مشقت کرنے والے محقق تھے۔ یہاں تک کہ شب وروز مطالعہ وتصنیف وتالیف میں منہمک رہتے۔ وہ اتنا کثرت سے لکھنے کا کام کرتے تھے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیاں مفلوج ہوگئی تھیں۔ جس کے سبب آخر عمر تک بائیں ہاتھ سے لکھتے رہے۔ ان کی معلومات بہت وسیع، حافظہ بہت قوی اور ان کا طریق تحقیق بے نظیر تھا۔ ہندوستان کے بڑے اور اہم کتاب خانوں تک ان کی رسائی تھی اور انھوں نے خداوند متعال کی اس نعمت سے فیض اٹھا کر ''عبقات'' کی تالیف کا کام شروع کیا اور برسوں خامہ فرسائی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دس ضخیم جلدوں میں اپنے کام کو تکمیل تک پہنچادیا۔ جس وقت یہ نادر روزگار تالیف شائع ہوئی اور نجف اشرف پہنچی ''میرزائے شیرازی'' اور ''شیخ زین العابدین مازندرانی'' جیسے عظیم علما نیز اس عہد کے اکثر اکابرین نے جن کا شمار اپنے زمانے کے نابغوں میں ہوتا تھا، اس کتاب پر نہایت

اہم تقریظیں لکھیں اور اس عظیم تالیف کی ستائش کی۔ یہاں تک کہ ''شیخ عباس ھندی شیروانی'' جیسے بزرگ عالم دین نے ''سواطع الانوار فی تقریظات عبقات الانوار'' نام سے ایک مخصوص کتاب لکھی۔ ان تقریظوں میں سے بعض میں آیا ہے کہ ایک سال کے اندر اس عظیم کتاب کی برکت سے بہت سے لوگوں نے مکتب اہلبیت علیہم السلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔

اس اہم کتاب کی وسعت اور پھیلاؤ کے سبب مختلف طبقات کے لوگوں کا مستفیض ہونا ممکن نہیں تھا بعض محققین کی یہ رائے ہوئی کہ ان لوگوں کے لئے جن کو اس عظیم اور ضخیم کتاب کے مطالعہ کا موقع نہیں ہے اس وسیع کتاب کی تلخیص شائع کی جائے اور تلخیص کے لئے قرعہ فال حجۃ الاسلام جناب میلانی دامت افاضہ کے نام نکلا، موصوف نے ''نفحات الازھار فی خلاصۃ عبقات الانوار'' کے نام سے ۱۹ جلدوں میں اس کی تلخیص کی۔ عبقات کی زبان فارسی اور عربی آمیز ہے اور ان مسلمانوں کا جن کی مادری زبان اردو ہے اس سے کما حقہ استفادہ ممکن نہیں تھا لہذا فاضل محترم حجۃ الاسلام جناب شجاعت ھندی نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جس سے برصغیر کے مسلمانوں اور مومنین کی بڑی مدد ہوتی ہے۔ الحمدللہ کہ یہ مقدس مقصد ان کے اور ان کے احباب کے ذریعہ عملی صورت اختیار کر رہا ہے اور اس کی پہلی جلد زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے۔ اس کی اشاعت سے مکتب اہلبیتؑ کے عاشقوں میں ایک نئی روح دوڑ گئی ہے۔ امید ہے کہ اردو زبان حضرات جو مکتب اہلبیتؑ سے خصوصی وابستگی اور عقیدت رکھتے ہیں اس مفید اور اہم کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ بالخصوص اپنے نوجوانوں کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دیں گے، خداوند عالم اسے قبول فرمائے اور ہم سب کو پیغمبر اسلام کے اہلبیتؑ کے خادمین میں شمار کرے۔

www.shiabookspdf.com

تقریظ

مبلغ اسلام، مترجم تفسیر المیزان علامہ سید سعید اختر رضوی طاب ثراہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للّٰہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبدہ الذی اصطفی

زیر نظر کتاب نورالانوار ہے جو عبقات الانوار کا اردو ترجمہ ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ لکھ کر برصغیر میں سنی شیعہ مجادلہ کا دروازہ اس طرح کھولا کہ وہ پھر کبھی بند نہ ہو سکا۔ تحفہ ۱۲۰۴ھ (۹۰-۱۷۸۰ء) میں شایع ہوئی اور فوراً ہی تمام پھیل گئی۔ مولوی اسلم مدراسی (متوفی ۱۲۷۲ھ، ۵۶-۱۸۵۵ء) نے اس کا ترجمہ عربی میں کیا اور نواب علی محمد والا جاہ کے بیٹے نے اس ترجمہ کو عرب بھیجا۔ بعد کے زمانے میں اس کا ایک اختصار مصر میں چھپا۔ سرسید احمد خان علیگڑھ نے تحفہ کے دسویں اور بارہویں باب کا اردو میں ترجمہ تحفۂ حسن کے نام سے کیا جسے ۱۸۴۴ء (۱۲۶۰ھ) میں شایع کیا۔

تحفہ کا جواب اس کی اشاعت کے دو سال کے اندر ہی (۱۲۰۶ھ، ۹۲-۱۷۹۱ء) میں شہید رابع مرزا محمد کامل کشمیری دہلوی نے نزہۂ اثنا عشریہ کے نام سے بارہ جلدوں میں لکھا (یعنی ہر باب کے جواب میں ایک جلد)۔ جس کی پہلی، تیسری، چوتھی، پانچویں، اور نویں جلدیں شائع ہوئیں، باقی جلدوں کا پتہ نہیں چلا، مرزا محمد کامل کو اکبر شاہ ثانی کے رشتہ دار نے زہر دے کر ۱۲۳۵ھ (۲۰-۱۸۱۹ء) میں شہید کر دیا۔

کشف الحجب والاستار کے بیان کے مطابق تحفہ کے پہلے اور دوسرے باب کا جواب مرزا محمد اخباری نیشاپوری (شہادت ۱۲۳۳ھ، ۱۸-۱۸۱۷ء) نے سیف مسلول کے نام سے لکھا تھا، چونکہ ادھر کچھ دنوں سے سنی حلقوں سے یہ آواز بلند ہونے لگی ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ کا جواب آج تک نہ ہو سکا۔ اس لئے یہاں پر تحفہ کے جوابات کی ایک مختصر فہرست درج کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا:

۱۔ تحفہ کے پہلے باب کے جوابات (شیعہ مذہب کی ابتدا اور اس کے فرقے):

(ا) سیف مسلول (مرزا محمد اخباری نیشاپوری)

(ب) نزہۂ اثنا عشریہ (مرزا محمد کامل) جلد اول۔ مطبوعہ لکھنؤ

(ج) سیف ناصری (مفتی محمد قلی) اس کے دو قلمی نسخوں کا مجھے علم ہے جس میں سے ایک خود میرے ذاتی کتب خانہ ریاض معارف میں ہے۔

۲۔ تحفہ کے دوسرے باب کے جوابات (شیعوں کے مکائد)

(ا) سیف مسلول (مرزا محمد اخباری نیشاپوری)

(ب) تقلیب المکائد (مفتی محمد قلی) مطبوعہ دہلی

۳۔ تحفہ کے تیسرے باب (شیعہ علماء اور ان کی کتابیں) کا جواب:

ا۔ نزہۂ اثنا عشریہ (مرزا محمد کامل) جلد سوم، اسکا قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری کے "دہلی پرشین کلکشن" میں ہے۔ اب انڈیا آفس لائبریری برٹش لائبریری میں منضم ہوگئی ہے

۴۔ تحفہ کے چوتھے باب (شیعہ احادیث اور ان کے راوی) کا جواب:

ا۔ نزہۂ اثنا عشریہ (مرزا محمد کامل) جلد چہارم مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۷۹ھ (۶۳-۱۸۶۲ء)

۵۔ تحفہ کے پانچویں باب (الٰہیات) کے جوابات:

(ا) نزہۂ اثنا عشریہ (مرزا محمد کامل) جلد پنجم

(ب) صوارم الٰہیہ (سید دلدار علی غفران مآب) مطبوعہ کلکتہ ۱۲۱۸ھ (۰۴-۱۸۰۳ء)

۶۔ تحفہ کے چھٹے باب (نبوت) کا جواب

ا۔ حسام الاسلام (سید دلدار علی غفراں مآب) مطبوعہ کلکتہ ۱۲۱۸ھ (۰۴-۱۸۰۳ء)

۷۔ تحفہ کے ساتویں باب (امامت) کے جوابات

(ا) رسالۂ غیبت (سید دلدار علی غفران مآب) مطبوعہ کلکتہ ۱۲۱۸ھ (۴-۱۸۰۳)

(ب) بوارق موبقہ (سلطان العلماء سید محمد بن غفران مآب)

(ج) جواہر عبقریہ (مفتی سید محمد عباس شوشتری) مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۷۱ھ (۵۵-۱۸۵۴ء)

(د) برہان سعادت (مفتی محمد قلی) مخطوطہ رضا لائبریری۔ رام پور

www.shiabookspdf.com

(ہ)عبقات الانوار(میر سید حامد حسین موسوی)اس کا مزید ذکر آیندہ آئے گا۔

۸۔تحفہ کے آٹھویں باب(معاد) کا جواب:

ا۔احیاء السنۃ(سید دلدار علی غفران مآب)مطبوعہ لکھنو ولودھیانہ ۱۲۸۱ھ(۶۵۔۱۸۶۴ء)

۹۔تحفہ کے نویں باب(مسائل فقہ) کے جوابات:

(ا)نزہۃ اثناعشریہ(مرزا محمد کامل)مخطوطہ رضا لائبریری۔رام پور

(ب)محجۃ البرہان(سید جعفر ابوعلی)مخطوطہ رضا لائبریری۔رام پور

۱۰۔تحفہ کے دسویں باب(مطاعن) کے جوابات:

(ا) طعن الرماح (سلطان العلماء سید محمد) مطبوعہ لکھنو ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۳ ۔ ۱۸۲۲ء)

(ب)تشیید المطاعن(مفتی محمد قلی)جلد اول ۱۹۱۰ صفحات، جلد دوم ۴۴۲ صفحات مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۸۳ھ(۶۷۔۱۸۶۶ء) حال میں قم میں آفسٹ کے ذریعہ چھاپی گئی ہے۔

(ج)بارقہ ضیغمیہ در موضوع متعہ(سلطان العلماء سید محمد)

(د)تسمیۃ المضمین(سید جعفر ابوعلی)

۱۱۔تحفہ کے گیارہویں باب(شیعہ مذہب کے خصوصیات) کا جواب:

ا۔مصارع الافہام(مفتی محمد قلی)مخطوطہ ناصریہ لائبریری لکھنو

۱۲۔تحفہ کے بارہویں باب(تولا وتبرا) کے جوابات:

(ا)ذوالفقار(سید دلدار علی غفران مآب)مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۸۱ھ(۶۵۔۱۸۶۴ء)

(ب)طرد المعاندین(سلطان العلماء سید محمد)

تحفہ فارسی میں تھی اس لئے اس کے یہ جوابات بھی فارسی میں لکھے گئے،۔اردو میں اس کا جواب مشہور ادیب مرزا محمد ہادی رسوا(متوفی ۱۳۵۰ھ،۳۲۔۱۹۳۱ء) نے تحفۃ السنۃ کے نام سے ۱۵ جلدوں میں لکھا جو مطلع انوار کی رپورٹ کے مطابق مدرسہ الواعظین کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

عبقات الانوار تحفہ کے ساتویں باب(امامت) کے جواب میں ہے۔مفتی محمد قلی(متوفی ۱۲۶۰ھ، ۱۸۵۵ء) کے دوسرے صاحبزادے میر سید حامد حسین موسوی نے اس کا منصوبہ بنایا پھر اپنے بڑے بھائی

سید اعجاز حسین کے ساتھ حج وزیارت کے لئے روانہ ہوئے۔اور حجاز، قاہرہ ،شام،عراق اور ایران میں ہزاروں نادر کتابیں خریدیں یا اپنے ہاتھوں سے نقل کیں۔آج ناصریہ لائبریری(لکھنؤ) میں جو تقریبا دس ہزار مخطوطات ہیں وہ زیادہ تر انھیں دونوں بزرگوں نے فراہم کئے تھے۔اس طویل سفر سے واپس آکر میر حامد حسین نے عبقات الانوار لکھنی شروع کی۔

کتاب کا پلان انھیں مرحوم نے مرتب کیا تھا،اوران کی وفات کے بعدان کے صاحبزادے ناصر الملۃ سید ناصر حسین نے انھیں خطوط پر اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے تقریبا پایۂ تکمیل تک پہنچادیا۔۱۳۶۱ھ میں ناصر الملۃ کی وفات کے بعدان کے دوسرے صاحبزادے سعید الملۃ سید محمد سعید صاحب نے دو حدیثوں کو مکمل کیا،میر حامد حسین موسوی نے اپنے زمانے کے اسلوب تحریر کو حد کمال تک پہنچادیا ہے۔یعنی ان کی عربی و فارسی کے مسجع ومقفی عبارتیں دو دو صفحہ تک چلی جاتی ہیں جن میں مترادفات کی بھرمار ہوتی ہے۔

نفحات الازھار اس مشہور عبقات الانوار کی عربی میں تلخیص ہے۔عبقات اور نفحات کا مقابلہ کرنے سے نفحات کے مصنف حجۃ الاسلام سید علی میلانی حفظہ اللہ کے خدمات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے کس طرح اصل کتاب کے تمام نکات ومباحث کو حشو وزوائد سے پاک کرکے عربی دنیا کے سامنے پیش کردیا ہے۔فجزاہ اللہ عن الاسلام و اھلہ خیر الجزاء نفحات کے دیباچہ میں اس اجمال کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

عبقات الانوار کی اس پہلی جلد کا ترجمہ اردو میں عزیز گرامی قدر حجۃ الاسلام سید شجاعت حسین رضوی نے کیا ہے۔موصوف اپنے عنفوان شباب سے مضمون نگاری،ادارت اور ترجمہ کا تجربہ رکھتے ہیں،ان کا قلم ترجمہ کی سنگلاخ وادیوں کو اس طرح طے کرتا ہے کہ ترجمہ پر اصل تصنیف کا گمان ہوتا ہے۔عبقات کی پہلی جلد کا یہ ترجمہ کسی مادی منفعت کی امید کے بغیر کیا گیا ہے۔اور یہ مترجم کے خلوص نیت کی دلیل ہے۔

اگر کوئی صاحب ہمت آگے بڑھے اور بقیہ چودہ جلدوں کے ترجمہ کے منصوبہ کو اپنی سرپرستی میں لے لے تو مترجم موصوف پوری تندہی سے اس کام کو جلد از جلد انجام تک پہنچاسکتے ہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

دارالسلام۔تانزانیا

الاحقر سید سعید اختر رضوی ۱۸ جمادی الاولی ۱۴۲۱ھ

www.shiabookspdf.com

نتیجۂ فکر

مولانا سید علی اختر صاحب مرحوم شعورؔ گوپالپوری

زہے اقدام طرب زار و شجاعت آثار
اب ہے اردو میں میسر عبقات الانوار

تحفۂ خائن و مردود کی شوریدہ سری
اہل حق کے لئے تھی عمر و کی گویا للکار

جیسے مرحب کا رجز جیسے طبل ہندہ کا
جیسے چلتی ہوئی حارث کی زبانی تلوار

علماء منھ نہ لگانے کی قسم کھائے تھے
کابلی رنگ میں آمیز تھا دہلی زنگار

اس طرح روندی ہے آشفتہ سر تخفے کی
میر حامد نے حقائق سے بصد ناز ووقار

ہر سطر بن گئی صحرا کی صدائے منحوس
داد تحقیق جو تحریر کی تھی صاعقہ بار

وہ سقیفہ کا تھا اور یہ ہے غدیری تحفہ
واہ یہ بلبل دانش کی سلگتی منقار

ہائے اظہار لیاقت کی لطافت کوشی
جو عبارت ہے وہ اردوئے معلّٰی کی بہار

ترجمہ، جیسے کہ ہے متن کی سادہ تشریح
قند پارس کے لئے چاہئے ترسیل نگار

www.shiabookspdf.com

میر حامد حسینؒ

حیات اور کارنامے

آپ کا نام سید مہدی اور کنیت ابوالظفر تھی لیکن سید حامد حسین کے نام سے مشہور ہوئے اور اس شہرت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے والد ماجد نے خواب میں اپنے جد امجد سید حامد حسین کو دیکھا جیسے ہی خواب سے بیدار ہوئے آپ کو فرزند (صاحب عبقات) کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اسی وجہ سے آپ حامد حسین کے نام سے مشہور ہوئے۔(۱)

میر حامد حسین کی ولادت ۵ محرم ۱۲۴۶ھ کو میرٹھ میں ہوئی اور جب سات سال کے تھے تو آپ کے والد نے آپ کی بسم اللہ شیخ کرم علی سے کرائی اور چودہ سال کی عمر تک والد ہی سے کسب فیض کیا جب آپ ۱۵ سال کے ہوئے تو آپ کے والد لکھنؤ تشریف لائے اور وہیں دعوت اجل کو لبیک کہا پھر آپ نے تحصیل علوم کے لئے دوسروں کی طرف رجوع کیا مقامات حریری اور دیوان متنبی مولوی سید برکت علی سے پڑھی، نہج البلاغہ مفتی محمد عباس صاحب سے، معقولات سید مرتضی بن سلطان العلماء سے اور منقولات سلطان العلماء سید محمد اور سید العلماء سید حسین فرزندان غفرانمآب سے پڑھا۔(۲)

تکمیل تحصیل کے بعد والد ماجد علامہ مفتی قلی صاحب کی کتابوں کی تصحیح وتہذیب میں مشغول ہوئے اور پہلے فتوحات حیدریہ کی تصحیح کی پھر رسالہ تقیہ کی اور اس کے بعد تشیید المطاعن کی تصحیح اور اشاعت میں مصروف ہوئے، ابھی یہ کام پایہ تکمیل تک نہیں پہونچا تھا کہ مخالفین کی طرف سے منتہی الکلام شائع ہوئی اور اس میں چیلنج کیا گیا کہ اولین وآخرین میں کوئی بھی شیعہ اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے لیکن آپ نے چند ماہ میں

۱۔ تکملہ نجوم السماء ج ۲ ص ۲۴۔

۲۔ تکملہ نجوم السماء ج ۲ ص ۲۷۔

استقصاء الافہام فی نقض منتہی الکلام لکھی اور جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مؤلف منتہی الکلام سرگردان ہندوستان کا چکر لگاتے رہے اور استقصاء الافہام کا جواب نہ دے سکے۔اس کتاب کی تصنیف کے بعد عبقات الانوار کی تالیف میں مشغول ہوئے اور مدارک کے لئے بیرون ہند کا سفر کیا۔۱۲۸۲ھ میں حج اور عتبات عالیہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں نادر کتابیں حاصل کیں۔

تصنیفات

آپ کی درج ذیل تصنیفات ہیں:

۱۔عبقات الانوار فی امامۃ الآئمہ الاطہار ۲۔استقصاء الافہام فی نقض منتہی الکلام ۳۔شوارق النصوص ۴۔کشف المعضلات فی حل المشکلات ۵۔العضب التبار فی بحث آیۃ الغار ۶۔النجم الثاقب فی مسئلۃ الحاجب فی الفقہ ۷۔الدر السنیۃ فی المکاتیب والمنشآت العربیۃ ۸۔زین الوسائل الی تحقیق المسائل ۹۔الذرائع فی شرح الشرائع فی الفقہ ۱۰۔اسفار الانوار عن وقائع افضل الاسفار۔

یہ کتابیں جن میں اکثر کئی کئی جلدوں میں ہیں ان کی تالیف وتصنیف میں اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے کو فنا کر دیا تھا تو شاید مبالغہ آرائی نہ ہوگی، جب وہ داہنے ہاتھ سے لکھتے لکھتے تھک جاتے تھے تو بائیں ہاتھ سے لکھنا شروع کرتے تھے، جب بیٹھ کر لکھتے ہوئے تھک جاتے تھے تو لیٹ کر کتاب سینے پر رکھ کر لکھتے تھے یہی ان کا رات دن کا معمول تھا، ضروری کاموں کے علاوہ اٹھتے نہیں تھے ضرورت بھر کھاتے اور سوتے تھے اور عبادات میں صرف واجبات پر اکتفا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ بیمار پڑ گئے مگر زندگی کے آخری لمحہ تک لکھنا نہیں چھوڑا۔آیۃ اللہ العظمی سید شہاب الدین نجفی مرعشیؒ نے ناصر الملۃؒ کے حوالے سے نقل کیا تھا کہ جب غسل کے لئے میر حامد حسین کے لباس کو اتارا گیا تو سینہ پر کتاب رکھ کر کثرت مطالعہ کی وجہ سے وہاں گڑھا ہو گیا تھا۔

www.shiabookspdf.com

عبقات الانوار اور اس پر لکھی جانے والی تقریظیں

عبقات الانوار کا جو شخص بھی دقیق نظر سے مطالعہ کرے گا اسے آئمہ معصومینؑ کی امامت کے ثبوت کے علاوہ امامت سے متعلق مخالفین کے اشکالات کا قاطع جواب ملے گا، اس کتاب میں اصول عقائد، تفسیر، حدیث، درایہ، تاریخ، رجال اور ادب سے بحث کی گئی ہے۔ جن موضوعات کو مورد بحث قرار دیا ہے ان میں چند یہ ہیں۔

ا۔ جعلی حدیثیں

حضرت علیؑ کی شان میں رسولؐ اللہ نے بے شمار حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں جن کی صحابہ اور تابعین نے روایت کی ہے اور آئمہ وحفاظ اہلسنت نے ان حدیثوں کی توثیق اور ان کے طرق واسناد کو صحیح قرار دیا ہے، جب علمائے اہلسنت نے ان حدیثوں کو حضرت علیؑ کی شان میں دیکھا تو وہ اس نتیجے پر پہونچے کہ یہ تو آپ کی امامت پر واضح طور سے دلالت کر رہی ہیں لہذا انہوں نے ان احادیث میں کتر بیونت کیا اور آپ کے مقابلہ میں ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ بلکہ سارے صحابہ کی شان میں حدیثیں گڑھنا شروع کیں۔ تاریخ کی رو سے جعل حدیث کا آغاز معاویہ کے زمانہ سے ہوا اور اس میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور بعض اہلسنت نے عمداً یا تاویل کی وجہ سے ان احادیث کو صحیح بھی قرار دیا، لیکن بہت سے علماء حقیقت شناس تھے لہذا انہوں نے اس کے جعلی ہونے کی تصریح کی ہے مثلاً ابن جوزی نے الموضوعات میں ان کے جعلی ہونے کی وضاحت کی ہے اور ابن ابی الحدید نے فضائل علیؑ کے مقابلہ میں ابوبکر کی فضیلت میں گڑھی جانے والی حدیثوں کو بیان کیا ہے۔ بعض علمائے اہلسنت نے مسئلہ امامت میں ان ہی گڑھی ہوئی حدیثوں کو صحیح احادیث کے معارض قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہی چیز موجب بنی کہ صاحب عبقات ان روایات کے اسناد و مدلول کو حدیث شناس علماء کے اقوال کی روشنی میں مورد تنقید قرار دیں۔

فضائل علیؑ کے مقابلہ میں جن احادیث میں کتر بیونت یا ان کو جعل کیا گیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

ا۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو اس دوستی کے لئے ابوبکر کا انتخاب کرتا لیکن خداوند عالم نے تمہارے صاحب کو بعنوان دوست انتخاب کر لیا ہے۔

۲۔ اس مسجد کے سارے دروازوں کو بند کر دو سوائے در ابوبکر کے۔

۳۔ خدا نے کسی چیز کو میرے سینے میں اتارا ہی نہیں مگر یہ کہ اسے سینۂ ابوبکر میں میں نے اتارا۔

۴۔ میرے بعد اگر کوئی نبیؐ ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔

۵۔ تمہارے درمیان اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتے۔

۶۔ عمر سے بہتر کسی چیز کو سورج نے نہیں دیکھا۔

۷۔ ابن عمر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے لئے کاسۂ شیر لایا گیا ہے میں نے اسے پیا اس کے بعد دیکھا کہ میرے ناخن سے آب گوارا جاری ہے پھر بچے ہوئے دودھ کو میں نے عمر کو دیا لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ اس خواب کی کیا تاویل ہے فرمایا علم ہے۔

۸۔ ابوبکر اور عمر میرے لئے ایسے ہی ہیں جیسے ہارون موسیٰ کے لئے۔

۹۔ میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو۔

۱۰۔ خدا نے اپنے نور سے مجھے خلق کیا، ابوبکر کو میرے نور سے، عمر کو ابوبکر کے نور سے اور میری امت کو عمر کے نور سے خلق کیا ہے اور عمر اہل بہشت کے لئے چراغ ہیں۔

۱۱۔ نصف دین اس حمیرا (عائشہ) سے لو۔

۱۲۔ تمہارے لئے میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتگان خلفائے راشدین کی سنت ہے تم لوگ ان سے تمسک کرنا اور ان سے وفاداری کرنا۔

۱۳۔ میری امت میں میری امت پر مہربان ترین یا دلسوز ترین فرد ابوبکر کی ہے، دستور الٰہی کے اجرا میں سخت ترین فرد عمر کی ہے، شرم وحیا میں صادق ترین فرد عثمان بن عفان کی ہے، حلال وحرام کی آگاہ ترین فرد معاذ بن جبل کی ہے، واجبات پر سب سے زیادہ عمل کرنے والی ذات زید بن ثابت کی ہے، سب سے بہترین قرائت ابی ابن کعب کی ہے اور ہر امت میں ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ جراح ہیں۔

۱۴۔ میں شہر علم ہوں، ابوبکر اس کے پایہ، عمر اس کی دیواریں، عثمان اس کی چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

۱۵۔ میں شہر علم ہوں، علی اس کا دروازہ اور ابوبکر و عمر و عثمان اس کی دیوار و پایہ ہیں۔

۱۶۔ میں شہر علم ہوں، ابوبکر اس کے پایہ، عمر اس کی دیوار، عثمان اس کی چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

۱۷۔ میں شہر علم ہوں، علی اس کا دروازہ اور معاویہ اس کا حلقہ ہیں۔

www.shiabookspdf.com

۱۸۔ میں شہر علم ہوں، علی اس کا دروازہ اور ابوبکر اس کی محراب ہیں۔

۱۹۔ میں سچائی کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کا دروازہ ہے، میں عدالت کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے، میں حیا کا شہر ہوں اور عثمان اس کا دروازہ ہے، میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

۲۰۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے بارے میں سوائے اچھائیوں کے کچھ نہ کہنا۔

۲۱۔ میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی اقتداء کی ہدایت پائی۔

اسی طرح کی نہ جانے کتنی حدیثیں ہیں جن کو جعل کیا گیا ہے اور میر حامد حسین نے ان احادیث کو حقیقت سے دور ہونے کی وجہ سے عقلی اعتبار سے اور معتبر اہلسنت کی کتابوں سے ان کے وضعی اور گڑھی ہونے کو عبقات الانوار کی مختلف جلدوں میں ثابت کیا ہے۔

۲۔ عدالت صحابہ

مسائل اسلامی میں جس مسئلے کو اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے وہ سارے صحابہ کے عادل ہونے کا ہے، بعض فرقے قائل ہیں کہ بعد پیغمبرؐ سارے کے سارے صحابہ کافر ہو گئے تھے لیکن اہلسنت کے درمیان مشہور یہ ہے کہ سارے صحابہ عادل اور مورد اطمینان تھے مگر حق یہ ہے کہ صحابہ عادل بھی تھے اور غیر عادل بھی۔ اس نظریے کی تائید تفتازانی، مازری، ابن عماد شوکانی اور محمد عبدہ جیسی اہلسنت کی عظیم شخصیات نے تائید کی ہے۔

عبقات الانوار میں معتبر کتابوں سے مشہور صحابہ کی سوانح حیات کو پڑھنے کے بعد میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی سارے صحابہ کے عادل ہونے کا قائل ہو جائے۔

۳۔ حسن و قبح عقلی

علم کلام کے اہم مباحث میں سے ایک، حسن و قبح عقلی کا مسئلہ ہے جس کے عدلیہ قائل ہیں جب کہ اشاعرہ اس کے منکر۔ میر حامد حسین نے اس موضوع پر عبقات الانوار کی حدیث منزلت میں سیر حاصل بحث کی ہے اور حسن و قبح عقلی کے قائل علمائے اہلسنت کو ان کی کتابوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

۴۔ حقیقت صحیحین

اہلسنت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو بڑی قداست کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان کے مصنفین نے کچھ شرائط

بیان کیں اور اس پر پابند رہنے کا وعدہ کیا تھا لیکن کہاں تک انہوں نے اپنے اس قول پر عمل کیا اس کا تو قارئین ہی فیصلہ کریں گے کہ کیا تمام شرائط کی پوری کتاب میں رعایت کی گئی ہے یا بہت سی جگہوں پر یہ اپنی بات سے ہٹ گئے ہیں۔ ان ساری باتوں سے قطع نظر بخاری اور مسلم دونوں انسان تھے جن سے غلطی اور فراموشی ہو سکتی ہے۔ درج ذیل دلیلوں کی روشنی میں صحیحین میں غور کرنے سے انسان اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ ان دونوں کتابوں میں موجود ساری کی ساری حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔

۱۔ بخاری اور مسلم کے ہم عصر بزرگ ائمہ حدیث نے ان پر ایراد و اعتراض کیا ہے اور ان کی حدیثوں کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ وہ لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روکتے تھے۔ علامہ ذہبی کی کتاب سیر اعلام النبلاء میں ان دونوں کے حالات پڑھ کر اس کی تصدیق ہو جائے گی۔

۲۔ علمائے جرح و تعدیل نے ان دونوں کتابوں کے بہت سے راویوں کی قدح اور مذمت کی ہے جیسا کہ ھدی الساری فی مقدمہ فتح الباری (شرح صحیح بخاری) اس بات کی گواہ ہے۔

۳۔ ان دونوں کے بارے میں بزرگ علماء کے نظریات اور ان کی کتابوں میں موجود صریح جھوٹی حدیثوں کو دیکھ کر ساری روایتوں کو صحیح ماننا سوائے تعصب کے اور کچھ نہیں ہے، بعض علماء کی عبارتیں عبقات الانوار میں حدیث غدیر کے ضمن میں موجود ہیں۔

۴۔ اسماعیلی، مغلطائی، ابن حزم، ابن جوزی، میاطی، غزالی، امام الحرمین، ابن عبدالبر، نووی، ابن حجر، کرمانی، داؤدی، حمیدی اور ابن قیم جیسے بزرگ محققین اہلسنت نے بخاری و مسلم کی بہت ساری حدیثوں کی سند اور دلالت پر قدح کیا ہے تفصیل جاننے کے لئے عبقات الانوار حدیث غدیر کی طرف رجوع کریں۔

اس کے علاوہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس سے بخاری و مسلم حدیث نقل نہ کریں وہ صحیح نہیں ہے تا کہ جب بھی کسی روایت کو رد کرنا ہو فوراً کہدیں کہ یہ صحیحین میں نہیں ہے جیسا کہ فخر رازی نے بخاری و مسلم کے نقل نہ کرنے کی وجہ سے حدیث غدیر کی سند میں خدشہ کیا ہے۔ اسی طرح ابن تیمیہ نے عنقریب میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے" والی حدیث کو صرف اس لئے رد کیا ہے کہ وہ صحیحین میں نہیں ہے..... اور بعض تو تعصب میں اتنا اندھے ہو گئے کہ وہ روایتیں جنہیں صحیحین نے نقل کیا ہے انہیں رد کر دیا اور یہ بھول گئے کہ وہ صحیحین کے بارے میں قائل ہوئے ہیں کہ اس کی ساری حدیثیں قطعی

www.shiabookspdf.com

الصدور ہیں اور میر حامد حسینؒ نے عبقات الانوار کی حدیث منزلت میں ان کا نام پیش کیا ہے جیسے ابن تیمیہ اور ابن جوزی جنہوں نے حدیث ثقلین کو رد کیا ہے درانحالیکہ وہ صحیح مسلم میں موجود ہے اسی طرح آمدی اور ان کے پیروکاروں نے حدیث منزلت کو باطل کیا ہے جب کہ یہ صحیحین میں موجود ہے اسی طرح محدث دہلوی نے جناب فاطمہ زہراؑ کے آخر عمر تک ابوبکر سے قطع رابطہ سے انکار کیا ہے جب کہ یہ بات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔

۵۔ راویان حدیث کی چھان بین

عبقات الانوار میں سینکڑوں بزرگ صحابہ، تابعین، راویوں اور مختلف علوم وفنون میں لکھنے والے مصنفین کے حالات موجود ہیں اس سے میر حامد حسینؒ کا اہم مقصد کسی کے ثقہ یا ضعیف ہونے کو ثابت کرنا تھا انہوں نے ثقہ، ضعیف، مدلسین اور جن محدثین وروّات پر اعتراضات ہوئے ہیں ان کی ایک فہرست بتائی ہے اور جن کو ثقہ کہا ہے اس پر دلیل بھی پیش کیا ہے مثلاً عباد بن یعقوب رواجنی کی وثاقت کو کئی دلیلوں سے ثابت کیا ہے مثلاً وہ بخاری، ترمذی، ابن ماجہ کے اساتیذ ومشائخ میں سے ہیں.....ابوحاتم، بزار، ابن خزیمہ جیسے بزرگ محدثین نے ان سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ ابوحاتم، ابن خزیمہ نیشاپوری نے ان کی توثیق کی ہے۔ دار قطنی، حافظ ابن حجر نے انہیں صدوق کہا ہے۔ اسی طرح حدیث ولایت کے سلسلۂ سند میں احلع بن عبد اللہ ہیں جن کے بارے میں محدث دہلوی نے کہا ہے کہ وہ شیعہ ہیں اور ان کی حدیث لائق اعتبار نہیں ہے میر حامد حسین نے اس کے تیس جوابات دیئے ہیں۔ اسی طرح سبط ابن جوزی پر سیر حاصل بحث کی ہے کیونکہ احمد بن حنبل سے حدیث نور کے نقل کرنے میں ان ہی پر تکیہ کیا ہے۔

۶۔ کتابوں کی تحقیق

میر حامد حسین نے عبقات الانوار میں سینکڑوں کتابوں اور ان کے مصنفین کی چھان بین کی ہے مثلاً احمد بن حنبل کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں احادیث کے نقل کرنے میں احتیاط کی ہے یا نہیں اور جن حدیثوں کو صحیح سمجھا ان ہی کی روایت کی ہے یا اس کی رعایت نہیں کی ہے۔ میر حامد حسینؒ نے قضیہ کی تحقیق کے بعد پہلے نظریئے کی تائید کی ہے۔ اسی طرح حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں بہت سی صحیح حدیثوں کو ذکر کیا ہے اسی لئے ابن صلاح، ابن جماعۃ کنانۃ، طیبی، ابن کثیر،

حافظ ابن حجر، سکاوی، سیوطی اور محمد بن یوسف شامی نے ان پر اعتراض کیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ابن جوزی نے الموضوعات میں بہت سی صحیح اور حسن حدیثوں کو جعلی اور گڑھی ہوئی قرار دیا ہے۔

اسی طرح اور بھی دیگر موضوعات ہیں جن پر میر حامد حسینؒ نے اپنی کتاب عبقات الانوار میں سیر حاصل بحث کی ہے، گویا یہ کتاب ایک دائرۃ المعارف ہے۔ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر مراجع عظام اور علماء و محققین کرام نے اس پر تقریظیں لکھی ہیں، برطانیہ کے خلاف حرمت تمباکو کا فتوا دینے والے مجدد شیرازی نے اس پر تین تقریظیں، خاتم المحدثین میرزا نوری مؤلف مستدرک الوسائل، آیۃ اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی، فقیہ بزرگوار سید محمد حسین شہرستانی نے طویل تقریظیں لکھی ہیں اس میں مجدد شیرازی نے اس کتاب کے پڑھنے کو سارے مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے اور آیۃ اللہ مازندرانی نے اپنے مقلدین کو حکم دیا تھا کہ بقیہ جلدوں کو اسرع وقت میں شائع کرائیں ان کے علاوہ دیگر علماء ومحققین نے بھی تقریظیں لکھی ہیں جن کو جمع کر کے ''سواطع الانوار'' نامی کتاب شائع کی گئی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ میرزا ابوالفضل مؤلف شفاء الصدور تحریر کرتے ہیں:

.....عبقات الانوار، سید جلیل، محدث عالم کامل، نادرۃ الفلک وحسنۃ الھند ومفخرۃ لکھنؤ وغرۃ العصر خاتم المتکلمین مولوی میر حامد حسین ہندی لکھنوی قدس سرہ وضوعف برہ کی تصنیف ہے۔

علم کلام کی تاسیس سے اس کتاب کی تالیف تک ایسی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی جس میں مخالفین کے اقوال اور فضائل آئمہ میں خود مخالفین کی کتابوں سے روایات کو جمع کیا گیا ہو فجزاہ اللہ عن آباۂ الاماجد خیر جزاء۔(۱)

۲۔ سید محسن امین عاملی مؤلف اعیان الشیعۃ لکھتے ہیں:

فارسی زبان میں لکھی جانے والی عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار ایک ایسی کتاب ہے کہ اس موضوع (امامت) پر گذشتہ اور حال میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے باب امامت کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی ہے، مؤلف تحفہ نے (مختلف بہانوں سے) ان ساری احادیث سے انکار کیا ہے جو امامت حضرت علیؑ پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن صاحب عبقات نے ان احادیث کے تواتر

۱۔ شفاء الصدور ۱۰۰۔۹۹۔

www.shiabookspdf.com

کو خود اہلسنت کی کتابوں سے ثابت کیا ہے، چند جلدوں میں لکھی جانے والی اس کتاب سے مصنف کی معلومات کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے ان ہی میں ایک جلد حدیث طیر سے متعلق ہے وہ ساری جلدیں ہندوستان میں چھپی ہیں، میں نے تھوڑا سا اس کا مطالعہ کیا اور اسے چشمہ جوشاں اور بہتا ہوا دریا پایا اسی سے مصنف کی تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔(۱)

۳۔شیخ بزرگ تہرانی مؤلف الذریعہ الی تصانیف الشیعہ تحریر کرتے ہیں:

اس موضوع (امامت) پر صدر اسلام سے آج تک جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے عظمت کی حامل یہی کتاب (عبقات الانوار) ہے۔(۲)

شیخ بزرگ تہرانی دوسری جگہ لکھتے ہیں، یہ کتاب کلامی، رجالی اور تاریخی کتابوں میں سے ایک ہے اس میں ایسے مطالب پیش کئے گئے ہیں جو اس کے پہلے کسی اور کتاب میں دیکھنے میں نہیں آتے۔(۳)

۴۔شیخ عباس قمی مؤلف سفینۃ البحار کا بیان ہے:

صدر اسلام سے آج تک عبقات جیسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے ایسی کتاب کی تصنیف توفیق وتائید الٰہی اور توجہ وعنایت حضرت حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کے بغیر امکان پذیر نہیں ہے۔(۴)

۵۔محقق شیخ محمد علی تبریزی مؤلف ریحانۃ الادب کا کہنا ہے:

جو شخص عبقات الانوار کی طرف رجوع کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ علم کلام میں خاص طور سے موضوع امامت میں صدر اسلام سے ہمارے زمانے تک اس روش پر کسی نے ایسی کتاب نہیں لکھی ہے اور ایسا احاطہ علمی تائید الٰہی اور حضرت ولی عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی توجہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔(۵)

۱۔اعیان الشیعہ ج ۱۸ ص ۳۷۱۔

۲۔اعلام الشیعہ ج ۱ ص ۳۴۸۔

۳۔مصفی المقال فی مصنفی علم الرجال ص ۱۴۹۔

۴۔ہدیۃ الاحباب ص ۱۷۷ اور فوائد رضویہ

۵۔ریحانۃ الادب فی المعروفین بالکنیۃ واللقب ص ۹۱، ۹۲۔

۶۔علامہ امینی مؤلف الغدیر لکھتے ہیں:

میر حامد حسین فرزند سید محمد قلی موسوی ہندی لکھنوی کہ جن کا ۶۰ سال کی عمر میں ۱۳۰۶ھ میں انتقال ہوا تھا، انہوں نے حدیث غدیر کے طرق وتواتر اور اس کے معنی ومفاد کو ۱۰۸۰ صفحات پر مشتمل دو بزرگ جلدوں میں تالیف کیا ہے، یہ دونوں جلدیں عبقات الانوار کی دیگر جلدوں سے بزرگ ہیں، یہ سید پاک وبزرگوار اپنے مقدس والد کی طرح دشمنان حق کے لئے شمشیر برہنہ، دین وحق کی کامیابی کے پرچمدار، اور آیات الٰہی کی بزرگ نشانی تھے (خدا نے) ان ہی کے ذریعہ حجت کو تمام اور راہ کو آشکار کیا، ان کی کتاب عبقات کی خوشبو تمام عالم میں پھیل گئی اور ان کی داستان مشرق ومغرب پر چھا گئی جو بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ یہ ایک کھلا معجزہ ہے جس کے سامنے باطل آ ہی نہیں سکتا ہے اس کتاب میں موجود بہت سے علوم سے میں نے استفادہ کیا ہے۔(۱)

۷۔امام خمینیؒ کشف الاسرار میں لکھتے ہیں:

سید بزرگوار میر حامد حسین کی عبقات الانوار جیسی کتاب آج تک لکھی نہیں گئی، میں نے سنا ہے کہ اس کی تیس جلدیں ہیں، ایران میں ۱۵ جلدیں دستیاب ہیں اور میں نے سات آٹھ جلدیں دیکھی ہیں علماء کی فرمائش پر تجدید چاپ کا عمل انجام پا رہا ہے اور قبل اس کے کہ یہ عظیم گنجینہ ہمارے ہاتھ سے نکلے جس کے بھی امکان میں ہو اس پر واجب ہے کہ اس کتاب کی نشر واشاعت کرے کیونکہ دشمن اس کی نابودی کی تاک میں ہے۔(۲)

تحفہ اثنا عشریہ اور عبقات الانوار

محدث عبدالعزیز بن ولی اللہ دہلوی کا سلسلۂ نسب حضرت عمر بن خطاب پر ختم ہوتا ہے، وہ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۳۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ان کی مشہور زمانہ تصنیف تحفہ اثنا عشریہ ہے جسے سید دلدار علی غفران مآبؒ کے مشن کو روکنے کے لئے لکھا تھا اسی لئے سب سے پہلے اس کا جواب غفران مآبؒ نے دیا تھا، تحفہ قرن ۱۳ کے اوائل میں فارسی زبان میں غلام حلیم کے اسم مستعار سے چھپی لیکن اس کا دوسرا ایڈیشن

۱۔الغدیر ج ۱ ص ۱۵۶۔ ۲۔کشف الاسرار ص ۱۴۲۔

www.shiabookspdf.com

عبدالعزیز محدث دہلوی کے نام سے منظر عام پر آیا، اس کتاب میں محدث دہلوی نے شیعوں کے توحید، نبوت، امامت اور معاد جیسے دیگر عقائد سے بحث کی ہے جس کا مقصد سوائے مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کے کچھ نہیں تھا، کیونکہ محدث دہلوی نے آغاز کتاب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس میں وہی باتیں لکھی جائیں گی جو فریقین کی نظر میں متفق ہیں لیکن جو بھی ان کی کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہونچے گا کہ وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہے اور ان کی کتاب حقیقت و واقع کے خلاف مطالب سے پر ہے ،خاص طور سے مسئلہ امامت میں تو انہوں نے ان ساری احادیث و آیات سے انکار کیا ہے جو امامت حضرت علیؑ پر دلالت کرتی ہیں اور ایسی تہمت پردازی کی ہے جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ نصر اللہ کابلی کی کتاب الصواعق کا سرقہ ہے جس کا انہوں نے تھوڑے اضافے کے ساتھ فارسی میں ترجمہ کیا ہے ان کی کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے جس کی تفصیل اور ان کے جوابات کی فہرست مبلغ اسلام، فخر ملت، علامہ سید سعید اختر رضوی مدظلہ مقیم تنزانیا نے اپنی تقریظ میں پیش کی ہے۔

میر حامد حسینؒ نے قدیم شیعہ علماء کی روش اختیار کرتے ہوئے پہلے محدث دہلوی یا دوسروں کی عین عبارت نقل کیا ہے اس کے بعد مخاطب کی عبارت کو جملوں جملوں میں قولہ اور اپنا جواب اقول کے عنوان سے تحریر کیا ہے اور اس میں کسی بھی پہلو کو چھوڑا نہیں ہے بلکہ جن اشکالات کو مخاطب (محدث دہلوی) نے بیان نہیں کیا ہے اس کو بھی پیش کر کے شافی جواب دیا ہے، مثلا ابن جوزی نے حدیث ثقلین کو العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ میں نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، صاحب عبقات نے ابن جوزی کی بات کو مختلف جہات سے ۱۵۶ دلیلوں سے رد کیا ہے، اسی طرح محدث دہلوی نے حدیث سفینہ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ امامت علیؑ پر دلالت نہیں کرتی ہے میر حامد حسینؒ نے پہلے ۹۲ ان افراد کا نام پیش کیا ہے جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اس میں پہلا نام شافعی کا پھر احمد کا پھر مسلم کا یہاں تک کہ سلسلے کو اپنے زمانے تک پہونچایا ہے اور ان کی عین عبارت کو نقل کیا ہے کیونکہ بحث سند، بحث دلالت پر مقدم ہے اور ایسا اس لئے کیا کہ محدث دہلوی نے تو حدیث سفینہ کی سند کو نہیں چھیڑا مگر ابن تیمیہ نے اس کی سند میں شک و شبہ ایجاد کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث سفینہ کی سند کسی معتبر کتاب میں نقل نہیں ہوئی ہے۔

میر حامد حسینؒ نے بہت سی حقیقتوں کی نقاب کشائی بھی کی ہے اور مخاطب کی باتوں کی چھان بین میں اس کی جڑ تک پہونچ گئے ہیں، سب سے پہلے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ محدث دہلوی نے کوئی نئی بات نہیں کہی ہے بلکہ وہ ساری گھسی پٹی باتیں ہیں جنہیں ان کے بزرگوں نے کہی ہیں اور ان کے سینکڑوں جوابات دیئے گئے ہیں اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ تحفہ، نصر اللہ کابلی کی کتاب الصواعق کا سرقہ ہے جس میں اپنے والد اور حسام الدین سہارنپوری کی کچھ باتوں کا اضافہ کر دیا ہے، اسی طرح محدث دہلوی کی بستان المحدثین تاج الدین دھان کی کفایۃ المتطلع کا چربہ ہے۔

میر حامد حسینؒ نے محدث دہلوی کا جواب دینے کے دوران بہت سی بے اساس باتوں کا انکشاف کیا ہے مثلا:

۱۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ابن جوزی نے حدیث طیر کو جعلی حدیثوں میں شمار کیا ہے جب کہ یہ جھوٹی نسبت ہے اور انہوں نے ایسا نہیں کہا ہے۔

۲۔ حافظ یحییٰ بن معین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے حدیث انا مدینۃ العلم کے ذیل میں کہا ہے کہ اس حدیث کی کوئی حقیقت نہیں ہے جب کہ یہ بالکل غلط نسبت ہے۔

۳۔ ترمذی کے لئے کہا گیا ہے کہ انہوں نے حدیث مدینہ کو منکر و غریب کہا ہے جب کہ ترمذی نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔

۴۔ شمس الدین ابن جوزی کے لئے کہا گیا ہے کہ ان کی نظر میں حدیث مدینہ قابل قبول نہیں ہے جب کہ یہ نسبت غلط ہے۔

۵۔ ابن تیمیہ نے ایک حدیث سے استدلال کیا ہے اور اس کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرف نسبت دی ہے جب کہ وہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ابوبکر و عمر سے اسراء کے بارے میں مشورہ کیا ابوبکر نے کہا ان سے فدیہ لیا جائے اور عمر نے کہا انہیں قتل کر دیا جائے جس کو سن کر رسالتمآبؐ نے ابوبکر کی مثال حضرت ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ سے دی اور حضرت نوح سے عمر کی مثال دی جب کہ بخاری و مسلم میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔

۶۔ علامہ حلیؒ نے حدیث اشباہ (یعنی جو آدم کا علم، نوح کا زہد..... دیکھنا چاہتا ہے اسے علی بن ابی طالب

www.shiabookspdf.com

کی طرف دیکھنا چاہئے) کو بیہقی سے نقل کرنے کے بعد اس سے استدلال کیا ہے لیکن بعض نے بیہقی کی طرف اس نسبت سے انکار کیا ہے اور میر حامد حسینؒ نے اس کا تفصیل سے جواب دیا ہے۔

۷۔ امام رازی نے ادعیٰ کیا ہے کہ ابن اسحٰق نے حدیث غدیر کی روایت نہیں کی ہے جو اس کے ضعف پر دلالت کرتا ہے جب کہ یہ ادعیٰ حقیقت سے دور ہے کیونکہ ابن اسحٰق نے اس حدیث کے نقل سے اعراض نہیں کیا ہے بلکہ وہ اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں اور ایک گروہ نے ابن اسحٰق ہی سے روایت کی ہے۔

۸۔ شیخ علی قاری اور ولی اللہ دہلوی نے اس جعلی حدیث ''میرے بعد آنے والے دو افراد (یعنی) ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو'' کی بخاری اور مسلم کی طرف نسبت دی ہے جب کہ یہ غلط ہے بلکہ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب المستدرک علی الصحیحین میں اس کو نقل کرنے کے بعد اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ بخاری اور مسلم میں نہیں ہے .....اس کے علاوہ میر حامد حسینؒ نے عبقات الانوار میں بہت سی حدیثوں میں تحریفات و تصرفات کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ان ہی دقتوں کی وجہ سے مخالفین نے اپنی عزت بچانے کے لئے بے اساس باتوں کا سہارا لیتے ہوئے تحفہ کے بعض جوابات کے جواب تو دیئے ہیں لیکن کسی نے آج تک عبقات الانوار کا جواب نہیں دیا۔ اس سلسلہ میں علمائے اہلسنت مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۴۱ھ اپنی کتاب نزھۃ الخواطر میں مولوی امیر حسن سہسوانی متوفی ۱۲۹۱ھ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''میں نے بعض فضلاء سے سنا ہے کہ مولانا حیدر علی فیض آبادی نے انہیں (امیر حسن سہسوانی کو) حیدر آباد آنے کی دعوت دی اور (اس زمانے میں) ان کے لئے ہر مہینہ ۳۰۰ روپیہ وظیفہ معین کیا تا کہ وہ رقم عبقات کی رد میں لکھی جانے والی کتاب میں تعاون کر سکے کیونکہ حکومتی مشاغل کی کثرت کی وجہ سے ان (حیدر علی) کے پاس وقت نہیں تھا لیکن انہوں (امیر حسن سہسوانی) نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں اسے کہاں رکھوں گا اور کہاں خرچ کروں گا۔(۱)

کیا حقیقت یہی ہے؟ اور کیا حیدر علی فیض آبادی کی نظر میں حکومتی امور عبقات کا جواب دینے سے زیادہ اہم تھے؟ اور کیا امیر حسن سہسوانی اس رقم کے خرچ کرنے کی راہ نہیں جانتے تھے؟ یہ سب کچھ نہیں تھا بلکہ

۱۔ نزھۃ الخواطر، ج ۷، ص ۷۹۔

بات یہ ہے کہ وہ اس کے جواب کے سلسلے میں لاجواب تھے ورنہ جس طرح میر حامد حسینؒ نے سارے کاموں کو ترک کر کے صرف تحفہ کے جواب کے لئے اپنے کو وقف کر دیا تھا اسی طرح وہ بھی ایسا کر سکتے تھے مگر ناتوانی کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے اور اتنی خطیر رقم اپنے ہاتھوں سے گنوادی اور پھر فیض آباد واپسی پر تو حیدر علی کے وہ مشاغل بھی ختم ہو گئے تھے اس وقت انہوں نے کیوں جواب نہیں لکھا؟ اسی لئے علمائے شیعہ کا اس پر اجماع ہے کہ ماضی و حال میں عبقات جیسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔

عبقات الانوار اور مومنین کا تعاون

افراط و تفریط بڑی بری چیز ہے، اس سے کام بگڑتے زیادہ ہیں بنتے کم، اس کا ربط کسی خاص فعل سے نہیں ہے، جس کام میں بھی ان میں سے کسی ایک کا دخل ہوا بنا بنایا کام بگڑنے لگتا ہے۔ مال کے سلسلے میں بھی لوگوں نے افراط و تفریط سے کام لیا ہے، بعض لوگ ایسے نظر آتے ہیں جو مال کو سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کے حصول کی خاطر خدا کو بھی بھول جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اس سے اتنا چڑھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جائز طریقے سے حاصل کرنا چاہے تو اس کو پاپی سمجھنے لگتے ہیں اور بات بنانے کے لئے تو آیات و احادیث مل ہی جاتی ہیں، مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر مال بری شئی ہوتا تو رسول خداؐ جناب خدیجہؑ کے ساتھ ان کی دولت کو قبول نہیں کرتے، اگر اسلام کی نشر و اشاعت میں رسولؐ اسلام کے اخلاق کا اہم کردار رہا ہے تو اسی اسلام کی تبلیغ میں جناب خدیجہؑ کی دولت نے بھی کلیدی رول ادا کیا ہے۔

کوئی بھی مشن ہو اس کی کامیابی میں دولت بہت بڑا سہارا بنتی ہے، نہ جانے کتنے کھوکھلے عقائد و افکار اس دنیا میں ہیں جو صرف دولت کے بدولت دنیا پر حکومت کر رہے ہیں، لہذا اگر ایک ایسے دین کی پشت پناہی دولت کرے جس کی باتیں عقل و منطق پر استوار ہیں تو کیا وہ دنیا پر حکومت نہیں کر سکتا؟

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ جن علماء کی دولتمندوں نے پشت پناہی کی انہوں نے عظیم کارنامے انجام دیئے۔ اگر علامہ حلی کو امراء و سلاطین کی پشت پناہی حاصل نہ ہوتی تو جو کارنامے انہوں نے انجام دیئے، دیکھنے میں نہیں آتے، اگر صفوی بادشاہ نے علامہ مجلسی کی حوصلہ افزائی نہ کی ہوتی تو بحار الانوار جیسا شاہکار آج ہم نہیں دیکھتے۔

خود عبقات الانوار کو دیکھئے کہ اس کی تالیف میں جہاں فردوس مآب علامہ میر حامد حسینؒ کی زحمتوں کا دخل

www.shiabookspdf.com

ہے وہیں اس کی تکمیل میں امراونوابین کی دولت کا بھی دخل ہے، کیونکہ عالم اپنے علم کو اسی وقت منظر عام پر لا سکتا ہے جب اس کے وسائل فراہم ہوں اور ان وسائل کی فراہمی میں صرف دولت مدد کر سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر صاحبان ثروت نے اپنی فراخدلی کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو آج جس شکل وصورت میں عبقات ہم دیکھ رہے ہیں نظر نہیں آتی، کیونکہ عبقات جن کتابوں سے تشکیل پائی ہے ان میں کی صرف دس فیصد کتابیں اس وقت مطبوعہ تھیں باقی مخطوطہ تھیں کہ ان میں کی کئی ایسی کتابیں تھیں جن کے صرف ایک یا دو نسخے تھے وہ بھی مختلف شہروں اور ملکوں میں، ظاہری بات ہے کہ ان کی فراہمی کوئی آسان کام نہیں تھا اس کے لئے عظیم مادی سرمایے کی ضرورت تھی، جس کو اس دور کے امراء نے اس طرح پورا کیا جس کو سن کر تعجب ہوتا ہے۔

مجھ سے مولانا علی اختر صاحب مرحوم نے بتایا تھا کہ حسین آباد شیخ پورہ بہار کے نواب صاحب نے اپنے اسٹیٹ (جو اس وقت شیعوں کے بڑے اسٹیٹ میں سے ایک تھا) کی آمدنی کا دسواں حصہ عبقات کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دیا تھا حتی بعضوں نے قلم، کاغذ، دوات کے نام پر زمینیں وقف کی تھیں۔ البتہ ان لوگوں نے ایسا کر کے میر حامد حسینؒ پر کوئی احسان نہیں کیا تھا اپنی آخرت بنائی تھی، میر حامد حسین اپنی ذات کے لئے ایک پیسہ کے محتاج نہیں تھے، اگر لوگوں نے عبقات کی نشر و اشاعت کے لئے زمینیں وقف کیں تو میر حامد حسین نے اپنے کو عبقات کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آج بھی جو مذہبی خدمات انجام پا رہی ہیں ان میں بھی دولت کا دخل ہے کہ اگر دولتمند اپنی دولت کو خلوص سے خرچ کرے تو اس کی دنیا بھی بنتی ہے آخرت بھی۔

برصغیر کے علماء نے کسی بھی موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے، ہر موضوع پر بڑی ٹھوس کتابیں لکھی ہیں، بس ہم کو ان کی خبر نہیں ہے، اگر نئی نسل کی تلاش اور دولتمندوں کی دولت مل جائیں تو اور بھی بہت سارے کام انجام پا سکتے ہیں۔

خانوادۂ صاحب عبقات اور ان کے کارنامے

۱۔ مفتی محمد قلی

میر حامد حسینؒ نے علمی اور مذہبی ماحول میں آنکھ کھولی تھی آپ کے والد مفتی محمد قلی تھے جن کا سلسلۂ نسب ۲۴ واسطوں سے امام موسیٰ کاظمؑ پر ختم ہوتا ہے، وہ متکلم، محقق، مناظر اور جامع علوم معقولات و منقولات تھے۔

۵ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ کو کنتور میں پیدا ہوئے (۱)۔ ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی اور ان کے بزرگ اساتذہ میں سوائے غفران مآبؒ کے کسی اور کا نام نہیں ملتا ہے آپ کی وفات ۹ محرم ۱۲۶۰ھ کو لکھنؤ میں ہوئی، مفتی محمد عباسؒ نے آپ کی تاریخ وفات 'لموته هو اقبال يوم عاشوراء' نکالی تھی۔ حسینیہ غفران مآب لکھنؤ میں دفن ہوئے آپ کے درج ذیل شاہکار یادگار ہیں:

۱۔ تطہیر المومنین عن نجاسۃ المشرکین ۲۔ تکمیل المیزان فی علم الصرف ۳۔ رسالہ تقیہ ۴۔ تقریب الافہام فی تفسیر آیات الاحکام ۵۔ رشید الدین دہلوی کی کتاب شوکت عمریہ کا جواب الشعلۃ الظفریۃ ۶۔ حکم احادیث صحیحین ۷۔ عبد الحق دہلوی کی کتاب صراط مستقیم کا جواب فتوحات حیدریہ ۸۔ احکام العدالۃ العلویۃ ۹۔ الحواشی والمطالعات ۱۰۔ رسالہ فی الکبائر ۱۱۔ الاجوبۃ الفاخرۃ فی رد الاشاعرہ ۱۲۔ سیف ناصری تحفہ کے باب اول کا جواب ہے ۱۳۔ تقلیب المکائد تحفہ کے باب دوم کا جواب ہے ۱۴۔ برہان سعادت تحفہ کے باب ہفتم کا جواب ہے ۱۵۔ تشئید المطاعن تحفہ کے باب دہم کا جواب ہے ۱۶۔ مصارع الافہام تحفہ کے باب ۱۱ کا جواب ہے۔

۲۔ سید اعجاز حسین

آپ مفتی قلیؒ کے بیٹے اور میر حامد حسینؒ کے بھائی تھے، ۱۰ رجب ۱۲۴۰ھ کو میرٹھ میں پیدا ہوئے (۲) اپنے والد اور بھائی میر حامد حسینؒ سے کسب فیض کیا تحقیق و مطالعہ سے عشق تھا اور یہ انہیں والد سے میراث میں ملا تھا، شیعہ و سنی کے درمیان اختلافی مسائل پر تسلط حاصل تھا۔ عبقات الانوار کے لئے کتابوں کے

۱۔ الفضل الجلی۔

۲۔ نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۳۱۔

www.shiabookspdf.com

حصول کی خاطر میر حامد حسین کے ہمراہ کئی ممالک کا سفر کیا.....ان کی تالیفات درج ذیل ہیں:

۱۔کشف الحجب والاستار عن وجہ الکتب والاسفار ۲۔شذور العقبان فی تراجم الاعیان ۳۔القول السدید ۴۔ محمد جان لاہوری سے مناظرہ ۵۔میرزا محمد دہلوی مؤلف نزھۃ اثنا عشریہ کی سوانح، ۱۷ شوال ۱۲۸۶ھ کو لکھنؤ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۳۔ناصر حسین

آپ میر حامد حسین کے فرزند اور ناصر الملۃ کے لقب سے مشہور تھے، ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۸۴ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور علوم دینی اپنے والد میر حامد حسینؒ اور مفتی محمد عباس وغیرہ سے حاصل کیا، آپ ''اگر پدر نتواند پسر تمام کند'' کے مصداق کامل تھے۔میر حامد حسینؒ نے عبقات الانوار کی حدیث غدیر، حدیث منزلت، حدیث ولایت، حدیث تشبیہ اور حدیث نور لکھی لیکن اجل نے مہلت نہیں دی کہ دیگر احادیث کو پایہ تکمیل تک پہونچاتے چنانچہ آپ کے خلف صالح ناصر الملۃ ناصر حسینؒ نے باپ ہی کے اسلوب پر حدیث طیر از حیث سند و دلالت، حدیث باب (انا مدینۃ العلم وعلی بابھا) از حیث سند و دلالت، حدیث ثقلین (بہ ہمراہ حدیث سفینہ) از حیث سند و دلالت تحریر کیا اور انہیں میر حامد حسینؒ ہی کے نام سے شائع کیا۔اس کے علاوہ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں:

۱۔نفحات الازھار فی فضائل الائمۃ الاطہار (۱۶ جلدیں غیر مطبوعہ) ۲۔کتاب المواعظ ۳۔دیوان الخطب ۴۔کتاب الانشاء ۵۔دیوان شعر ۶۔اسباغ النائل بتحقیق المسائل ۷۔مسند فاطمہ بنت الحسین ۸۔ما ظہر من الفضائل لامیر المومنین یوم خیبر ۹۔نفحات الانس ۱۰۔اثبات رد الشمس لامیر المومنین ۱۱۔سبائک الذھبان فی الرجال والاعیان ۱۲۔فہرست انساب السمعانی ۱۳۔افھام الاعداء والخصوم، ان کتابوں کی تالیف وتصنیف کے لئے ٹھیک دس بجے صبح کتب خانہ تشریف لاتے تھے اور سہ پہر ۴ بجے تک رہتے تھے اس دوران کسی سے نہیں ملتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ نظام حیدر آباد آپ سے ان ہی اوقات میں ملنے کے لئے آگئے چونکہ اس وقت ملاقات کرنا اصول کے خلاف تھا لہذا نظام کے احترام میں کھڑکی کھولی سلام کیا اور پھر اسے بند کر دیا۔سرکار ناصر الملۃ کا یہ عمل ہمارے لئے درس ہے اگر ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو بھی وقت کی قدر کرنی چاہئے، علم کا یہ چراغ ارجب ۱۳۶۱ھ کو ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا اور حسب وصیت، شہید

ثالث (آگرہ) کا مزار، آخری آرامگاہ قرار پایا۔

آپ کی تعریف وتمجید سید محسن امین عاملی (۱) شیخ عباس قمی (۲) علامہ محقق شیخ تبریزی (۳)۔محقق شیخ محمد ہادی امینی (۴) علامہ سید محمد مہدی اصفہانی۔(۵)، وغیرہ جیسے بزرگ علماء نے اپنی کتابوں میں کی ہے ان سب نے آپ کو علم کا پہاڑ اور فقہ، حدیث، رجال اور ادب کا امام وپیشوا کہا ہے۔

۴۔سید ذاکر حسین

آپ میر حامد حسینؒ کے فرزند اور ناصر الملۃ کے بھائی تھے اور ناصر الملۃ سے کسب فیض کیا تھا۔آپ کی کتاب الادعیہ الماثورہ ہے جو ناصر الملۃ کی تقریظ کے ساتھ شائع ہوئی تھی آپ نے عبقات الانوار کی تکمیل میں ناصر الملۃ کی کمک کی تھی اور اس پر حاشیہ لکھا تھا فارسی اور عربی میں آپ کا دیوان ہے۔

۵۔سید محمد نصیر

آپ ناصر الملۃ کے بڑے صاحبزادے اور نصیر الملۃ سے مشہور تھے، ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوئے، ہندوستان میں تحصیل علم کے بعد نجف اشرف تشریف لے گئے اور وہاں علمائے بزرگ کے دروس میں شرکت کی، نجف سے آنے کے بعد علمی کارنامے انجام دیئے اور پھر سیاسی امور کو انجام دینے لگے ۱۳۸۶ھ میں انتقال ہوا اور آپ کے جسد کو کربلائے معلی منتقل کیا گیا جہاں صحن مطہر میں مقبرۂ شیرازی میں دفن ہوئے۔۱۔التطہیر ۲۔ مجمع الادب ۳۔وجوب السورۃ فی الصلاۃ اور اردو زبان میں دیوان آپ کے شاہکار ہیں۔

۶۔سید محمد سعید

آپ ناصر الملۃ کے چھوٹے صاحبزادے اور سعید الملۃ سے مشہور تھے، ۸ محرم ۱۳۳۴ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور بزرگ علماء سے کسب فیض کیا جن میں سرفہرست ناصر الملۃ ہیں، اس کے بعد نجف اشرف

۱۔اعیان الشیعہ ج ۴۹ ص ۱۰۷، ۱۰۸۔

۲۔ھدیۃ الاحباب ص ۱۷۷۔

۳۔ریحانۃ الادب ج ۴ ص ۱۴۴، ۱۴۵۔

۴۔معجم رجال الفکر والادب ص ۳۹۰۔

۵۔احسن الودیعہ ص ۱۰۴۔

www.shiabookspdf.com

تشریف لے گئے اور وہاں ابوالحسن اصفہانی اور ضیاء الدین عراقی جیسے بزرگ مراجع تقلید سے کسب فیض کیا، ہندوستان واپسی پر کتب خانہ ناصریہ کی ترتیب اور اس میں اضافہ کے علاوہ علمی کاوشوں میں مشغول ہو گئے جس کے نتیجے میں درج ذیل کتابیں وجود میں آئیں

۱۔الامام الثانی عشر۲۔مسانید الآئمہ یہ کئی جلدوں میں ہے۳۔الایمان الصحیح اس میں قرآن کی روشنی میں صحیح عقائد سے بحث کی ہے۴۔معراج البلاغہ یہ رسولؐ اللہ کے خطبوں کا مجموعہ ہے۵۔مدینۃ العلم اس کتاب میں حدیث انا مدینۃ العلم سے بحث کی ہے۶۔آیۂ تطہیر۷۔آیت ولایت۸۔شرح خطبۂ زہرا اور عبقات الانوار کی حدیث مناصبت از حیث سند و دلالت اور حدیث خیبر از حیث سند تحریر کی جو کہ غیر مطبوعہ ہیں۔۱۱ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ کو لکھنؤ میں انتقال کیا اور آگرہ میں ناصر الملۃ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپ نے اولاد نرینہ میں تین فرزند چھوڑے سب سے بڑے مولانا سید علی ناصر سعید آغا روحی صاحب ہیں جو فن خطابت اور شاعری میں خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا سجاد ناصر سعید ہیں جو قم میں زیر تعلیم اور مجھ سے خاص محبت کرتے ہیں جب انہیں عبقات الانوار کے ترجمے کی خبر ملی تو کئی مرتبہ میرے پاس آئے اور اپنی خوشی کا اظہار کیا خدا انہیں توفیق دے تا کہ وہ اپنے گھر کے علمی وقار کو محفوظ رکھ سکیں، ان سے بڑے حسین ناصر سعید صاحب ہیں جو شاعری کے علاوہ خاندان کے علمی کارناموں کو منظر عام پر لانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں مولانا سید سجاد ناصر سعید صاحب آپ ہی کی کوششوں کی بدولت ایران گئے تھے۔

کتب خانہ ناصریہ

اس کتب خانہ کی سب سے پہلے بنیاد محمد قلی نے رکھی تھی، پھر میر حامد حسینؒ نے دنیا کے گوشہ و کنار سے عبقات الانوار کے لئے ضروری اور اہم کتابیں حاصل کیں ان کے بعد ناصر الملۃ نے اس کی توسیع کی اسی لئے یہ کتب خانہ ناصریہ سے مشہور ہوا، اس میں ۲۵ ہزار مطبوعہ اور ۵ ہزار خطی نفیس، قیمتی اور منحصر بہ فرد کتابیں تھیں، محققین اس کتب خانہ میں آکر اپنی تحقیق کو آخری صورت دیتے تھے، علامہ امینیؒ اپنی کتاب ''الغدیر'' کے سلسلے میں چھ مہینے اس کتب خانہ میں رہے اور کتابوں میں اس طرح کھو گئے کہ انہیں سردی گرمی کا بھی احساس نہیں ہوا۔

اس کتب خانہ کے بارے میں بہت سے محققین نے اپنی آرا کا اظہار کیا ہے لیکن اختصار کے پیش نظر صرف دو شخصیتوں کے نظریات پر اکتفا کر رہا ہوں۔

شیخ بزرگ تہرانی میر حامد حسین کے حالات میں لکھتے ہیں:

''میر حامد حسین کا قیمتی کتب خانہ ہے جو لکھنؤ میں بلکہ سرزمین ہند پر منحصر بہ فرد ہے مفاخر عالم تشیع میں اس کا شمار ہوتا ہے، اس کتب خانہ میں تیس ہزار خطی اور مطبوعہ نفیس اور قیمتی کتابیں ہیں خاص طور سے متقدمین و متاخرین اہلسنت کی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ ہے، میرے استاد حاج میرزا حسین (محدث) نوری مرحوم (مؤلف مستدرک الوسائل) نے مجھ سے نقل کیا تھا کہ میر حامد حسینؒ نے لکھنؤ سے کسی کتاب کے بارے میں میرے پاس خط لکھا تھا جس کے جواب میں میں نے ان کے پاس اس کتاب کے نہ ہونے پر اظہار تعجب کیا تو میر حامد حسینؒ نے اس کا جواب دیا کہ اس کتاب کے کئی نسخے میرے پاس ہیں مگر جتنے وقت میں آپ کے پاس سے وہ کتاب آئے گی اس سے زیادہ وقت کتب خانہ میں اس کی تلاش میں صرف کرنا پڑے گا اسی سے اس کتب خانہ کی عظمت و وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔(۱)

سید محسن امین کا کہنا ہے:

''لکھنؤ میں ایک کتب خانہ ہے جو مختلف علوم و فنون خاص طور سے غیر شیعی کتابوں کی کثرت کی وجہ سے منحصر بہ فرد ہے، اس میں موجود مطبوعہ اور مخطوطہ کی تعداد ۳۰ ہزار کے لگ بھگ ہے، اس سلسلے میں شیخ محمد رضا شبیبی مجلّہ ''العرفان'' میں لکھتے ہیں: ہمارے زمانے میں مشرقی کتب خانوں میں سب سے زیادہ ذخیرہ امامت کے متعلق لکھی جانے والی کتاب عبقات الانوار کے مؤلف سید حامد حسین لکھنوی کے کتب خانہ میں ہے، انہوں نے کتابوں کی جمع آوری پر بہت توجہ دی ہے اور نسخہ برداری پر کافی سرمایہ لگایا ہے اس کتب خانہ میں ہزاروں کتابیں ہیں جن میں قدیم و خطی نسخوں کی کمی نہیں ہے''(۲)

۱۔اعلام الشیعہ۔نقباء البشر ج ۱ ص ۳۴۸۔

۲۔اعیان الشیعہ شرح حال سید حامد حسینؒ۔

www.shiabookspdf.com

اس کتب خانہ میں موجود جن کتابوں کو میر حامد حسینؒ نے عبقات الانوار کی حدیث نور یا دوسری مختلف جلدوں میں نسخۂ قدیم اور نسخۂ عتیقہ سے تعبیر کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ابن جوزی کی العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ

۲۔شیخ احمد نخلی کی بغیۃ الطالبین۔رسالۃ الاسانید

۳۔ابوالحسن محمد بن عبداللہ کسائی کی قصص الانبیاء

۴۔عبدالوھاب روداوری کی نقاوۃ المللل وطرواۃ النحل

۵۔بلوی کی الف باء فی المحاضرات

۶۔جلال الدین سیوطی کی زادالمسیر

۷۔ابوالحجاج مزی کی تہذیب الکمال فی اسماء الرجال

۸۔ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی کی العلل (جزء ۳۰)

۹۔ذہبی کی میزان الاعتدال فی نقد الرجال (۳ نسخے)

۱۰۔ابن حجر مکی کی المحج المکیۃ فی شرح القصیدۃ الھمزیۃ (یہ نسخہ شارح کے اصل نسخہ سے استنساخ ہوا ہے)

۱۱۔متقی کی الکوکب المنیر فی شرح الجامع الصغیر

۱۲۔شمس الدین سخاوی کی الضوء اللامع لاھل القرن التاسع (اس نسخہ کو عبدالعزیز بن فہد مکی نے تحریر کیا ہے جس پر مصنف نے اپنے قلم سے ابن فہد کو اجازہ دیا ہے)

۱۳۔نورالدین ابن صباغ مالکی کی الفصول المہمۃ فی معرفۃ الائمہ (دو نسخے)

۱۴۔شمس الدین سخاوی کی المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث المشتھرۃ علی الالسنۃ (متعدد نسخے)

۱۵۔عبدالوھاب شعرانی کی لواقع الانوار فی طبقات السادۃ الاخیار (۳ نسخے ہیں ایک پر محمد خان بدخشانی کا حاشیہ ہے)

۱۶۔عیدروس کی النور السافر عن اخبار القرن العاشر

۱۷۔ابواسحٰق ثعلبی کی العرائس فی قصص الانبیاء

۱۹۔عطاء الدین فضل اللہ محدث شیرازی کی الاربعین فی فضائل امیر المومنین

۲۰۔صالح بن مہدی مقبلی صنعانی کی ملحقات الابحاث المسددۃ فی الفنون المتعددہ

۲۱۔محمد بن اسمٰعیل بخاری کی التاریخ الصغیر

۲۲۔ابن جوزی کی الموضوعات

۲۳۔برہان الدین عبداللہ بن محمد عبری فرغانی کی شرح منہاج البیضاوی

۲۴۔کمال الدین محمد بن محمد ابن امام الکاملیۃ کی شرح منہاج البیضاوی (اس نسخہ کی مصنف کے سامنے قرائت ہوئی اور اس پر مصنف کی تحریر ہے)

۲۵۔محمد بن سعد کی الطبقات الکبریٰ

۲۶۔ابوحامد غزالی کی اقتصاد الاعتقاد

۲۷۔نسائی کی خصائص امیر المومنین (دو نسخے)

۲۸۔مسند احمد بن حنبل

۲۹۔ابن حبیب بغدادی کی المنمق

۳۰۔ابن حبان کی الثقات

۳۱۔حکیم ترمذی کی نوادر الاصول

۳۲۔طبرانی کی المعجم الصغیر

۳۳۔شمس الدین محمد بن مظفر خلخالی کی المفاتیح فی شرح المصابیح

۳۴۔سعید الدین محمد بن مسعود کازرونی کی المنتقی فی سیرۃ المصطفی

۳۵۔جلال الدین سیوطی کی احیاء المیت بفضائل اھل البیت (اس کے دو نسخے ہیں ایک میں چالیس حدیثیں اور دوسرے میں ساٹھ حدیثیں ہیں)

۳۶۔ابونعیم اصفہانی کی حلیۃ الاولیاء

۳۷۔ابن مغازلی کی مناقب امیر المومنین

www.shiabookspdf.com

چند گزارشیں

۱۔میرے کسی بھی ترجمے کو ادبی نقطہ نگاہ سے نہ دیکھئے گا، اپنی کم علمی اور وقت کے تقاضے کے تحت بول چال کی زبان میں قارئین تک مطالب منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہوں، گرچہ اس میں بھی بہت سارے نقائص نظر آئیں گے۔

۲۔اس کتاب کا ترجمہ، میں نے عام مومنین کے لئے کیا ہے لہذا جہاں عبارتیں صرف مسجع و مقفیٰ تھیں ان کا ترجمہ نہیں کیا ہے، اور جہاں رجالی بحث ہوئی ہے، اور کسی کی توثیق یا تضعیف میں کئی ایک کی تقریباً ایک ہی جیسی عبارتیں تھیں وہاں ایک کی عبارت کے ترجمے پر اکتفاء کیا ہے باقی کا حوالہ دے دیا ہے۔

۳۔اس کتاب میں جتنے بھی حوالے جلد اور صفحہ نمبر کے عنوان سے ہیں سب کے سب اس حقیر کی زحمتوں کا نتیجہ ہیں، میر حامد حسین نے صرف ذکر کتاب پر اکتفاء کیا تھا۔

خدا میری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے

والسلام

سید شجاعت حسین رضوی

گوپال پور۔باقر گنج

سیوان، بہار

www.shiabookspdf.com

شاہ صاحب کی باتیں

بارہویں حدیث: زید بن ارقم نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: "انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی ، احدهما اعظم من الآخر ، کتاب اللّٰه و عترتی " (یعنی میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم ان دونوں سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے، ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت)

اس حدیث کا بھی گذشتہ حدیثوں کی طرح اصل مدعیٰ سے کوئی ربط نہیں ہے، کیونکہ ضروری نہیں ہے کہ جس سے تمسک کیا جائے وہ صاحب ریاست کبریٰ ہو۔

اور اگر اسے مان بھی لیں تو اس کے مقابلے ایک اور صحیح حدیث ہے کہ " علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی .تمسکوا بها و عضوا علیها باالنواجذ " (یعنی تم پر میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، اسے تھام لو اور مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑ لو)

اور اگر ہم آپ کی بات مان لیں تو لغت عرب میں عترت، اقارب کے معنی میں آتا ہے۔ اگر اس کی دلالت امامت پر ہو تو اس کا لازمہ یہ ہوگا کہ حضورؐ کے تمام اقارب ائمہ واجب الاطاعۃ ہوں، خصوصاً عبداللہ بن عباس، محمد بن حنفیہ، زید بن علی، حسن مثنی، اسحاق بن جعفر صادق رحمهم اللّٰه اور ان جیسے دیگر اہلبیت۔

اور حدیث صحیح میں یہ بھی ہے کہ" خذو شطر دینکم عن هذا الحمیرا" (یعنی عائشہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اپنا آدھا دین اس حمیرا سے لے لو) اور" اهتدوا بهدی عمار و تمسکوا بعهد ابن ام عبد " (یعنی عمار سے روش ہدایت سیکھو اور عبداللہ بن مسعود کی وصیت کو مضبوطی سے تھام لو) اور "رضیت لکم مارضی لکم ابن ام عبد " (یعنی عبداللہ بن مسعود تم سے جس بات پر خوش ہوں میں بھی اس پر خوش ہوں) اور "اعلمکم بالحلال والحرام معاذبن جبل " (یعنی تم میں معاذ بن جبل

حلال وحرام کا زیادہ جاننے والا ہے) اس جیسی اور بھی بے شمار صحیح حدیثیں موجود ہیں، خصوصاً آپ کا یہ فرمان "اقتدوا باالّذ ین من بعدی ابی بکر وعمر " (یعنی میرے بعد دین میں ابوبکر وعمر کی پیروی کرو) اور یہ حدیث تو شہرت وتواتر کی حد تک پہونچی ہوئی ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب ہی اشخاص امام ہوں۔

اس کے علاوہ اگر یہ حدیث، عترت کی امامت پر دلالت کرے تو جناب امیرؑ سے جو حدیث مروی ہے اور جسے شیعہ متواتر مانتے ہیں کہ " انما الشوریٰ للمهاجرین والانصار "(یعنی مشورہ کا حق مہاجرین وانصار کو ہے) کس طرح درست ثابت ہوگی ✪

✪✪✪✪✪

www.shiabookspdf.com

✪ یہاں تک حدیث ثقلین کی بحث تھی اسی حدیث کے ذیل میں شاہ صاحب نے حدیث سفینہ پر بحث کی ہے، جس کا میر حامد حسینؒ نے بھی حدیث ثقلین ہی کے ذیل میں جواب دیا ہے، اور وہ مجلد حدیث ثقلین ہی کے ساتھ شائع ہوئی، مگر حجم کی زیادتی کی وجہ سے مجلد حدیث سفینہ کا ترجمہ جدا کیا ہے ا ور وہ نورالانوار کی تیسری جلد ہوگی۔ مترجم

میر حامد حسینؒ کا جواب

حق وحقیقت کی تلاش کرنے والے پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت بلافصل پر بہترین اور ٹھوس دلیل، حدیث ثقلین ہے جو آپ کے علاوہ آپ کے فرزندوں کی امامت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ شاہ صاحب (محدث دہلوی) نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ اہلبیتؑ کی امامت پر اس حدیث کی دلالت کو غلط قرار دیں لہذا حق وحقیقت سے دور پیترے بدلنے لگے، لیکن خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے میں ان کے سارے تانے بانے خود ان ہی کی صحاح ومسانید میں موجود روایتوں سے غلط ثابت کروں گا۔

حدیث ثقلین کے متعلق جن باتوں کی انہوں نے رعایت نہیں کی ہے اور انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ حدیث ثقلین مختلف طرق اور معتبر اسناد سے بیس صحابہ سے نقل ہوئی ہے اور وہ تواتر کی آخری حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ جب کہ صاحب تحفہ نے اس کو صرف زید بن ارقم کے سلسلۂ روایت سے نقل کیا ہے تا کہ حدیث ثقلین کے مقابلہ اس جعلی حدیثِ آحاد کو معارض قرار دیں اور پھر ہر طرح کے جوابات کی زحمت سے بچ جائیں۔

۲۔ اس حدیث کو متواتر نہیں کہا جب کہ یہ حدیث مشہور احادیث متواترہ میں سے ہے اور اس کے قطعی الصدور ہونے کو آئندہ بیان کریں گے۔

۳۔ بالفرض ان کی نظر میں یہ حدیث متواتر نہیں تھی تو لااقل ''مستفیض'' (یعنی جو حد تواتر تک نہ پہنچی ہو لیکن مفید یقین ہے) تو تھی پھر کیوں اس کو مستفیض نہیں کہا!

۴۔ شاہ صاحب نے جہاں حدیث ثقلین کے تواتر یا مستفیض ہونے سے تجاہل کیا وہیں اجمالی طور پر ہی سہی اس بات کو بھی بیان نہیں کیا کہ حدیث ثقلین متعدد طرق واسناد سے نقل ہوئی ہے۔

۵۔ شاہ صاحب (مؤلف تحفہ) نے حدیث ثقلین کے صحیح ہونے کے بارے میں کچھ کہا ہی نہیں جب

کہ ان کی تحفہ کے باب چہارم میں شیعہ وسنی دونوں طرق سے اس کا صحیح ہونا بالکل واضح ہے۔

۶۔ بالفرض یہ حدیث نہ متواتر ہے نہ مستفیض نہ اسناد متعدد رکھنے والی اور نہ ہی صحیح لیکن کم از کم حسن تو ہے مگر شاہ صاحب نے یہ بھی نہیں لکھا۔

۷۔ حدیث کے اس حصے کو جس میں عترت کی اہلبیت سے تفسیر ہوئی ہے، حذف کر دیا جب کہ یہ تفسیری عبارت حدیث کی مشہور ترین کتاب صحیح ترمذی اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے اور پھر عترت کو اقارب سے تعبیر کیا تا کہ پیغمبر اسلامؐ کے سارے اقارب شامل ہو جائیں اور اس حدیث سے امامت ثابت نہ ہونے پائے۔

۸۔ حدیث کے اس حصہ ''انهما لن يفترقا حتى يرد اعليّ الحوض'' کو بھی حذف کر دیا جو اہلبیتؑ کی عصمت کو ثابت کرتا ہے، جب کہ مسند احمد بن حنبل، صحیح ترمذی اور دیگر معتبر کتابوں میں موجود حدیث ثقلین میں یہ فقرہ موجود ہے۔

۹۔ اہلبیتؑ کی عظمت پر بالعموم اور حضرت علیؑ کی منزلت پر بالخصوص دلالت کرنے والی اس حدیث ثقلین کو کامل طور پر نقل نہ کرنے میں ان کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہے کہ انھیں اس کی خبر نہیں تھی کیونکہ خود وہ اور ان کے پیروکار وسیع معلومات رکھنے کے دعویدار ہیں، یہ اور بات ہے کہ یہ ان کا صرف دعویٰ ہے۔

۱۰۔ شاہ صاحب نے اس حدیث سے امامت حضرت علیؑ پر اہل حق کی دلیلوں کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا۔



www.shiabookspdf.com

سند حدیث

حدیث ثقلین کے روّات وناقلین:

اہلسنت کے بہت سارے مشہور ومعروف راویوں نے اس حدیث کی روایت کی ہے جن کا سلسلہ دوسری صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے جن کو ان کے سن وفات کے لحاظ سے پیش کررہے ہیں.

دوسری صدی

۱۔ سعید بن مسروق متوفی ۱۲۶ھ

۲۔ یمین بن ربیع بن عمیلہ فزاری ابوالربیع کوفی متوفی ۱۳۱ھ

۳۔ ابوحیان یحییٰ بن سعید بن حیان تمیمی کوفی متوفی ۱۴۵ھ

۴۔ عبدالملک بن ابی سلیمان میسرہ عرزمی متوفی ۱۴۵ھ

۵۔ سلیمان بن مہران اسدی کاہلی معروف بہ اعمش متوفی ۱۴۷ھ

۶۔ محمد بن اسحاق بن یسار مدنی متوفی ۱۵۱ھ

۷۔ اسرائیل بن یونس سبیعی ابویوسف کوفی متوفی ۱۶۰ھ

۸۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کوفی مسعودی متوفی ۱۶۰ھ

۹۔ محمد بن طلحہ بن مصرف یامی کوفی متوفی ۱۶۷ھ

۱۰۔ ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ یشکری واسطی بزّاز متوفی ۱۷۵ھ

۱۱۔ شریک بن عبداللہ قاضی متوفی ۱۷۷ھ

۱۲۔ حسان بن ابراہیم بن عبداللہ کرمانی متوفی ۱۸۶ھ

۱۳۔ جریر بن عبدالحمید بن قرط ضبی کوفی متوفی ۱۸۸ھ

۱۴۔ ابوبشر اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم اسدی بصری معروف بہ ابن علیہ متوفی ۱۹۳ھ

۱۵۔ ابوعبدالرحمٰن محمد بن فضیل بن غزوان ضبی کوفی متوفی ۱۹۴ھ

۱۶۔ عبداللہ بن نمیر ہمدانی متوفی ۱۹۹ھ

تیسری صدی

۱۷۔ محمد بن عبداللہ ابواحمد زبیری حبّال متوفی ۲۰۳ھ

۱۸۔ ابوعامر عبدالملک بن عمرو عقدی متوفی ۲۰۴ھ

۱۹۔ اسود بن عامر شاذان شامی متوفی ۲۰۸ھ

۲۰۔ یحییٰ بن حماد بن ابی زیاد شیبانی متوفی ۲۱۵ھ

۲۱۔ ابوجعفر محمد بن حبیب ہاشمی بغدادی متوفی ۲۲۵ھ

۲۲۔ ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری بصری متوفی ۲۳۰ھ

۲۳۔ ابومحمد خلف بن سالم مخرمی مہلبی متوفی ۲۳۱ھ

۲۴۔ زہیر بن حرب بن شداد ابوخیثمہ نسائی متوفی ۲۳۴ھ

۲۵۔ ابوالفضل شجاع بن مخلد فلاس بغوی متوفی ۲۳۵ھ

۲۶۔ ابوبکر عبداللہ بن محمد معروف بہ ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ

۲۷۔ محمد بن بکار بن ریان ہاشمی متوفی ۲۳۸ھ

۲۸۔ ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر حنظلی معروف بہ ابن راہویہ متوفی ۲۳۸ھ

۲۹۔ ابومحمد وہبان بن بقیہ بن عثمان واسطی متوفی ۲۳۹ھ

۳۰۔ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی متوفی ۲۴۱ھ

۳۱۔ نصر بن عبدالرحمٰن بن بکار ناجی کوفی وشاء متوفی ۲۴۸ھ

۳۲۔ ابومحمد عبد بن حمید کسّی متوفی ۲۴۹ھ

۳۳۔ عباد بن یعقوب رواجنی اسدی متوفی ۲۵۰ھ

www.shiabookspdf.com

۳۴۔نصر بن علی بن نصر بن علی جہضمی متوفی ۲۵۰ھ

۳۵۔محمد بن مثنی ابوموسی عنزی متوفی ۲۵۲ھ

۳۶۔ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن بہرام دارمی سمرقندی متوفی ۲۵۵ھ

۳۷۔علی بن منذر طریقی کوفی متوفی ۲۵۶ھ

۳۸۔مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ

۳۹۔ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ

۴۰۔ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی متوفی ۲۷۵ھ

۴۱۔ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی بصری متوفی ۲۷۶ھ

۴۲۔ابوبکر محمد بن احمد بن ابی عوام بن یزید بن دینار ریاحی تمیمی متوفی ۲۷۶ھ

۴۳۔ابوعیسی بن سورہ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ

۴۴۔ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس اموی بغدادی معروف بہ ابن ابی الدنیا متوفی ۲۸۱ھ

۴۵۔ابوعبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی متوفی ۲۸۵ھ

۴۶۔ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم نبیل معروف بہ ابن ابی عاصم شیبانی متوفی ۲۸۷ھ

۴۷۔ابوعبدالرحمن عبداللہ بن احمد بن حنبل شیبانی متوفی ۲۹۰ھ

۴۸۔ابوالعباس احمد بن یحییٰ شیبانی بغدادی معروف بہ ثعلب متوفی ۲۹۱ھ

۴۹۔ابوبکر احمد بن عمر بن عبدالخالق بزار متوفی ۲۹۲ھ

۵۰۔ابونصر احمد بن سہل فقیہ قبانی متوفی ۲۹۲ھ

چوتھی صدی

۵۱۔ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی متوفی ۳۰۳ھ

۵۲۔ابویعلی احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ تمیمی موصلی متوفی ۳۰۷ھ

۵۳۔ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ

۵۴۔ابوبشر محمد بن احمد دولابی متوفی ۳۱۰ھ

۵۵۔ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری متوفی ۳۱۱ھ

۵۶۔ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان بن حارث باغندی واسطی بغدادی متوفی ۳۱۲ھ

۵۷۔ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری اسفرائنی متوفی ۳۱۶ھ

۵۸۔ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی متوفی ۳۱۷ھ

۵۹۔ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ قرطبی متوفی ۳۲۸ھ

۶۰۔ابوبکر محمد بن قاسم بن محمد بن بشار معروف بہ ابن انباری متوفی ۳۲۸ھ

۶۱۔ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد ضبی محاملی متوفی ۳۳۰ھ

۶۲۔ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید معروف بہ ابن عقدہ متوفی ۳۳۲ھ

۶۳۔ابومحمد دعلج بن احمد بن محمد سجزی معدل متوفی ۳۵۱ھ

۶۴۔ابوبکر محمد بن عمر بن محمد بن سلم تمیمی معروف بہ ابن بعابی متوفی ۳۵۵ھ

۶۵۔ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ

۶۶۔ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بن شبیب قطیعی متوفی ۳۶۸ھ

۶۷۔ابومنصور محمد بن احمد بن طلحہ ازہری لغوی متوفی ۳۷۰ھ

۶۸۔ابوالحسین محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی بغدادی متوفی ۳۷۹ھ

۶۹۔ابوالحسن علی بن عمر بن احمد دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ

۷۰۔ابوطاہر محمد بن عبدالرحمٰن مخلص ذہبی متوفی ۳۹۳ھ

۷۱۔محمد بن سلیمان بن داؤد بغدادی

پانچویں صدی

۷۲۔ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ

۷۳۔ابوسعد عبدالملک بن محمد واعظ نیشاپوری خرگوشی متوفی ۴۰۷ھ

۷۴۔ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی متوفی ۴۲۷ھ

۷۵۔ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ

www.shiabookspdf.com

۷۶۔ابونصر محمد بن جبار عتبی

۷۷۔ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

۷۸۔ابوغالب محمد بن احمد بن سہل نحوی معروف بہ ابن بشران متوفی ۴۶۲ھ

۷۹۔ابوعمر یوسف بن عبداللہ معروف بہ ابن عبدالبر نمری قرطبی متوفی ۴۶۳ھ

۸۰۔ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ

۸۱۔ابومحمد حسن بن احمد بن موسیٰ غندجانی متوفی ۴۶۷ھ

۸۲۔ابوالحسن علی بن محمد بن طیب جلابی معروف بہ ابن مغازلی متوفی ۴۸۳ھ

۸۳۔ابوعبداللہ محمد بن فتوح بن عبداللہ بن حمید بن یصل ازدی حمیدی متوفی ۴۸۸ھ

۸۴۔ابوالمظفر منصور بن محمد سمعانی متوفی ۴۸۹ھ

چھٹی صدی

۸۵۔ابوعلی اسماعیل بن احمد بن حسین بیہقی متوفی ۵۰۷ھ

۸۶۔ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی شیبانی مقدسی معروف بہ ابن قیسرانی متوفی ۵۰۷ھ

۸۷۔ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو دیلمی ہمدانی متوفی ۵۰۹ھ

۸۸۔ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی معروف بہ محی السنۃ متوفی ۵۱۶ھ

۸۹۔ابوالحسن رزین بن معاویہ عبدری متوفی ۵۳۵ھ

۹۰۔ابوالبرکات عبدالوھاب بن مبارک بن احمد انماطی بغدادی متوفی ۵۳۸ھ

۹۱۔قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ یحصبی متوفی ۵۴۴ھ

۹۲۔ابومحمد احمد بن محمد بن علی عاصمی

۹۳۔ابوالمؤید موفق بن احمد مکی معروف بہ اخطب خوارزم متوفی ۵۶۸ھ

۹۴۔ابوالقاسم علی بن حسین بن ھبۃ اللہ معروف بہ ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ

۹۵۔محمد بن عمر بن احمد بن عمر اصفہانی معروف بہ ابوموسیٰ مدینی متوفی ۵۸۱ھ

۹۶۔ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن ابی الفوارس رازی

۹۷۔سراج الدین ابومحمد علی بن عثمان بن محمد اوشی فرغانی حنفی متوفی ۵۹۶ھ

ساتویں صدی

۹۸۔ابوالفتوح اسعد بن محمود بن خلف عجلی اصفہانی متوفی ۶۰۰ھ

۹۹ مبارک بن محمد بن عبدالکریم معروف بہ ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ

۱۰۰۔فخرالدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ

۱۰۱۔محمد عبدالعزیز بن اخضر جنابذی بغدادی متوفی ۶۱۱ھ

۱۰۲۔ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم معروف بہ ابن اثیر متوفی ۶۳۰ھ

۱۰۳۔ضیاءالدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی متوفی ۶۴۳ھ

۱۰۴۔ابوعبداللہ محمد بن محمود بن حسن بن ھبۃ اللہ معروف بہ ابن نجار متوفی ۶۴۳ھ

۱۰۵۔رضی الدین حسن بن محمد صنعانی متوفی ۶۵۰ھ

۱۰۶۔ابوسالم محمد بن طلحہ قرشی نصیبی شافعی متوفی ۶۵۲ھ

۱۰۷۔شمس الدین ابومظفر یوسف بن قزغلی سبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ

۱۰۸۔ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی متوفی ۶۵۸ھ

۱۰۹۔ابوالفتح محمد بن ابی بکر ابیوردی شافعی متوفی ۶۶۸ھ

۱۱۰۔ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ

۱۱۱۔محب الدین ابوالعباس احمد بن عبداللہ طبری مکی شافعی متوفی ۶۹۴ھ

۱۱۲۔سعیدالدین محمد بن احمد فرغانی متوفی ۶۹۹ھ

۱۱۳۔نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری معروف بہ نظام اعرج

آٹھویں صدی

۱۱۴۔جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم انصاری افریقی مصری متوفی ۷۱۱ھ

۱۱۵۔صدرالدین ابوالمجامع ابرہیم بن محمد بن مؤید حموئی متوفی ۷۲۲ھ

www.shiabookspdf.com

۱۱۶۔ نجم الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن مکی بن یاسین قمولی متوفی ۷۲۷ھ

۱۱۷۔ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن متوفی ۷۴۱ھ

۱۱۸۔ فخر الدین ھانسوی

۱۱۹۔ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب

۱۲۰۔ ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف مزّی متوفی ۷۴۲ھ

۱۲۱۔ حسن بن محمد طیبی متوفی ۷۴۳ھ

۱۲۲۔ شمس الدین محمد بن مظفر شاہرودی خلخالی متوفی ۷۴۵ھ

۱۲۳۔ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ

۱۲۴۔ جمال الدین محمد بن یوسف بن حسن زرندی مدنی انصاری متوفی حدود ۷۵۰ھ

۱۲۵۔ سعید الدین محمد بن مسعود بن محمد بن مسعود کازرونی متوفی ۷۵۸ھ

۱۲۶۔ اسماعیل بن کثیر بن ضوء قرشی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ

۱۲۷۔ سید علی بن شہاب الدین ہمدانی متوفی ۷۸۶ھ

۱۲۸۔ سید محمد طالقانی

۱۲۹۔ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ

۱۳۰۔ حسام الدین ابوعبداللہ حمید بن احمد محلی

نویں صدی

۱۳۱۔ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ھیثمی متوفی ۸۰۷ھ

۱۳۲۔ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی متوفی ۸۱۷ھ

۱۳۳۔ محمد بن محمد حافظی بخاری نقشبندی معروف بہ خواجہ پارسا متوفی ۸۲۲ھ

۱۳۴۔ ملک العلماء شہاب الدین بن شمس الدین زاولی دولت آبادی متوفی ۸۴۹ھ

۱۳۵۔ نور الدین علی بن محمد معروف بہ ابن صباغ مالکی متوفی ۸۵۵ھ

دسویں صدی

۱۳۶۔ ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ

۱۳۸۔ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

۱۳۹۔ نور الدین علی بن عبداللہ سمہودی متوفی ۹۱۱ھ

۱۴۰۔ فضل بن روزبہان خنجی شیرازی

۱۴۱۔ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ھ

۱۴۲۔ شمس الدین محمد علقمی متوفی ۹۲۹ھ

۱۴۳۔ عبدالوھاب بن محمد بن رفیع الدین بخاری متوفی ۹۳۲ھ

۱۴۴۔ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی صالحی متوفی ۹۴۲ھ

۱۴۵۔ محمد بن احمد شربینی خطیب متوفی ۹۶۸ھ

۱۴۶۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر ھیتمی مکی متوفی ۹۷۳ھ

۱۴۷۔ علی بن حسام الدین متقی متوفی ۹۷۵ھ

۱۴۸۔ محمد طاہر فتنی گجراتی متوفی ۹۸۶ھ

۱۴۹۔ عباس بن معین الدین مشہور بہ میرزا مخدوم جرجانی شیرازی متوفی ۹۸۸ھ

۱۵۰۔ شیخ بن عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ عیدروس یمنی متوفی ۹۹۰ھ

۱۵۱۔ کمال الدین بن فخر الدین جہرمی

۱۵۲۔ محمد بن احمد بن مصطفیٰ بن ابراہیم صوفی معروف بہ بدر الدین رومی

۱۵۳۔ عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی معروف بہ جمال الدین محدث متوفی ۱۰۰۰ھ

گیارہویں صدی

۱۵۴۔ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ قاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۵۵۔ عبدالرؤوف بن تاج العارفین مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ

www.shiabookspdf.com

۱۵۶۔ملا یعقوب بنیانی لاہوری

۱۵۷۔نورالدین علی بن ابراہیم بن احمد بن علی حلبی شافعی متوفی ۱۰۴۳ھ

۱۵۸۔احمد بن فضل بن محمد باکثیر مکی متوفی ۱۰۴۷ھ

۱۵۹۔محمود بن محمد بن علی شیخانی قادری مدنی

۱۶۰۔سید محمد بن سید جلال ماہ عالم بخاری

۱۶۱۔شیخ عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

۱۶۲۔شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی مصری متوفی ۱۰۶۹ھ

۱۶۳۔علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی بولاقی شافعی متوفی ۱۰۷۰ھ

بارہویں صدی

۱۶۴۔صالح بن مہدی بن علی مقبلی صنعانی متوفی ۱۱۰۸ھ

۱۶۵۔احمد آفندی مشہور بہ منجم باشی متوفی ۱۱۱۳ھ

۱۶۶۔محمد بن عبدالباقی بن یوسف ازہری زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ

۱۶۷۔حسام الدین بن محمد بایزید بن بدیع الدین سہارنپوری

۱۶۸۔میرزا محمد بن معتمد خان حارثی بدخشی

۱۶۹۔رضی الدین بن محمد بن علی بن حیدر حسینی شامی شافعی متوفی ۱۱۴۲ھ

۱۷۰۔محمد صدر عالم

۱۷۱۔ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ

۱۷۲۔محمد معین بن محمد امین سندھی

۱۷۳۔محمد بن اسماعیل امیر یمانی صنعانی متوفی ۱۱۸۲ھ

۱۷۴۔محمد بن علی صبان

۱۷۵۔ابوالفیض محب الدین محمد مرتضی واسطی زبیدی حنفی

۱۷۶۔احمد بن عبدالقادر بن بکری عجیلی شافعی متوفی ۱۱۸۲ھ

تیرہویں صدی

۱۷۷۔محمد مبین بن محب اللہ لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ

۱۷۸۔محمد اکرام الدین بن محمد نظام الدین بن محب الحق دہلوی

۱۷۹۔جمال الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالعلی معروف بہ میرزا حسن علی محدث لکھنوی

۱۸۰۔عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری

۱۸۱۔ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی متوفی ۱۲۷۰ھ

۱۸۲۔رشید الدین خان دہلوی

۱۸۳۔عاشق علی خان

۱۸۴۔شیخ حسن عدوی حمزاوی

۱۸۵۔شیخ سلیمان بن ابراہیم معروف بہ خواجہ کلان حسینی بلخی قندوزی

۱۸۶۔مولوی حسن زمان

۱۸۷۔مولوی صدیق حسن خان قنوجی

www.shiabookspdf.com

نصوص حدیث ثقلین

۱۔ روایت سعید بن مسروق ثوری

سعید بن مسروق سے اس حدیث کی مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

مجھ سے محمد بن بکار بن ریان نے بیان کیا انہوں نے حسان (بن ابراہیم) سے انہوں نے سعید بن مسروق سے انہوں نے یزید بن حیان سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، مسروق کہتے ہیں کہ ہم لوگ زید بن ارقم کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نے رسولؐ خدا کی صحبت اختیار کی اور آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھی.....حدیث کو ابوحیان کی حدیث کی طرح نقل کیا اس تفاوت کے ساتھ کہ آخر میں کہا کہ حضرتؐ نے فرمایا: "الا و انی تارک فیکم الثقلین احدهما کتاب الله هو حبل الله من اتبعه کان علی الهدی و من ترکه کان علی الضلالة" یعنی میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جو اللہ کی رسی ہے، جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اسے چھوڑ دیا گمراہ ہوا۔

اسی حدیث میں ہے کہ زید بن ارقم سے دریافت کیا گیا: آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں شامل ہیں؟ جواب دیا: "ایم الله، انّ المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلّقها فترجع الی ابیها و قومها، اهل بیته: اصله و عصبته الّذین حرموا الصدقة بعدها" خدا کی قسم نہیں کیونکہ بیوی، شوہر کے ساتھ برسوں رہتی ہے اور جیسے ہی شوہر طلاق دیتا ہے وہ اپنے باپ اور رشتہ داروں کے گھر چلی جاتی ہے، حضرت کے اہل بیت آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار

www.shiabookspdf.com

ہیں کہ جن پر حضرت کے بعد صدقہ حرام ہے۔(۱)

احوال و آثار

۱۔ مقدسی لکھتے ہیں:

''سعید بن مسروق بن عدی ثوری، ثور بن عبد مناۃ بن ادہ بن طابخہ تمیمی کوفی کے قبیلے سے اور سفیان ثوری کے باپ ہیں. بخاری و مسلم کے بقول انھوں نے عبایہ بن رفاعہ اور عبدالرحمٰن بن ابی نعیم سے سماع حدیث کی اور صحیح بخاری کے مطابق منذر ثوری سے اور صحیح مسلم کے مطابق ابوالضحی، سلمہ بن کہیل، شعبی، یزید بن حیان اور خیثمہ سے روایت کی ہے. ان کے بیٹے سفیان اور شعبہ اور ابوالاحوص نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان سے روایت کی ہے، صحیح بخاری میں ابوعوانہ اور عمرو بن عبید نے ان سے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں حسان بن ابراہیم، عمر بن سعید، اسماعیل بن مسلم اور زائدہ نے ان سے روایت کی ہے. احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا'' (۲)

۲۔ ذہبی کا کہنا ہے:

''سعید بن مسروق ثوری نے ابووائل اور شعبی سے اور سعید بن مسروق سے ان کے دو بیٹوں اور ابوعوانہ نے روایت کی ہے، وہ ثقہ ہیں اور ۱۲۶ھ میں وفات پائی'' (۳)

۳۔ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''سعید بن مسروق ثوری نے ابراہیم تیمی، خیثمہ بن عبداللہ، سعید بن عمر، اشوع (اشرع)، سلمہ بن کہیل، ابووائل، شعبی، عبایہ بن رفاعہ، عبدالرحمٰن بن ابی نعیم، ابوالضحی، منذر ثوری، یزید بن حیان، عون بن ابی جحیم اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور خود ثوری سے ان کے ہم عصر اعمش، ان (ثوری) کے بیٹے سفیان اور عمر مبارک

۱۔ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳۔۱۲۲، باب فضائل علی بن ابی طالبؑ۔

۲۔ اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۱۶۹، نمبر ۶۴۲۔

۳۔ الکاشف، ج ۱، ص ۲۹۵، نمبر ۱۹۷۶۔

،شعبہ،ابوالاحوص،زائدہ،ربعی بن علیہ،ابوعوانہ اور ایک جماعت نے روایت کی ہیں،
ابن معین،شعبہ بن حجاج،ابوحاتم،عجلی اور نسائی نے انھیں ثقہ کہا ہے اور ابن ابی عاصم
نے ان کا سن وفات ۱۲۶ھ بتایا ہے جب کہ احمد بن حنبل نے ۱۲۸ھ،ابن قانع نے
۷ھ اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کے حالات میں سن وفات ۸ھ ذکر کیا
ہے(۱)،ابن خلفون نے ان کی وثاقت کو ابن مدینی سے نقل کیا ہے''(۲)

۴۔ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں:

''سفیان کے باپ سعید بن مسروق ثوری ثقہ اور چھٹے طبقے میں ہیں.۱۲۶ھ میں ان کا
انتقال ہوا.اور کہا جاتا ہے کہ سن مذکور کے بعد فوت ہوئے''.(۳)

۲۔روایت رکین بن ربیع

احمد بن حنبل نے رکین کے حدیث اس طرح روایت کی ہے:

''اسود بن عامر نے شریک سے انھوں نے رکین سے انھوں نے قاسم بن حسان سے
اور انھوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:''انی تارک
فیکم خلیفتین کتاب اللّٰہ حبل ممد ود ما بین السماء والارض (اوما
بین السماء الی الارض) وعترتی اھل بیتی وانھما لن یفترقا حتی یرد
اعلیّ الحوض '' میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں،ایک کتاب خدا جو
ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک،دوسرے میری عترت واہل بیت یہ دونوں کبھی
جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''.(۴)

۱۔ابن حبان کی ''الثقات'' ج ۳،۳۹۳،نمبر ۱۶۸۳ میں ان کا سن وفات ۱۲۸ھ مرقوم ہے۔(مترجم)

۲۔تہذیب التہذیب،ج ۴،ص ۸۲،نمبر ۱۴۲۔

۳۔تقریب التہذیب،ج ۱،ص ۳۰۵،نمبر ۲۵۷،حرف س۔

۴۔مسند احمد بن حنبل،ج ۶،ص ۲۳۲،ح ۲۱۰۶۸۔

احمد بن حنبل نے اس حدیث کی رکین کے علاوہ اور بھی طریق سے روایت کی ہے جن کو آئندہ پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ابن حبان الثقات میں لکھتے ہیں:

''رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری کوفی نے ابن زبیر اور ابن عمر سے اور خود ان سے ثوری
اور شریک نے روایت کی ہے،۱۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا''

۲۔مقدسی کا کہنا ہے:

''رکین بن ربیع بن عمیلہ ابوالربیع فزاری کوفی نے ادبیات میں اپنے والد سے کسب
فیض کیا اور رکین سے معتمر بن سلیمان اور جریر بن عبدالحمید نے روایت کی ہے''(۱)

۳۔سمعانی کا بیان ہے:

''رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری کوفی نے ابن عمر اور ابن زبیر سے اور خود رکین سے
ثوری اور شریک نے روایت کی ہے،۱۳۱ھ میں انتقال ہوا''۔(۲)

۴۔ذہبی کہتے ہیں:

''رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد اور ابن عمر سے اور خود رکین سے ان
کے پوتے ربیع بن سہل،شعبہ اور معتمر نے روایت کی ہے اور احمد(بن حنبل) نے ان کی
توثیق کی ہے''(۳)

۵۔ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں:

''رکین بن ربیع عمیلہ فزاری ابوالربیع کوفی نے اپنے والد،ابن عمر،ابن زبیر،

۱۔اسماء رجال الصحیحین،ج ۱،ص ۱۴۱،نمبر ۵۵۴۔

۲۔الانساب۔مادہ الفزاری،ج ۹،ص ۲۹۸۔

۳۔الکاشف،ج ۱،ص ۲۴۳،نمبر ۱۶۰۱۔

www.shiabookspdf.com

ابوالطفیل، حصین بن قبیصہ، قیس بن مسلم، عدی بن ثابت، یحییٰ بن معتمر اور دوسروں سے روایت کی ہے اور ان کے پوتے ربیع بن سہل بن رکین، اسرائیل، زائدہ، شعبہ، ثوری، مسعر، جریر بن عبدالحمید، شریک، عبیدہ بن حمید، معتمر بن سلیمان اور ایک جماعت نے رکین سے روایت کی ہے، احمد (ابن حنبل) اور ابن معین نے انھیں ثقہ اور ابوحاتم نے صالح کہا ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور سن وفات ۱۳۱ھ بتایا ہے، ہیثم اور ابن قانع نے اسی سن وفات کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن سفیان نے کہا ہے وہ کوفی ہیں۔''(۱)

۶۔ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں: ''رکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری ابوالربیع کوفی ثقہ اور چوتھے طبقے میں ہیں، ۱۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔''(۲)

۳۔روایت ابوحیان

ابوحیان یحییٰ بن سعید تیمی سے مروی حدیث کی احمد نے اپنی مسند میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اپنے اسناد سے روایت کی ہے جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال و آثار

۱۔ابن حبان ''الثقات'' میں کہتے ہیں:

''یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی، کوفہ کے رہنے والے تھے انھوں نے شعبی سے اور ان سے اعمش، ثوری اور کوفیوں نے روایت کی ہے، ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔''

۲۔مقدسی کا بیان ہے:

''یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی، تیم الرباب کوفی نے ابوزرعہ، شعبی اور یزید بن حیان سے سماع حدیث کیا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی اسماعیل بن علیہ، ابواسامہ

۱۔تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۲۸۷، نمبر ۵۴۳۔
۲۔تقریب التہذیب، ج ۱، ص ۲۵۲، نمبر ۱۰۸، حرف ر۔

اور وہیب بن خالد نے ابوحیان سے روایت کی ہے ان کے علاوہ صحیح بخاری میں موجود حدیث کی ابن مبارک، یحییٰ قطان، محمد بن (ابی) عبید نے اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی محمد بن بشر، علی بن مسہر، عبدالرحیم بن سلیمان، جریر بن عبدالحمید، ایوب سختیانی، محمد بن فضیل، عبداللہ بن نمیر، سفیان ثوری، عیسی بن یونس اور عبداللہ بن ادریس نے ابو حیان سے روایت کی ہے۔''(۱)

۳۔ذہبی کا کہنا ہے:

''یحییٰ بن سعید بن حیان ابوحیان تیمی .....کی ثوری نے تعریف و توثیق کی ہے، احمد بن عبداللہ عجلی کا بیان ہے کہ وہ (ابوحیان) ثقہ، صالح، شہرت کے حامل اور صاحب سنت ہیں، ابن حبان نے ان کا سن وفات ۱۴۵ھ بتایا ہے۔''(۲)

۴۔ذہبی، محمد بن سوقہ کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''ابن عینیہ کا بیان ہے کہ کوفہ میں تین افراد ایسے ہیں جن سے اگر کہا جائے کہ کل تم مر جاؤ گے (تو اس کہنے سے) وہ اپنے اعمال میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کریں گے اور وہ محمد بن سوقہ، ابوحیان تیمی اور عمر بن قیس ملائی ہیں۔ (۳)

۵۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں:

''یحییٰ بن سعید بن حیان ابوحیان تیمی نے ابوزرعہ اور شعبی سے اور ابوحیان سے یحییٰ بن قطان اور اسامہ نے روایت کی ہے وہ امام و ثبت ہیں ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔''(۴)

۶۔ذہبی العبر میں تحریر کرتے ہیں:

''یحییٰ بن سعید تیمی ثقہ، امام اور صاحب سنت ہیں، شعبی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے''(۵)

۱۔اسماء رجال الصحیحین، ج ۲، ص ۵۶۱، نمبر ۲۱۷۸۔
۲۔تذہیب التہذیب، خطی۔
۳۔تذہیب التہذیب، خطی۔
۴۔الکاشف، ج ۳، ص ۲۲۵، نمبر ۶۲۸۳۔
۵۔العبر، ج ۱، ص ۱۰۸، حوادث ۱۴۵ھ۔

www.shiabookspdf.com

۷۔یافعی کا کہنا ہے:

''یحییٰ بن سعید تیمی کوفی ثقہ،امام اور صاحب سنت ہیں''.(۱)

۸۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''یحییٰ بن سعید بن حیان ابوحیان تیمی کوفی چھٹے طبقے کے ثقہ اور عابدوں میں ہیں، ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا''(۲)

۹۔شیخ عبدالحق دہلوی ''اسماء رجال المشکاۃ'' میں لکھتے ہیں:

''یحییٰ بن سعید بن حیان،ابوحیان تیمی کوفی،تیم الرباب سے ہیں یحییٰ نے ان کو ثقہ،عجلی نے ثقہ،صالح،شناختہ شدہ اور صاحب سنت کہا ہے،ابوحاتم نے کہا ہے کہ وہ صالح ہیں ،ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور محمد بن فضیل نے کہا ہے کہ انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے اور وہ سچے ہیں، یحییٰ بن سعید نے اپنے والد، ابوزرعہ اور شعبی سے روایت کی ہے اور یحییٰ قطان،حماد بن سلمہ،ثوری اور دیگر افراد نے ان سے روایت کی ہے وہ امام وثبت ہیں ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا''۔

۴۔روایت عبدالملک

احمد بن حنبل نے حدیث ثقلین کی عبدالملک کی سند سے اس طرح روایت کی ہے:

''ابن نمیر نے عبدالملک (یعنی ابن ابی سلیمان) سے انھوں نے عطیہ سے انھوں نے ابوسعید خدری سے اور انھوں نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا:

''انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ عزوجل حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی الاانھما لن یفترقا حتی یردا علّی الحوض ''(۳) میں نے تم میں دو گرانقدر

۱۔مرآۃ الجنان،ج۱،ص۳۰۱،وقائع ۱۴۵ھ۔

۲۔تقریب التہذیب،ج۲،ص۳۴۸،نمبر۷۰،حرف ی۔

۳۔مسند احمد بن حنبل،ج۳،ص۴۰۸،ح۱۰۸۲۷۔

چیزیں چھوڑیں ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے.ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک دوسرے میری عترت واہل بیت یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

عبدالملک بن ابی سلیمان نے اس حدیث کی دوسرے الفاظ میں بھی روایت کی ہے جو مسند احمد بن حنبل،مناقب احمد اور تفسیر ثعلبی میں موجود ہے جنہیں آئندہ پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ابن حبان ''الثقات'' لکھتے ہیں:

''عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی،فزارہ کے غلام اور محمد بن عبداللہ عرزمی کے چچا تھے، ان کا نام سلیمان میسرہ اور کنیت عبدالملک ابوعبداللہ تھی.عبدالملک نے سعید بن جبیر اور عطا سے اور ثوری،شعبہ اور اہل عراق نے عبدالملک سے روایت کی ہے۔ان سے کبھی کبھار غلطی بھی ہوجاتی تھی،مجھ سے محمد بن منذر نے بیان کیا کہ میں نے ابوزرعہ کو کہتے ہوئے سنا کہ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کہتے تھے کہ عبدالملک بن ابی سلیمان ثقہ ہیں .ابوحاتم کا بیان ہے کہ عبدالملک کوفہ کے نیک لوگوں اور وہاں کے حفاظ میں سے ہیں.جو چیز عام طور سے حفظ کرنے والوں اور حدیث بیان کرنے والوں کو لاحق ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کبھی وہ غلطی بھی کر جاتے ہیں لیکن انصاف کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ جس شیخ کی عدالت ثابت ہوچکی ہو،تھوڑی سی غلطیوں کی وجہ سے اس کی حدیث ترک کردی جائے ،ورنہ زہری،ابن جریج،ثوری اور شعبہ کی بھی حدیثیں ترک کردینی چاہیئے اس لئے کہ ان سے بھی غلطی ہوئی اور وہ اہل حفظ واتقان سے تھے اور حدیثوں کی اپنے حافظے سے روایت کرتے تھے،لیکن وہ معصوم نہیں تھے کہ نقل روایات میں کبھی غلطی نہ کریں،لہذا ایسے موارد پر احتیاط کا تقاضا ہے کہ جو روایتیں اہل ثبت نے نقل کی ہیں ان کو لے لیں اور جن حدیثوں کے غلط ہونے کا یقین ہو ان کو ترک کردیں،عبدالملک نے ۱۴۵ھ میں وفات پائی تھی۔مجھ سے محمد بن اسحاق ثقفی نے بیان کیا انھوں نے محمد بن عبدالعزیز بن

www.shiabookspdf.com

ابی زرعہ سے انھوں علی بن حسین شقیق سے اورانہوں نے عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے کہ سفیان ثوری سے عبدالملک بن ابی سلیمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ (عبدالملک) میزان وترازو ہیں''۔

۲۔مقدسی کا بیان ہے:

''عبدالملک بن ابی سفیان فزاری عرزمی کوفی کی کنیت ابوعبداللہ، نام ابی سلیمان میسرہ ،فزارہ کے غلام اور محمد بن عبداللہ کے چچا تھے۔کہا جاتا ہے کہ عرزم سیاہ پوست اور نخع کے غلام تھے،عبدالملک نے سعید بن جبیر،عطا بن ابی رباح،ابوزبیر،سلمہ بن کہیل، عبیداللہ بن عطارکی،انس بن سیرین،اسماء کے غلام عبداللہ اور مسلم بن نیاق (یناق) سے سماع حدیث کی اور یحیٰی قطان،ابن مبارک،ابن ابی زائدہ،ابن نمیر،عبدالرزاق، اسحاق بن یوسف،ہشیم،خالد بن عبداللہ،عیسیٰ بن یونس،یزید بن ہارون،علی بن مسہر، حفص بن غیاث اور عبدالرحیم بن سلیمان نے عبدالملک سے روایت کی ہے۔''(۱)

۳۔سمعانی تحریر کرتے ہیں:

''ابوعبدالملک بن ابی سلیمان.....کی احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین نے توثیق کی ہے، ابو حاتم ابن حبان کا بیان ہے کہ عبدالملک اہل کوفہ کے نیک لوگوں اور وہاں کے حافظان حدیث میں تھے....عبدالملک نے انس بن مالک،عطاء بن ابی رباح،سعید بن جبیر،سلمۃ بن کہیل،انس بن سیریں اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری،شعبہ بن حجاج،یحیٰی بن سعید،عبداللہ بن مبارک،خالد بن عبداللہ طحان، حریز بن عبدالحمید،اسحاق بن یوسف ارزق،عبدۃ بن سلیمان،یزید بن ہارون،یعلی بن عبید اور ایک جماعت نے عبدالملک سے روایت کی ہے،سفیان ثوری کا بیان ہے کہ لوگوں کے درمیان حدیث کے حافظین یہ ہیں اسماعیل بن خالد،عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی

۱۔اسماء رجال الصحیحین،ج۱،ص۳۱۶،نمبر۲۰۳۔

اور یحیٰی بن سعید انصاری عبدالملک کے حافظہ پر شعبہ تعجب کرتے تھے،ابوداؤد سجستانی کا بیان ہے کہ میں نے احمد سے عبدالملک بن ابی سلیمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ ثقہ ہیں،میں نے پوچھا وہ غلطی کرتے ہیں بولے ہاں اور شعبہ ان کے حافظہ پر تعجب کرتے تھے وہ کوفہ کی حافظ ترین فرد تھے مگر انھوں نے عطاء کے سلسلۂ سند سے رسولؐ خدا کی حدیثیں نقل کی ہیں''(۱)

۴۔عبدالغنی مقدسی لکھتے ہیں:

''عبدالملک نے انس بن مالک،عطاء بن ابی رباح،سعید بن جبیر،انس بن سیرین، سلمۃ بن کہیل،ابوزبیر،عبداللہ بن عطا مکی،اسماء بنت ابوبکر کے غلام عبداللہ اور مسلم بن نیاق سے روایت کی ہے اور عبدالملک سے سفیان ثوری،شعبہ،عبداللہ بن مبارک،یحیٰی بن سعید قطان،خالد بن عبداللہ طحان،ہشیم بن بشیر،جریر بن عبدالحمید،اسحاق بن یوسف ازرق،عبدۃ بن سلیمان،یزید بن ہارون،یعلی بن عبید طنافسی اور عبداللہ بن ادریس نے روایت کی ہے۔سفیان کا بیان ہے کہ وہ ثقہ،متقن اور فقیہ ہیں،یعقوب بن سفیان نے انہیں ثقہ بتایا ہے،سفیان ثوری کا کہنا ہے کہ وہ حفاظ میں سے ہیں،صالح بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ میرے باپ نے انھیں حفاظ میں شمار کیا ہے لیکن ان کی اور ابن جریج کی حدیث کے اسناد میں اختلاف ہے اور ابن جریج اثبت ہیں اور عبداللہ بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ میرے باپ نے انھیں ثقہ کہا ہے''۔(۲)

۵۔مقدسی ہی لکھتے ہیں:

''احمد بن عبداللہ نے انھیں ثقہ اور ثبت کیا ہے اور سفیان ثوری نے انھیں میزان قرار دیا ہے''۔(۳)

۱۔الانساب،مادہ العرزمی،ج۸،ص۴۲۸۔

۲۔تہذیب الکمال فی اسماء الرجال،ج۱۲،ص۴۷،نمبر۴۱۱۴۔

۳۔تہذیب الکمال فی اسماء الرجال،ج۱۲،ص۴۹،نمبر۴۱۱۴۔

www.shiabookspdf.com

۶۔ذہبی تحریر کرتے ہیں:

''حافظ بزرگ عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی کوفی نے انس بن مالک، سعید بن جبیر، عطابن ابی رباح اور ایک جماعت سے اوران سے جریر ضبی، اسحاق ازرق، حفص بن غیاث، یحییٰ قطان، ابن نمیر، عبدالرزاق اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، وہ حفاظ اورافراد ثبت میں سے ہیں، عبدالرحمٰن بن مہدی کا کہنا ہے کہ شعبہ، عبدالملک کے حافظہ پر تعجب کرتے تھے، احمد بن حنبل نے انھیں ثقہ اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے، بخاری نے ان سے احتجاج تو نہیں کیا، استشہاد کیا ہے۔ ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا''۔(۱)

۷۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں:

''عبدالملک بن ابی سلیمان کوفی نے انس، سعید بن جبیر اور عطا سے اور قطان اور یعلی بن عبید نے عبدالملک سے روایت کی ہے، احمد کا بیان ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور کبھی غلطی بھی کر جاتے تھے، کوفیوں میں سب سے بڑے حافظ تھے انھوں نے عطاء کے سلسلۂ سند سے رسول خدا کی حدیثیں نقل کی ہیں، ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا''۔(۲)

۸۔ذہبی العبر میں لکھتے ہیں:

''حافظ عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی کوفی بزرگ محدثین میں سے ہیں، شعبہ اپنی عظمت وجلالت کے باوجود ان کے حفظ پر تعجب کرتے تھے، انھوں نے انس اوران کے بعد والوں سے روایت کی ہے''(۳)

۹۔یافعی کا بیان ہے:

''عبدالملک بن ابی سلیمان بزرگ کوفی محدثین میں سے ایک ہیں شعبہ اپنی بزرگی کے باوجود ان کے حفظ پر تعجب کرتے تھے''(۴)

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۱۷، نمبر۱۵۱۔
۲۔الکاشف، ج۲، ص۱۸۴، نمبر۳۵۰۲۔
۳۔العبر، ج۱، ص۱۰۷، وقائع ۱۴۵ھ۔
۴۔مرآۃ الجنان، ج۱، ص۳۰۰، وقائع ۱۴۵ھ۔

۱۰۔ابن حجر عسقلانی کا کہنا ہے:

''عبدالملک بن ابی سلیمان نے انس بن مالک، عطاء بن ابی رباح، سعید بن جبیر .....سے روایت کی ہے، ابن مہدی کا بیان ہے کہ شعبہ ان کے حفظ پر تعجب کرتے تھے، ابن مبارک نے سفیان سے نقل کیا ہے کہ لوگوں میں حفاظ اسماعیل بن ابی خالد، عبدالملک بن ابی سلیمان (اور چند دیگر افراد) ہیں، ابن عینیہ نے ثوری سے نقل کیا ہے کہ وہ (عبدالملک) میزان ہیں یہی بات ابن مبارک نے کہی ہے اور ابوداؤد کا کہنا ہے کہ ان (عبدالملک) کے ہوتے ہوئے احمد کی ضرورت نہیں ہے، حسن بن حیان کا کہنا ہے کہ باب شفعہ میں جابر سے مروی حدیثِ عطار کے بارے میں یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا اس حدیث کی سوائے عبدالملک کے کسی نے روایت نہیں کی ہے لوگوں نے اس کو برا سمجھا اور ان کو اس سے روکا اگر عبدالملک اس جیسی دوسری حدیث کی روایت کرتے تو ان کی حدیث کو دور پھینک دیتے عبداللہ بن حنبل نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور عبدالملک ثقہ اور سچے ہیں۔صالح بن احمد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک حفاظ میں سے ہیں لیکن وہ ابن جریج کی مخالفت کرتے تھے اور ابن جریج ہماری نظر میں ان سے اثبت ہیں، میمونی نے احمد سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک بزرگان واعیان کوفہ میں سے ہیں، امیہ بن خالد کا کہنا ہے کہ میں نے شعبہ سے کہا کہ آپ عبدالملک بن ابی سلیمان سے کیوں حدیث نقل نہیں کرتے جب کہ وہ حَسَنُ الحدیث ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کیا میں نے ان کی صحیح حدیثیں نقل نہیں کیں! ابوزرعہ دمشقی کا بیان ہے کہ احمد و یحییٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ عبدالملک بن ابی سلیمان ثقہ ہیں، اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ضعیف ہیں اور عطا سے نقل روایت میں قیس بن ابی سعید سے اثبت ہیں، عثمان دارمی کا بیان ہے کہ میں نے ابن معین سے پوچھا کہ عبدالملک بن سلیمان اور ابن جریج میں آپ کی نظر میں کون زیادہ محبوب ہے؟ ابن معین نے جواب دیا دونوں ہی ثقہ ہیں، ابن

www.shiabookspdf.com

عمار موصلی کا کہنا ہے کہ وہ (عبدالملک) ثقہ اور حجت ہیں۔ عجلی کا کہنا ہے کہ وہ (عبدالملک) ثقہ اور ثبت ہیں، یعقوب بن سفیان کا کہنا ہے کہ عبدالملک قبیلۂ فزاری سے ہیں (نہ کہ اس کے موالی میں سے) اور ثقہ ہیں۔ نسائی نے انھیں ثقہ کہا ہے، ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ ذی الحجہ ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا اور چند افراد نے ان کا یہی سن وفات بتایا ہے. میں کہتا ہوں کہ ان ہی میں عدہ بن سعد ہیں جنہوں نے عبدالملک کو ثقہ، مامون اور ثبت کہا ہے. ساجی نے ان کو صدوق کہا ہے اور ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بہت سی حدیثوں کی روایت کی ہے، ترمذی نے ان (عبدالملک) کو ثقہ، مامون اور ثبت کہا ہے اور شعبہ کے علاوہ کوئی ایسا ہم کو نظر نہیں آیا جس نے ان کے خلاف کوئی بات کہی ہو خود شعبہ نے پہلے ان سے حدیثیں نقل کیں اور پھر انہیں ترک کر دیا، اس کی وجہ حدیث شفعہ کی روایت بتایا جاتا ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان سے کبھی غلطی بھی ہو جاتی تھی وہ کوفہ کے اچھے لوگوں میں تھے''.(۱)

مختصر یہ کہ حدیث ثقلین کے راوی عبدالملک کی وثاقت پر سارے علمائے اہلسنت کا اتفاق ہے سوائے شعبہ کے جزئی اشکال کے، جس کی عقلاء کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی.

۵۔ روایت سلیمان بن مہران اعمش

سلیمان بن مہران اعمش کی روایت کو بہت سارے بزرگ علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ہم صرف روایت ترمذی کے ذکر پر اکتفا کر رہے ہیں، وہ لکھتے ہیں۔

''ہم سے علی بن منذر کوفی نے بیان کیا، انھوں نے محمد بن فضل سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ سے، انھوں نے ابوسعید سے اور اعمش ہی نے حبیب بن ابی ثابت سے اور انھوں نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ''انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی ،احدهما اعظم من

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۳۹۶، نمبر ۷۴۸۔

الآخر کتاب اللّٰه حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یرداعلیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما''(۱) میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم ان سے متمسک رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہل بیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں دیکھنا میرے بعد تم ان سے کیونکر پیش آتے ہو یہ حدیث حسن ہے مگر صرف اسی سند سے نقل ہوئی ہے۔

احوال وآثار

۱۔ ابن حبان ''الثقات'' میں لکھتے ہیں:

''سلیمان بن مہران اعمش بنی کاہل کے غلام تھے اور ان کی کنیت ابومحمد تھی، ان کے باپ ''دنیا وند'' کے اسراء میں تھے، انھوں نے انس بن مالک سے واسط اور مکہ میں ملاقات کی اور ان سے تقریباً ۵۰ حدیثیں نقل کیں لیکن چند حروف اور چند جملوں کے سوا بلا واسطہ ان سے نہیں سنا تھا، ان کو اس طبقے میں اس لئے ذکر کیا کہ وہ اچھی طرح سمجھتے اور انھیں حفظ کرتے تھے، اگر چہ انس کے توسط سے حدیث مسند کا سننا ان کے لئے صحیح ثابت نہیں ہوا ہے، وہ جس سال حسین بن علی قتل ہوئے (یعنی ۶۱ھ میں) پیدا ہوئے تھے اور بعض نے قتل حسین سے دو سال قبل تاریخ ولادت بتائی ہے وہ تھوڑا شوخ مزاج اور بہت زیادہ مزاح کرتے تھے، ۱۴۸ھ میں انتقال ہوا اور بعض نے سن وفات ۱۴۷ھ اور بعض نے ۱۴۵ھ بتائی ہے''۔

۲۔ مقدسی کا کہنا ہے:

''سلیمان بن مہران کاہلی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا اصل وطن طبرستان کا قریہ

۱۔ سنن ترمذی، ج ۵، ص ۶۲۲، ح ۳۷۸۸۔

www.shiabookspdf.com

دباوند تھا، ان کے والد چھپا کر انھیں کوفہ لائے اور وہاں انھیں بیچ دیا، قبیلہ بنی اسد کے بنی کاہل کے ایک آدمی نے خرید کر انھیں آزاد کر دیا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق انھوں نے ابوصالح ذکوان، ابووائل، ابراہیم نخعی، مجاہد، مسلم بطین، شعبی، سعید بن جبیر اور زید بن وھب سے حدیثیں سنیں اور ان کی روایتیں کیں، صحیح مسلم کے مطابق ابوسفیان، اسماعیل بن رجاء، عدی بن ثابت، عبداللہ بن مرہ، ابوظبیان حصین، سلیمان بن مسہر، ابوحازم، ابراہیم تیمی .....سے بھی روایت کی ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق شعبہ، ثوری، ابن عیینہ، ابومعاویہ محمد، ابوعوانہ، جریر اور حفص بن غیاث نے ان سے روایت کی ہے اور صحیح مسلم کے مطابق شیبان بن عبدالرحمٰن، عیسی بن یونس، جریر، علی بن مسہر، عبداللہ بن نمیر نے بھی ان سے روایت کی ہے"۔(۱)

۳۔ سمعانی کا کہنا ہے:

"کاہلی کی نسبت بنی کاہل کی طرف ہے، اس سے منسوب ابومحمد سلیمان بن مہران اعمش کاہلی کوفہ کے پیشواؤں میں سے تھے، ان کے باپ دنباوند کے اسراء میں تھے، انھوں نے انس بن مالک کو واسط اور مکہ میں دیکھا اور تقریباً پچاس حدیثوں کی ان سے روایت کیں لیکن صرف چند جملے ان سے بلاواسطہ سنا تھا"۔(۲)

۴۔ عبدالغنی مقدسی لکھتے ہیں:

"محمد بن خلف تیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم اعمش کا "سند المحدثین" سے تذکرہ کرتے ہیں، عجلی کا کہنا ہے ۱۴۹ھ میں ان کا انتقال ہوا یہ ثقہ اور ثبت ہیں"(۳)

۵۔ ابن خلکان کا کہنا ہے:

"ابومحمد سلیمان بن مہران معروف بہ اعمش کوفی امام، ثقہ اور عالم و فاضل تھے، ان سے

۱۔ اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۱۷۹، نمبر ۶۷۷۔
۲۔ الانساب۔ مادہ کاہلی، ج ۱۰، ص ۳۳۶۔
۳۔ تہذیب الکمال، ج ۸، ص ۱۰۶، نمبر ۲۵۵۳۔

سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، حفص بن غیاث اور دیگر عظیم الشان علماء نے روایت کی ہے، یہ شوخ مزاج اور مزاح کرنے والے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ابوحنیفہ ان کی عیادت کے لئے آئے اور بہت دیر تک بیٹھے رہے جب جانے لگے تو کہا لگتا ہے میں آپ پر بوجھ تھا، اس پر ابومحمد سلیمان بن مہران نے جواب دیا خدا کی قسم اگر تم اپنے گھر میں رہو تب بھی مجھ پر بوجھ ہو! ابومعاویہ ضریر کا بیان ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے کسی کو اعمش کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اس (ہشام) کے لئے عثمان کے مناقب اور علی کی برائیاں لکھ کر بھیجیں، اعمش نے کاغذ اٹھایا اور بکری کے منھ میں ڈال دیا بکری اس کاغذ کو چبانے لگی اور ہشام کے ایلچی سے کہا جاؤ اور ہشام سے کہدو کہ یہ تمہارا جواب ہے، ایلچی نے کہا ہشام نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں جواب لئے بغیر گیا تو مجھے قتل کر دے گا یہ سن کر ان کے دوستوں نے کہا اے ابومحمد اس شخص کی جان بچایئے، جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد : اے امیر المومنین! عثمان کے پاس اگر ساری خوبیاں رہی ہوں گی تو وہ تمھیں فائدہ نہیں پہونچا سکتیں اور اگر علی کے پاس ساری برائیاں رہی ہوں گی تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہونچا سکتیں تم اپنی فکر کرو والسلام! زائدہ بن قدامہ کا کہنا ہے کہ ایک دن اعمش کا تعاقب کر رہا تھا کہ دیکھا وہ قبرستان میں داخل ہوئے اور ایک تیار قبر میں جا کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر کے بعد مٹی جھاڑتے ہوئے باہر آئے اور کہہ رہے تھے ہائے اس جگہ کی تنگی ....."۔(۱)

۶۔ ذہبی کہتے ہیں:

"حافظ، ثقہ، حجۃ الاسلام ابومحمد سلیمان بن مہران اسدی کاہلی اعمش کے بارے میں ابن مدینی نے کہا ہے کہ ان کی تقریباً تیرہ سو حدیثیں ہیں، ابن عیینہ کا کہنا ہے کہ کتاب خدا کو دوسروں سے بہتر اعمش پڑھتے تھے وہ حدیث میں حافظ تر، فرائض و واجبات میں

۱۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۳۸۰، نمبر ۲۷۱۔

دوسروں کی نسبت دانا تر تھے اور فلاس کے بقول اعمش اتنے سچے تھے کہ وہ ''مصحف'' کے نام سے پکارے جاتے تھے، یحییٰ قطان کا کہنا ہے کہ اعمش علامۂ اسلام تھے، حربی کا کہنا ہے کہ اعمش کے بعد کوئی شخص ان سے زیادہ خدا کی عبادت کرنے والا نہ تھا، وکیع کا کہنا ہے کہ اعمش نے تقریباً ستر سال کی زندگی گذاری مگر ایک دن بھی اول وقت کی تکبیر فوت نہ ہوئی، اگر اعمش کی سیرت کو بیان کروں تو بحث طول پکڑ جائے گی، ان کی سیرت میری تاریخ اور طبقات القراء میں موجود ہے، ان کی حدیثیں صحیح بخاری میں ہیں۔ان کا علم نافع اور عمل صالح تھا''(۱)

۷۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں:

''سلیمان بن مہران ابومحمد کاہلی اعمش بزرگ محدثین میں سے ہیں، ابن مدینی نے ان کی تیرہ سو حدیثیں بتائی ہیں''(۲)

۸۔ذہبی العبر میں تحریر کرتے ہیں:

''امام ابومحمد سلیمان بن مہران اسدی کاہلی کا ربیع الاول میں انتقال ہوا، وہ کتاب خدا کی سب سے بہتر قرائت کرتے تھے، فرائض میں داناتر اور حدیث میں حافظ تر تھے''(۳)

۹۔یافعی کا کہنا ہے:

''ابومحمد سلیمان بن مہران اسدی کاہلی کوفہ کے امام ومحدث ودانشور تھے یہ ثقہ اور عالم و فاضل تھے اور سمعانی کا کہنا ہے کہ انھیں حجاز میں زہری کا ہم ردیف کہتے تھے''(۴)

۱۰۔ولی الدین خطیب کا بیان ہے:

''اعمش کا نام سلیمان بن مہران کاہلی اسدی ہے .....قرائت وعلم حدیث کی عظیم شخصیتوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، اکثر کوفیوں کا دارومدار ان ہی پر ہے، بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے''.(۵)

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۱۶، نمبر۱۴۹۔
۲۔الکاشف، ج۱، ص۳۲۰، نمبر۲۱۵۳۔
۳۔العبر، ج۱، ص۱۱۰، وقائع ۱۴۸ھ۔
۴۔مرآۃ الجنان، ج۱، ص۳۰۵، وقائع ۱۴۸ھ۔
۵۔الاکمال فی اسماء الرجال المشکاۃ، ص۹، نمبر۴۲۔

۱۱۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''سلیمان بن مہران اسدی کاہلی کے بارے میں شعبہ کا کہنا ہے کہ حدیث میں جتنی تشفی اعمش سے ہوئی کسی سے نہیں ہوئی، عجلی کا بیان ہے کہ وہ ثقہ اور ثبت ہیں، اپنے زمانے کے کوفہ کے محدث تھے، ان کی کوئی کتاب نہیں تھی اور وہ ہمیشہ قرائت کرتے رہتے تھے، وہ بداخلاق تھے مگر فرائض کو اچھی طرح جانتے تھے، کبھی غلط بات نہیں کہتے تھے وہ شیعیت کی طرف مائل تھے، ابن معین نے انھیں ثقہ کہا ہے اور نسائی نے ثقہ اور ثبت سے یاد کیا ہے''(۱)

۱۲۔جلال الدین سیوطی تحریر کرتے ہیں:

سلیمان بن مہران اعمش اسدی کاہلی عظیم محدثین میں سے ہیں انہوں نے انس اور ابا بکرہ کو دیکھا اور عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی ہے، ابن مدینی کا کہنا ہے کہ کوفہ میں امت پیغمبر میں ابواسحاق سبیعی اور اعمش نے علم کی حفاظت کی، عجلی نے انھیں ثقہ اور ثبت کہا ہے''.(۲)

۱۳۔شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں:

''ابومحمد سلیمان بن مہران اعمش کاہلی اسدی کوفی نے انس بن مالک کو درک کیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ ان سے حدیث بھی سنی تھی، یحییٰ کا بیان ہے کہ اعمش نے جو انس سے روایت کی ہے وہ مرسل ہے، ابن خلف کا کہنا ہے کہ وہ ''سید المحدثین'' ہیں، نسائی نے انھیں ثقہ، ثبت اور صاحب فضیلت کہا ہے، خدا ان پر رحمت نازل کرے''۔

محققین بالا کے نظریات کی روشنی میں اعمش کی عظمت وجلالت واضح ہوگئی۔اس جیسی عظیم شخصیت کا اس حدیث کی روایت کرنا، منکرین حدیث ثقلین کے رخسار پر طمانچہ ہے۔

۱۔تہذیب التہذیب، ج۴، ص۲۲۲، نمبر۳۷۶۔
۲۔طبقات الحفاظ، ص۸۰، نمبر۱۴۴۔

www.shiabookspdf.com

۶۔ روایت محمد بن اسحاق

محمد بن اسحاق بن یسار مدنی کی روایت کو ابن منظور نے یوں نقل کیا ہے:

ازہری کا کہنا ہے کہ زید بن ثابت نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: "انّی تارک فیکم الثقلین خلفی: کتاب اللّٰہ وعترتی فانهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض " اپنے بعد میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، محمد ابن اسحاق نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی زید بن ارقم اور ابو سعید خدری نے پیغمبرؐ اسلام سے روایت کی ہے اور بعض روایتوں میں اس طرح آیا ہے "انّی تارک فیکم الثقلین : کتاب اللّٰہ وعترتی اهل بیتی "(میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اپنے پروردگار کی کتاب اور اپنی عترت و اہلبیت) اس میں عترت کو اہلبیت قرار دیا ہے۔(۱)

احوال و آثار

۱۔ ابن حبان لکھتے ہیں:

"عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کے غلام محمد بن یسار، مدینہ کے رہنے والے تھے ان کی کنیت ابوبکر اور ان کے دادا عین التمر کے اسراء میں تھے، وہ پہلے قیدی تھے جو عراق سے مدینہ آئے، انھوں نے زہری اور نافع سے اور ثوری، شعبہ اور ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے، ابن اسحاق کے بارے میں دو آدمیوں نے شک و تردید کیا ہے ہشام بن عروہ اور مالک بن انس نے لیکن مالک اپنی بات سے پھر گئے تھے اور جو صحیح بات تھی وہ کہی، بات یہ ہے کہ حجاز میں عرب کے انساب و وقائع کو محمد بن اسحاق سے زیادہ کوئی

۱۔ لسان العرب، ج ۹، ص ۳۴، مادہ عترت۔

نہیں جانتا تھا، چنانچہ محمد بن اسحاق کا کہنا تھا کہ مالک، بنی اصبح کے غلاموں میں تھے جب کہ مالک اپنے کو خود ان ہی میں شمار کرتے تھے، یہاں تک کہ بات طول پکڑ گئی اور جب مالک نے "موطا" لکھی تو ابن اسحاق نے کہا اس کتاب کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں اس کی تیمارداری (نظر ثانی) کروں! جب اس کی خبر مالک تک پہنچی تو انھوں نے کہا یہ شخص (ابن اسحاق) چپ رہنے والا نہیں ہے! یہ دجّال ہے! یہودیوں سے روایت کرتا ہے یہ چپقلش ان کے درمیان رہی یہاں تک کہ محمد بن اسحاق عراق گئے وہاں جا کر مالک سے دوستی کر لی مالک نے خدا حافظی کے وقت اس سال کے خرما کی آمدنی سے پچاس دینار ان کو دیئے، مالک نے ابن اسحاق پر حدیث کی وجہ سے شک و تردید نہیں کیا تھا، بلکہ اس تردید کی وجہ یہ تھی کہ ابن اسحاق یہودیوں سے ہونے والے مسلمانوں کے غزوات پیغمبرؐ اور خیبر و قریظہ و بنی نضیر جیسی داستانوں کے بارے میں جو انھوں (سابق یہودیوں) نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا، تحقیق کر رہے تھے، اس سلسلے میں ابن اسحاق ان لوگوں سے پوچھتے تھے اور اس پر غور و فکر کرتے تھے لیکن اس سے احتجاج و استدلال نہیں کرتے تھے، جب کہ مالک کا نظریہ تھا کہ صرف افراد متقن، صدوق اور فاضل سے روایت کرنی چاہئے نہ ہر کس و ناکس سے، محمد بن عبدالرحمٰن دغلوی ابن فہر سے اور وہ علی بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ میں (علی بن حسین) ایک مرتبہ ابن مبارک کے پاس گیا اور وہ تنہا بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا اے عبدالرحمٰن میں بہت دنوں سے آپ سے تنہائی میں ملنا چاہتا تھا، انھوں نے کہا جو کہنا چاہتے ہو کہو، میں نے کہا کہ محمد بن اسحاق کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ انھوں نے تین مرتبہ کہا ان کو میں نے سچا پایا، محمد ابن اسحاق ثقفی نے مفضل بن غسان غلابی سے سنا کہ انھوں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حدیث میں محمد بن اسحاق ثبت ہیں۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ مدینہ میں کوئی بھی محمد بن اسحاق کا ہم پلہ نہیں اور علم و جامعیت میں

www.shiabookspdf.com

ان تک کوئی نہیں پہنچا، شعبہ اور سفیان کا کہنا ہے کہ حدیث میں محمد بن اسحاق ''آیۃ المحدثین ''یا ''آیۃ المومنین ''ہیں، اخبار میں بہترین روش رکھنے والے اور متون حدیث کے حافظ ترین فرد ہیں، بعض جگہوں پر انھوں نے ضعیف افراد سے روایت کی ہے لیکن جہاں انھوں نے کہا ہے کہ میں نے اس حدیث کو سنا ہے تو اس سلسلے میں وہ ثبت ہیں اور ان کی روایت سے احتجاج کیا جاسکتا ہے''۔

۲۔ سبط ابن جوزی نے حدیث وفات فاطمہ زہراؑ کے ذکر کے بعد لکھا:

''مغازی وسیر میں احمد نے ابن اسحاق کی بات مانی ہے اور علماء کی ایک جماعت نے ان کی ستائش کی ہے، یہ شیعوں کی عظیم شخصیت تھے، مالک کے ان پر طعن اور ان کی مذمت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب مالک نے موطا لکھی تو ابن اسحاق نے کہا اس کتاب کو میرے پاس لاؤ تا کہ اس کی تیمارداری (نظر ثانی) کروں! یہ سن کر مالک ناراض ہو گئے''۔(۱)

۳۔ ابن خلکان کہتے ہیں:

''محمد (ابن اسحاق) کو علماء کی اکثریت حدیث میں راسخ جانتی ہے اور مغازی وسیر میں بھی ان کی شخصیت ڈھکی چھپی نہیں ہے، ابن شہاب زہری کا بیان ہے جو شخص غزوات کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ ابن اسحاق کی طرف رجوع کرے، بخاری نے اپنی تاریخ میں ان سے نقل کیا ہے، ساجی کا کہنا ہے کہ زہری کے شاگرد جب زہری کی کسی حدیث کے بارے میں شک کرتے تھے تو وہ ابن اسحاق کی طرف رجوع کرتے تھے، کیونکہ انھیں ابن اسحاق کے حافظہ پر اطمینان تھا''۔(۲)

۴۔ مزّی کا کہنا ہے:

''مسلم، ابراہیم بن سعد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ.... نے ان سے روایت کی

۱۔ تذکرۃ خواص الامۃ، ص ۳۱۸۔

۲۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۳۶۲، نمبر ۶۱۲۔

ہے یحییٰ نے ان (ابن اسحاق) کو ثقہ اور حَسَن الحدیث کہا ہے۔ ابن مدینی کا بیان ہے کہ حدیث پیغمبرؐ چھ (۶) افراد کے پاس ہے اور پھر انھوں نے ان کا نام لیا اور اس کے بعد کہا کہ ان چھ کا علم بارہ افراد تک پہنچا کہ ان میں ایک ابن اسحاق ہیں، ابن مدینی کا کہنا ہے کہ جب سفیان سے کہا گیا کہ مدینے والے ابن اسحاق سے روایت نہیں کرتے تو انھوں نے جواب دیا کہ تقریباً سات سال تک ان کے پاس بیٹھا مگر مدینہ کے کسی آدمی نے نہ ان کو متہم کیا اور نہ ان کے بارے میں کچھ کہا، احمد نے انھیں حَسَن الحدیث کہا ہے، شعبہ نے حفظ کی وجہ سے انہیں ''امیر المحدثین'' کہا ہے، ابوزرعہ دمشقی کا کہنا ہے کہ ابن اسحاق سے بے شمار محدثین نے اخذ حدیث کیا جیسے دونوں سفیان، دونوں حماد، شعبہ، ابن مبارک، محدثین نے آزمایا اور انھیں سچا پایا، ابن شہاب نے ان کی تعریف کی ہے اور مالک نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا تھا اس کا حدیث سے ربط نہیں تھا اور ابن مدینی نے کہا ہے کہ میری نظر میں ان کی حدیث صحیح ہے''۔(۱)

۵۔ عبدالوہاب سبکی کہتے ہیں:

''محمد بن اسحاق کے بارے میں شعبہ نے کہا ہے کہ وہ حدیث کے امیر المومنین ہیں اور احمد بن حنبل نے انھیں ''حسن الحدیث'' سے یاد کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ موثق، شیعہ اور ان کی باتوں کے معتبر ہونے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے''۔(۲)

۶۔ ذہبی لکھتے ہیں:

''محمد بن اسحاق بن یسار نے انس کو دیکھا تھا اور عطا اور ان کے ہم طبقہ افراد سے روایت کی ہے، وہ علم کا دریا اور سچ بولنے والے تھے، ایک جماعت نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے''۔(۳)

۱۔ تہذیب الکمال، ج ۱۶، ص ۴۷، نمبر ۵۶۴۴۔

۲۔ طبقات الشافعیہ، ج ۱، ص ۴۱، بحث تفسیر الایمان علی مذہب اھل السنۃ۔

۳۔ الکاشف، ج ۳، ص ۱۸، نمبر ۴۷۸۹۔

www.shiabookspdf.com

۷۔یافعی تحریر کرتے ہیں:

''امام محمد بن اسحاق بن یسار علم کے سمندروں میں سے ایک سمندر تھے، وہ ذکی، حافظ اور مورخ تھے، حدیث میں علماء کی اکثریت ان کو راسخ جانتی ہے اور مغازی وسیر میں تو ان کی امامت سے انکار ہو ہی نہیں سکتا''(۱)

۷۔روایت اسرائیل بن یونس

حدیث ثقلین کی احمد بن حنبل نے ان اسناد سے روایت کی ہے:

''ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا انھوں نے اسرائیل سے، انھوں نے عثمان بن مغیرہ سے اور انھوں نے علی بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ ربیعہ نے زید بن ارقم سے پوچھا کیا آپ نے رسولؐ خدا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''انی تارک فیکم الثقلین'' ؟ زید نے جواب دیا: ہاں''(۲)

اس روایت کو سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ الخواص میں احمد کی کتاب الفضائل سے نقل کیا ہے جس کو آئندہ پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی یحییٰ بن آدم، نضر بن شمیل، عبید اللہ بن موسی، محمد بن یوسف فریابی نے اسرائیل بن یونس سے روایت کی ہے اور صحیح بخاری میں موجود حدیث کی شبابہ نے اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی وکیع، اسحاق بن منصور، مصعب بن مقدام، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، ابواحمد زبیری، ابونعیم ملائی اور عثمان بن عمر نے بھی اسرائیل بن یونس سے روایت کی ہے''۔(۳)

۱۔مرأۃ الجنان، ج۱، ص۳۱۳، وقائع ۱۵۱ھ۔
۲۔مسند احمد بن حنبل، ج۵، ص۵۰۰، ح۱۸۸۲۶۔
۳۔اسماء رجال الصحیحین، ج۱، ص۴۲، نمبر۱۶۰۔

۲۔مزی کہتے ہیں:

''ان سے سارے ارباب صحاح ستہ نے روایت کی ہے ان کی حدیث بے جھجک قبول کی جاسکتی ہے، احمد نے ایک بار انھیں ''راسخ الحدیث'' کہا ہے، یحییٰ قطان نے ابو یحییٰ قتات کے حالات میں ان سے روایت کی ہے اور اسرائیل بن یونس ہی کے سر پر چھوڑ دیا ہے، یعقوب بن شیبہ نے صالح الحدیث اور یحییٰ وعجلی نے ثقہ کہا ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ وہ ثقہ، صدوق اور محدثین کی متقن ترین فرد ہیں، انھوں نے اسرائیل کی حدیث کو شریک سے صحیح تر جانا ہے''۔(۱)

۳۔ذہبی کا کہنا ہے:

''اسرائیل بن یونس حافظ حدیث تھے، صالح تھے اور وفور علم کی وجہ سے خضوع وخشوع میں رہتے تھے، اور جنھوں نے ان کو ضعیف کہا ہے ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ شیخین نے ان سے احتجاج کیا ہے، یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ اسرائیل ثقہ تھے''(۲)

۴۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں:

''اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی نے اپنے دادا، زیاد بن علاقہ اور آدم بن علی سے روایت کی ہے اور یحییٰ بن آدم، ابن مہدی، محمد بن کثیر اور ایک جماعت نے اسرائیل بن یونس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ابو اسحٰق کی حدیث کو اسی طرح حفظ کرتا ہوں جس طرح قرآن کے سوروں کو، احمد نے ثقہ کہا ہے اور ان کے حفظ پر تعجب کیا ہے، ابو حاتم کا بیان ہے کہ ابو اسحاق کے شاگردوں میں وہ (اسرائیل) متقن تھے''۔(۳)

۵۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''علی بن مدینی نے یحییٰ قطان سے نقل کیا ہے کہ اسرائیل، ابوبکر بن عیاش سے بالاتر ہیں۔حرب، احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ شیخ وثقہ ہیں اور احمد ان کے حافظے پر

۱۔تہذیب الکمال، ج۲، ص۱۰۴، نمبر۳۹۶۔
۲۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۵۸، نمبر۲۰۱۔
۳۔الکاشف، ج۱، ص۶۷، نمبر۳۳۸۔

www.shiabookspdf.com

تعجب کرتے تھے، ابو طالب کا بیان ہے کہ احمد سے دریافت کیا گیا کہ شریک اور اسرائیل میں کون اثبت (راسخ الحدیث) ہے؟ جواب دیا اسرائیل جو بھی سنتے تھے ادا کرتے تھے وہ شریک سے اثبت ہیں۔ میں نے کہا ابو اسحاق کی روایات میں یونس اور اسرائیل میں کون زیادہ محبوب ہے؟ کہا اسرائیل اس لئے کہ ان کی کتاب ہے، ابو داؤد کا کہنا ہے کہ میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا اگر کسی حدیث کو صرف اسرائیل نے نقل کیا ہو تو کیا اس سے احتجاج کیا جاسکتا ہے؟ جواب دیا اسرائیل ثبت الحدیث ہیں۔ ابو حاتم کا کہنا ہے یہ ثقہ، صدوق اور ابو اسحاق کے متقن شاگردوں میں ہیں، عجلی نے کہا ہے یہ کوفی اور ثقہ ہیں، یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ یہ صالح الحدیث ہیں، عیسی بن یونس کا کہنا ہے کہ سفیان و شریک وغیرہ جیسے شاگرد جب ابو اسحٰق کی حدیث کے بارے میں اختلاف کرتے تھے تو وہ میرے باپ کے پاس آتے تھے اور میرے باپ کہتے تھے جاؤ میرے بیٹے اسرائیل کے پاس وہ مجھ سے زیادہ روایتیں کرنے والا اور مجھ سے زیادہ متقن ہے وہ اپنے جد کا امام ہے .....ابو عیسی ترمذی کا کہنا ہے کہ ابو اسحٰق کی روایت میں اسرائیل ثبت ہے، ابن عدی نے ان کے حالات کو تفصیل سے لکھا ہے اور ان احادیث کا ذکر کیا ہے جن کی صرف انھوں نے روایت کی ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ ان افراد میں ہیں جن سے احتجاج کیا جاسکتا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے''۔(۱)

۶۔ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں:

''اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی ہمدانی، ابو یوسف کوفی ثقہ ہیں ان کے متعلق کچھ باتیں بغیر کسی دلیل کے کہی گئی ہیں''۔(۲)

۱۔تہذیب التہذیب، ج۱، ص۲۶۱، نمبر۴۹۶۔

۲۔تقریب التہذیب، ج۱، ص۶۴، نمبر۴۶۰۔

۸۔روایت عبدالرحمٰن کوفی

ان کی روایت کو طبرانی کی کتاب ''المعجم الصغیر'' سے آئندہ بیان کریں گے۔

احوال و آثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

''عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی کوفی نے مسروق سے سماع حدیث کیا اور ان کے بیٹے معن نے ان سے روایت کی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے''۔(۱)

عبدالغنی مقدسی تحریر کرتے ہیں:

''ابو بکر اثرم کا کہنا ہے کہ جب ابو عبداللہ سے ابو عمیس اور مسعودی کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ ان دونوں میں کون زیادہ آپ کی نظر میں محبوب ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ دونوں ثقہ ہیں، عبداللہ مسعودی نے دوسروں سے زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں اور کہا کہ احادیث عبدالرحمٰن بہت زیادہ ہیں، میں نے کہا کیا دونوں بھائی ہیں؟ کہا ہاں، میں نے پوچھا کیا دونوں فرزندان عبداللہ بن مسعود ہیں یا فرزندان عتبہ؟ کہا دونوں فرزندان عبداللہ بن مسعود ہیں، یحیٰی بن معین کا کہنا ہے کہ مسعودی ثقہ ہیں جب وہ عاصم اور سلمہ بن کہیل سے نقل کریں، اور قاسم اور معن بن عبدالرحمٰن کے توسط سے ان کی جو حدیثیں نقل ہوئی ہیں انھیں صحیح قرار دیا گیا ہے''۔(۲)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں:

''ابو محمد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کوفی امام اور فقیہ تھے۔احمد بن حنبل، ابن معین اور ابن مدینی نے انھیں ثقہ کہا ہے''۔(۳)

۱۔اسماء رجال الصحیحین، ج۱، ص۲۸۵، نمبر۱۰۷۳۔

۲۔تہذیب الکمال، ج۱۱، ص۲۵۹، نمبر۳۸۵۴۔

۳۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۴۶، نمبر۱۸۸۔

www.shiabookspdf.com

۴۔ یافعی حوادث ۱۶۰ھ میں تحریر کرتے ہیں:

''اس سال عبدالرحمٰن بن عبداللہ (مسعودی) بن عتبہ بن مسعود کوفی نے انتقال کیا، ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ ابن مسعود کی حدیث سے اپنے زمانے میں سب سے زیادہ واقف تھے''(۱)

۹۔ روایت محمد بن طلحہ یامی

مسند احمد بن حنبل، مناقب ابن مغازلی اور فرائد السمطین میں محمد بن طلحہ یامی کوفی سے حدیث ثقلین کو نقل کیا گیا ہے۔ جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

مقدسی نے الکمال میں، مزی نے تہذیب الکمال میں، ذھبی نے تذھیب التہذیب میں اور ابن حجر نے تقریب التہذیب اور تہذیب التہذیب میں ان کی تعریف وتمجید کی ہے۔ ان کی عظمت کیلئے یہی کافی ہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن داؤد) نے اپنی کتابوں میں ان سے احادیث لیا ہے۔

۱۰۔ روایت ابوعوانہ یشکری

نسائی نے ''خصائص امیر المومنین''(۲) میں، حاکم نے ''المستدرک علی الصحیحین''(۳) میں اور خوارزمی نے اپنی ''مناقب''(۴) میں ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۱۔ مرآۃ الجنان، ج۱، ص۳۴۱، وقائع ۱۶۰ھ۔

۲۔ خصائص نسائی، ص۸۵، ح۷۶۔

۳۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۱۱۸، ح۴۵۷۶۔

۴۔ مناقب خوارزمی، ص۱۵۴، ح۱۸۲۔

احوال وآثار

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی قتیبہ، حامد بن عمر اور یحییٰ بن حماد نے ان سے روایت کی ہے اور صحیح بخاری میں موجود حدیث کی موسیٰ بن اسماعیل، عبدالرحمٰن بن مبارک، عارم اور مسدد نے اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے، عبداللہ بن اسود کہتے ہیں کہ ۱۷۶ھ میں ان کا انتقال ہوا''(۱)

۲۔ مزی لکھتے ہیں:

''ابن ماجہ، اسماعیل بن علیہ .... نے ان سے روایت کی ہے۔ ابو طالب کا بیان ہے کہ احمد (بن حنبل) سے دریافت کیا گیا کہ ابوعوانہ اور شریک میں کون ''اثبت'' ہے؟ جواب دیا ابوعوانہ جب کتاب سے حدیث بیان کریں تو وہ اثبت ہیں اور جب وہ مکتوب حدیث بیان نہ کریں تو اس میں غلطی کا امکان ہے، ابوحاتم کا کہنا ہے کہ ان کی لکھی ہوئی حدیث صحیح ہے لیکن اگر اپنے حافظے سے روایت کریں تو اس میں بہت ساری غلطیاں نظر آئیں گی یہ ثقہ اور صدوق ہیں۔ احمد اور یحییٰ (تعجب سے) کہتے تھے کہ ان کی حدیث، ثوری اور سفیان سے کتنی مشابہ ہے''۔(۲)

۳۔ ذہبی تحریر کرتے ہیں:

''ابوعوانہ یشکری واسطی اعلام وبزرگان میں سے ایک ہیں، ہشام بن عبداللہ کا کہنا ہے کہ ابن مبارک سے میں نے پوچھا کہ مغیرہ سے بہتر کون حدیث نقل کرتا ہے، جواب دیا: اعوانہ، عبدالرحمٰن بن مہدی کا بیان ہے کہ ابوعوانہ کے مکتوبات ہشام کے حفظ سے بہتر اور اثبت ہیں، مسدود کا کہنا ہے کہ میں نے یحییٰ بن قطان کو (تعجب سے) کہتے ہوئے سنا کہ سفیان وشعبہ سے ابوعوانہ کی حدیث کتنی مشابہ ہے، عفان کا بیان ہے کہ ابوعوانہ

۱۔ اسماء رجال الصحیحین، ج۲، ص۵۴۵، نمبر۲۱۲۵۔

۲۔ تہذیب الکمال، ج۱۹، ص۳۸۲، نمبر۳۸۲۷۔

www.shiabookspdf.com

صحیح لکھتے تھے، اس پر نقطہ واعراب دیتے تھے اور وہ ثبت ہیں میری نظر میں ان کی حدیث شعبہ سے صحیح تر ہے، ابن معین کا کہنا ہے کہ حدیث ابوعوانہ جائز ہے، ابوزرعہ کا بیان ہے کہ اگر وہ اپنے لکھے ہوئے سے بیان کریں تو موثق وقابل اطمینان ہیں۔ ابوحاتم کا کہنا ہے کہ ان کے مکتوبات صحیح، خود ثقہ اور حماد بن سلمہ سے بہتر حفظ کرتے تھے"۔(۱)

۴۔ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں:

"ابوعوانہ وضّاح بن عبداللہ، یزید بن عطا یشکری واسطی کے غلام اور ثقات میں سے ہیں، انھوں نے حسن اور ابن سیرین کو دیکھا اور قتادہ سے نقل حدیث کی، عفان کا بیان کہ ہماری نظر میں ان (ابوعوانہ) کی حدیث شعبہ سے صحیح تر ہے، احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ ان کی مکتوب حدیثیں صحیح ہیں، یحییٰ قطان (تعجب سے) کہتے تھے کہ ان کی حدیث شعبہ اور سفیان سے کتنی مشابہ ہے، عفان کا کہنا ہے کہ شعبہ نے ہم سے کہا کہ ابوعوانہ اگر ابوہریرہ کی روایت تم سے بیان کریں تو اس کی تصدیق کر دینا"۔(۲)

۵۔ ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں:

"وضاح بن عبداللہ حافظ ابوعوانہ یشکری.....ثقہ اور حدیث کے قلمبند کرنے میں متقن ہیں"۔(۳)

۶۔ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"وضاح بن عبداللہ یشکری.....ثقہ، ثبت اور ساتویں طبقے سے ہیں"۔(۴)

۷۔ سیوطی کا کہنا ہے:

"ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ یشکری واسطی نے اعمش، ابن منکدر، ابو زبیر، سماک بن حرب اور ایک جماعت سے روایت کی اور شعبہ، ابن مہدی، ابن مبارک اور ایک جماعت نے ان (ابوعوانہ) سے روایت کی ہے، عفان کا کہنا ہے کہ ان کے مکتوبات صحیح

۱۔ تذہیب التہذیب۔ خطی۔
۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۷۳، نمبر۲۲۳۔
۳۔ الکاشف، ج۳، ص۲۰۷، نمبر۶۱۵۷۔
۴۔ تقریب التہذیب، ج۲، ص۳۳۱، نمبر۳۳، حرف و۔

، خود ثبت اور حدیث پر نقطہ واعراب دیتے تھے"۔(۱)

۱۱۔ روایت شریک قاضی

ان سے مروی حدیث ثقلین کی احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔(۲)

احوال وآثار

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

"شریک بن عبداللہ بن سنان بن انس، جنہیں شریک بن عبداللہ بھی کہتے ہیں، کی کنیت ابوعبداللہ ہے انھوں نے زیاد بن علاقہ، عمار دھنی، ہشام بن عروہ، سعید، یعلی بن عطا، عبدالملک بن عمیر، عمارہ بن قعقاع اور عبداللہ بن شہر مہ سے حدیث سنی اور شریک سے ابن ابی شیبہ، علی بن حکیم، یونس بن محمد، فضل بن موسی، محمد بن صباح اور علی بن حجر نے روایت کی ہے"۔(۳)

۲۔ عبدالغنی مقدسی تحریر کرتے ہیں:

"شریک بن عبداللہ نیشاپور (خراسان) میں پیدا ہوئے اور بخارا بھی جائے ولادت بتائی جاتی ہے، ۷۵ھ میں جب قتیبہ بن مسلم کا قتل ہوا تو انھوں نے عمر بن عبدالعزیز کو درک کیا تھا، ابواسحاق سبیعی، عبدالملک بن عمیر، سماک بن حرب، اسماعیل بن ابی خالد، سلمہ بن کہیل، اعمش اور حبیب بن ابی ثابت سے حدیث سنی، زید بن حسن نے اپنے اسناد سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن معین سے جب پوچھا گیا کہ کوفیوں میں سب سے زیادہ سفیان سے شریک نے روایت کی ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ سفیان سے تو کسی کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا لیکن دکین اور عباس بن زریع جیسے بعض اساتیذ ومشائخ حدیث کی بہ نسبت شریک نے زیادہ روایتیں کی ہیں۔ یزید بن ہیثم کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ

۱۔ طبقات الحفاظ، ص۱۱۶، نمبر۲۱۲۔
۲۔ مسند احمد بن حنبل، ج۶، ص۲۳۲، ح۲۱۰۶۸۔
۳۔ اسماء رجال الصحیحین، ج۱، ص۲۱۴، نمبر۷۹۹۔

www.shiabookspdf.com

کو کہتے ہوئے سنا کہ شریک ثقہ اور میری نظر میں ابوالاحوص اور جریر سے زیادہ محبوب ہیں ان کا شریک سے موازنہ نہیں کرنا چاہئے انھوں نے ان لوگوں سے روایت کی ہے جن سے سفیان نے روایت نہیں کی، ابویعلی احمد بن علی مثنی موصلی کا کہنا ہے کہ میں نے جریر سے پوچھا آپ کی نظر میں جریر اور شریک میں کون محبوب ہے؟ جواب دیا جریر پھر پوچھا شریک اور ابوالاحوص میں آپ کسے زیادہ چاہتے ہیں؟ کہا شریک کو اور وہ ثقہ ہیں"۔(۱)

۳۔ابن خلکان کا کہنا ہے:

"وہ (ابوعبداللہ شریک) مہدی عباسی کی حکومت میں کوفہ کے قاضی تھے لیکن بعد میں موسی ہادی نے ان کو معزول کر دیا، شریک عالم، فقیہ اور ذکی وفہیم تھے۔ایک مرتبہ مہدی عباسی کے سامنے شریک اور مصعب کے درمیان تُو تُو میں میں ہوئی، مصعب نے کہا تم ابوبکر وعمر کو برا بھلا کہتے ہو شریک نے جواب دیا خدا کی قسم میں تمہارے دادا کو برا نہیں کہتا جو ان سے کم تھے۔کسی موقع پر معاویہ کا ذکر ہوا کہ وہ (معاویہ) حلیم وبردبار تھا، شریک نے کہا جو حق کو نہ پہچانے، حق کے ساتھ نادانی کرے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہوسکتا۔حریری "درۃ الغواص" میں نقل کرتے ہیں کہ شریک کا ایک اموی ہمنشین تھا ایک دن شریک نے فضائل علی بیان کیا اس اموی نے کہا کہ "علی اچھے آدمی تھے"! اس کا یہ کہنا شریک کے غیظ وغضب کے لئے کافی تھا، شریک نے کہا کیا علی کے بارے میں صرف اتنا کہہ دینا کہ "وہ اچھے آدمی تھے" اور اس میں کسی چیز کا اضافہ نہ کیا جائے، کافی ہے؟ اموی خاموش رہا یہاں تک کہ شریک کا غصہ ٹھنڈا ہوا اس کے بعد اس نے کہا اے ابوعبداللہ (شریک) کیا خدا نے اپنے بارے میں نہیں کہا: **فقد رنا فنعم القادرون** (اس کا ایک اندازہ مقرر کیا ہم کیا اچھا اندازہ مقرر کرنے والے ہیں۔مرسلات آیت ۲۳) حضرت ایوب کے لئے فرمایا: **انا وجدنا ہ صابراً نعم العبدانہ اوّاب** (ہم نے ایوب کو یقیناً صابر پایا وہ کیا اچھے

۱۔تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۸، ص ۳۳۴، نمبر ۲۷۲۰۔

بندے تھے۔ص آیت ۴۴) حضرت سلیمان کے لئے ارشاد فرمایا: "**ووھبنا لداؤد سلیمان نعم العبد**" (اور ہم نے داؤد کو سلیمان (سا بیٹا) عطا کیا سلیمان بھی کیا اچھے بندے تھے۔ص آیت ۳۰) تو پھر خدا اور اس کے رسول نے علی بن ابی طالب کے لئے جو چیز پسند کی، کیا تم اس کو پسند نہیں کرو گے؟ یہ سن کر شریک اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے دل میں اس اموی کی عظمت ومنزلت بڑھ گئی۔(۱)

۴۔ذہبی کہتے ہیں:

"اسحاق بن ازرق کا بیان ہے کہ اس نے شریک سے نو ہزار حدیثیں اخذ کی تھیں، ابن مبارک کا کہنا ہے کہ شریک اپنے شہر کے محدثین کی حدیثیں سفیان سے زیادہ جانتے تھے، نسائی کا بیان ہے کہ ان کی حدیثیں بے جھجک قبول کی جاسکتی ہیں، عیسیٰ بن یونس کا کہنا ہے کہ شریک سے زیادہ علم والا اور پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔میں کہتا ہوں کہ شریک حَسَن الحدیث، امام، فقیہ اور محدث تھے، بخاری نے ان کی حدیثیں شہادت میں پیش کی ہیں اور مسلم نے بھی ان سے استخراج حدیث کیا ہے اور یحییٰ بن معین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے"(۲)

۵۔ذہبی الکاشف میں لکھتے ہیں:

"ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ ان کی حدیثیں بے جھجک قبول کی جاسکتی ہیں، یہ (شریک) کوفیوں کی حدیثیں سفیان سے بہتر جانتے تھے"(۳)

۶۔ذہبی العبر میں لکھتے ہیں:

"قاضی شریک بن عبداللہ کوفی اعلام میں سے ہیں، اسّی سال سے زیادہ انھوں نے عمر پائی اور سلمہ بن کہیل اور بزرگوں سے روایت کی ہے، ان سے اسحاق ازرق نے سات ہزار حدیثیں سنی تھیں، ابن مبارک کا بیان ہے کہ وہ کوفیوں کی حدیثیں سفیان ثوری سے

۱۔وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۴۱۰، نمبر ۲۹۱۔
۲۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۷۰، نمبر ۲۱۸۔
۳۔الکاشف، ج ۲، ص ۱۰، نمبر ۲۲۹۸۔

www.shiabookspdf.com

زیادہ جانتے تھے، نسائی نے کہا ہے کہ ان کی حدیث بلا تأمل قبول کی جاسکتی ہے، اور دوسروں نے انھیں امام کہا ہے"۔(۱)

۷۔یافعی کہتے ہیں:

"قاضی شریک بن عبداللہ نخعی کوفی اعلام و بزرگان میں سے ایک ہیں وہ اسّی (۸۰) سال سے زیادہ زندہ رہے"(۲)

۸۔سیوطی کا کہنا ہے:

"شریک بن نخعی بن عبداللہ بن ابی شریک عاصمی نخعی ابوعبداللہ کوفی بزرگان میں سے ہیں، انھوں نے زیاد بن علاقہ، بیان بن بشر، حبیب بن ثابت، ابواسحاق سبیعی اور بے شمار محدثین سے روایت کی ہے، ابن معین نے انھیں صدوق وثقہ کہا ہے"(۳)

۱۲۔روایت حسان بن ابراہیم کرمانی

مسلم نے اپنی صحیح (ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲) میں اور حاکم نے المستدرک علی الصحیحین (ج ۳، ص ۱۱۸، ح ۴۵۷۷) میں حسان بن ابراہیم کرمانی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے (جو آئندہ بیان کی جائے گی)۔

احوال وآثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں:

"حسان بن ابراہیم عنزی کرمانی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یونس بن یزید اور صحیح مسلم میں سعید بن مسروق کی موجود حدیث کا سماع کیا، صحیح بخاری میں موجود حدیث کی علی بن مدینی اور محمد بن ابی یعقوب نے اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی سعید بن منصور، علی بن حجر اور محمد بن بکار نے حسان بن ابراہیم سے روایت کی ہے"۔(۴)

۱۔العبر، ج ۱، ص ۱۳۸، وقائع ۱۷۷ھ۔

۲۔مرآۃ الجنان، ج ۱، ص ۳۷۰، وقائع ۱۷۷ھ۔

۳۔طبقات الحفاظ، ص ۱۱۴، نمبر ۲۰۷۔

۴۔اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۹۴، نمبر ۳۶۲۔

۲۔ذہبی تحریر کرتے ہیں:

"قاضی کرمان حسان بن ابراہیم کرمانی عنزی ثقہ ہیں"(۱)

ذہبی نے یہی بات العبر میں کہی ہے۔(۲)

۳۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"حسان بن ابراہیم بن عبداللہ کرمانی کے بارے میں حرب کرمانی کا کہنا ہے کہ میں نے احمد کو حسان بن ابراہیم کی توثیق کرتے ہوئے سنا احمد کہہ رہے تھے کہ ان کی حدیث اہل صدق کی حدیث ہے، عثمان دارمی اور دوسروں نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ ان (حسان) میں کوئی ضعف نہیں ہے، مفضل غلامی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ تھے"۔(۳)

۱۳۔روایت جریر ضبّی کوفی

مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث ثقلین کو بہ روایت اسماعیل نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے، اسی طرح اسحاق بن ابراہیم نے جریر سے ابوحیان کے توسط سے اسماعیل ہی کی اسناد سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، البتہ حدیث جریر میں اس عبارت کا اضافہ ہے: "کتاب اللہ فیہ الھدی و النور من استمسک بہ واخذ بہ کان علی الھدی و من اخطاہ، ضل"۔(۴)

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

"جریر بن عبدالحمید بن جریر بن قرط بن ہلال بن انس ضبی ابوعبداللہ کا اصل وطن کوفہ تھا، جریر نے سلیمان اعمش، مغیرہ، منصور، اسماعیل بن خالد اور ابواسحاق سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کا سماع کیا، عمارہ بن قعقاع، سہیل، ہشام بن عروہ، حسن

۱۔الکاشف، ج ۱، ص ۱۵۶، نمبر ۱۰۰۳۔

۲۔العبر، ج ۱، ص ۱۴۸، وقائع ۱۸۶ھ۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۴۵، نمبر ۴۴۷۔

۴۔صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳۔۱۲۲، باب فضائل علی بن ابی طالب۔

www.shiabookspdf.com

بن عبداللہ، مختار بن فلفل، عبدالملک بن عمیر، ہشام بن حسان، سلیمان تیمی، موسیٰ بن (ابی) عائشہ، محمد بن شیبہ، حصین، ابراہیم بن محمد بن منتشر، عبدالعزیز بن رفیع، یحییٰ بن سعید، بیان بن بشر، فضیل بن غزوان، مطرف، ابوفروہ ہمدانی، عاصم احول، ابوحیان تیمی، رکیع بن ربیع، طلق بن معاویہ اور علاء بن مسیب سے صحیح مسلم میں موجود حدیث کا سماع کیا، صحیح مسلم میں موجود حدیث کی ابوخیثمہ، اسحاق علی بن حجر، ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابوغسان محمد بن عمرو نے اور صحیح بخاری میں موجود حدیث کی علی بن مدینی اور محمد بن سلام نے اور صحیح بخاری وصحیح مسلم میں موجود حدیث کی قتیبہ بن سعد، یحییٰ بن یحییٰ اور عثمان بن ابی شیبہ نے جریر سے روایت کی ہے''۔(۱)

۲۔مزی کا کہنا ہے:

''جملہ ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔ابن سعد نے ان کو ثقہ اور اعلم کہا ہے، محدثین ان سے کسب فیض کے لئے دور ودراز سے آتے تھے، محمد بن حماد نے انھیں حجت اور ان کی کتابوں اور نوشتہ جات کو صحیح قرار دیا ہے، ابوخیثمہ سے دریافت کیا گیا کہ یہ جریر تدلیس حدیث کرتے تھے؟ جواب دیا نہیں، ابوحاتم نے ثقہ اور لائق احتجاج قرار دیا ہے، ۱۰۷ھ میں اور بعض کے بقول ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے، عجلی نے انھیں ثقہ اور شہر رے ان کی محل سکونت بتائی ہے''(۲)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں:

''ان (جریر) کے ثقہ ہونے اور حفظ ووسعت معلومات میں ان کا ثانی نہ ہونے کی وجہ سے محدثین اخذ حدیث کے لئے ان کے پاس حاضر ہوتے تھے، ان کی حدیث عالی السند ہے''۔(۳)

۱۔اسماء رجال الصحیحین، ج۱،ص ۷۵۔۷۴، نمبر ۲۸۴۔

۲۔تہذیب الکمال، ج۳،ص ۳۵۹، نمبر ۹۰۱۔

۳۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱،ص ۱۹۹، نمبر ۲۵۷۔

۴۔ذہبی نے کہا ہے:

''یہ صاحب تصنیف ہیں اور ۱۸۸ھ میں انتقال کیا''۔(۱)

ذہبی نے یہی بات العبر میں لکھی ہے۔(۲)

یافعی نے مرآۃ الجنان میں اسی کا ذکر کیا ہے۔(۳)

۵۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''یوسف بن عمار موصلی کے بقول یہ (جریر) حجت اور ان کی ساری کتابیں صحیح ہیں، علی بن مدینی نے شب زندہ دار کہا ہے، ابوخیثمہ نے ان کے تدلیس حدیث سے انکار کیا ہے، عجلی نے ثقہ اور محل سکونت شہر رے بتایا ہے، ابن ابی حاتم کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد سے ابوالاحوص اور جریر کے بارے میں حدیث حصین کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا جریر، ابوالاحوص سے زیر کتر اور میری نظر میں محبوب تر ہیں، میں نے پوچھا کیا ان کی حدیث سے احتجاج کیا جاسکتا ہے؟ جواب دیا: ہاں جریر ثقہ ہیں اور ہشام بن عروہ کی حدیث میں یونس بن بکیر سے بہتر ہیں۔نسائی نے انھیں ثقہ اور ابن خراش نے صدوق وراستگو کہا ہے، ابوالقاسم لالکائی نے ان کے ثقہ ہونے پر ادعائے اجماع کیا ہے، ابن حبان نے الثقات میں ان کی عبادت کی ستائش کی ہے اور خلیلی نے الارشاد میں انھیں ثقہ قرار دیا ہے قتیبہ کا بیان ہے جریر حافظ تھے اور ہم سے حدیث بیان کرتے تھے مگر معاویہ کو کھلم کھلا برا بھلا کہتے تھے''۔(۴)

ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں بھی ایسا لکھ کر ان کی توثیق کی ہے۔(۵)

۱۔الکاشف، ج۱،ص ۱۲۷، نمبر ۷۸۰۔

۲۔العبر، ج۱،ص ۱۵۱، وقائع ۱۸۸ھ۔

۳۔مرآۃ الجنان، ج۱،ص ۴۲۰، وقائع ۱۸۸ھ۔

۴۔تہذیب التہذیب، ج۲،ص ۷۵، نمبر ۱۱۶۔

۵۔تقریب التہذیب، ج۱،ص ۱۲۷، نمبر ۵۶، حرف ج۔

www.shiabookspdf.com

۱۴۔ روایت ابن علیہ بصری

احمد بن حنبل اور مسلم کی روایتیں نقل کرتے وقت ان سے مروی حدیث ثقلین پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

''اسماعیل بن ابراہیم بن سہم بن مقسم اسدی بصری، بنی اسد بن خزیمہ کے غلام تھے۔ ان کی کنیت ابو بشر تھی اور ان کی ماں بنی اسد کی کنیز تھیں، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیثوں کی انھوں نے ایوب، عبدالعزیز اور روح بن قاسم سے اور صحیح مسلم میں موجود حدیثوں کی انھوں نے مذکورہ افراد کے علاوہ یحییٰ بن سعید تیمی، ابن ابی عروبہ، خالد حذاء، منصور بن عبدالرحمٰن، یونس بن عبید، داؤد بن ابی ھند اور دوسروں سے روایت کی ہے اور ان سے علی بن مدینی، صدقہ اور قتیبہ نے صحیح بخاری میں موجود حدیث کی اور ابن ابی شیبہ، زہیر، علی بن حجر اور دوسروں نے صحیح مسلم میں موجود حدیث کی روایت کی ہے۔ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳ھ یا ۱۹۴ھ میں بغداد میں وفات پائی''۔(۱)

۲۔ مزی تحریر کرتے ہیں:

''جملہ مصنفین صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔ شعبہ نے انھیں ریحانۃ فقہا کہا ہے اور احمد کا بیان ہے کہ بصرہ میں حدیث کا ثبت وضبط ان پر ختم ہوا، ابن مہدی نے ہشیم سے اور قطان نے وہیب سے اثبت کہا ہے اور سوائے ابن علیہ اور بشر بن مفضل کے کوئی محدث ایسا نہیں ہے جس سے غلطی نہ ہوئی ہو، داؤد بن سلمۃ، ابن علیہ کی ثور بن عبید سے تشبیہ دیتے تھے، غندر کا کہنا ہے کہ میں محدثین کے درمیان بڑا ہوا، حدیث میں کوئی بھی ابن علیہ پر مقدم نہیں ہے، عمر بن زرارہ کا بیان ہے کہ میں چودہ سال ابن علیہ کے ساتھ رہا اور کبھی انہیں ہنستا نہیں دیکھا اور سات سال کی ہمنشینی میں انھیں

۱۔ اسماء رجال الصحیحین، ج۱، ص۲۳، نمبر۸۶۔

مسکراتے نہیں دیکھا اور ابن معین نے انھیں ثقہ، مامون، صدوق اور متقی و پرہیزگار کہا ہے''۔(۱)

۳۔ ذہبی لکھتے ہیں:

''یونس بن بکیر کا بیان ہے کہ میں نے شعبہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ابن علیہ ''سید المحدثین'' ہیں حماد بن سلمۃ، یونس بن عبید کے شمائل سے ابن علیہ کے شمائل کی تشبیہ دیتے تھے، یزید بن ہارون کا کہنا ہے کہ میں بصرہ گیا اور وہاں کسی کو حدیث میں ابن علیہ سے برتر نہیں پایا''۔(۲)

ذہبی نے الکاشف (۳) اور العبر (۴) میں اور یافعی نے مرآۃ الجنان (۵) میں یہی بات کہی ہے۔

۴۔ سیوطی لکھتے ہیں:

''شعبہ کا کہنا ہے کہ ابن علیہ ''سید المحدثین'' اور ''ریحانۃ الفقہا'' ہیں۔ احمد کا بیان ہے کہ بصرہ میں حدیث میں تثبت، ابن علیہ پر ختم ہوگئی تھی، غندر کے بقول حدیث میں کوئی بھی ان پر مقدم نہیں تھا، ابن معین کا کہنا ہے ابن علیہ ثقہ، مامون، صدوق اور متقی و پرہیزگار تھے، قتیبہ کا بیان ہے حفاظ چار ہیں ابن علیہ، عبدالوارث، یزید بن زریع اور وہب، ابوداؤد کا کہنا ہے کہ ابن علیہ اور بشر بن مفضل کے سوا کوئی بھی محدث غلطی سے محفوظ نہیں رہا ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳ھ میں وفات پائی''۔(۶)

ابن حبان نے ''الثقات'' میں اور ابن حجر عسقلانی نے ''تہذیب التہذیب'' (ج۱ ص۲۷۵) میں ان کے بارے میں دوسروں کی تعریف وتمجید نقل کی ہے۔

۱۔ تہذیب الکمال، ج۲، ص۱۳۳، نمبر۲۱۱۔
۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۳۵، نمبر۲۰۳۔
۳۔ الکاشف، ج۱، ص۶۹، نمبر۳۵۲۔
۴۔ العبر، ج۱، ص۱۵۶، وقائع ۱۹۳ھ۔
۵۔ مرآۃ الجنان، ج۱، ص۴۴۳، وقائع ۱۹۳ھ۔
۶۔ طبقات الحفاظ، ص۱۵۰، نمبر۲۸۹۔

www.shiabookspdf.com

۱۵۔روایت محمد بن فضیل ضبی

محمد بن فضیل ضبی کوفی کی روایت کو مسلم نے اپنی صحیح (ج ۷ص ۱۲۳) میں اور ترمذی نے سنن ترمذی (ج ۵،ص ۶۲۲) میں نقل کیا ہے،اسد الغابہ میں موجودان سے مروی حدیث ثقلین آئندہ بیان کی جائے گی۔

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی کہتے ہیں:

''محمد بن فضیل بن غزوان ابوعبدالرحمٰن نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود اسماعیل بن ابی خالد، اعمش ، اپنے والد اور دوسروں کی حدیث کا سماع کیا اور صحیح بخاری میں موجود حدیث کی محمد بن نمیر، اسحاق حنظلی ،ابن ابی شیبہ، محمد بن سلام، قتیبہ ،عمران بن میسرہ اور عمرو بن علی نے اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی عبداللہ بن عامر، ابوکریب، محمد بن طریف ،واصل بن عبدالاعلی ، زہیر، ابوسعید اشج ،محمد بن مثنی ، محمد بن یزید، ابو ہشام رفاعی ،احمد ،وکیعی اور عبدالعزیز بن عمر ابان نے محمد بن فضیل سے روایت کی ہے، ابوعیسی کا بیان ہے کہ ۱۹۴ھ میں ان کی وفات ہوئی، ابن نمیر نے بھی ایسا ہی کہا ہے''۔(۱)

۲۔مزی کا بیان ہے:

''جملہ ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔یہ (محمد بن فضیل) ثقہ ہیں، ابو زرعہ نے انھیں صدوق و عالم کہا ہے، ابوحاتم نے استاد و شیخ الحدیث کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے''۔(۲)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں:

''احمد نے انھیں شیعہ اور ''حسن الحدیث'' کہا ہے، عثمان دارمی کے بقول ابن معین کی نظر میں ثقہ ہیں، ابوزرعہ نے صدوق و عالم کہا ہے اور نسائی کا بیان ہے کہ ان میں کسی طرح کا جھول نہیں ہے''۔(۳)

۱۔اسماء رجال الصحیحین، ج ۲،ص ۴۴۷،نمبر ۱۷۰۶۔
۲۔تہذیب الکمال، ج ۱۷،ص ۱۵۸،نمبر ۶۱۳۷۔
۳۔تذہیب التہذیب ذہبی۔

۴۔ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں:

''یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے، احمد نے شیعہ اور ''حسن الحدیث'' کہا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ صرف دوستدار اہلبیت تھے، حمزہ کے سامنے قرآن کی قرائت کی اور منصور کے پاس سماع حدیث کے لئے گئے مگر انھیں مریض پایا''۔(۱)

ذہبی نے یہی بات الکاشف میں کہی ہے۔(۲)

۵۔ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

''یہ صدوق، عارف اور تشیع سے متہم ہیں''(۳)

۶۔سیوطی لکھتے ہیں:

''محمد بن فضیل بن غزوان ضبی کے بارے میں احمد نے کہا ہے کہ یہ شیعہ اور ''حسن الحدیث'' ہیں''۔(۴)

۱۶۔روایت عبداللہ بن نمیر

www.shiabookspdf.com

ان سے مروی حدیث ثقلین کی احمد نے اپنی مسند (ج ۳ص ۲۶) میں روایت کی ہے، احمد کی مسند اور ان کی مناقب میں موجود ان سے مروی حدیث کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن نمیر ابو ہشام خارفی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود اسماعیل بن ابی خالد، ہشام بن عروہ، عبداللہ بن عمر اور دیگر محدثین کی حدیث کا سماع کیا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی عبداللہ بن نمیر کے بیٹے محمد نے ، صحیح بخاری میں موجود حدیث کی ابو قدامہ، سرخسی ، زکریا بلخی، علی بن مسلم اور اسحاق نے اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی احمد بن حنبل، ابوکریب، زہیر اور دیگر محدثین نے عبداللہ بن نمیر سے روایت کی ہے''۔(۵)

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۱،ص ۲۳۰،نمبر ۲۹۴۔
۲۔الکاشف، ج ۳،ص ۷۹،نمبر ۵۱۹۸۔
۳۔تقریب التہذیب، ج ۲،ص ۲۰۱،نمبر ۶۲۸، حرف م۔
۴۔طبقات الحفاظ،ص ۱۴۶،نمبر ۲۸۱۔
۵۔اسماء رجال الصحیحین، ج ۱،ص ۲۶۰،نمبر ۹۵۴۔

۲۔ذہبی تحریر کرتے ہیں:

''حافظ کبیر محمد کے والد عبداللہ بن نمیر حافظ امام ابو ہشام ہمدانی خارفی کوفی نے ہشام بن عروہ، اعمش، اشعث بن سوار، اسماعیل بن ابی خالد، یزید بن ابی زیاد، عبداللہ بن عمر اور دیگر بے شمار محدثین سے روایت کی ہے اور عبداللہ بن نمیر سے احمد (ابن حنبل)، ابن معین، ابن مدینی، اسحاق کوسج، احمد بن فرات، حسن بن علی بن عفان اور دیگر علماء نے روایت کی ہے، ابن معین اور دیگر ناقدین حدیث نے ان کو ثقہ کہا ہے، یہ نہایت عظیم الشان محدثین میں سے تھے، ۱۹۹ھ میں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی''۔(۱)

ذہبی نے الکاشف (۲) اور العبر (۳) میں یہی بات کہی ہے۔

۳۔ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''ابونعیم کا کہنا ہے کہ سفیان سے ابوخالد احمر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن نمیر اچھے آدمی تھے، عثمان دارمی نے یحیٰی بن معین سے پوچھا کہ اعمش کی روایت زیادہ بہتر ہے یا ابن نمیر کی؟ جواب دیا دونوں ثقہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، عجلی نے ثقہ، صالح الحدیث اور صاحب سنت کہا ہے اور ابن سعد کا بیان ہے کہ یہ ثقہ، کثیر الحدیث اور صدوق ہیں''۔(۴)

ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں:

''یہ ثقہ، اہلسنت کے محدث اور طبقۂ نہم کے اکابر میں سے ہیں''۔(۵)

۴۔سیوطی لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن نمیر ہمدانی خارفی ابو ہشام کوفی نے اعمش، ہشام بن عروہ، یحیٰی انصاری اور دیگر محدثین سے روایت کی ہے اور عبداللہ بن نمیر سے ان کے بیٹے محمد، احمد بن حنبل، ابن معین، ابن مدینی، ابوکریب اور دیگر بے شمار علماء نے روایت کی ہے''۔(۶)

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۳۹، نمبر۲۱۱۔
۲۔الکاشف، ج۲، ص۱۲۲، نمبر۳۰۶۲۔
۳۔العبر، ج۱، ص۱۶۵، وقائع ۱۹۹ھ۔
۴۔تہذیب التہذیب، ج۶، ص۵۷، نمبر۱۰۹۔
۵۔تقریب التہذیب، ج۱، ص۳۵۷، نمبر۶۹۸ حرف ع۔
۶۔طبقات الحفاظ، ص۱۵۴، نمبر۲۹۹۔

۱۷۔روایت ابواحمد زبیری

احمد بن حنبل نے ابواحمد زبیری حبّال سے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''مجھ سے احمد زبیری نے بیان کیا انھوں نے شریک سے انھوں نے رکین سے انھوں نے قاسم بن حسان سے اور انھوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ''انّی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی وانّھما لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض جمیعاً'' میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔(۱)

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی انھوں (زبیری) نے ثوری اور اسرائیل سے، صحیح بخاری میں موجود حدیث کی مسعر، عمرو بن سعید، عیسیٰ بن طہمان سے اسی طرح صحیح مسلم میں موجود حدیث کی شیبان بن عبدالرحمٰن، قیس بن سلیم، حمزہ بن زیات، سعید بن حسان، عمار بن رزین، مالک بن مغول، محمد بن عبدالعزیز اور ولید بن جمیع سے روایت کی ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی ابوبکر بن ابی شیبہ اور نصر بن علی نے، صحیح بخاری میں موجود حدیث کی ابوعبداللہ مسندی، محمود غیلان، محمد بن عبدالرحیم، ابوموسیٰ اور یوسف قطان نے اور صحیح مسلم میں موجود حدیث کی محمد بن رافع، حجاج بن شاعر، زہیر، عمرو ناقد، عبداللہ قواریری اور محمد بن عمرو بن جبلہ نے زبیری سے روایت کی ہے''۔(۲)

۱۔مسند احمد بن حنبل، ج۶، ص۲۴۴، ح۲۱۱۴۵۔
۲۔اسماء رجال الصحیحین، ج۲، ص۴۴۱، نمبر۱۶۸۸۔

www.shiabookspdf.com

۲۔مزّی کہتے ہیں:

''سارے مصنفین صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔ابن نمیر کا کہنا ہے کہ یہ سچے، طبقہ سوم کے روّات اور اصحاب ثوری میں سے ہیں، ان میں اچھائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا، حصول حدیث میں مشہور، ثقہ اور صحیح الکتاب ہیں، نصر بن علی کا کہنا ہے کہ میں نے زبیری کو کہتے ہوئے سنا کہ سفیان کی کتاب کے چوری کا مجھے ڈر نہیں ہے کیونکہ وہ ساری میرے حافظے میں ہے، یحییٰ نے ثقہ اور عجلی نے ثقہ اور مائل بہ تشیع بتایا ہے، ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ حافظ حدیث، عابد و مجتہد تھے، ابوزرعہ اور ابن خراش نے انھیں صدوق کہا ہے''۔(۱)

۳۔ذہبی کا کہنا ہے:

''ابواحمد زبیری محمد بن عبداللہ بن زبیر حافظ اور ثبت تھے، بندار کا کہنا ہے کہ کسی کو نہیں دیکھا جس نے ان سے زیادہ حدیث حفظ کی ہو، عجلی نے ثقہ اور شیعہ بتایا ہے اور ابوحاتم کا کہنا ہے یہ حافظ، عابد اور مجتہد تھے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دائمی روزہ دار تھے''۔(۲)

۴۔ابن حجر تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں:

''ابواحمد زبیری کا بیان ہے کہ سفیان کی کتاب کے چوری ہونے کا کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ اس کی ساری حدیثیں میرے حافظے میں ہیں، احمد بن خیثمہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ ہیں، بندار کی نظر میں ابواحمد زبیری سے بڑا کوئی حافظ حدیث نہیں گزرا، ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ حافظ حدیث، عاقل اور مجتہد تھے، نسائی اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ ان کی حدیثیں بلا تأمل قبول کی جاسکتی ہیں، احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ اہواز میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی''۔(۳)

۱۔تہذیب الکمال، ج۱۶، ص۴۱۹، نمبر۵۹۳۲۔
۲۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۶۱، نمبر۳۴۷۔
۳۔تذہیب التہذیب۔ خطی۔

یہی بات ذہبی نے الکاشف(۱) اور العبر (۲) میں اور یافعی نے مرآۃ الجنان (۳) میں کہی ہے۔

۵۔ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے:

''یہ ثقہ اور ثبت ہیں اور کبھی حدیث ثوری میں غلطی کر جاتے تھے''۔(۴)

سیوطی نے بھی یہی بات کہی ہے۔(۵)

۱۸۔روایت ابوعامر عقدی

ابن مغازلی نے اپنی مناقب(۶) میں حدیث ثقلین کی ابوعامر عقدی سے روایت کی ہے جس کو آئندہ پیش کریں گے۔

احوال و آثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

''عبدالملک بن عمرو بن قیس، ابوعامر عقدی قیسی بصری منسوب بہ عقد، قبیلہ بنی قیس بن ثعلبہ کے حارث بن عباد کے آزاد کردہ تھے، انھوں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود سلیمان بن بلال، قرۃ بن خالد، شعبہ اور دیگر محدثین کی حدیثوں کا سماع کیا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ان کی حدیثوں کی ابوقدامہ عبیداللہ بن سعید اور محمد بن مثنی نے ان سے روایت کی ہے، صحیح بخاری میں موجود ان کی حدیث کی عبداللہ مسندی، اسحاق حنظلی اور بندار نے اور صحیح مسلم میں موجود ان کی حدیث کی عبد بن حمید، ابوایوب سلیمان غیلانی، عتبہ بن مکرم، احمد بن خراش، محمد بن عمرو بن جبلہ، حسن حلوائی، ابوبکر بن نافع اور ابومعن نے ان سے روایت کی ہے، محمد بن سعد کا کہنا ہے کہ یہ ۲۰۴ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے''۔(۷)

۱۔الکاشف، ج۳، ص۵۳، نمبر۵۰۲۷۔
۲۔العبر، ج۱، ص۱۷۱، وقائع ۲۰۳ھ۔
۳۔مرآۃ الجنان، ج۲، ص۸، وقائع ۲۰۳ھ۔
۴۔تقریب التقریب، ج۲، ص۱۷۶، نمبر۳۷۷ حرف م۔
۵۔طبقات الحفاظ، ص۱۷۰، نمبر۳۳۳۔
۶۔مناقب ابن مغازلی، ص۳۲۹، ح۴۱۹۔
۷۔اسماء رجال الصحیحین، ج۱، ص۳۱۴، نمبر۱۱۹۴۔

www.shiabookspdf.com

۲۔ذہبی کہتے ہیں:

''ابوعامر عبدالملک بن عمرو قیسی عقدی حافظ، امام اور ثقہ تھے، نسائی نے ثقہ اور مامون کہا ہے اور دیگر علماء نے انھیں بصرہ کے حفاظ میں شمار کیا ہے''۔(۱)

۳۔ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں:

''سلیمان بن داؤد قزاز نے احمد سے کہا کہ میں بصرہ جارہا ہوں وہاں کس سے حدیثیں اخذ کروں؟ احمد نے کہا ابوعامر عقدی، وہیب بن جریر اور عثمان دارمی سے، ابوحاتم اور ابن معین نے صدوق اور نسائی نے ثقہ و مامون کہا ہے، ابن مہدی کا کہنا ہے کہ ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے ثقہ کہا ہے''۔(۲)

ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انھیں ثقہ اور نویں طبقے میں شمار کیا ہے۔(۳) سیوطی نے بھی یہی کہا ہے۔(۴)

۱۹۔روایت اسود بن عامر شامی

احمد بن حنبل نے اپنی مسند (ج ۳، ص ۴۸۸، ح ۱۰۷۲۰) میں اسود بن عامر شامی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

۱۔ابن حبان لکھتے ہیں:

''اسود بن عامر ابوعبدالرحمٰن کا لقب شاذان تھا، ان کا اصلی وطن شام تھا لیکن بغداد میں رہتے تھے، انھوں نے حماد بن یزید اور شریک سے اور اسود سے ابن ابی شیبہ اور اہل عراق نے روایت کی ہے، ۲۰۸ھ میں بغداد میں انتقال ہوا''۔

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۲۵۴، نمبر ۳۳۳۔

۲۔تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۴۰۹، نمبر ۷۶۱۔

۳۔تقریب التہذیب، ج ۱، ص ۵۲۱، نمبر ۱۳۳۰، حرف ع۔

۴۔طبقات الحفاظ، ص ۱۶۲، نمبر ۳۱۶۔

یہی بات محمد بن طاہر مقدسی نے کہی ہے۔(۱)

۲۔مزی کا کہنا ہے:

''جملہ ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔احمد اور ابن مدینی نے انھیں ثقہ کہا ہے اور یحییٰ نے کہا ہے کہ ان میں کسی طرح کا ضعف نہیں ہے، ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کے حوالے سے صدوق وصالح بتایا ہے اور ابن سعد نے ''صالح الحدیث'' کہا ہے ۲۰۸ھ میں انتقال ہوا''۔(۲)

۳۔ذہبی کہتے ہیں:

''حافظ شاذان راسخ الحدیث راویوں میں سے ہیں، انھوں نے ہشام بن حسان، طلحہ بن عمر، شعبہ، ثوری، جریر بن حازم اور اپنے طبقے کے افراد سے روایت کی اور احمد، علی، ابوثور، احمد بن خلیل برجلانی، حارث بن ابی اسامہ، ابومحمد دارمی اور دیگر محدثین نے ان سے روایت کی ہے، علی اور دیگر ناقدین حدیث نے توثیق کی ہے اور بقیہ بن ولید نے باوجودیکہ ان پر مقدم ہیں ان سے روایت کی ہے''۔(۳)

ذہبی نے الکاشف (۴) اور العبر (۵) میں یہی بات کہی ہے۔

۴۔ابن حجر عسقلانی کا بیان ہے:

''بقیہ باوجودیکہ اسود بن عامر سے بزرگ تھے پھر بھی انھوں نے اسود سے روایت کی ہے، ابن معین نے ثقہ، ابوحاتم نے صدوق اور ابن سعد نے ''صالح الحدیث'' مانا ہے، ۲۰۸ھ میں ان کا انتقال ہوا، میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے''۔(۶)

۱۔اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۳۸، نمبر ۱۴۱۔

۲۔تہذیب الکمال، ج ۲، ص ۲۴۷، نمبر ۴۹۶۔

۳۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۲۷۰، نمبر ۳۶۳۔

۴۔الکاشف، ج ۱، ص ۸۰، نمبر ۴۲۵۔

۵۔العبر، ج ۱، ص ۲۷۷، وقائع ۲۰۸ھ۔

۶۔تہذیب التہذیب، ج ۱، ص ۳۴۰، نمبر ۶۱۹۔

www.shiabookspdf.com

ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انھیں ثقہ اور نویں طبقے میں شمار کیا ہے(۱)، سیوطی نے انھیں ثقہ، صالح اور صدوق کہا ہے۔(۲)

۲۰۔ روایت یحییٰ بن حماد شیبانی

یحییٰ بن حماد سے منقول حدیث ثقلین کو نسائی نے اپنی ''خصائص (ص ۸۵، ح ۷۶)'' میں، حاکم نے ''المستدرک علی الصحیحین (ج ۳ ص ۱۱۸، ح ۴۵۷۶)'' میں اور خوارزمی نے اپنی مناقب میں ذکر کیا ہے جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

''یحییٰ بن حماد شیبانی کی کنیت ابو بکر تھی، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ابو عوانہ کی اور صحیح مسلم میں شعبہ اور عبد العزیز بن مختار کی حدیثوں کا سماع کیا بخاری نے ذکر الخواص اور چند دیگر جگہوں پر ان سے روایت کی ہے، بخاری نے حسن بن مدرک سے نقل کیا ہے کہ ان کا ۲۱۵ھ میں انتقال ہوا''۔(۳)

۲۔ مزی تحریر کرتے ہیں:

''ان سے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ .....نے روایت کی ہے۔ ابو حاتم نے ثقہ، محمد بن سعد نے ثقہ اور بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے والا کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، محمد بن نعمان بن عبد السلام کا بیان ہے کہ میں نے یحیی بن حماد سے بڑا عابد نہیں دیکھا شاید وہ کبھی نہیں ہنسے''۔(۴)

ذہبی نے یہی بات ''تذہیب التہذیب'' میں کہی ہے اور ان کا سن وفات ۲۱۵ھ بتایا ہے(۵)،

۱۔ تقریب التہذیب ج ۱، ص ۷۶، نمبر ۵۷۳، حرف الف۔
۲۔ طبقات الحفاظ، ص ۱۷۴، نمبر ۳۳۸۔
۳۔ اسماء الرجال الصحیحین، ج ۲، ص ۵۵۹، نمبر ۲۱۷۴۔
۴۔ تہذیب الکمال، ج ۲۰، ص ۶۲، نمبر ۷۴۰۹۔
۵۔ تذہیب التہذیب۔ خطی۔

ذہبی نے ''الکاشف''(۱) اور ''العبر''(۲) میں اور یافعی نے ''مرآۃ الجنان''(۳) میں انھیں ثقہ اور متأله کہا ہے اور ابن حجر نے ثقہ، عابد اور نویں طبقے کا کمسن محدث بتایا ہے۔(۴)

۲۱۔ روایت محمد بن حبیب بغدادی

ابو جعفر محمد بن حبیب ہاشمی نے اپنی کتاب ''المنمق'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''ترکت فیکم کتاب اللّٰہ و عترتی لن تضلوا ما تمسکتم بھما''۔(۵) یعنی میں تم میں کتاب خدا اور اپنی عترت چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان دونوں سے وابستہ رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔

احوال وآثار

سیوطی لکھتے ہیں:

''محمد بن حبیب ابو جعفر کے بارے میں یاقوت کا کہنا ہے کہ یہ بغداد کے عالم، لغت، شعر، اخبار، انساب کے جاننے والے اور ثقہ تھے، ثعلب کا بیان ہے کہ میں ان کے درس میں گیا اور انھیں خستہ نہ پایا یہ حافظ وصدوق تھے، یعقوب ان سے اعلم اور یہ (بغدادی) انساب و اخبار میں حافظ تھے، ان کی تصنیفات یہ ہیں: ''النسب''، ''الانساب علی افعل''، ''اخبار قریش معروف بہ المنمّق''، ''غریب الحدیث''، ''الانوار''، ''المشجر''، ''الموشی''، ''المختلف و المؤتلف فی اسماء القبائل''، ''طبقات الشعراء''، ''نقائض جریر والفرزدق''، ''تاریخ الخلفاء''، ''کنی الشعراء''، ''مقاتل الفرسان''، ''انساب الشعراء''، ''الخیل''، ''النبات''، ''من استجیب دعوتہ''، ''القاب القبائل کلھا''، ''شعر لبید''، ''شعر ابن الصمہ''، ''شعر الاقیسر'' وغیرہ، ذی الحجہ ۲۱۵ھ میں سامرہ میں وفات پائی''۔(۶)

۱۔ الکاشف، ج ۳، ص ۲۲۳، نمبر ۶۲۶۸۔
۲۔ العبر، ج ۱، ص ۴۸۱، وقائع ۲۱۵ھ۔
۳۔ مرآۃ الجنان، ج ۲، ص ۶۳، وقائع ۲۱۵ھ۔
۴۔ تقریب التہذیب، ج ۲، ص ۳۴۶، نمبر ۴۸، حرف ی۔
۵۔ المنمق، ص ۲۵، مقدمۃ المؤلف فی نسب قریش و آبائھم۔
۶۔ بغیۃ الوعاۃ، ص ۸۶، نمبر ۱۲۶۔

www.shiabookspdf.com

خوارزمی (۱) اور سیوطی (۲) جیسے عظیم المرتبت علماء اہلسنت نے ان کی کتاب پر اعتماد کیا ہے۔

۲۲۔ روایت محمد بن سعد زہری

سیوطی نے محمد بن سعید کے طریق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

ابن سعد، احمد اور طبرانی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"ایها الناس ! انّی تارک فیکم ما ان اخذ تم به لن تضلوا بعدی ، امرین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللّه حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اهل بیتی و انهما لن یتفرّقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض

"اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر انھیں پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔ (۳)

احوال وآثار

۱۔ عبدالکریم سمعانی لکھتے ہیں:

"یہ صاحب علم وفضل تھے، انھوں نے طبقات صحابہ، تابعین اور اپنے زمانہ تک کے صلحاء سے متعلق نہایت تفصیل سے ایک کتاب لکھی ہے اور حق مطلب کو بخوبی ادا کیا ہے۔ حارث بن ابی اسامہ، حسین بن فہم اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے ان سے روایت کی ہے، یحییٰ بن معین سے منقول ہے کہ یہ (ابن سعد) دروغگوئی سے متہم تھے مگر نقل ناقل غلط یا ان کا یہ وہم ہے اس لئے کہ یہ عادل تھے اور ان کی حدیث صحیح ہے، کیونکہ بہت ساری روایتوں میں انھوں نے تحقیق کی تھی، ابراہیم حربی سے منقول ہے کہ احمد بن حنبل

۱۔ المناقب، ص ۴۵، فصل ۲، فی الصفات۔
۲۔ مسالک الحفاء فی والدی المصطفیٰ، ص ۶۰، الامر الثانی الآیۃ الرابعۃ۔
۳۔ الدر المنثور، ج ۲، ص ۲۸۵، طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۱۹۴۔

ہر جمعہ حنبل بن اسحاق کو ابن سعد کے پاس بھیجتے تھے تاکہ وہ ان سے حدیث واقدی کا دو جز لائیں اور احمد آئندہ جمعہ تک ان کا مطالعہ کرتے تھے اور پھر واپس کر دیتے تھے اس کے بعد وہ دوسرا جز لاتے تھے، ان کا ۶۲ سال کی عمر میں جمادی الآخر ۲۳۰ھ میں انتقال ہوا"۔ (۱)

۲۔ ابن خلکان تحریر کرتے ہیں:

"ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع زہری، کاتب واقدی نہایت عظیم الشان عالم وفاضل تھے، کچھ عرصہ واقدی کی کتابیں لکھیں وہ ثقہ اور صدوق تھے، کہا جاتا ہے کہ واقدی کی ساری کتابیں صرف چار آدمیوں کے پاس جمع ہوئی تھیں ان میں ایک ان کے کاتب محمد بن سعد ہیں، یہ نہایت صحیح اور تعداد میں بہت زیادہ حدیثوں کی روایت کرتے تھے اسی لئے بہت ساری کتابیں حدیث وفقہ وغیرہ میں لکھی ہیں، حافظ ابوبکر خطیب صاحب تاریخ بغداد کا کہنا ہے ہمارے درمیان محمد بن سعد عادلوں میں سے ہیں، ان کی حدیثیں ان کے صدق پر دلالت کرتی ہیں"۔ (۲)

۳۔ ذہبی لکھتے ہیں:

"ابن ابی الدنیا، احمد بن بلاذری، حارث بن ابی اسامہ، حسین بن فہم اور دیگر علماء نے ابن سعد سے روایت کی ہے، ابن فہم کا بیان ہے کہ یہ بہت زیادہ حدیثوں کی روایت کرتے تھے اور حدیث وفقہ وغریب حدیث میں بہت ساری کتابیں لکھی ہیں"۔ (۳)

۴۔ ذہبی العبر میں لکھتے ہیں:

"صاحب "طبقات" و "تاریخ" امام الحبر ابوعبداللہ محمد بن سعد، کاتب واقدی کا ۷۲ سال کی عمر میں ۲۳۰ھ میں انتقال ہوا، انھوں نے سفیان بن عیینہ، ہشیم اور بے شمار محدثین سے روایت کی ہے، ابوحاتم نے انھیں صدوق کہا ہے"۔ (۴)

۱۔ الانساب۔ مادہ الکاتب۔ ج ۱۰، ص ۳۰۷۔
۲۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۳۹۶، نمبر ۶۴۵۔
۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۱، نمبر ۴۳۱۔
۴۔ العبر، ج ۱، ص ۲۰۲، وقائع ۲۳۰ھ۔

www.shiabookspdf.com

ذہبی نے الکاشف میں بھی یہی بات کہی ہے۔(۱) ابن حجر نے انھیں صدوق، عالم وفاضل اور دسویں طبقے میں شمار کیا ہے۔(۲)

۵۔سیوطی لکھتے ہیں:

''خطیب کا کہنا ہے کہ یہ صاحبان علم وفضل میں تھے، انھوں نے طبقات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے حالات میں نہایت شرح وبسط سے کتاب لکھی ہے''۔(۳)

قنوجی نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔(۴)

۲۳۔روایت خلف بن سالم مہلبی

حاکم نے المستدرک علی الصحیحین میں اور خوارزمی نے اپنی مناقب میں خلف بن سالم مہلبی سے روایت کی ہے، جس کو آئندہ (روایت ۷۲ و ۹۳ میں) پیش کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ابن حبان لکھتے ہیں:

''خلف بن سالم (مخرمی) کی کنیت ابومحمد تھی، انھوں نے یحییٰ قطان اور ابن مہدی سے اور احمد بن حسین بن عبدالجبار ضبعی صوفی نے خلف بن سالم سے روایت کی ہے، آخر ماہ رمضان ۲۳۱ھ میں انتقال ہوا، وہ متقن اور حافظان حدیث میں سے ہیں''۔

یہی بات سمعانی نے بھی کہی ہے۔(۵)

۲۔ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

''خلف بن سالم حافظ ابومحمد سندی، مہلب کے غلام اور بغداد کے بزرگ حفاظ میں تھے،

۱۔الکاشف، ج ۳، ص ۴۱، نمبر ۴۹۴۳۔
۲۔تقریب التہذیب، ج ۲، ص ۱۶۳، نمبر ۲۴۴، حرف م۔
۳۔طبقات الحفاظ، ص ۲۰۵، نمبر ۴۱۱۔
۴۔التاج المکلل، ص ۱۱۷، نمبر ۱۰۶۔
۵۔الانساب۔مادہ المخرمی، ج ۱۱، ص ۱۸۰۔

انھوں نے ہشیم، ابوبکر بن عیاش، عبدالرزاق اور اپنے طبقے کے دیگر محدثین سے روایت کی اور خلف بن سالم سے احمد بن خیثمہ، حسن بن علی معمری، ابوالقاسم بغوی اور دیگر علماء نے روایت کی ہے، ۲۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا، یہ غریب حدیثوں کی تلاش میں رہتے تھے، مروزی کا بیان ہے کہ میں نے ان کے بارے میں ابوعبداللہ سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے انھیں جھوٹ بولتے نہیں دیکھا، احادیث (غریب) کی جستجو باعث ہوئی کہ بعض ان پر اعتراض کریں، یحییٰ بن معین نے صدوق اور یعقوب بن شیبہ نے انھیں ثقہ، ثبت اور مسدد اور حمیری سے اثبت قرار دیا ہے''۔

ذہبی نے الکاشف میں بھی یہی بات کہی ہے۔(۱)

۳۔ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

''علی بن سہل بن مغیرہ نے احمد سے نقل کیا ہے کہ ان کی صداقت میں شک نہیں ہے، عبدالخالق بن منصور کے بقول یحییٰ بن منصور نے انھیں صدوق، یعقوب بن شیبہ نے ثقہ وثبت، نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور حمزہ کنانی نے ثقہ، مامون اور محدث کبیر کے لقب سے متصف کیا ہے''۔(۲)

سیوطی نے طبقات الحفاظ میں یہی بات کہی ہے۔(۳)

۲۴۔روایت زہیر بن حرب

مسلم نے اپنی صحیح میں زہیر بن حرب (ابوخیثمہ) سے حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے:

''مجھ سے زہیر بن حرب اور شجاع بن مخلد نے ابن علیہ سے نقل کیا، زہیر کا کہنا ہے کہ ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا ان سے ابوحیان نے اور ان سے یزید بن حیان نے بیان کیا کہ میں (یزید) اور حصین بن سبرۃ اور عمرو بن اسلم، زید بن ارقم کے پاس

۱۔الکاشف، ج ۱، ص ۲۱۵، نمبر ۱۴۱۱۔
۲۔تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۱۵۲، نمبر ۲۹۱۔
۳۔طبقات الحفاظ، ص ۲۳۱، نمبر ۴۶۷۔

www.shiabookspdf.com

گئے، حصین نے کہا اے زید تم نے رسول خداؐ کی ہمنشینی اختیار کی اور ان سے حدیثیں سنیں اور ان کے ساتھ جہاد کیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی، اے زید تم نے بہت سارے کار خیر انجام دیئے لہذا اے زید تم نے جو رسولؐ اللہ سے سنا اس کو بیان کرو، زید نے کہا اے ابن اخ خدا کی قسم میرا سن زیادہ ہو گیا ہے اور میں بعید العہد ہو گیا ہوں، رسولؐ خدا سے جن باتوں کو سنا ان میں بعض کو تو فراموش کر چکا ہوں لیکن جن باتوں کو بیان کروں ان پر یقین کرنا اور جنہیں بیان نہ کروں ان کے لئے زحمت میں نہ ڈالنا اس کے بعد زید بن ارقم نے کہا:

ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا ہے، پیغمبرؐ اسلام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور پند ونصیحت کے بعد فرمایا: "الا ایھا الناس ،فانّما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب، و انا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدی و النور فخذوا بکتاب اللّٰہ و استمسکوا بہ" اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں، قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور مجھے اس کی آواز پر لبیک کہنا پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو۔ آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا: " و اھل بیتی ،اذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی، اذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی، اُذکّرکم اللّٰہ فی اھل بیتی" اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، (پھر تین مرتبہ فرمایا) میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے دریافت کیا حضرت کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی عورتیں اہلبیت میں داخل ہیں؟ زید نے جواب دیا وہ عورتیں آپ کے اہلبیت میں ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، پوچھا وہ کون ہیں؟ جواب دیا

www.shiabookspdf.com

آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس، حصین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہاں"۔(۱)

احوال وآثار

۱۔ محمد بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں:

"زہیر بن حرب (بن شداد شامی) کی کنیت ابوخیثمہ نسائی تھی وہ بغداد میں رہتے تھے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق جریر بن عبدالحمید، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، محمد بن فضیل اور وہب بن جریر سے اور صحیح مسلم کے مطابق مذکورہ افراد کے علاوہ حسب ذیل اشخاص سے بھی روایت کی ہے: وکیع، ابن عیینہ، ابن علیہ، یزید بن ہارون، عمرو بن یونس، یحییٰ بن سعید قطان، عبدالصمد بن ہاشم بن قاسم، ابوالولید طیالسی، عفان (ابن ازرق)، اسحاق بن ازرق، حجین بن مثنی، عبداللہ بن منیر، روح بن عبادہ، ابومعاویہ، معاذ بن ہشام، ابوعامر عقدی، عبید (عبد) اللہ بن مقری، ابن مہدی، ابوعاصم، شابہ، مروان، ابواحمد زبیری، حسین بن محمد، عبداللہ بن ادریس، محمد بن عبید، علی بن حفص، حجاج بن محمد، عبدہ بن سلیمان، حسن بن موسی، ولید بن مسلم، عثمان بن عمر، ہشیم، اسحاق بن عیسی، اسماعیل بن اویس، محمد بن حمید معمری، معن بن عیسی، زید بن حباب، حمید بن عبدالرحمٰن رواسی، حباب بن ہلال، عمرو بن عاصم، یونس بن محمد، احمد بن اسحاق حضرمی، ابونعیم فضل، بشر بن سری، معلّٰی بن منصور بن مالک۔ ابوخیثمہ کا چوہتر سال کی عمر میں ربیع الآخر ۲۳۴ھ میں انتقال ہوا، وہ ثقہ، متقن اور قوی حافظے کے مالک تھے۔ بخاری اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے"۔(۱)

۲۔ سمعانی لکھتے ہیں:

"یہ ثقہ، ثبت، حافظ، متقن اور حدیثوں کی بہت زیادہ روایت کرنے والے تھے،

۱۔ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳۔۱۲۲، باب فضائل علی بن ابی طالب۔

۲۔ اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۱۵۴۔۱۵۳، نمبر ۶۰۰۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر سے میں نے پوچھا کہ ابوخیثمہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ میں کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ جواب دیا: ابوخیثمہ۔ پھر انھوں نے ابوخیثمہ کی تعریف و تمجید اور ابوبکر کی تنقیص کرنی شروع کردی"۔(۱)

۳۔مزّی کہتے ہیں:

"ان سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ .....نے روایت کی ہے۔ابوحاتم نے انھیں صدوق، یحییٰ نے ثقہ، نسائی نے ثقہ و مامون، حسین بن فہم نے ثقہ وثبت اور ابوبکر خطیب نے ثقہ، حافظ اور متقن کہا ہے"۔(۲)

۴۔ذہبی لکھتے ہیں:

"ابن معین اور دیگر ناقدین حدیث نے ان کی توثیق کی ہے، یعقوب بن شیبہ نے انھیں ابوبکر بن ابی شیبہ سے اثبت بتایا ہے اور نسائی نے ثقہ اور مامون کہا ہے"۔(۳)

یہی بات ذہبی نے الکاشف (۴) اور العبر (۵) میں کہی ہے۔

۵۔ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں:

"ابوالقاسم بغوی نے ابوخیثمہ سے حدیث اخذ کی ہے، ابن قانع نے انہیں ثقہ وثبت کہا ہے اور صاحب الثمرہ کا کہنا ہے کہ مسلم نے ایک ہزار دوسو اکیاسی حدیثیں ان سے نقل کی ہیں، ابن ابی حاتم "الجرح والتعدیل" میں لکھتے ہیں کہ میں نے ان (ابوخیثمہ) کے بارے میں اپنے والد سے سوال کیا تو انھوں نے ان کو ثقہ اور صدوق کہا، ابن وضاح کا بیان ہے کہ یہ ثقہ اور ثقات سے روایت کرتے تھے میں نے انھیں بغداد میں دیکھا تھا، ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔اور کہا ہے کہ وہ متقن، قوی حافظہ کا مالک اور یحییٰ بن معین کے ہم دیفوں میں ہیں"۔(۶)

۱۔الانساب۔مادہ نسائی، ج ۱۲، ص ۷۹۔
۲۔تہذیب الکمال، ج ۶، ص ۳۳۶، نمبر ۱۹۹۳۔
۳۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۹، نمبر ۴۴۳۔
۴۔الکاشف، ج ۱، ص ۲۵۵، نمبر ۱۶۷۶۔
۵۔العبر، ج ۱، ص ۲۰۶، وقائع ۲۳۴ھ۔
۶۔تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۳۴۲، نمبر ۶۳۷۔

ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں یہی عبارت نقل کی ہے۔(۱) اور سیوطی نے ابن حجر ہی کی عبارت نقل کی ہے۔(۲)

۲۵۔روایت شجاع بن مخلد فلاس ابوالفضل بغوی

مسلم نے اپنی صحیح میں جہاں ابوخیثمہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہیں شجاع بن مخلد سے بھی روایت کی ہے(۳)۔لہذا حدیث ثقلین کی روایت کرنے والوں میں شجاع بن مخلد بھی ہیں۔

احوال وآثار

۱۔محمد بن طاہر مقدسی کہتے ہیں:

"شجاع بن مخلد بغوی کی کنیت ابوالفضل تھی اور وہ بغداد میں رہتے تھے، یحییٰ بن زکریا، اسماعیل بن علیہ اور حسین جعفی سے انھوں نے روایت کی ہے ۲۳۵ھ میں وفات پائی اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے"۔(۴)

۲۔عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی لکھتے ہیں:

"عبداللہ بن احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ان کے متعلق دریافت کیا انہوں نے جواب دیا میں انہیں پہچانتا ہوں وہ اچھے آدمی اور ثقہ ہیں، صالح بن محمد نے صدوق اور حسین بن فہم نے ثقہ کہا ہے، ۱۰ صفر ۲۳۵ھ کو بغداد میں انتقال کیا، ان کی تشییع جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور مقبرۂ باب التین میں انھیں دفن کیا گیا"۔(۵)

۳۔مزّی نے مقدسی کی مذکورہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔(۶)

۱۔تقریب التہذیب، ج ۱، ص ۲۶۴، نمبر ۳۷۳، حرف ز۔
۲۔طبقات الحفاظ، ص ۲۱۳، نمبر ۴۲۲۔
۳۔صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳۔۱۲۲، باب فضائل علی بن ابی طالب۔
۴۔اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۲۱۳، نمبر ۷۹۷۔
۵۔تہذیب الکمال، ج ۸، ص ۲۸۳، نمبر ۲۶۸۳۔
۶۔تہذیب الکمال، ج ۸، ص ۲۸۴، نمبر ۲۶۸۳۔

www.shiabookspdf.com

۴۔ذہبی نے انھیں حجت اور نیک آدمی کہا ہے ۲۳۵ھ سال وفات بتایا ہے۔(۱)

۵۔ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

''ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، حسین بن فہم نے ثقہ اور ثبت کہا ہے، بغداد میں ماہ صفر ۲۳۵ھ میں انتقال کیا، ابن قانع اور میں کہتا ہوں کہ یہ ثقہ اور ثبت ہیں، احمد نے بھی ثقہ کہا ہے اور لالکائی نے ان کی صحیح اور خطیب نے ان کی تفسیر کا ذکر کیا ہے''۔(۲)

۲۶۔روایت ابن ابی شیبہ

میرزا محمد بدخشانی لکھتے ہیں:

''ابوبکر عبداللہ بن محمد معروف بہ ابن ابی شیبہ (۳) اور خطیب نے "المتفق و المتفرق" میں جابر سے حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے "انّی ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدی ان اعتصمتم به: کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی"۔ میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت''۔

ابن ابی شیبہ نے حدیث ثقلین کی زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے جس کو مسلم نے اپنی صحیح (ج ۷ ص ۱۲۲) میں نقل کیا ہے۔

۱۔الکاشف، ج ۲، ص ۵، نمبر ۲۲۶۵۔

۲۔تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۳۱۲، نمبر ۵۳۴۔

۳۔مفتاح النجا ورق ۸ باب ۱، فصل ۲، ابن ابی شیبہ نے المصنف، ج ۷، ص ۴۱۸، کتاب الفضائل، باب ۱، ما اعطی اللہ تعالیٰ محمدؐ حدیث ۴۱ پر زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی تارک فیکم الخلیفتین من بعدی: کتاب اللّٰه و عترتی ،اهل بیتی، و انهما لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض" میں تم میں اپنے بعد دو جانشین چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے یہاں تک میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔(مترجم)

احوال وآثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن ابی شیبہ کا نام ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان عبسی کوفی تھا۔ یہ عثمان و قاسم کے بھائی تھے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق ابواسامہ، سفیان بن عیینہ، جعفر بن عون اور ایک جماعت کی حدیثوں کا سماع کیا تھا، بخاری اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے، بخاری کا کہنا ہے بروز پنجشنبہ محرم ۲۳۵ھ میں انتقال ہوا''۔(۱)

۲۔ذہبی تحریر کرتے ہیں:

''سید الحفاظ ابوبکر بن ابی شیبہ حافظ علم حدیث تھے، مسند اور دیگر کتابیں علم حدیث و احکام وتفسیر میں انھوں نے لکھی ہیں، یہ حافظ عثمان بن ابی شیبہ اور قاسم بن ابی شیبہ کے بھائی، حافظ ابراہیم کے والد اور حافظ ابوجعفر محمد بن عثمان کے چچا تھے، یہ اپنے علمی گھرانے کی اہم فرد تھے، سن، مولد اور حفظ کے لحاظ سے احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور علی بن مدینی کے ہم عصر و ہم ردیف تھے، یحییٰ بن معین ان سے چند سال بڑے تھے، یہ علم کا دریا اور اپنے فن حدیث میں بے نظیر و بے بدیل تھے، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ان سے اور نسائی نے ان کے شاگردوں سے روایت کی ہے نیز ان (ابن ابی شیبہ) سے محمد بن سعد کاتب، محمد بن یحییٰ، احمد بن حنبل، ابوزرعہ، ابوبکر بن عاصم، بقی بن مخلد، حسن بن سفیان، ابویعلی موصلی اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے''۔

احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ وہ نہایت سچے اور دیندار انسان تھے مجھ کو وہ ان کے بھائی عثمان سے بہتر معلوم ہوتے ہیں، عجلی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ و حافظ حدیث تھے اور فلاس کا کہنا ہے کہ ان سے بہتر اور عمدہ علم حدیث کا حافظ میں نے نہیں دیکھا اور ابوعبید کا بیان ہے کہ علم حدیث چار علماء پر منتہی ہوتا ہے ان میں سے ابوبکر بن ابی شیبہ سب سے زیادہ

۱۔اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۲۵۹، نمبر ۹۴۸۔

www.shiabookspdf.com

حدیث میں چھان بین کرنے والے تھے، احمد بن حنبل ان میں سب سے بڑے فقیہ تھے، ابن معین نے ان میں سب سے زیادہ حدیثیں جمع کی تھیں اور ابن مدینی ان میں اعلم تھے، بخاری اور مطین کا کہنا ہے کہ محرم ۲۳۵ھ میں ان کا انتقال ہوا اور جس نے سب کے آخر میں ان سے روایت کی وہ ابوعمر یوسف بن یعقوب نیشاپوری ہیں''۔(۱)

۲۷۔ روایت محمد بن بکار

مسلم نے اپنی صحیح (۲) میں محمد بن بکار بن ریان ہاشمی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ روایت سعید بن مسروق میں بیان کیا گیا۔

احوال وآثار

مقدسی لکھتے ہیں:

''محمد بن بکار بن ریان بغدادی کی کنیت ابوعبداللہ تھی، انھوں نے محمد بن طلحہ بن مصرف، اسماعیل بن ابی زکریا، حسن بن ابراہیم اور ابوعاصم نبیل سے حدیث کا سماع کیا، مسلم نے ان سے روایت کی ہے۔ ۱۴۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳ ربیع الثانی ۲۳۸ھ کو ۹۳ سال کی عمر میں انتقال کیا، یہ بات میں نے ان کے بیٹے سے سنی تھی''۔(۳)

۲۔ مزی تحریر کرتے ہیں:

''ان سے مسلم، ابوداؤد ..... نے روایت کی ہے۔ یحییٰ نے شیخ الحدیث، دارقطنی نے ثقہ اور صالح بن محمد بغدادی نے صدوق کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے''۔(۴)

۳۔ ذہبی نے الکاشف (۵) اور العبر (۶) میں ان کی توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ ۲۳۸ھ میں انتقال کیا۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۱۲۲، نمبر ۴۴۔
۲۔ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳، باب فضائل علی بن ابی طالب۔
۳۔ اسماء رجال الصحیحین، ج ۲، ص ۴۶۹، نمبر ۱۸۰۶۔
۴۔ تہذیب الکمال، ج ۱۶، ص ۱۴۱، نمبر ۵۶۷۶۔
۵۔ الکاشف، ج ۳، ص ۲۲، نمبر ۴۸۱۶۔
۶۔ العبر، ج ۱، ص ۲۱۲، وقائع ۲۳۸ھ۔

۴۔ ابن حجر عسقلانی نے انھیں ثقہ اور دسویں طبقے میں شمار کیا ہے۔(۱)

۲۸۔ روایت ابن راہویہ

ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد معروف بہ ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حدیث ثقلین کی امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے، علامہ سخاوی اس حدیث کے اسناد کے بارے میں کہتے ہیں:

''حدیث علی کی اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں کثیر بن زید کے طریق سے اور انھوں نے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے انھوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد علی رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا: **ترکت فیکم ماان اخذتم به لن تضلوا: کتاب اللّٰه سببه بیده و سببه بایدیکم و اهل بیتی** میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم ان سے تمسک اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا اس (خدا) کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں اور دوسرے میرے اہلبیت

دولابی نے ''الذریعة الطاهره'' میں اسی طرح اس حدیث کو نقل کیا ہے''۔(۲)

سمہودی (۳) نے جواہر العقدین میں اور احمد بن فضیل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل (خطی) میں اسی طرح روایت کی ہے اور سمہودی نے اس سند کی تجلیل کی ہے۔

ابن راہویہ نے اس حدیث کی زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے جیسا کہ مسلم کی عبارت سے یہ بات واضح ہے۔

احوال وآثار

۱۔ ابن حبان لکھتے ہیں:

''ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم حنظلی مروزی جنہیں راہویہ

۱۔ تقریب التہذیب، ج ۲، ص ۱۴۷، نمبر ۷۵، حرف م۔
۲۔ استیعاب ارتقاء الغرف، ج ۱، ص ۳۵۷، ح ۸۳۔
۳۔ جواہر العقدین، ج ۱، ص ۸۵، قسم ثانی۔

www.shiabookspdf.com

کہا جاتا ہے، نے ابن عینیہ سے نقل حدیث کیا اور ۱۴ ماہ رمضان ۲۳۸ھ کو ستتر سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، لوگ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جاتے ہیں، یہ عظیم المرتبت فقیہ اور حافظ کبیر تھے یہ فروعات کا حدیث سے استنباط کرتے تھے اور جو اس کے خلاف ہوتا تھا اس کو رد کر دیتے تھے"۔

۲۔ مقدسی تحریر کرتے ہیں:

"صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ابن عینیہ، وکیع، نضر، جریر بن عبدالحمید، ولید بن مسلم اور چند دیگر محدثین کی حدیثوں کا سماع کیا، بخاری اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے"۔(۱)

۳۔ ابن خلکان کہتے ہیں:

"یہ فقہ و حدیث و ورع کے جامع اور پیشوایان اسلام میں سے ہیں، دار قطنی نے ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے شافعی سے روایت کی ہے، بیہقی نے انھیں شافعی کا شاگرد بتایا ہے، احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ ہمارے پاس اسحاق ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہیں، خود اسحاق کا کہنا تھا کہ مجھے ستر ہزار حدیثیں حفظ ہیں ایک لاکھ حدیثوں میں مذاکرہ کرتا ہوں، جس کو سنا حفظ کیا اور جس کو حفظ کیا اس کو فراموش نہیں کیا ان کی مشہور مسند ہے، بخاری، مسلم اور ترمذی نے ان سے حدیثوں کا سماع کیا تھا"۔(۲)

۴۔ ذہبی لکھتے ہیں:

"اسحاق بن ابراہیم حدیث کے امام اور حافظ کبیر تھے، انھوں نے نیشاپور میں رہائش اختیار کی اور وہاں کے جید عالم دین بلکہ مشرق کے شیخ کہلائے، جب محمد بن اسلم طوسی کو ان کی موت کی خبر پہنچی تو انھوں نے کہا کہ اسحاق سے زیادہ علم والا کوئی نہ تھا جو خدا سے اتنا ڈرتا ہو **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**، یہ اعلم الناس تھے، اگر حماد و ثوری

۱۔ اسماء رجال الصحیحین، ج۱، ص۲۸، نمبر۲۱۰۷۔

۲۔ وفیات الاعیان، ج۱، ص۱۰۸، نمبر۸۵۔

زندہ ہوتے تو وہ بھی علم حدیث میں ان کے محتاج ہوتے، احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ عراق میں اسحاق کا نظیر نہیں ہے، نسائی نے انھیں ثقہ، مامون اور امام کہا ہے، ابوزرعہ کہتے ہیں کہ اسحاق سے زیادہ حدیثوں کا حافظ نہیں دیکھا گیا، ابوعبداللہ بن احمد بن شنبویہ کا کہنا ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ اسحاق جیسا انسان میں نے نہیں دیکھا"(۱) ذہبی نے یہی بات الکاشف میں کہی ہے۔(۲) اور انھوں نے العبر میں امام، عالم مشرق، حافظ اور صاحب تصانیف کے القاب سے تذکرہ کیا ہے۔(۳)

۵۔ یافعی لکھتے ہیں:

"الامام، عالم المشرق اسحاق بن راہویہ محدث، فقیہ اور متقی و پرہیزگار تھے، انھوں نے حصول حدیث کی خاطر حجاز، عراق، یمن اور شام کا سفر کیا اور سفیان بن عینیہ اور ان کے ہم طبقوں سے سماع حدیث کیا اور بخاری و مسلم نے ان سے سماع حدیث کیا"۔(۴)

۶۔ سبکی لکھتے ہیں:

"یہ ائمہ دین میں سے ایک امام، اعلام مسلمین میں سے ایک بزرگ اور ھداۃ المومنین میں سے ایک ہادی تھے، یہ فقہ و حدیث و ورع و تقویٰ کے جامع تھے، دارمی کا کہنا ہے کہ اسحاق نے اپنی صداقت کی وجہ سے شرق و غرب کے دلوں پر اپنا سکہ جما لیا تھا، خلیلی نے الارشاد میں انھیں حدیث کا بادشاہ کہا ہے"۔(۵)

۲۹۔ روایت ابومحمد وھبان بن بقیہ

ابومحمد وھبان بن بقیہ عثمان واسطی سے ابن مغازلی نے اپنی مناقب (ص۳۲۸، ح۴۱۷) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس کو بعد میں پیش کریں گے۔

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۲، ص۱۷، نمبر۴۴۰۔

۲۔ الکاشف، ج۱، ص۵۹، نمبر۲۷۵۔

۳۔ العبر، ج۱، ص۲۱۱، وقائع ۲۳۸ھ۔

۴۔ مرآۃ الجنان، ج۲، ص۱۲۱، وقائع ۲۳۸ھ۔

۵۔ طبقات الشافعیہ، ج۱، ص۲۳۲۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔مقدسی لکھتے ہیں:

''وہب بن بقیہ واسطی کا لقب وھبان اور کنیت ابومحمد تھی، انھوں نے خالد بن عبداللہ سے سماع حدیث کیا تھا مسلم نے ان سے روایت کی ہے، سراج کا کہنا ہے کہ ۲۳۹ھ میں وفات پائی''۔(۱)

۲۔مزی کہتے ہیں:

''ان سے ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے اور یحییٰ نے بھی انھیں ثقہ اور خطیب بغدادی نے بھی ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے ۲۳۹ھ میں انتقال ہوا''۔(۲)

۳۔ابن حجر کہتے ہیں:

''یہ ثقہ اور دسویں طبقے سے ہیں''۔(۳)

یہی بات ذہبی نے الکاشف (ج ۳ ص ۲۱۴، نمبر ۶۲۱۰) اور العبر (ج ۱ ص ۲۱۳، وقائع ۲۳۹ھ) میں کہی ہے۔

۳۰۔روایت احمد بن حنبل

احمد بن محمد بن حنبل شیبانی نے اپنی مسند میں حدیث ثقلین کی مختلف طرق واسناد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا انھوں نے ابواسرائیل (یعنی اسماعیل بن اسحاق ملائی) سے انہوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ''انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و

۱۔اسماء رجال الصحیحین، ج ۲، ص ۵۴۲، نمبر ۲۱۱۰۔
۲۔تہذیب الکمال، ج ۱۹، ص ۴۷۴، نمبر ۳۴۴۷۔
۳۔تقریب التہذیب، ج ۲، ص ۳۳۷، نمبر ۱۰۶، حرف و۔

انّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض''۔(۱) میں نے تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑیں اگر تم ان سے متمسک رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے۔کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

۲۔احمد کہتے ہیں:

''ہم سے ابوالنضر نے بیان کیا انہوں نے محمد (یعنی محمد بن طلحہ) سے انھوں نے اعمش سے انھوں نے عطیہ عوفی سے انھوں نے ابوسعید خدری سے اور انھوں نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا: ''انی اوشک ان ادعی فاجیب و انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ عز و جل و عترتی کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض فانظرونی بما تخلفونی فیھما''. (۲) قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے، میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدائے بزرگ وبرتر کی کتاب اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت، کتاب خدا تو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں اور خدائے لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں پس دیکھو میرے بعد تمہارا ان کے ساتھ کیسا سلوک رہتا ہے۔

۳۔احمد کہتے ہیں:

''ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا انھوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے انھوں نے

۱۔مسند احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۳۸۸، ح ۱۰۷۲۰۔
۲۔مسند احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۳۹۴، ح ۱۰۷۴۷۔

www.shiabookspdf.com

عطیہ عوفی سے اورانھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا:

"انی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدی الثقلین احدهما اکبر من الآخر ،کتاب اللّٰه حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی الا و انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض " (۱) میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگرتم ان سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک اللہ کی کتاب ہے جوایک (مضبوط) رسی ہے جس کا ایک سرا آسمان پر ہے اور ایک زمین پر اور دوسری میری عترت ہے جو میرے اہلبیت ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں، تم خود ہی سوچو کہ تمھیں ان دونوں کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہئے۔

۴۔احمد بن حنبل کہتے ہیں:

"ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا ہے اور انھوں نے ابوحیان تیمی سے اور انھوں نے یزید بن حیان تیمی سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں (یزید)، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے ان سے کہا اے زید تم نے بہت سارے کار خیر انجام دیئے ہیں، تم نے رسول اللہ کو دیکھا اور ان سے حدیث سنی، حضرت کے ہمراہ جہاد کے لئے گئے اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی لہذا تم نے جو رسول اللہؐ سے سنا ہے اس کو بیان کرو، زید بن ارقم نے کہا: اے میرے برادر زادے خدا کی قسم میرا سن زیادہ ہوگیا ہے اور اس زمانے سے بہت دور ہوگیا ہوں، لہذا جو کہوں اس کو قبول کرنا اور جو نہ کہوں اس پر اصرار نہ کرنا، پھر زید بن ارقم نے کہا: "قام رسول اللّٰه یوماً خطیبافینایدعیٰ خماء بین مکة و المدینة فحمد اللّٰه و اثنی علیه ووعظ و ذکر ثم قال اما بعد الا یا ایها الناس انما انا بشریوشک

۱۔مسند احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۵۰۸، ح ۱۰۸۲۷۔

ان یاتی رسول ربّی عزوجل فاجیب و انی تارک فیکم الثقلین اولهما کتاب اللّٰه فیه الهدی والنور، فخذو بکتاب اللّٰه تعالیٰ و استمسکوابه، فحثّ علی کتاب اللّٰه و رغب فیه ثم قال واهل بیتی، اُذکّر کم اللّٰه فی اهل بیتی، اُذکّر کم اللّٰه فی اهل بیتی، اُذکّر کم اللّٰه فی اهل بیتی " ۔مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا ہے رسولؐ اللہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا اے لوگوں میں بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میری طلبی ہو اور مجھے جانا پڑے، میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی کتاب جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد ارشاد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ،میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، حصین نے کہا اے زید آنحضرتؐ کے اہلبیت کون ہیں؟ کیا حضرت کی بیویاں نہیں ہیں؟ جواب دیا حضرت کی بیویاں اہلبیت میں ہیں لیکن (یہاں) حضرت کے اہلبیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، حصین نے کہا وہ کون لوگ ہیں؟ کہا آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس، حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا ہاں"۔

احمد بن حنبل نے اپنی مسند کی ج ۵، ص ۵۵۰، ح ۱۸۸۲۶ میں اس کی زید بن ارقم سے اور ج ۶، ۲۳۲، ح ۲۱۰۶۸ میں زید بن ثابت سے بھی مختلف الفاظ میں روایت کی ہے۔

احمد بن حنبل نے اپنی کتاب "مناقب امیر المومنین" میں بھی حدیث ثقلین کی مختلف طرق واسناد سے روایت کی ہے۔

سبط ابن جوزی کہتے ہیں:

www.shiabookspdf.com

''احمد نے فضائل میں کہا ہے کہ ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا انھوں نے اسرائیل سے انھوں نے عثمان بن مغیرہ سے اور انھوں نے ربیعہ سے روایت کی ہے، ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ کیا رسولؐ اللہ کو "ترکت فیکم الثقلین و احدهما اکبر من الآخر" کہتے ہوئے سنا تھا؟ زید بن ارقم نے جواب دیا ہاں میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰه حبل ممدود بین السماء والارض و عترتی اهل بیتی الاانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض الا فانظروا کیف تخلفونی فیهما "(۱)

احمد بن حنبل نے حدیث ثقلین کی ابوطفیل کے طریق سے بھی روایت کی ہے جس کو حاکم نیشاپوری نے المستدرک علی الصحیحین (ج ۳ ص ۱۱۸، ح ۴۵۷۶) میں ذکر کیا ہے۔

۳۱۔ روایت نصر بن عبدالرحمٰن کوفی وشاء

ترمذی نے اپنی صحیح کی ج ۵ ص ۶۲۱، ح ۳۷۸۶ میں روایت نصر بن عبدالرحمٰن بن بکار ناجی کوفی وشاء کی اس طرح روایت کی ہے:

''ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن کوفی نے بیان کیا انھوں نے زید بن حسن انماطی سے انھوں نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ کو زمانۂ حج میں عرفہ کے دن ناقۂ قصوا پر سوار خطبہ دیتے دیکھا جس میں آپ نے فرمایا: "ایها الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی" اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت''۔

۱۔ تذکرۃ الخواص الامۃ، ص ۳۲۲، باب ۱۲۔

(ترمذی کہتے ہیں) اسی حدیث کی ابوذر، زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے بھی روایت کی گئی ہے اور زید بن حسن سے سعید بن سلیمان اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے، نصر بن عبدالرحمٰن سے محمد بن علی حکیم ترمذی نے نوادرالاصول (ج ۱ ص ۲۵۸، اصل ۵۰) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

۳۲۔ روایت ابومحمد عبد ابن حمید کسّی

انھوں نے حدیث ثقلین کی اپنی ''مسند'' میں روایت کی ہے جیسا کہ علامہ سیوطی ''احیاء المیت بذکر فضائل اھل البیت'' میں لکھتے ہیں:

''ابومحمد عبد بن حمید کسّی نے اپنی مسند میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا کتاب اللّٰه عترتی و اهل بیتی، وانهما لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض" (۱) میں تم میں (دو) چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں''۔

نورالدین سمہودی لکھتے ہیں:

''زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللّٰه عزّ و جل حبل ممدود ما بین السماء والارض (او ما بین السماء الی الارض) و عترتی اهل بیتی و انّهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض"۔ میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک دوسرے میری عترت واہل بیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں اس حدیث کو احمد نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے اور عبد بن حمید نے اچھی سند سے اس کی یوں

۱۔ احیاء المیت بذکر فضائل اھل بیت، ص ۲۹۔

www.shiabookspdf.com

روایت کی ہے "انّی تارک فیکم ما ان تمسّکتم به لن تضلّوا کتاب اللّه عزّ و جل و عترتی اهل بیتی "(۱)

احمد بن فضل باکثیر نے "وسیلۃ المآل" میں، شیخانی قادری نے "صراط السوی" میں اور میرزا محمد خان بدخشی نے "مفتاح النجا" میں اسی کی روایت کی ہے، عبد بن حمید نے اس حدیث کی زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے جس کو حافظ سیوطی یوں نقل کرتے ہیں:

"امّا بعد ، الا ایّها الناس! فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربّی فاجیب، و انا تارک فیکم ثقلین اوّلهما کتاب اللّه فیه الهدیٰ و النور . من استمسک به و اخذ به کان علی الهدیٰ و من اخطاه ضلّ فخذوا بکتاب اللّه تعالیٰ و استمسکوا به و اهلبیتی، اُذکّرکم اللّه فی اهلبیتی ،اُذکّرکم اللّه فی اهلبیتی " (۲) اے لوگوں میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی کتاب جس میں نور و ہدایت ہے جس نے کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑا اور اس سے وابستہ ہوا اس نے ہدایت پائی اور جس نے چھوڑا گمراہ ہوا، لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں"۔

ملا متقی نے بھی کنز العمال میں عبد بن حمید سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال و آثار

۱۔ مقدسی لکھتے ہیں:

"عبد بن حمید بن نصر ابو حمید کسّی کا اصلی نام عبد الحمید تھا، صحیح بخاری میں موجود حدیث

۱۔ جواہر العقدین، ج ۱، ص ۸۲، قسم ثانی۔
۲۔ الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۳۳۴، ح ۱۶۰۸۔

کی عثمان بن عمر سے اور صحیح مسلم میں موجود حدیثوں کی ابو عاصم، عبد الرزاق، یعقوب بن ابراہیم، ابو عامر عقدی، جعفر بن عون، یونس مؤدب، ابو نعیم، سعید بن عامر، احمد بن اسحاق، عمر بن یونس اور حسن بن موسی سے روایت کی ہے، مسلم نے بہت زیادہ ان سے روایتیں کی ہیں"۔(۱)

۲۔ ذہبی تحریر کرتے ہیں:

"عبد بن حمید بن نصر امام الحافظ ابو محمد کسّی مسند کبیر، تفسیر اور دیگر کتابوں کے مصنف ہیں، ان کا نام عبد الحمید ہے اور یہ ائمہ ثقات میں سے ہیں، ۲۴۹ھ میں انھوں نے وفات پائی"(۲)

ذہبی نے الکاشف (ج ۲ ص ۱۹۵، نمبر ۳۵۷۲) اور العبر (ج ۱ ص ۲۲۴، وقائع ۲۴۹ھ) میں یہی بات کہی ہے۔

۳۔ ابن حجر کہتے ہیں:

"یہ ثقہ، حافظ اور گیارہویں طبقے میں سے ہیں"۔(۳)

۴۔ جلال الدین سیوطی نے ان کا شرح حال لکھتے وقت ان کے لئے "الحافظ" بھی لکھا ہے۔(۴)

۳۳۔ روایت عباد بن یعقوب رواجنی اسدی

حافظ طبرانی اپنی معجم صغیر میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کرتے ہیں:

"ہم سے حسن بن محمد بن مصعب آشنائی کوفی نے بیان کیا انہوں نے عباد بن یعقوب اسدی سے انھوں نے عبد الرحمٰن مسعودی سے انھوں نے کثیر النواء سے انھوں نے عطیہ عوفی سے اور انھوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی تارک فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللّه عزّ و جل حبل

۱۔ اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۳۳۸۔۳۳۷، نمبر ۲۷۷۔
۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۸۹، نمبر ۵۵۱۔
۳۔ تقریب التہذیب، ج ۱، ص ۵۲۹، نمبر ۴۱۱، حرف ع۔
۴۔ طبقات الحفاظ، ص ۲۵۸، نمبر ۵۳۰۔

www.shiabookspdf.com

ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی و انهما لن یتفرقا حتّی یردا علیَ الحوض "(۱) تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ کثیر النواء سے اس کی سوائے مسعودی کے کسی نے روایت نہیں کی"۔(۱)

۳۴۔ روایت نصر بن علی بن نصر بن علی جہضمی

حکیم ترمذی لکھتے ہیں:

"ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا انھوں نے زید بن حسن سے انھوں نے معروف بن خر بوذ مکی سے انھوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور انھوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے حذیفہ کا بیان ہے کہ جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے پلٹے تو آپ نے یہ خطبہ دیا: **ایها الناس انه قد نبأنی اللطیف الخبیر انه لن یعمر نبی الا مثل نصف عمر الذی یلیه من قبل و انی اظن ان یوشک ان ادعی فاجیب وانی فرطکم علیَ الحوض و انی سائلکم حین تردون علیَ عن الثقلین فانظروا کیف تخلفوننی فیهما الثقل الاکبر کتاب اللّٰه سبب طرفه بیداللّٰه و طرفه بایدیکم فاستمسکوا ولا تضلّوا و لا تبدّلوا و عترتی اهل بیتی فانّی قد نبّانی اللطیف الخبیر انّهما لن یتفرقا حتّی یردا علیَ الحوض** " (۲) لوگو خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ کسی بھی نبی نے اپنے پہلے کے نبی کی آدھی عمر سے زیادہ زندگی نہیں گزاری، مجھے گمان ہے کہ عنقریب میں دعوت حق پر لبیک کہوں میں تم سے پہلے حوض پر وارد ہوں گا اور تم سے

۱۔ المعجم الصغیر، ج۱، ص۱۳۱، باب الحاء من اسمہ الحسن۔
۲۔ نوادر الاصول، ج۱، ص۲۵۸، اصل ۵۰۔

ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا دیکھو تمہارا کیسا ان کے ساتھ برتاؤ رہتا ہے، ثقل اکبر تو کتاب خدا ہے جو رسی کی مانند ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں، پس اس سے تمسک اختیار کرو اور گمراہ نہ ہو اور (جس کو جیسا بتایا ہے) اس میں تبدیلی نہ کرو اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں کیونکہ (خداوند) لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض پر وارد ہوں۔

احوال وآثار

۱۔ مقدسی لکھتے ہیں:

"نصر بن علی بن نصر بن علی جہضمی ازدی بصری کی کنیت ابوعمر اور باپ کا نام علی تھا، بخاری اور مسلم کے بیان کے مطابق انھوں نے اپنے والد، عبدالاعلی، ابواحمد زبیری اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا تھا۔ بخاری اور مسلم نے ان سے روایت کی ہے، ابو العباس سراج کا کہنا ہے کہ (بصرہ میں) ۲۵۰ھ میں وفات پائی"۔(۱)

۲۔ سمعانی کہتے ہیں:

"یہ بصرہ کے قاضی تھے اور یہ ثقہ، ثبت، حجت اور متقن علماء میں سے ہیں"۔(۲)

۳۔ ذہبی کا بیان ہے:

"یہ بصرہ کے حفاظ اور ائمہ حدیث میں سے تھے، عبداللہ بن احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں سوال کیا وہ انھیں لائق اعتماد سمجھتے تھے، ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ میری نظر میں فلاس سے بہتر، موثق تر اور حافظ تر ہیں۔ ابن خراش نے ثقہ اور دیگر علماء نے انھیں اشرف الناس کہا ہے"۔(۳)

۱۔ اسماء رجال الصحیحین، ج۱، ص۵۳۱، نمبر۲۰۶۷۔
۲۔ الانساب۔ مادہ جہضمی، ج۳، ص۳۹۱۔
۳۔ تذہیب التہذیب۔ خطی۔

www.shiabookspdf.com

یہی بات ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ (۱) اور العبر (۲) میں کہی ہے اس میں انھیں نسائی کے ثقہ کہنے کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی یافعی (۳) نے کہا ہے اور سیوطی کا کہنا ہے کہ انھوں نے اپنے والد، ابن عینیہ، یزید بن ربیع اور دیگر محدثین سے روایت کی اور چھ اماموں، ابوحاتم اور دیگر علماء نے ان سے بے شمار روایتیں کی ہیں، ۲۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۴)

۳۵۔ روایت محمد بن مثنی عنزی

محمد بن مثنی عنزی سے منقول حدیث ثقلین کو نسائی نے خصائص (ص ۸۴، ح ۷۶) میں نقل کیا ہے جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال و آثار

مقدسی لکھتے ہیں:

''محمد بن مثنی بن عبد قیس ابوموسی عنزی معروف بہ زمن، بصرہ کے رہنے والے تھے، بخاری اور مسلم کے مطابق انھوں نے ابن عینیہ، غندر اور محدثین کی ایک جماعت سے حدیثوں کا سماع کیا۔ بخاری اور مسلم نے ان سے بہت ساری حدیثوں کی روایت کی ہے''۔ (۵)

۲۔ سمعانی لکھتے ہیں:

''انھوں نے غندر سے اور بخاری وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے''۔ (۶)

۳۔ ذہبی لکھتے ہیں:

''یحییٰ بن محمد ذہلی کے نزدیک حجت، ابوحاتم کی نظر میں صدوق اور ابن حراش نے افراد ثبت میں ان کو شمار کیا ہے، خطیب نے انھیں صدوق، پرہیز گار اور بافضل و ثقہ کہا ہے''۔ (۷)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۷۸، نمبر ۵۳۶۔
۲۔ العبر، ج ۱، ص ۲۲۶، وقائع ۲۵۰ھ۔
۳۔ مرآۃ الجنان، ج ۲، ص ۱۵۶، وقائع ۲۵۰ھ۔
۴۔ طبقات الحفاظ، ص ۲۵۱، نمبر ۵۱۴۔
۵۔ اسماء رجال الصحیحین، ج ۱، ص ۴۵۱، نمبر ۱۷۲۱۔
۶۔ الانساب۔ مادہ العنزی، ج ۹، ص ۷۶۔
۷۔ تذہیب التہذیب۔ خطی۔

ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ''، (۱) ''العبر'' (۲) اور ''الکاشف'' (۳) میں یہی بات کہی ہے۔

۴۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

''یہ ثقہ، ثبت اور دسویں طبقے کے محدثین میں سے ہیں''۔ (۴)

۶۔ جلال الدین سیوطی نے بھی یہی بات کہی ہے۔ (۵)

۳۶۔ روایت دارمی

سخاوی، ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں حدیث کو صحیح مسلم سے نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں:

''روایت میں آیا ہے کہ زید سے دریافت کیا گیا کہ حضرتؐ کے اہلبیت کون ہیں؟ کیا حضرتؐ کی بیویاں شامل ہیں؟ زید ابن ارقم نے جواب دیا خدا کی قسم نہیں! اس لئے کہ بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ایک عرصہ تک رہتی ہے مگر ادھر شوہر نے اس کو طلاق دیا اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی، حضرتؐ کے اہلبیت تو آپ کے قریب ترین رشتہ دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، اس کی مسلم اور نسائی نے پہلے الفاظ میں روایت کی ہے اور احمد اور دارمی نے اپنے مسانید میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور دیگر محدثین نے حدیث ابوحیان تیمی یحییٰ بن سعید بن حیان کی یزید بن حیان سے روایت کی ہے''۔

احوال و آثار

۱۔ مقدسی لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی کی کنیت ابومحمد تھی، انھوں نے ابوالیمان حکیم بن نافع، یحییٰ بن حسان، محمد بن عبداللہ رقاشی، مروان، محمد، ابوالمغیرہ، عبداللہ بن جعفر رقی، حجاج بن منہال، فریابی، ابونعیم، عفان، ابوعلی عبداللہ حنفی، ابومعمر و عبداللہ بن عمر مقری، ابوالولید طیالسی، محمد بن مبارک، مسلم بن ابراہیم، محمد بن کثیر، حبان بن ہلال اور موسی بن

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۷۳، نمبر ۵۲۷۔
۲۔ العبر، ج ۱، ص ۲۲۶، وقائع ۲۵۲ھ۔
۳۔ الکاشف، ج ۳، ص ۲۳۴، نمبر ۶۳۵۵۔
۴۔ تقریب التہذیب، ج ۲، ص ۲۰۴، نمبر ۶۶۶، حرف م۔
۵۔ طبقات الحفاظ، ص ۲۴۶، نمبر ۵۰۵۔

www.shiabookspdf.com

خالد دامادفریابی سے حدیثوں کا سماع کیااور مسلم نے ان سے روایت کی ہے''۔(۱)

۲۔سمعانی کہتے ہیں:

''دارمی نے حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا، حفظ واتقان ووثاقت وصدق اورزہدوورع سے متصف تھے، بادشاہ کے اصرار پر قاضی ہوئے اورتھوڑے عرصے کے بعداس منصب سے مستعفی ہوگئے، یہ عقل وخرداور فضل ودانش کی منزل کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ دیانت، حلم، متانت، بندگی، عبادت، کم خرچی اورزہد میں ضرب المثل تھے،انہوں نے''المسند''''التفسیر''''الجامع'' تصنیف کی.....''۔(۲)

۳۔ذہبی لکھتے ہیں:

''دارمی امام، حافظ اور سمرقند کے شیخ الاسلام تھے، ان کی مسند، عبد بن حمید منتخب کی مسند کے ہمردیف ہے''۔(۳)

ذہبی نے الکاشف (۴) اورالعبر (۵) میں انھیں اپنے زمانہ کاامام بتایاہے۔

یافعی نے مرآۃ الجنان (۶) میں، ولی الدین خطیب نے اسماء رجال المشکاۃ میں اورعسقلانی نے تہذیب التہذیب (۷) میں یہی بات کہی ہے، عسقلانی نے تقریب التہذیب میں انھیں حافظ، صاحب مسند، ثقہ، فاضل، متقن اورگیارہویں طبقے میں شمار کیاہے۔(۸)

سیوطی نے طبقات الحفاظ میں، داؤدی نے طبقات المفسرین (ج۱ص۲۴۲، نمبر۲۲۶) میں اور ملاعلی قاری نے مرقاۃ (ج۱ص۷۵) میں یہی بات کہی ہے۔

۱۔اسماءرجال الصحیحین، ج۱،ص۲۷۰، نمبر۹۸۹۔
۲۔الانساب۔مادہ داری۔ج۵،ص۲۴۹۔
۳۔تذکرۃ الحفاظ، ج۲،ص۹۰، نمبر۵۵۲۔
۴۔الکاشف، ج۲،ص۹۳، نمبر۲۸۵۴۔
۵۔العبر، ج۱،ص۲۲۹، وقائع ۲۵۵ھ۔
۶۔مرآۃ الجنان، ج۲،ص۱۶۱، وقائع ۲۵۵ھ۔
۷۔تہذیب التہذیب، ج۵،ص۲۹۴، نمبر۵۰۲۔
۸۔تقریب التہذیب، ج۱،ص۴۲۹، نمبر۴۳۲، حرف ع۔

۳۷۔روایت علی بن منذر طریقی

علی بن منذر سے مروی حدیث ثقلین کی ترمذی نے اپنی صحیح (ج۵ص۶۲۲، ح۳۷۸۸) میں روایت کی ہے۔

احوال وآثار

۱۔مزّی کہتے ہیں:

''ان سے ترمذی، نسائی اورابن ماجہ وغیرہ نے روایت کی ہے اورابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ ان سے استماع حدیث کیااوروالدہی کے بقول علی بن منذر نے ۵۵ بار حج کیا تھا یہ صدق وصفا کے مرتبہ پر فائز تھے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیاہے، ابن نمیر نے انھیں ثقہ وصدوق کہاہے۔''(۱)

www.shiabookspdf.com

۲۔ذہبی لکھتے ہیں:

''یہ خالص شیعہ اوردسویں طبقے سے ہیں''۔(۲)

۳۔ابن حجر کہتے ہیں:

''یہ صدوق، شیعہ اوردسویں طبقے سے ہیں''۔(۳)

۴۔شیخ عبدالحق دہلوی نے اسماء رجال المشکاۃ میں یہی بات کہی ہے۔ نیز ملاحظہ کیجئے سمعانی کی الانساب۔مادہ طریقی۔

۳۸۔روایت مسلم بن حجاج قشیری

۱۔مسلم نے حدیث ثقلین کی مختلف طرق واسناد سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

''مجھ سے زہیر بن حرب اورشجاع بن مخلد نے ابن علیہ سے نقل کیاہے، زہیر کا کہنا ہے کہ

۱۔تہذیب الکمال، ج۱۲،ص۴۰۸، نمبر۴۷۲۴۔
۲۔الکاشف، ج۲،ص۲۵۷، نمبر۴۰۳۲۔
۳۔تقریب التہذیب، ج۲،ص۴۴، نمبر۴۱۶، حرف ع۔

اسماعیل بن ابراہیم نے ابوحیان سے اورانہوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے کہ میں (یزید)، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے کہا اے زید تم نے بہت سارے امور خیر انجام دیئے تم نے رسولؐ خدا کو دیکھا اور ان سے حدیثیں سنیں، حضرتؐ کے ہمراہ جہاد کیا اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھی، لہذا حضرت سے جو سنا ہے بیان کرو، زید بن ارقم نے کہا اے برادر زادے خدا کی قسم میں مسن ہوں اور اس زمانے سے دور ہو گیا ہوں، پیغمبر کی بعض باتوں کو تو فراموش کر چکا ہوں پھر بھی جو بیان کروں اس کو تسلیم کرنا اور جنہیں نہ بیان کروں ان کے بیان پر اصرار نہ کرنا پھر (زید بن ارقم نے) کہا ایک دن رسولؐ اللہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ''غدیر خم'' میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور پند ونصیحت کے بعد فرمایا: **اما بعد،الا یا ایها الناس افانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب و انا تارک فیکم ثقلین اوّلهما کتاب اللّٰه فیه الهدی والنور، فخذوا بکتاب اللّٰه و استمسکوا(فحثّ علی کتاب اللّٰه و رغّب فیه ثم قال) و اهل بیتی ، اُذکّرکم اللّٰه فی اهل بیتی ، اُذکّرکم اللّٰه فی اهل بیتی ، اُذکّرکم اللّٰه فی اهل بیتی**''۔(۱) اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک اللہ کی کتاب جس میں نور وہدایت ہے لہذا اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، (آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا) اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں حصین نے زید بن ارقم سے پوچھا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی عورتیں آپ کے اہلبیت

۱۔ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳۔۱۲۲، باب فضائل علی بن ابی طالبؑ۔

میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی عورتیں اہلبیت میں ہیں مگر (یہاں) اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حصین نے پوچھا وہ کون ہیں ؟ زید نے جواب دیا آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس۔ حصین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہاں۔

۲۔ ''ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے اور اسحاق بن ابراہیم نے جریر سے اور دونوں نے ابوحیان سے حدیث اسماعیل کے مانند اسناد سے نقل کیا ہے البتہ حدیث جریر میں اس کا اضافہ ہے **کتاب اللّٰه فیه الهدی و النور من استمسک به و اخذ به کان علی الهدی و من اخطاه ضل** '' ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے جو اس سے وابستہ ہوا وہ ہدایت پایا اور جس نے اس سے وابستگی اختیار نہیں کی وہ گمراہ ہوا''۔

۳۔ ''ہم سے محمد بن بکار بن ریان نے بیان کیا انھوں نے حسان (یعنی حسان بن ابراہیم) سے انھوں نے سعید (یعنی سعید بن مسروق) سے انھوں نے یزید بن حیان سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، یزید کا بیان ہے کہ ہم زید بن ارقم کے پاس آئے اور ان سے کہا آپ نے بہت سارے کار خیر کئے، رسولؐ خدا کی ہمنشینی اختیار کی اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر حدیث کو ابوحیان کی طرح بیان کیا لیکن اس تفاوت سے کہ **الا وانّی تارک فیکم الثقلین احدهما کتاب اللّٰه هو حبل اللّٰه من اتبعه کان علی الهدی ومن ترکه کان علی الضلالة** آگاہ ہو جاؤ میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں ایک کتاب خدا وہ خدا کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس کو چھوڑ دیا گمراہ ہو گیا۔ ہم نے کہا ان (رسولؐ اللہ) کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی ازواج شامل ہیں؟ کہا نہیں خدا کی قسم کیونکہ زوجہ ایک عرصہ تک شوہر کے ساتھ زندگی گذارتی ہے مگر ادھر شوہر نے طلاق دی اور وہ الگ ہو گئی اور اپنے رشتہ داروں کے گھر چلی گئی، آپ کے اہلبیت

www.shiabookspdf.com

آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں جن پر حضرتؐ کے بعد صدقہ حرام ہے''۔(۱)

احوال وآثار

ابن خلکان لکھتے ہیں:

''صاحب صحیح ابوالحسن مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ائمہ حفاظ اور بزرگ محدثین میں سے ہیں، انھوں نے حصول حدیث کی خاطر حجاز، عراق، شام اور مصر کا سفر کیا اور یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مسلم قعنبی اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا، کئی مرتبہ بغداد گئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی، آخری مرتبہ ۲۵۹ھ میں بغداد گئے تھے، ترمذی نے ان سے روایت کی ہے یہ ثقات میں سے ہیں، محمد ماسرخسی کا بیان ہے کہ میں نے مسلم بن حجاج کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے تین لاکھ سنی ہوئی حدیثوں سے انتخاب کر کے اس صحیح کو تدوین کیا، حافظ ابوعلی نیشاپوری کا بیان ہے کہ اس آسمان کے نیچے علم حدیث میں مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں ہے، خطیب بغدادی کا کہنا ہے کہ مسلم، بخاری کا دفاع کرتے تھے، مسلم اور محمد بن یحییٰ ذہلی میں جدائی ہوگئی تھی''۔(۲)

۲۔ذہبی کہتے ہیں:

''ابوعمرو حمدان کا بیان ہے کہ میں نے ابن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کس کو زیادہ حدیثیں یاد تھیں؟ کہا محمد (بخاری) بھی عالم تھے اور مسلم بھی۔ جب میں نے اپنے سوال کی کئی بار تکرار کی تو کہا محمد (بخاری) سے اہل شام کے سلسلے میں غلطی ہو جاتی تھی۔ کیونکہ انھوں نے ان سے کتابیں لیں اسے دیکھا (اور چونکہ ان سے حدیثیں نہیں سنی تھیں اس لئے) کبھی ایک شخص کو اس کی کنیت سے یاد کیا اور اسی کو دوسری جگہ اس کے نام سے، جب کہ مسلم سے ایسی بہت کم غلطی ہوئی ہے اس لئے کہ وہ (مسلم) صرف

۱۔صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳۔۱۲۲، باب فضائل علی بن ابی طالبؑ۔
۲۔وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۹۸، نمبر ۴۱۷۔

مسانید کو لکھتے تھے، مقطوع اور مرسل حدیثوں کو چھوتے تک نہیں تھے''۔(۱)

ذہبی نے ''الکاشف''(۲) اور ''العبر''(۳) میں یہی بات کہی ہے۔

۳۔یافعی تحریر کرتے ہیں:

''متاخرین ائمہ حدیث نے صحیحین کے درمیان اختلاف کیا ہے کہ کون برتر ہے، اکثر کا کہنا ہے کہ صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے اور بعض صحیح مسلم کے ترجیح کے قائل ہیں یہاں تک کہ ابوعلی نیشاپوری کا کہنا ہے کہ اس کرۂ ارض پر مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ کتاب بخاری افقہ اور کتاب مسلم سیاق روایات کے لحاظ سے احسن ہے''۔(۴)

۴۔ابن وردی نے ''تتمۃ المختصر فی اخبار البشر''(۵) میں اور ملا علی قاری نے ''المرقاۃ''(۶) میں یہی بات کہی ہے۔

۵۔شیخ عبدالحق دہلوی اسماء رجال مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

''مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری مشہور و معروف ائمہ حفاظ میں سے ایک اور علمائے حدیث کے استاد اور ان کے امام ہیں، انھوں نے حصول حدیث کی خاطر دنیا کے گوشہ و کنار کا سفر کیا تھا''۔

۳۹۔روایت ابن ماجہ

گنجی اپنے اسناد سے حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''جس طرح میں نے یہ حدیث نقل کی اسی طرح مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد اور ابن ماجہ قزوینی نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہے''۔(۷)

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۲۵، نمبر ۶۱۳۔
۲۔الکاشف، ج ۳، ص ۱۲۳، نمبر ۵۵۰۹۔
۳۔العبر، ج ۱، ص ۲۳۵، وقائع ۲۶۱ھ۔
۴۔مرآۃ الجنان، ج ۲، ص ۱۷۴، وقائع ۲۶۱ھ۔
۵۔تتمۃ المختصر، ج ۱، ص ۲۲۹، وقائع ۲۶۱ھ۔
۶۔المرقاۃ، ج ۱، ص ۶۲، مقدمہ کتاب شرح حال بخاری۔
۷۔کفایۃ الطالب، ص ۵۳، باب اول۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

ابن ماجہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے، ان کے مفصل حالات وفیات الاعیان ج ۲، ص ۳۶۳ نمبر ۶۱۴، تہذیب الکمال، ج ۱۷، ص ۳۵۵، نمبر ۶۳۰۰، اسماء رجال المشکاۃ، ص ۱۳۰، نمبر ۱۰۲۱، تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۵۵، نمبر ۶۵۹ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۳، ص ۲۷۷، نمبر ۱۳۳، العبر فی خبر من غبر، ج ۱، ص ۲۴۶، وقائع ۲۷۳ھ، الکاشف، ج ۳، ص ۹۷، نمبر ۵۳۱۷، مرآۃ الجنان، ج ۳، ص ۱۸۸، وقائع ۲۷۳ھ، المختصر فی اخبار البشر، ج ۱، ص ۳۷۵، وقائع ۲۷۲ھ، تتمۃ المختصر، ج ۱، ص ۲۳۲، وقائع ۲۷۲ھ، تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۵۳۰، نمبر ۸۷۰، تقریب التہذیب، ج ۲، ص ۲۲۰، نمبر ۸۳۵، حرف م، طبقات الحفاظ، ص ۳۰۰، نمبر ۶۳۵ اور رجال وسیرت کی دیگر کتابوں میں موجود ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف ابن خلکان کی عبارت پر اکتفا کر رہے ہیں:

''ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی قزوینی مشہور حافظ اور حدیث کی کتاب ''السنن'' کے مصنف ہیں، یہ حدیث کے امام اور علوم حدیث کے عالم تھے، حدیث نویسی کی خاطر انھوں نے عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، شام، مصر اور شہر رے کا سفر کیا، تفسیر و تاریخ میں بہترین کتاب لکھی، ان کی کتاب صحاح ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی، سنن ابی داؤد) میں سے ایک ہے''۔(۱)

۴۰۔ روایت ابوداؤد

حافظ گنجی کی مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ابوداؤد نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، سبط ابن جوزی نے بھی یہی بات کہی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث (ثقلین) کی ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' میں اور ترمذی اور بے شمار محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے، رزین نے ''الجمع بین الصحاح'' میں اس کا ذکر کیا ہے''۔(۲)

۱۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۳۶۳، نمبر ۶۱۴۔

۲۔ تذکرۃ خواص الامۃ، ص ۳۲۲، باب ۱۲۔

احوال وآثار

۱۔ سمعانی لکھتے ہیں:

''یہ دنیا میں فقہ وعلم وحفظ وورع واتقان کے اماموں میں سے ایک ہیں، یہ ان محدثین میں سے ہیں جنہوں نے حدیثوں کو جمع کیا، سنن کا دفاع کیا، اس کے مخالفین کو کچلا اور جاعلین حدیث کو نابود کیا تھا، شوال ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ان کا انتقال ہوا''۔(۱)

۲۔ ابن خلکان کہتے ہیں:

''ابراہیم حربی کا بیان ہے کہ ابوداؤد کے لئے حدیث اسی طرح نرم ہوگئی تھی جیسے جناب داؤد کے لئے لوہا۔ ابوداؤد کا کہنا ہے میں نے پانچ لاکھ حدیث پیغمبرؐ لکھی ان میں چار ہزار آٹھ سو حدیثوں کا انتخاب کر کے اپنی یہ سنن تالیف کی''۔(۲)

۳۔ ذہبی تذکرۃ میں لکھتے ہیں:

''ابوداؤد امام، ثبت اور سید الحفاظ ہیں'(۳) ذہبی ''الکاشف'' میں کہتے ہیں: ''یہ امام، ثبت اور علماء باعمل کے امام ہیں، شوال ۲۷۵ھ میں ان کا انتقال ہوا''۔(۴) نیز ذہبی نے العبر میں لکھا ہے: ''یہ فقہ وحدیث کے رأس ورئیس اور جلالت وورع میں ان کے استاد احمد بن حنبل سے ان کو تشبیہ دی جاتی تھی''۔(۵)

۴۔ قاری لکھتے ہیں:

''اس کتاب کے شارح خطابی کا بیان ہے کہ دین سے متعلق ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جو ترتیب کے لحاظ سے بہتر اور صحیحین سے زیادہ اس میں فقہی مسائل ہوں، ابوداؤد کے بقول اس میں متروک حدیثیں نہیں ہیں، ابن عربی کا کہنا ہے کہ جس کے پاس قرآن اور ابوداؤد کی کتاب ہو وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ ناجی کہتے ہیں کہ کتاب خدا اصل و

۱۔ الانساب۔ مادہ سجستانی، ج ۷، ص ۴۶۔

۲۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۳۸۲، نمبر ۲۷۲۔

۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۲۷، نمبر ۶۱۵۔

۴۔ الکاشف، ج ۱، ص ۳۱۱، نمبر ۲۰۸۹۔

۵۔ العبر، ج ۲، ص ۴۴۷، وقائع ۲۷۵ھ۔

www.shiabookspdf.com

ریشۂ اسلام اور کتاب ابی داؤد شاخۂ اسلام ہیں، اسی وجہ سے حجۃ الاسلام غزالی کا کہنا تھا کہ مجتہد اس کتاب پر اکتفا کرسکتا ہے اور شافعی اماموں نے ان کی پیروی کی ہے"۔(۱)

۴۱۔ روایت عبدالملک بن محمد بن عبداللہ رقاشی بصری

حاکم نے المستدرک علی الصحیحین (ج ۳، ص ۱۱۸، ح ۴۵۷۶) میں عبدالملک رقاشی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

احوال وآثار

۱۔ سمعانی لکھتے ہیں:

"عبدالملک بن محمد بن عبداللہ رقاشی کی پہلے کنیت ابومحمد تھی بعد میں ابوقلابہ کنیت ہوگئی، انھوں نے اپنے والد، یزید بن ہارون، عبداللہ بن بکر سہمی، ابوداؤد طیالسی، عبدالصمد بن عبدالوارث، روح بن عبادہ، بشر بن عمر زہرانی، ابوعامر عقدی، اشہل بن حاتم، حجاج بن منہال، قعنبی اور معلی بن اسد سے حدیثوں کا سماع کیا، اور ان (عبدالملک) سے محمد بن اسحاق صنعانی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، قاضی محاملی، محمد بن مخلد، ابواحمد بکر بن محمد بن حمدان صیرونی مروزی، ابوعمرو بن سماک، ابوبکر احمد بن سلمان نجاد، ابوسہل بن زیاد قطان اور ایک جماعت نے روایت کی ہے جس کی آخری فرد ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی کی ہے"۔(۲)

۲۔ عبدالغنی مقدسی لکھتے ہیں:

"ابن حبان نے "الثقات" میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ زیادہ تر حدیثوں کو وہ حفظ کرتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ اپنے حافظے سے ساٹھ ہزار حدیثوں کی انہوں نے روایت کی تھی، ابوداؤد نے انہیں صدوق وامین ومامون کہا ہے"۔(۳)

۱۔ المرقاۃ فی شرح المشکاۃ، ج ۱، ص ۷۳، شرح حال ابوداؤد۔
۲۔ الانساب۔ مادہ رقاشی، ج ۶، ص ۱۴۸۔
۳۔ تہذیب الکمال، ج ۱۲، ص ۹۰، نمبر ۴۱۳۸۔

یہی بات مزی نے تہذیب الکمال میں، ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" (۱)، "العبر" (۲) اور "دول الاسلام" (۳) میں، یافعی نے "مرآۃ الجنان" (۴) میں اور سیوطی نے "طبقات الحفاظ" (۵) میں کہی ہے۔

۴۲۔ روایت ابن ابی العوام تمیمی

ابن مغازلی نے اپنی مناقب (ص ۲۳۶۔۲۳۴) میں ابن ابی العوام تمیمی سے روایت کی ہے۔

احوال وآثار

سمعانی لکھتے ہیں:

"ابوبکر محمد بن احمد بن ابی العوام بن یزید ریاحی تمیمی، بغداد کے رہنے والے تھے انھوں نے یزید بن ہارون، عبدالوہاب بن عطاء، قریش بن انس، ابوعامر عقدی، عبدالعزیز بن ابان قرشی اور دیگر ارباب حدیث سے روایت کی ہے اور ان (ابن ابی العوام) سے قاضی ابوعبداللہ محاملی، ابوالعباس ابن عقدہ کوفی، اسماعیل بن محمد صفار، محمد بن عمرو رزاز اور ابوعمرو بن ہشیم نے روایت کی ہے۔"(۶)

۴۳۔ روایت محمد بن عیسی ترمذی

ترمذی نے اپنی صحیح میں حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

"ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن کوفی نے بیان کیا انھوں نے زید بن حسن سے انھوں نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے، جابر کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ کو سفر حج میں بروز عرفہ ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ دیتے دیکھا، آپ نے فرمایا: یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی (۷) اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۲۰، نمبر ۶۰۴۔
۲۔ العبر، ج ۱، ص ۲۴۸، وقائع ۲۷۶ھ۔
۳۔ دول الاسلام، ج ۱، ص ۲۴۸، وقائع ۲۷۶ھ۔
۴۔ مرآۃ الجنان، ج ۲، ص ۱۹۰، وقائع ۲۷۶ھ۔
۵۔ طبقات الحفاظ، ص ۲۸۱، نمبر ۵۸۳۔
۶۔ الانساب۔ مادہ ریاحی، ج ۶، ص ۲۰۰۔
۷۔ صحیح ترمذی، ج ۵، ص ۶۲۱، ح ۳۷۸۶، باب ۳۲، کتاب مناقب اھل بیت النبیؐ۔

www.shiabookspdf.com

چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت) اس حدیث کی ابوذر، ابوسعید، زید ابن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے بھی روایت ہوئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے مگر اس کی صرف مذکورہ طریق وسند سے روایت ہوئی ہے اور زید بن حسن سے، سعید بن سلیمان اور دیگر محدثین نے بھی اس کی روایت کی ہے"۔

ترمذی نے حدیث ثقلین کی دوسرے سند سے بھی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

"ہم سے علی بن منذر نے بیان کیا انھوں نے محمد بن فضیل سے انھوں نے اعمش سے انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید سے، اسی طرح اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّو ا بعدی احدهما اعظم من الاخر ، کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی و لن یتفرقا حتّی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما "۔(۱) یعنی میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے جن میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں، پس دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ تمھارا کیسا سلوک رہتا ہے"۔

احوال وآثار

سبھی تراجم وتذکروں میں ترمذی کے حالات بہت شرح وبسط کے ساتھ لکھے گئے، یہ ارباب صحاح ستہ میں سے ایک ہیں، اہلسنت کی نظر میں جو ان کی عظمت ومنزلت ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے، حدیث میں ان پر تکیہ کیا جاتا ہے۔

۱۔صحیح ترمذی، ج۵، ص۶۲۲، ح۳۷۸۸، باب۳۲، اہل بیت النبیؐ۔

۴۴۔روایت ابن ابی الدنیا

ابن ابی الدنیا نے "فضائل القرآن" میں حدیث ثقلین کی اپنے اسناد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی و قرابتی " میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت اور میرے قرابتدار۔

احوال وآثار

۱۔ذہبی لکھتے تھے:

"ابن ابی الدنیا محدث، دانشور اور صدوق ہیں....ابن ابی حاتم کا کہنا ہے کہ میں اور میرے والد ان (ابن ابی الدنیا) سے حدیثیں لکھتے تھے وہ صدوق ہیں، خطیب کا کہنا ہے کہ انھوں نے خلفاء کی کئی اولاد کو ادب سکھایا، ابن کامل کے بقول معتمد عباسی کے مربی ومعلم تھے"۔(۱)

۲۔ذہبی العبر میں لکھتے ہیں:

"یہ صدوق، ادیب، مؤرخ اور بہت زیادہ علم کے حامل تھے، انھوں نے خالد بن خداش، سعید بن سلیمان سعدویہ اور ان دونوں کے ہم طبقوں سے روایتیں کی ہیں"۔(۲)

۳۔سیوطی کہتے ہیں:

"ابن ابی حاتم وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے"۔(۳)

۴۔صلاح الدین کتبی لکھتے ہیں:

"انھوں نے مکتفی باللہ کو تعلیم وتربیت دی تھی، یہ موثق اور تاریخ وسیرت نگار تھے، سو سے زیادہ ان کی کتابیں ہیں"۔(۴)

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج۲، ص۱۸۱، نمبر۶۹۹۔
۲۔العبر، ج۱، ص۲۵۲، وقائع ۲۸۱ھ۔
۳۔طبقات الحفاظ، ص۳۱۶، نمبر۶۷۴۔
۴۔فوات الوفیات، ج۲، ص۲۲۸، نمبر۲۳۵۔

www.shiabookspdf.com

۴۵۔ روایت محمد بن علی حکیم ترمذی

حکیم ترمذی نے حدیث ثقلین کی بہ سند جابر بن عبداللہ انصاری روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

''ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء نے بیان کیا انھوں نے زید بن حسن انماطی سے انھوں نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے، جابر کا کہنا ہے کہ سفر حج میں بروز عرفہ رسولؐ خدا اپنے ناقۂ قصواء پر سوار ہوکر خطبہ دے رہے تھے، میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا: ''ایھا الناس !قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا ، کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی ''۔(۱) اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔

حکیم ترمذی نے اس حدیث کی حذیفہ سے بھی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا انھوں نے زید بن حسن سے انھوں نے معروف بن خربوذ مکی سے انھوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور انھوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر حضرتؐ نے خطبہ میں فرمایا: ایها الناس! انه قد نبّانی اللطیف الخبیر انه لن یعمر نبی الامثل نصف عمر الذی یلیه من قبل، و انّی اظنّ ان یوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی فرطکم علی الحوض و انّی سائلکم حین تردون علیّ عن الثقلین ، فانظروا کیف تخلفونی فیهما، الثقل الاکبر کتاب اللّٰه سبب طرفه بید اللّٰه و طرفه بایدیکم فاستمسکوا و لا تضلّوا و لا تبدلّوا و عترتی اهلبیتی، فانی قد نبانی اللطیف الخبیر انهما لن یتفرقا حتّی یردا علیّ الحوض ''اے لوگو خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے اپنے قبل کے

۱۔ نوادر الاصول، ج۱، ص۲۵۸، الاصل الخمسون فی الاعتصام بالکتاب والعترة و بیانها۔

نبی کی نصف عمر پائی ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ عنقریب دعوت حق پر لبیک کہوں، میں تم سے پہلے حوض پر وارد ہوں گا اور جب تم لوگ آؤ گے تو ثقلین کے بارے میں تم سے سوال کروں گا، دیکھو میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو، ثقل اکبر تو کتاب خدا ہے جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے پس اس سے تمسک کرو اور گمراہ نہ ہو اور (اس میں کسی طرح کی) تبدیلی نہ کرو اور میری عترت جو میرے خاندان سے ہیں اور ان کے بارے میں خدائے لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس وارد ہوں''۔(۱)

حکیم ترمذی سے مروی حدیث ثقلین علامہ حموینی کی فرائد السمطین اور مرزا محمد بن معتمد خان بدخشی کی مفتاح النجا میں بھی موجود ہے۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

حکیم ترمذی کے حالات کلاباذی کی ''التعرف لمذهب التصوف''، محمد بن حسین سلمی کی ''طبقات الصوفیہ''ص۲۱۷، ابونعیم کی ''حلیۃ الاولیاء ج۱ص۲۳۳''، غزنوی کی ''کشف المحجوب لارباب القلوب، ص۱۲۸''، عطار کی ''تذکرۃ الاولیاء ج۲ص۷۵''، جامی کی ''نفحات الانس''، شیخ الاسلام کی ''احکام الدلالۃ علی تحریر الرسالۃ''، شعرانی کی ''لواقح الانوار'' ج۱ص۱۰۶''، مناوی کی ''فیض القدیر'' اور دیگر علماء کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۴۶۔ روایت ابن ابی عاصم شیبانی

سیوطی کی کتاب ''البدور السافره عن امور الآخره'' کے مطابق شیبانی نے اپنی کتاب ''السنۃ'' میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

''انّی تارک فیکم الثقلین الخلیفتین من بعدی کتاب اللّٰه وعترتی فانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض ''اپنے بعد میں تم میں دو گرانقدر جانشین چھوڑے جاتا ہوں، کتاب

۱۔ نوادر الاصول، ج۱، ص۲۵۸، الاصل الخمسون فی الاعتصام بالکتاب والعترة و بیانها۔

خدااور میری عترت یہ دونوں کبھی جدانہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ شیبانی نے اسی حدیث کی امیر المومنین علی بن ابی طالب سے بھی روایت کی ہے جیسا کہ ملاعلی متقی کنز العمال میں لکھتے ہیں:

''علی سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا خم میں ایک درخت کے کنارے کھڑے ہوئے اور علی کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: یاایھا الناس! الستم تشھدون انّ اللّٰہ ربکم ؟قالوا: بلیٰ! الستم تشھدون انّ اللّٰہ و رسولہ اولیٰ بکم من انفسکم و انّ اللّٰہ و رسولہ مولاکم؟ قالوا: بلیٰ ! قال: فمن کان اللّٰہ و رسولہ مولاہ فان ھذا مولاہ ،و قد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلّوا بعدہ کتاب اللّٰہ سبب بیدہ و سببہ بایدیکم و اھلبیتی'' اے لوگو! کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا تمہارا پروردگار ہے؟ سب نے کہا ہاں فرمایا کیا تم شہادت نہیں دیتے کہ خدا اور اس کا رسول تمہارے نفسوں پر حق اولویت رکھتے ہیں؟ سب نے کہا ہاں، اس وقت آپ نے فرمایا جس کا خدا اور اس کا رسول مولیٰ ہیں اس کا یہ (علی) مولیٰ ہے میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر تم نے اس کو لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا اس (خدا) کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور میرے اہلبیت''۔ ابن جریر، ابن ابی عاصم نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور محاملی نے اپنی امالی میں اس کو نقل کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔(۱)

احوال وآثار

۱۔ ذہبی لکھتے ہیں:

''ابن ابی عاصم حافظ کبیر، امام اور صدوق ہیں، سولہ سال تک منصب قضاوت پر فائز رہے مگر جب ان میں اور علی بن متویہ کے درمیان اختلاف ہوا تو وہ معزول کر دیے

۱۔ کنز العمال، ج ۱۳، ص ۱۴۰، ح ۳۶۴۴۱۔

گئے، اور کہا جاتا ہے کہ بصرہ کے فتنۂ زنج میں ان کی کتابیں نابود ہو گئی تھیں مگر اپنے حافظے سے پچاس ہزار حدیثیں دوبارہ لکھیں''۔(۱)

اور ذہبی نے العبر میں لکھا ہے کہ ''یہ امام، فقیہ، ظاہری المسلک، صالح، متقی و پرہیزگار اور بہت سارے فضائل وکمالات کے حامل تھے''۔(۲)

یہی بات یافعی نے ''مرآۃ الجنان'' (۳) میں اور سیوطی نے ''طبقات الحفاظ'' (۴) میں کہی ہے، ۲۸۷ھ میں وفات پائی تھی۔

۴۷۔ روایت عبداللہ بن احمد بن حنبل

حاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں اس سلسلۂ سند سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے:

''ہم سے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم حنظلی نے بغداد میں بیان کیا انھوں نے ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوبکر محمد بن احمد بن بابویہ اور ابوبکر احمد بن جعفر بزار سے، ان دونوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابونصر احمد بن سہل فقیہ سے، بخارا میں انھوں نے صالح بن محمد حافظ بغدادی سے، انھوں نے خلف بن سالم مخرمی سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوعوانہ سے، انھوں نے سلیمان اعمش سے، انھوں نے حبیب بن ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہنچے تو حکم دیا کہ میدان کو کانٹوں سے صاف کر کے سب وہاں جمع ہوں، پھر آپ نے فرمایا: کانّی قد دعیت فاجبت ، انّی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ تعالیٰ و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانّھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض ، ثم قال:

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۵۸، نمبر ۶۶۳۔
۲۔ العبر، ج ۱، ص ۲۵۷، وقائع ۲۸۷ھ۔
۳۔ مرآۃ الجنان، ج ۲، ص ۲۱۵، وقائع ۲۸۷ھ۔
۴۔ طبقات الحفاظ، ص ۳۰۲، نمبر ۶۳۹۔

www.shiabookspdf.com

انّ اللّه عزّوجل مولای و انا ولیّ کل مومن، ثم اخذ بید علی رضی اللّه عنه فقال: من کنت ولیّه فهذا ولیه، اللهم و آل من والاه و عاد من عاداه ...“ میں گویا دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ان میں ایک، دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا اور میری عترت دیکھو میرے بعد تم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس وارد ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولی ہے اور میں ہر مومن کا مولی ہوں اس کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولی ہوں اس کا یہ (علیؑ) مولی ہے، خداوندا ہر اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور ہر اس شخص کو دشمن سمجھ جو علی کو دشمن سمجھے (پھر پوری حدیث بیان کی) یہ حدیث شیخین کے شرائط صحت پر بھی صحیح ہے مگر اس کو پوری انھوں نے نقل نہیں کی ہے اور اسی کی شاہد ابوطفیل سے مروی سلمہ بن کہیل کی حدیث ہے جو شیخین کے شرائطِ صحت کے مطابق صحیح ہے“۔(۱)

بلخی لکھتے ہیں:

”عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ”زیادات مسند“ میں لکھا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا انھوں نے اسود بن عامر سے انھوں نے اسرائیل سے انھوں نے عثمان بن مغیرہ سے اور انھوں نے ربیعہ سے روایت کی ہے، ربیعہ کا کہنا ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کیا آپ نے رسولؐ خدا کو کہتے ہوئے سنا تھا ”انّی تارک فیکم الثقلین ؟“ بولے ہاں میں نے حضرتؐ کو ایسا کہتے ہوئے سنا تھا۔

نیز بلخی لکھتے ہیں:

”عبداللہ بن احمد ”زیادات مسند“ میں لکھتے ہیں: مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا انھوں نے اسود بن عامر سے انھوں نے شریک سے انھوں نے رکین سے انھوں نے

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۱۸، ح ۴۵۷۶۔

قاسم بن حسان سے اور انھوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّه حبل ممدود مابین السماء والارض و عترتی اهل بیتی و انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض ”میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسّی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ابوسعید خدری اور زید بن ارقم سے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔(۱)

احوال وآثار

عبداللہ بن احمد بن حنبل کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے ان کے حالات الکمال (خطی) تہذیب الکمال (ج ۱۰، ص ۱۱، نمبر ۳۱۴۰) ”تذہیب التہذیب“ (خطی) ”تذکرۃ الحفاظ“ ج ۲ ص ۱۷۳، نمبر ۶۸۵، ”العبر“، ج ۱، ص ۲۶۰، وقائع ۲۹۰ھ، ”الکاشف“، ج ۲، ص ۶۳، نمبر ۲۶۵۱، ”مرآۃ الجنان“، ج ۲ ص ۲۱۸، وقائع ۲۹۰ھ اور دیگر بہت ساری کتابوں میں موجود ہیں، یہاں صرف ”تذکرۃ الحفاظ“ کی عبارت پر اکتفا کررہے ہیں:

”امام العلماء ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) شیبانی کے فرزند امام، حافظ، حجت، محدث عراق، ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے بہت زیادہ حدیثوں کا سماع کیا، اسی طرح یحییٰ بن عبدربہ، ہشیم بن خارجہ، محمد بن ابی بکر مقدمی، شیبان بن فروّخ اور ان کے ہم طبقوں سے سماع حدیث کیا، نسائی، ابن صاعد اور ابوبکر نجاد، دعلج، اسحاق کاذی، ابوعلی بن صواف، ابوبکر شافعی، احمد بن محمد بنانی، ابوبکر قطیعی اور دیگر بہت سارے محدثین نے ان سے روایتیں کی ہیں، خطیب نے انھیں ثقہ، ثبت اور فہیم کہا ہے، احمد بن مناوی کا کہنا ہے کہ دنیا میں عبداللہ بن احمد سے زیادہ کسی نے ان کے والد (احمد بن حنبل) سے روایتیں نہیں کیں کیونکہ انھوں نے

۱۔ ینابیع المودۃ، ص ۳۵، باب ۴۔

www.shiabookspdf.com

اپنے والد سے مسند میں موجود تیس ہزار حدیثیں سنیں (اور باقی حدیثیں والد کی کتاب میں دیکھیں) اسی طرح تاریخ، ناسخ ومنسوخ، حدیث شعبہ، المقدم والمؤخر من کتاب اللہ، المناسک الکبیر وغیرہ کا استماع کیا، ہم نے ہمیشہ اکابر شیوخ کو کہتے سنا کہ عبداللہ رجال، علل حدیث اور اسامی رجال کو جانتے اور حصول حدیث میں کوشاں رہتے تھے یہاں تک کہ بعضوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے اور کثرت روایت اور شناخت حدیث میں ان کے والد پر ان کو مقدم کیا ہے، اسماعیل بن محمد بن حاجب کا بیان ہے کہ میں نے صہیب بن سلیم کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے پوچھا آپ نے والد سے کتنی حدیثیں سنیں؟ کہا ایک لاکھ دس ہزار حدیثیں سنی ہیں، ابوزرعہ کا بیان ہے کہ احمد نے مجھ سے کہا کہ میرے بیٹے کو علم حدیث پر تسلط کامل ہو گیا ہے، ابوعلی بن صواف نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ جس کے بارے میں کہوں کہ میرے باپ نے کہا ہے تو اس کو دو یا تین مرتبہ یا ایک مرتبہ ضرور سنا ہوگا، میں کہتا ہوں کہ عبداللہ نے جمادی الثانی ۲۹۰ھ میں باپ کی عمر میں وفات پائی اور ان کے جنازے میں مجمع کثیر نے شرکت کی"۔(۱)

۴۸۔ روایت ابوالعباس ثعلب شیبانی

از ہری حدیث ثقلین کی روایت کرنے کے بعد اس کے اس طرح معنی بیان کرتے ہیں:

"ثعلب کا کہنا ہے کہ ان دونوں کو ثقلین اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کا لینا اور ان پر عمل کرنا ثقیل ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر وہ اہم اور گرانقدر چیز جس کی حفاظت کی جائے عرب اس کو "ثقل" کہتے ہیں، رسولؐ خدا نے اہمیت کے پیش نظر ان دونوں (قرآن واہلبیت) کو ثقلین کہا ہے"۔(۲)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۷۳، نمبر ۶۸۵۔

۲۔ تہذیب اللغۃ، ج ۹، ص ۷۸، لسان العرب، ص ۱۱۴۔

احوال وآثار

رجال وتذکرہ کی اکثر کتابوں میں ابوالعباس احمد بن یحییٰ شیبانی بغدادی معروف بہ ثعلب کے حالات موجود ہیں، یہاں صرف سیوطی کی عبارت پر اکتفا کر رہے ہیں:

"ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن یزید شیبانی امام، محدث اور لغت وعلوم عربی کے شیخ تھے۔ ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۱۶ھ سے اخذ حدیث کا سلسلہ شروع کیا یہاں تک کہ ان ہی کے بقول: میں نے عبداللہ بن عمر قواریری سے ایک لاکھ حدیثیں سنی تھیں، خطیب کا بیان ہے کہ یہ ثقہ، ثبت، حجت، صالح اور حفظ وضبط حدیث میں مشہور تھے، جمادی الثانی ۲۹۱ھ میں وفات پائی"۔(۱)

۴۹۔ روایت ابوبکر بزّار

سیوطی کے بقول بزار نے اپنی مسند میں حدیث ثقلین کی دو طریق سے روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"بائیسویں حدیث: بزار نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی قد خلّفت فیکم اثنین لن تضلوا بعدهما کتاب اللّٰه و نسبی و لن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض" میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں کہ ان کے ہوتے ہوئے میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے نسبی رشتہ دار یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

"تیئسویں حدیث بزار نے (حضرت) علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی مقبوض و انّی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰه تعالی و اهل بیتی وانکم لن تضلّوا بعدهما"۔(۲) میں اس دنیا سے جانے والا ہوں اور تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میرے اہلبیت دونوں کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

۱۔ طبقات الحفاظ، ص ۳۱۱، نمبر ۶۶۳۔

۲۔ احیاء المیت، ص ۴۰، مسند بزار، ج ۳، ص ۲۲۳، ح ۲۶۱۷، ص ۲۲۱، ح ۲۶۱۲۔

www.shiabookspdf.com

بزار کی ان دونوں طریق واسناد سے مروی حدیث ثقلین کو علامہ سخاوی نے استجلاب ارتقاء الغرف میں، نورالدین سمہودی نے جواہر العقدین میں، احمد بن فضل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل میں اور محمود بن محمد شیخانی قادری نے الصراط السوی میں نقل کیا ہے۔

حوال وآثار

حافظ بزار کے علمی فضل وکمال کو عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

۵۰۔روایت ابونصر قبّانی

حاکم نے" المستدرک علی الصحیحین "میں ابونصر سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

"ہم سے فقیہ بخارا ابونصر احمد بن سہل نے بیان کیا انھوں نے حافظ صالح بن محمد سے، انھوں نے خلف بن سالم مخرمی سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوعوانہ سے، انھوں نے سلیمان اعمش سے، انھوں نے حبیب بن ثابت سے، انھوں نے ابو الطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، زید کا کہنا ہے کہ جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہنچے تو آپ نے میدان کو صاف کرنے اور وہاں پر لوگوں کو جمع ہونے کے لئے کہا پھر آپ نے خطبہ دیا اور اس میں کہا: کانّی قد دُعیت فاجبت ،انّی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللّٰه تعالیٰ و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. ثم قال: انّ اللّٰه عزّوجل مولای و انا ولیّ کل مومن. ثم اخذ بید علی رضی اللّٰه عنه فقال: من کنت ولیّه فهذا ولیّه ،اللهم وال من والاه و عاد من عاداه" دعوت حق کو میں لبیک کہنے والا ہوں اور تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے بزرگ ہے کتاب خدا اور میری عترت دیکھو میرے بعد ان کے

ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں، پھر فرمایا خدا میرا ولی ہے اور میں مومنین کا ولی ہوں اس کے بعد دست علی کو پکڑ کر کہا جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علی) بھی ولی ہے، خدایا تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ حدیث ان شرائط کے مطابق صحیح ہے جنہیں شیخین (بخاری ومسلم) نے حدیث کے صحیح ہونے کے لئے بیان کی ہیں"۔(۱)

احوال وآثار

ابونصر قبّانی کی وثاقت کے لئے یہی بس ہے کہ حاکم نے ان پر اعتماد کیا ہے، حاکم نے "المستدرک علی الصحیحین" میں ان سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں اور ان کا بڑے عزت واحترام سے ذکر کیا ہے، حدیث مدینۃ العلم کے بارے میں حاکم نے انھیں "امام عصره ببخارا" (اپنے زمانے میں بخارا کے امام) کہا ہے۔

www.shiabookspdf.com

۵۱۔روایت ابوعبدالرحمٰن نسائی

نسائی نے خصائص میں حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

"ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ بن حماد سے انہوں نے ابوعوانہ سے، انھوں نے سلیمان سے، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب حجۃ الوداع سے رسولؐ خدا پلٹے اور غدیر خم میں پہنچے تو حکم دیا کہ سایہ دار درختوں کے نیچے سب جائیں اور اس جگہ کو خاردار درختوں سے صاف کریں، اس کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا: کانّی دُعیت فاجبت ،انّی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیهما فانّهما

۱۔المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۱۸، ح ۴۵۷۶۔

لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. ثم قال: انّ اللّٰہ مولای و انا ولیّ کل مومن. ثم اخذ بید علی رضی اللّٰہ عنہ فقال: من کنت ولیّہ فھذا ولیّہ ،اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ " میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تمہارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بزرگ ہے کتاب خدا اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس وارد ہوں ،اس کے بعد فرمایا اللہ میرا مولی ہے اور میں مومنین کا مولیٰ ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولیٰ ہے، خدا تو اس کو دوست رکھ جو اس (علی) کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو اس (علی) کو دشمن رکھے۔ میں نے زید (ابن ارقم) سے پوچھا کیا تم نے خود رسول اللہؐ سے اس حدیث کو سنا تھا؟ زید نے کہا: ہاں بلکہ وہاں کوئی ایسا نہیں تھا جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ ہو اور اپنے کانوں سے سنا نہ ہو"۔(۱)

حافظ مزّی اور علامہ سخاوی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نسائی نے اس حدیث (ثقلین) کی زید بن ارقم سے صحیح مسلم کی پہلی حدیث سے مشابہ الفاظ میں بھی روایت کی ہے۔ مزی تحفۃ الاشراف میں مسند زید بن ارقم میں لکھتے ہیں:

"ابو حیان تیمی کے چچا یزید بن حیان تیمی کوفی کا کہنا ہے کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے ان سے کہا اے زید تم کو بہت سارے کار خیر نصیب ہوئے..... یہاں تک کہ بات انی تارک فیکم الثقلین تک پہنچتی ہے"۔(۲)

سخاوی، استجلاب ارتقاء الغرف میں لکھتے ہیں:

"مجھے تعجب ہے کہ ابن جوزی نے کس طرح اس حدیث کو "العلل المتناھیہ "میں

۱۔ خصائص، ص ۸۵، ح ۷۶۔

۲۔ تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج ۳، ص ۱۴۱، ح ۳۶۸۸۔

ذکر کیا ہے بلکہ اس سے زیادہ تعجب آور ان کی یہ بات ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، جب کہ عنقریب میں ان کے طرق و اسناد کو بیان کروں گا کہ ان میں سے بعض صحیح مسلم میں ہیں(۱).....اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے اسی طرح مسلم کی پہلی حدیث سے مشابہ الفاظ میں نسائی نے اور احمد اور دارمی نے اپنے مسانید میں روایت کی ہے۔ (۲)

احوال و آثار

اہلسنت کی نظر میں نسائی کی عظمت و جلالت کو عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں بیان کر چکا ہوں، جن کتابوں میں ان کی تصدیق و توثیق ہوئی ہے ان میں چند یہ ہیں: "وفیات الاعیان"، ج ۱، ص ۴۶ نمبر ۲۹، "تتمۃ المختصر"، ج ۱، ص ۲۴۵، وقائع ۳۰۳ھ، "مرآۃ الجنان"، ج ۲، ص ۲۴۰، وقائع ۳۰۳ھ، "العبر"، ج ۱، ص ۲۷۶، وقائع ۳۰۳ھ، سبکی کی "طبقات"، ج ۲، ص ۸۳، اسنوی کی "طبقات"، ص ۴۰۸، نمبر ۱۱۶۳، "تہذیب التہذیب"، ج ۱، ص ۳۶، نمبر ۶۶۔

۵۲۔ روایت ابو یعلیٰ موصلی

۱۔ سیوطی حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کرتے ہیں:

"آٹھویں حدیث: احمد اور ابو یعلیٰ موصلی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھلبیتی و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما" عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے

۱۔ استجلاب ارتقاء الغرف، ج ۱، ص ۳۳۸، ذیل حدیث ۶۲۔

۲۔ استجلاب ارتقاء الغرف، ج ۱، ص ۳۴۰، ح ۶۴۔

www.shiabookspdf.com

پاس پہنچیں پس دیکھوان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو"۔(۱)

۲۔سخاوی حدیث ثقلین کے طرق واسناد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"احمد نے اپنی مسند میں ابوسعید کی حدیث کو اعمش سے، اسی طرح ابواسرائیل ملائی، اسماعیل بن خلیفہ اور عبدالملک بن ابی سلیمان سے نقل کیا ہے اور طبرانی نے "الاوسط" میں کثیر النواء سے اور چاروں نے عطیہ سے نقل کیا ہے اور اس کی ابویعلی اور دیگر علماء نے روایت کی ہے"۔(۲)

۳۔سمہودی نے حدیث ثقلین کو ترمذی اور احمد سے نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

"اس حدیث کو طبرانی نے بھی "الاوسط" میں اور ابویعلی وغیرہ نے نقل کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی جھول نہیں ہے"۔(۳)

۴۔احمد بن فضیل بن باکثیر "وسیلۃ المآل" میں حدیث ثقلین کو ابوسعید خدری سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

"احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں، طبرانی نے الاوسط میں اور ابویعلی وغیرہ نے اس کی روایت کی ہے اور اس کی سند میں کوئی ضعف نہیں ہے"۔(۴)

۵۔بدخشانی "مفتاح النجا" میں لکھتے ہیں:

"ابویعلی نے اور طبرانی نے "معجم کبیر" میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: ایھا الناس ! انّی تارک فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا بعدی امرین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اھلبیتی فانھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض "اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار

۱۔احیاء المیت، ص ۲۹، مسند ابویعلی، ج ۱، ص ۴۴۰، ح ۱۰۱۷۔

۲۔استیعاب ارتقاء الغرف، ج ۱، ص ۳۳۷، ح ۶۱۔

۳۔جواہر العقدین، ج ۱، ص ۷۳، قسم ثانی، مسند ابی یعلی، ج ۱، ص ۴۳۳، ح ۱۰۲۳۔

۴، مسند ابویعلی، ج ۱، ص ۴۳۳، ح ۱۰۲۳۔

کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے۔کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں"۔(۱)

احوال وآثار

اکابر علمائے اہلسنت نے بڑی تعظیم واحترام سے ان کا ذکر کیا ہے اس بات کی تائید درج ذیل کتابوں سے ہوتی ہے۔"الثقات"، "تذکرۃ الحفاظ"، ج ۲، ص ۱۹۹، نمبر ۷۲۶، "العبر"، ج ۱، ص ۲۸۰، وقائع ۳۰۷ھ "الوافی بالوفیات"، ج ۷، ص ۲۴۱، نمبر ۳۱۹۹۔

۵۳۔روایت ابن جریر طبری

۱۔ملا متقی نے بہ روایت ابن جریر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"ابوالطفیل عامر بن واثلہ نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہنچے تو آپ نے لوگوں کو زیر درخت وسیع وعریض میدان میں جانے اور وہاں سے خس وخاشاک صاف کرنے کا حکم دیا پھر آپ اٹھے اور فرمایا: قد دُعیت واجبت ،انّی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتّی یردا علیّ الحوض. ثم قال: اللّٰہ مولای و انا ولیّ کل مومن. ثم اخذ بید علی فقال: من کنت ولیّہ فعلی ولیّہ ،اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ "میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا

۱۔مفتاح النجا، ورق ۹، باب ۱، فصل ۲، مسند ابویعلی، ج ۱، ص ۴۸۱، ح ۱۱۳۵۔

www.shiabookspdf.com

سلوک کرتے ہو یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں پھر فرمایا: خدا میرا مولی ہے اور میں ہر مومن کا مولی ہوں اس کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے خدایا اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے، میں نے زید (بن ارقم) سے پوچھا کیا تم نے اس حدیث کو رسولؐ خدا سے سنا تھا؟ زید بن ارقم نے جواب دیا اس میدان میں کوئی ایسا نہیں تھا جس نے آپ کو اپنی آنکھ سے دیکھا نہ ہو اور آپ کی بات کو اپنے کانوں سے سنا نہ ہو (یعنی سبھی نے آنحضرتؐ کو دیکھا تھا اور آپ سے یہ حدیث کو سنی تھی) اس حدیث کو ابن جریر نے نقل کیا ہے۔ ابن جریر ہی کا کہنا ہے کہ اسی حدیث کی عطیہ عوفی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے"۔(۱)

۲۔ ملا متقی اسی کنز العمال میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: انشدکم اللّٰہ فی اھل بیتی میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس روایت کو ابن جریر نے نقل کیا ہے، نیز یزید بن حیان نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا: ایھا الناس! انّی انتظر ان یاتینی رسول ربّی فاجیب .و انا تارک فیکم الثقلین احدھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ و الصدق فاستمسکو بکتاب اللّٰہ و خذوبہ "اے لوگو قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا:

۱۔ کنز العمال، ج ۱۳، ص ۱۰۴، ح ۳۶۴۴۰۔

و اھلی بیتی، اُذکرّکم اللّٰہ فی اھل بیتی ، ثلاث مرّات" اور دوسرے میرے اہلبیت ، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس آخری جملے کی تین بار تکرار کی، زید سے پوچھا گیا آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی ازواج آپ کے اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت میں سے مراد وہ افراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، زید سے دریافت کیا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ کہا وہ آل عباس، آل علی، آل جعفر اور آل عقیل ہیں، پوچھا گیا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہا: ہاں۔ اس کی ابن جریر نے روایت کی ہے ، نیز یزید بن حیان نے زید بن ارقم ہی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس کو ابن جریر نے نقل کیا ہے"۔(۱)

ابن جریر نے اس حدیث کو زید بن ارقم اور ابوسعید خدری کے علاوہ حضرت علیؑ سے بھی نقل کیا ہے جیسا کہ کنز العمال ہی سے روایت ابن ابی عاصم (نمبر ۴۶) میں بیان ہوا ہے۔

احوال وآثار

بزرگ حفاظ اور ائمہ حدیث نے ان کے حالات قلمبند کئے ہیں اور سبھی نے ان کی بہت تعریف و توصیف کی ہے، میں نے عبقات الانوار مجلد حدیث ولایت میں چند علماء کی عبارتیں نقل کی ہیں یہاں صرف ان کتابوں کے ناموں پر اکتفا کر رہے ہیں جن میں ان کی تعریف وتمجید ہوئی ہے، "تاریخ بغداد"، ج ۲، ص ۱۶۲، "الوافی بالوفیات"، ج ۲، ص ۲۸۴، نمبر ۷۲۰، "تذکرۃ الحفاظ"، ج ۲، ص ۲۰۱، نمبر ۷۲۸، "تہذیب الاسماء واللغات"، ج ۱، ص ۷۸، نمبر ۸، "مرآۃ الجنان"، ج ۲، ص ۲۶۱، وقائع ۳۱۰ھ، "تتمۃ المختصر"، ج ۱، ص ۲۴۸، وقائع ۳۱۰ھ، "الاعلام باعلام البلد الحرام، النجوم الزاھرہ"، ج ۳، ص ۲۰۵، وقائع ۳۱۰ھ۔

۱۔ کنز العمال، ج ۱۳، ص ۶۴۱، ح ۳۷۶۲۰۔

www.shiabookspdf.com

۵۴۔روایت ابوبشر دولابی

۱۔سخاوی نے حدیث ثقلین کو دولابی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''رہی حدیث علی تو اس کی اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے انھوں نے کثیر بن زید سے، انھوں نے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے جد علی سے روایت کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: **ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا کتاب اللّٰه سببه بیده و سببه بایدیکم و اهل بیتی** '' میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میرے اہلبیت ، اس روایت کو دولابی نے بھی ''الذریۃ الطاھرہ'' میں نقل کیا ہے''۔(۱)

۲۔سمہودی نے جواہر العقدین میں کثیر بن زید کے طریق سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کی سند کی تجدید کی ہے اور کہا ہے کہ اسی کی دولابی نے الذریۃ الطاھرہ میں روایت کی ہے۔(۲)

۳۔احمد بن فضل بن کثیر نے ''وسیلۃ المآل'' (۳) میں بہ روایت دولابی حدیث ثقلین کو بیان کیا ہے۔

۴۔شیخانی قادری نے ''الصراط السوی'' میں حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اسی کی دولابی نے ''الذریۃ الطاھرہ'' (۴) میں روایت کی ہے۔

احوال وآثار

۱۔سمعانی لکھتے ہیں:

''انھوں نے محمد بن بشار بندار بصری، احمد بن ابی شریح رازی، ابواسامہ عبداللہ بن محمد

۱۔استجلاب ارتقاء الغرف، ج۱،ص ۳۵۸، ح ۸۳، الذریۃ الطاھرہ،ص ۱۶۶، ح ۲۲۸، فضائل اھل البیت۔

۲۔جواہر العقدین، ج ۲،قسم ثانی،ص ۸۶۔

۳۔وسیلۃ المآل فی عدّ مناقب الآل،ص ۱۴، الباب الاول۔

۴۔الذریۃ الطاھرہ،ص ۱۶۶، ح ۲۲۸۔

بن ابی اسامہ حلبی، احمد بن عبداللہ بن یزید مقری، محمد بن حمید رازی، ابوبکر احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم برقی، ابراہیم بن سعید جوہری، ابراہیم بن یعقوب جوزجانی، عثمان بن عبداللہ بن خرزاد، ابوجعفر احمد بن یحییٰ اودی، ابوجعفر محمد بن عوض بن سفیان طائی، ابراہیم بن یعقوب بصری ساکن بصرہ ان کے علاوہ عراق وحجاز وشام ومصر کے محدثین سے حدیثوں کا سماع کیا اور خود ابوبشر دولابی سے ابوبکر محمد بن ابراہیم مقری، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی، ابومحمد حسن بن رشیق عسکری، ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی بستی، ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی اور دیگر علماء نے روایتیں کی ہیں''۔(۱)

۲۔ابن خلکان تحریر کرتے ہیں:

''یہ حدیث واخبار وتاریخ کے عالم تھے انھوں نے شام وعراق کے علماء سے اخذ حدیث کی تاریخ اور علماء کے موالید ووفیات سے متعلق ان کی مفید کتابیں ہیں اور ارباب فن ان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی مشہور ومعروف تصنیفوں میں ان سے نقل کرتے ہیں، مختصر یہ کہ اپنے فن میں یہ اعلام میں تھے''۔(۲)

۵۵۔روایت ابن خزیمہ نیشاپوری

انہوں نے اپنی صحیح میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ سخاوی نے لکھا ہے:

''اس حدیث (حدیث ثقلین) کی مسلم اور نسائی نے اسی طرح احمد اور دارمی نے اپنے مسانید میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور دیگر علماء نے ابوحیان تمیمی یحییٰ بن سعید بن حیان سے اور انھوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے''(۳)

۱۔الانساب۔مادہ دولابی، ج ۵،ص ۳۷۲۔

۲۔وفیات الاعیان، ج ۲،ص ۳۹۷، نمبر ۶۴۷۔

۳۔استجلاب ارتقاء الغرف، ج ۱،ص ۳۴۰، قسم ثانی، ح ۶۴۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔ذہبی لکھتے ہیں:

''حافظ کبیر، امام الائمہ، شیخ الاسلام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر سلمی نیشاپوری سے شیخین (بخاری ومسلم) نے اپنی صحیح کے علاوہ دوسری کتابوں میں ،ان کے استاد محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، احمد بن مبارک مستملی ،ابراہیم بن ابی طالب، ابوعلی نیشاپوری، اسحاق بن سعید نسوی، ابوعمرو بن حمدان، ابومحامد احمد بن محمد بن بالویہ، ابوبکر احمد بن مہران مقری، محمد بن احمد بن بصیر اور ان کے پوتے محمد بن فضل بن محمد اور بے شمار علماء نے روایتیں کی ہیں، ابوعلی نیشاپوری کا کہنا ہے کہ میں نے ابن خزیمہ جیسا نہیں دیکھا انھیں فقہی حدیثیں اسی طرح حفظ تھیں جس طرح قاری کو سورے حفظ ہوتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ امام اور اپنے زمانہ کے یکتا روزگار تھے۔

مجھ سے حسن بن علی نے بتایا انھوں نے ابن اللّتی سے، انھوں نے ابوالوقت سے، انھوں نے ابواسماعیل انصاری سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن صالح سے، انھوں نے میرے والد سے اور انھوں نے ابوحاتم بن حبان تمیمی سے روایت کی ہے (ابوحاتم کا کہنا ہے) کہ میں نے کسی کو اس روئے زمین پر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے زیادہ حدیث کا علم رکھنے والا نہیں دیکھا یہ حدیث کے صحیح الفاظ اور اس کے زوائد کو اسی طرح حفظ کئے ہوئے تھے جیسے حدیثیں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں، دارقطنی نے انھیں امام، راسخ الحدیث اور بے عدیل وبے نظیر کہا ہے''۔(۱)

یہی بات ذہبی نے ''العبر فی خبر من غبر'' (ج ۱ ص ۲۸۷، وقائع ۳۱۲ھ) میں اور یافعی نے ''مرآۃ الجنان'' (ج ۲ ص ۲۶۴، وقائع ۳۱۱ھ) میں کہی ہے۔

۲۔سبکی لکھتے ہیں:

''امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری مجتہد مطلق، دریائے خروشاں، عقل و

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۷۰۲، نمبر ۷۳۴۔

درایت اور مناظرہ واستدلال میں بے نظیر تھے، انھوں نے پراکندہ علوم کی جمع آوری کی تھی، نیشاپور میں رہتے تھے اور دنیا کے گوشہ وکنار سے آنے والے تشنگان علوم و معرفت کو سیراب کرتے تھے اور ایسا کیوں نہ ہوتا اس لئے کہ وہ امام الائمہ تھے''۔(۱)

۳۔اسنوی لکھتے ہیں:

''ابن خزیمہ کے استاد ربیع کا کہنا ہے کہ جتنا میں نے اس سے استفادہ کیا اتنا اس نے مجھ سے استفادہ نہیں کیا، وہ بڑا کفایت شعار تھا، ہمیشہ ایک کپڑا اس کے پاس ہوتا تھا اور جب نیا کپڑا خریدتا تو پہلے والا کسی کو بخش دیتا تھا''۔(۲)

۴۔سیوطی تحریر کرتے ہیں:

''حافظ کبیر، راسخ حدیث، امام الائمہ، شیخ الاسلام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے شیخین (بخاری اور مسلم) نے اپنی صحیح کے علاوہ دوسری کتابوں میں روایت کی ہے''۔(۳)

ان کی ولادت صفر ۲۲۳ھ میں اور وفات ذیقعدہ ۳۱۱ھ میں ہوئی تھی۔

www.shiabookspdf.com

۵۶۔روایت باغندی واسطی

ابن مغازلی نے اپنی مناقب میں ان سے روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ہم سے ابو طالب محمد بن احمد بن عثمان ازہری معروف بہ ابن صیرفی بغدادی نے ۴۴۰ھ میں شہر واسط میں بیان کیا، انھوں نے ابوالحسین عبیداللہ بن احمد بن یعقوب بن بُرّاب سے، انھوں نے محمد بن محمد بن سلیمان باغندی سے، انھوں نے بقیہ واسطی کے بیٹے وہبان سے، انھوں نے خالد بن عبداللہ سے، انھوں نے حسن بن عبداللہ سے، انھوں نے ابوالضحی سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ''انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض''. (۴) میں تم میں دو گراں بہا چیزیں

۱۔طبقات الشافعیہ، ج ۲، ص ۱۳۰۔
۲۔طبقات الشافعیہ، ص ۱۴۹، نمبر ۴۱۶۔
۳۔طبقات الحفاظ، ص ۳۳۰، نمبر ۷۱۰۔
۴۔مناقب ابن مغازلی، ص ۳۲۸، ح ۴۱۷۔

چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

احوال وآثار

۱۔سمعانی لکھتے ہیں:

''یہ حافظ حدیث تھے اور حصول حدیث کی خاطر دور و دراز کا سفر کیا تھا اور وہاں کے حفاظ اور ائمہ سے حدیثیں اخذ کی تھیں، ذی الحجہ ۳۱۲ھ میں وفات پائی تھی''۔(۱)

۲۔ذہبی تحریر کرتے ہیں:

''حافظ یکتا، محدث عراق باغندی کے بارے میں قاضی ابوبکر ابہری کا کہنا ہے کہ میں نے باغندی کو کہتے سنا کہ تین لاکھ مسئلوں کا جواب میں نے حدیث نبوی سے دیا ہے، خطیب کا بیان ہے کہ ہمارے سارے اساتذہ، باغندی کے اقوال سے احتجاج کرتے ہیں اور ان کی روایت کو اپنی کتب صحیح میں نقل کرتے ہیں، محمد بن احمد بن زہیر نے انھیں ثقہ کہا ہے''۔(۲)

ذہبی نے العبر (۳) میں یہی بات کہی ہے۔

۵۷۔روایت ابوعوانہ اسفرائنی

الصراط السوی میں شیخ محمود شیخانی قادری کے بقول ابوعوانہ اسفرائنی نے اپنی کتاب ''المسند الصحیح'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، قادری لکھتے ہیں:

''ابوعوانہ نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر جب رسولؐ اللہ غدیر خم پہنچے تو حکم دیا زیر درخت جگہ صاف کی جائے اور خیمے نصب کئے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:

۱۔الانساب۔مادہ باغندی۔ج ۲،ص ۴۵۔
۲۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۲،ص ۲۱۶،نمبر ۷۳۷۔
۳۔العبر، ج ۱،ص ۲۸۸، وقائع ۳۱۲ھ۔

كانّى قد دُعيت فاجبت ،انّى قد تركت فيكم الثقلين كتاب الله و عترتى اهلبيتى فانظروا كيف تخلفّونى فيهما فانهما لن يفترقا حتّى يردا علىّ الحوض. ثم قال: انّ الله مولاى و انا ولىّ كل مومن. ثم اخذ بيد على رضى الله عنه فقال: من كنت مولاه فهذا وليّه ،اللهم وال من والاه و عاد من عاداه '' عنقریب تم سے رخصت ہونے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت پس دیکھو میرے بعد تمہارا کیسا ان کے ساتھ سلوک رہتا ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں، پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مومنین ومومنات کا مولیٰ ہوں اور علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولی ہوں اس کا یہ (علی) مولیٰ ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے۔میں نے زید (بن ارقم) سے پوچھا کیا تم نے رسولؐ خدا سے یہ حدیث سنی ہے؟ زید نے کہا اس سایہ کے نیچے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس نے آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ ہو اور اپنے کان سے سنا نہ ہو۔حافظ ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے''۔

احوال وآثار

۱۔سمعانی لکھتے ہیں:

''حافظ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید اسفرائنی عظیم المرتبت محدث تھے، حصول حدیث کی خاطر سفر کیا اور حدیثیں جمع کیں اس کے لئے عراق، شام، حجاز اور مصر و فارس ویمن کے شہروں کا کئی بار سفر کیا اور صحیح مسلم کے نہج پر اپنی ''المسند الصحیح'' تصنیف کی اور اس کام کو بخوبی احسن انجام دیا، وہ زاہد، پاکدامن، متعبد اور کفایت شعار تھے''۔(۱)

۱۔الانساب۔مادہ اسفرائنی۔ج ۱،ص ۲۳۵۔

www.shiabookspdf.com

۲۔ابن خلکان کہتے ہیں:

''حافظ ابوعوانہ بڑے اچھے حافظے کے مالک تھے، انہوں نے بہت ساری حدیثوں کی روایت کی ہے۔ابوعبداللہ حاکم کا بیان ہے کہ وہ حدیث کے عالم اور افراد ثبت میں سے ہیں انھوں نے حصول حدیث کی خاطر دنیا کے گوشہ وکنار کا بہت زیادہ سفر کیا تھا''۔(۱)

یہی بات ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ''(۲) اور ''العبر''(۳) میں اور یافعی نے ''مرأۃ الجنان''(۴) میں کہی ہے۔

۳۔سبکی لکھتے ہیں:

''ان ہی نے اسفرائن میں مذہب شافعی کی بنیاد ڈالی تھی اور اس مذہب کو مزنی اور ربیع سے لیا تھا اور محمد بن یحییٰ، مسلم بن حجاج (صاحب صحیح)، یونس بن عبدالاعلی، عمر بن شبہ، علی بن حرب، علی بن اشکاف، سعدان بن نصر اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا تھا''۔(۵)

۴۔اسنوی تحریر کرتے ہیں:

''یہ بزرگ امام اور عالم وحافظ حدیث تھے، دنیا کے گوشہ وکنار کا سفر کرتے رہتے تھے''(۶)

۵۸۔روایت عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی

حموئی نے ان سے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''زن صالحہ استاد حدیث زینب بنت قاضی عمادالدین ابی صالح نصر بن عبدالرزاق بن (قطب زمان) شیخ عبدالقادر نے شہر بغداد میں بروز جمعہ ۲۸ صفر ۶۷۲ھ کو مجھے سماعاً بتایا ان سے پوچھا گیا کیا تم کو شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن سقا نے بتایا تھا کہ ان کے سامنے قرائت کی گئی اور تم ۵ رجب ۶۱۷ھ کو مدرسہ قادریہ میں سن رہی تھی؟ کہا ہاں، انھوں نے کہا ہم کو ابوالقاسم سعید بن احمد بن بناؔ اور ابومحمد مبارک بن احمد بن برکہ کندی

۱۔وفیات الاعیان، ج۳، ص۳۹۶، نمبر۸۲۶۔
۲۔تذکرۃ الحفاظ، ج۳، ص۳، نمبر۷۷۲۔
۳۔العبر، ج۱، ص۲۹۳، وقائع ۳۱۶ھ۔
۴۔مرأۃ الجنان، ج۲، ص۲۶۹، وقائع ۳۱۶ھ۔
۵۔طبقات الشافعیہ، ج۲، ص۳۲۱۔
۶۔طبقات الشافعیہ، ص۲۹۰، نمبر۸۱۷۔

نے جمادی الاول ۵۴۲ھ میں بتایا اور ان لوگوں نے کہا ہم کو ابونصر محمد بن محمد ریسی (زینبی) نے بتایا، انھوں نے ابوطاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس مخلص سے، انھوں نے ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی سے، انھوں نے بشر بن ولید کندی سے، انھوں نے محمد بن طلحہ سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ عزّوجل حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھلبیتی و انّ اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض ،فانظروا ما تخلّفونی فیھما'' قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہلبیت، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں دیکھنا میرے بعد تم ان سے کیونکر پیش آتے ہو''۔(۱)

احوال وآثار

بزرگ علماء وحفاظ اہلسنت نے ابوالقاسم بغوی کے حالات تحریر کئے ہیں، میں نے عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں ''تذکرۃ الحفاظ''، ج۲، ص۲۱۷، نمبر۷۳۸، ''العبر''، ج۱، ص۲۹۵، وقائع ۳۱۷ھ اور ''طبقات الحفاظ''، ص۳۳۲، نمبر۱۳۰۷ کی مدد سے ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۵۹۔روایت ابن عبدربہ قرطبی

انھوں نے ''العقد الفرید'' (ج۲، ص۱۱۱۔۱۱۰) میں رسولؐ اسلام کے خطبہ کے ضمن میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، جس کو آئندہ بیان کریں گے۔

۱۔فرائد السمطین، ج۲، ص۲۷۲، باب۵۴، ح۵۳۸۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

رجال وتاریخ کی مشہور کتابوں میں ابن عبدربہ کے حالات موجود ہیں، میں نے عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں "وفیات الاعیان"، ج۱، ص ۶۲، نمبر ۴۶، "المختصر"، ج۱، ص ۴۹۱، وقائع ۳۲۸ھ، "تتمۃ المختصر"، ج۱، ص ۳۲۹، وقائع ۳۲۸ھ، "مرآۃ الجنان"، ج۲، ص ۲۹۵، وقائع ۳۲۸ھ اور "بغیۃ الوعاۃ"، ص ۳۰۸، نمبر ۷۲۷ کی مدد سے ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۶۰۔ روایت ابن انباری

۱۔ انھوں نے "المصاحف" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ سیوطی درمنثور میں لکھتے ہیں:

"ترمذی نے روایت کی ہے اور اس کو حسن کہا اور ابن انباری نے "المصاحب" میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب اللّٰه حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهلبیتی و لن یتفرقا حتّی یردا علیّ الحوض، فانظروا کیف تخلفونی فیهما" میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں پس دیکھو میرے بعد تمہارا سلوک ان کے ساتھ کیسا رہتا ہے"۔(۱)

۲۔ بدخشانی کے بقول ابن انباری نے زید بن ثابت سے بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، بدخشانی اس حدیث کے طرق واسناد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حافظ ابومحمد عبداللہ بن حمید کشی اور حافظ ابوبکر محمد بن قاسم معروف بہ انباری نے جو زید بن ثابت سے روایت کی ہے اس کے مطابق حدیث ثقلین کے الفاظ یہ ہیں، انّی

۱۔ الدر المنثور، ج۷، ص ۳۴۹، در ذیل آیہ مودۃ۔

تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا : کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی و انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض". (۱) میں نے تمھارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے۔ ایک خدا کی کتاب (قرآن) ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت ہیں۔ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

احوال وآثار

۱۔ سمعانی لکھتے ہیں:

"یہ صدوق، فاضل، دیندار اور سنی افراد خیّر میں سے تھے، انھوں نے علوم قرآن اور غریب الحدیث وغیرہ میں بہت ساری کتابیں لکھی ہیں، یہ اپنے والد کی زندگی ہی سے حدیثیں لکھواتے تھے۔ مسجد کے ایک گوشہ میں یہ بیٹھتے تھے اور دوسرے گوشے میں ان کے والد، شواہد قرآن سے متعلق تین لاکھ ابیات حفظ تھے، یہ اپنے حافظہ سے حدیثوں کا املاء کراتے تھے"۔(۲)

۲۔ ابن خلکان کہتے ہیں:

"یہ اہلسنت کے سچے، ثقہ، دیندار اور خیّر لوگوں میں سے تھے، یہ بات خطیب نے تاریخ بغداد میں کہی ہے اور ان کی ستائش کی ہے اور کہا جاتا ہے کہ انھیں ایک سو بیس تفسیریں مع اسناد کے حفظ تھیں"۔(۳)

یہی بات یافعی نے مرآۃ الجنان (۴) میں کہی ہے۔ ابن اثیر کی "نہایہ"، ذہبی کی "تذکرۃ الحفاظ" اور "العبر"، صفدی کی "وافی بالوفیات" ابن وردی کی "تتمۃ المختصر"، ج۱، ص ۲۶۳، وقائع ۳۲۸ھ، جزری کی "طبقات القراء" اور سیوطی کی "بغیۃ الوعاۃ" اور "طبقات الحفاظ" اور "الاتقان" میں بھی ان کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

۱۔ مفتاح النجا، ورق ۹، باب ۱، فصل ۲۔
۲۔ الانساب، مادہ انباری، ج۱، ص ۳۵۵۔
۳۔ وفیات الاعیان، ج۲، ص ۳۹۱، نمبر ۶۴۲۔
۴۔ مرآۃ الجنان، ج۲، ص ۲۹۴، وقائع ۳۲۸ھ۔

www.shiabookspdf.com

۶۱۔ روایت ابوعبداللہ ضبّی محاملی

انھوں نے اپنی ''امالی'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے جیسا کہ ملاعلی متقی ''کنزالعمال'' میں لکھتے ہیں:

''علی سے مروی ہے کہ پیغمبرؐ اسلام خم میں ایک درخت کے پاس آئے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ایّھا الناس! الستم تشھدون انّ اللّٰہ و رسولہ اولیٰ بکم من انفسکم و انّ اللّٰہ و رسولہ مولیٰکم؟ قالوا: بلیٰ! قال: فمن کان اللّٰہ و رسولہ مولاہ فان ھذا مولاہ و قد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلّوا بعدی، کتاب اللّٰہ سببہ بیدہ و سببہ بایدیکم و اھل بیتی'' کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا اور اس کا رسول تم پر خود تم سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں اور جس طرح خدا تمہارا مولا ہے اسی طرح اس کا رسول بھی تمہارا مولا ہے؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے، تب آپ نے فرمایا جس کا خدا اور اس کا رسولؐ مولیٰ ہیں اس کا یہ (علیؑ) مولیٰ ہے، میں تمھارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میرے اہلبیت، اس حدیث کو ابن جریر، ابن ابی عاصم اور محاملی نے اپنی امالی میں نقل کر کے اس کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا ہے''۔(۱)

احوال و آثار

ذہبی لکھتے ہیں:

''ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن محمد ضبی محاملی بغدادی، قاضی، امام، علامہ، حافظ اور بغداد کے شیخ و محدث تھے، ان کے بارے میں خطیب کا کہنا ہے یہ فاضل، دیندار اور

۱۔ کنزالعمال، ج ۱۳، ص ۱۴۰، ح ۳۶۴۴۱۔

صادق القول تھے، صلاح و مشورے کے لئے ۲۳ سال کی عمر میں قضات کے پاس جاتے تھے اور ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہے، ابن جمیع غسانی کا بیان ہے کہ محاملی کے پاس سفیان بن عیینہ کے سات شاگرد تھے، ابوبکر داؤدی کا کہنا ہے کہ محاملی کے درس میں ہزار لوگ شرکت کرتے تھے، ۳۲۰ھ سے پہلے منصب قضاوت سے استعفیٰ دیا، ان کی خدمات قابل تعریف ہیں''۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے سمعانی کی ''الانساب''۔ مادہ محاملی۔ ابن اثیر کی ''تاریخ الکامل''، ج ۷ ص ۱۶۸، وقائع ۳۳۰ھ، ذہبی کی ''العبر'' ج ۱، ص ۳۱۶، وقائع ۳۳۰ھ، یافعی کی ''مرآۃ الجنان''، ج ۲، ص ۲۹۷، وقائع ۳۳۰ھ، سیوطی کی ''طبقات الحفاظ'' ص ۳۶۰، نمبر ۷۷۹۔

۶۲۔ روایت احمد بن محمد بن سعید (ابن عقدہ)

انھوں نے ''کتاب الولایۃ'' میں جو ''کتاب الموالات'' سے بھی معروف ہے، حدیث ثقلین کی آٹھ طرق و اسناد سے روایت کی ہے اور انھیں سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' (ج ۱، ص ۳۶۷۔۳۳۶، ح ۹۳۔۶۰) میں، سمہودی نے ''جواہر العقدین'' (ج ۲، قسم ثانی، ص ۸۲) میں اور ابن کثیر نے ''وسیلۃ المآل'' (خطی) میں نقل کیا ہے، لیکن شیخانی قادری نے ''الصراط السوی'' میں ان میں سے صرف دو روایتیں نقل کی ہیں۔

احوال و آثار

رجال و تذکرہ کی کتابوں میں بڑی عزت و احترام سے ان کا شرح حال لکھا گیا ہے، میں نے عبقات الانوار مجلد حدیث غدیر میں بڑے شرح و بسط سے ان کے حالات قلمبند کئے ہیں۔

۶۳۔ روایت دبّج علیج سجزی

حاکم نیشاپوری ''مستدرک علی الصحیحین'' میں حدیث ثقلین کی زید بن ارقم سے روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اس حدیث کی شاہد سلمہ بن کہیل کی حدیث ہے جس کی انھوں نے ابوالطفیل سے

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۱، نمبر ۸۰۸۔

www.shiabookspdf.com

روایت کی ہے اور وہ شیخین (بخاری و مسلم) کے شرائط صحت کے لحاظ سے بھی صحیح ہے:

ہم سے ابوبکر بن اسحاق اور دعلج بن احمد سجزی نے بیان کیا ان دونوں نے محمد بن ابواب سے، انھوں نے ازرق بن علی سے، انھوں نے حسان بن ابراہیم کرمانی سے، انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا مکہ اور مدینہ کے درمیان بڑے درختوں کے پاس ٹھہرے، لوگوں نے درختوں کے نیچے کی زمین صاف کی، تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد رسولؐ خدا نے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا اور خدا کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کرنے کے بعد فرمایا: **ایّھا الناس! انی تارک فیکم امرین لن تضلّوا ان اتبعتموھما و ھما کتاب اللّٰہ و اھل بیتی عترتی، ثم قال: اتعلمون انّی اولیٰ باالمومنین من انفسھم؟ ثلاث مرّات ، قالوا: نعم! فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم: من کنت مولاہ فعلیّ مولاہ**" اے لوگو! میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان کی پیروی کی تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا کیا میں تم پر خود تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا، سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے اس اقرار کے بعد فرمایا: **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** (۱) جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

"ابواسحاق دعلج بن احمد بن دعلج سجزی امام، فقیہ اور بغداد کے محدث تھے۔ دارقطنی، ابن زرقویہ، ابواسحاق اسفرائنی، ابوالقاسم بن بشران اور دیگر بہت سارے محدثین نے ان سے روایت کی ہے، یہ اپنے مذہب کے مطابق فتویٰ دیتے تھے اور یہ شیخ اہل حدیث تھے۔ حاکم کا بیان ہے کہ دارقطنی سے میں نے سنا کہ دعلج نے "المسند الکبیر" تصنیف کی

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۱۸، ح ۴۵۷۷۔۴۵۷۶۔

ہے، مشائخ میں ان سے زیادہ صحیح روایت کرنے والا کوئی نہ تھا، میں نے عمر بصری سے سنا کہ بغداد میں کسی کو نہیں پایا جس کی کتابیں دعلج کی کتابوں سے صحیح تر اور سماع میں دعلج سے وہ بہتر ہو"۔(۱)

تقریباً یہی باتیں ذہبی نے "العبر" (۲) میں، یافعی نے "مرآۃ الجنان" (۳) میں، سبکی نے "طبقات الشافعیہ" (۴) میں اور سیوطی نے "طبقات الحفاظ" (۵) میں کہی ہیں۔ ان کی وفات جمادی الثانی ۳۵۱ھ میں ہوئی تھی۔

۶۴۔ روایت ابن بعابی

۱۔ علامہ سخاوی نے ابن بعابی سے حدیث ثقلین اس طرح نقل کی ہے:

"اس حدیث کو بعابی نے عبداللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے عبداللہ بن حسن سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے جد اور انھوں نے علی سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: **انّی مخلف فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلّوا کتاب اللّٰہ عزّوجل طرفہ بیدہ و طرفہ بایدیکم و عترتی اھل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض**" میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔(۶)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۶۵، نمبر ۸۵۰۔
۲۔ العبر، ج ۱، ص ۳۴۵، وقائع ۳۵۱ھ۔
۳۔ مرآۃ الجنان، ج ۲، ص ۳۴۷، وقائع ۳۵۱ھ۔
۴۔ طبقات الشافعیہ، ج ۲، ص ۲۲۲۔
۵۔ طبقات الحفاظ، ص ۳۷۷، نمبر ۸۲۰۔
۶۔ اکتلاب ارتقاء الغرف، ج ۱، ص ۳۵۸، ح ۸۴۔

www.shiabookspdf.com

۲۔ سمہودی کہتے ہیں:

حدیث ثقلین کی بعابی نے ''الطالبین'' میں عبداللہ بن موسی سے روایت کی ہے''۔(۱)

احوال وآثار

بزرگ مؤرخین اور تذکرہ نویسوں نے ان کے حالات تحریر کئے ہیں میں نے عبقات الانوار مجلد حدیث ''مدینۃ العلم'' میں تفصیل سے ان کا شرح حال لکھا ہے، یہاں اس کے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۶۵۔ روایت سلیمان بن احمد طبرانی

احمد طبرانی نے اپنی تینوں معاجم (المعجم الکبیر، المعجم الاوسط، المعجم الصغیر) میں حدیث ثقلین کی متعدد طرق واسناد اور مختلف الفاظ میں روایت کی ہے۔

۱۔ المعجم الصغیر میں انھوں نے ابوسعید خدری سے اس طرح روایت کی ہے:

''ہم سے حسن بن محمد بن مصعب اشانی کوفی نے بیان کیا انھوں نے عباد بن یعقوب اسدی سے، انھوں نے عبدالرحمٰن مسعودی سے، انھوں نے کثیر النواء سے، انھوں نے عطیہ عوفی سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ جلّ وعزّ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھلبیتی و انھما لن یتفرقا حتّی علیّ الحوض'' میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، کثیر النواء سے سوائے مسعودی کے کسی نے اس کی روایت نہیں کی ہے''۔

طبرانی نے المعجم الصغیر ہی میں ابوسعید سے دوسری سند سے بھی روایت کی ہے۔(۲)

۱۔ جواہر العقدین، ج ۲، ص ۸۶، قسم ثانی۔

۲۔ المعجم الصغیر، ج ۱، ص ۱۳۱، باب الحاء من اسمہ الحسن۔

۲۔ سیوطی نے ''درمنثور''، ج ۲، ص ۶۰ اور ''احیاء المیت''، ص ۵۵ اور ۵۶ پر، ملا علی متقی نے ''کنز العمال'' میں، ابن حجر مکی نے ''صواعق محرقہ'' میں، نورالدین حلبی نے ''سیرۃ حلبیہ'' میں، احمد بن فضل بن محمد باکثیر نے ''وسیلۃ المآل'' میں، شیخانی قادری نے ''صراط السوی'' میں بدخشانی نے ''مفتاح النجا'' اور ''نزل الابرار'' میں، محمد صدر عالم نے ''معارج العلی'' میں، احمد بن عبدالقادر عجلی نے ''ذخیرہ المآل'' میں اور مولوی ولی اللہ لکھنوی نے ''مرأۃ المومنین'' میں معاجم طبرانی سے مختلف اسلوب والفاظ میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

احوال وآثار

سارے تذکروں میں ان کے حالات لکھے گئے ہیں، ابن خلکان نے وفیات الاعیان (ج ۱، ص ۳۸۴، نمبر ۲۷۴) میں، سمعانی نے الانساب (در ذیل طبرانی) میں، ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ (ج ۳، ص ۸۵، نمبر ۸۷۵) اور العبر (ج ۱، ص ۳۵۵، وقائع ۳۳۰ھ میں، یافعی نے مرأۃ الجنان ج ۲، ص ۳۷۲، وقائع ۳۶۰ھ میں اور ابن جزری نے طبقات القراء میں ان کی مدح وثنا کی ہے، اختصار کے پیش نظر صرف سیوطی کی طبقات الحفاظ سے ان کے حالات تحریر کر رہا ہوں، وہ لکھتے ہیں:

''ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی شامی طبرانی امام، علامہ، حجت اور بقیۃ الحفاظ، شہر عکا میں ماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے، ۲۷۳ھ سے حصول حدیث کی خاطر سفر کا آغاز کیا، شام وحجاز ومصر کے شہروں اور بغداد وکوفہ وبصرہ واصفہان وجزیرہ اور دیگر شہروں میں جا کر سماع حدیث کیا اور ایک ہزار سے زیادہ شیوخ واساتذہ سے حدیثیں اخذ کیں، اور کتاب ''المعجم الکبیر'' کو جو مسند ہے تصنیف کیا، ''المعجم الاوسط'' کو اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے تالیف کیا یہ دارقطنی کی ''الافراد'' کے مانند کتاب ہے، اس معجم الاوسط کو طبرانی اپنی روح کہتے تھے، ابوالعباس شیرازی کا بیان ہے کہ طبرانی سے میں نے تین لاکھ حدیثیں لکھیں، یہ ثقہ ہیں۔''(۲)

۱۔ المعجم الکبیر، ج ۵، ص ۱۶۶، ح ۴۹۷۱۔۴۹۶۹، ص ۱۷۰، ح ۴۹۸۲۔۴۹۸۰، ص ۱۷۱، ح ۴۹۸۶، المعجم الصغیر، ج ۱، ص ۱۳۵، باب الحاء من اسمہ الحسن۔

۲۔ طبقات الحفاظ، ص ۳۸۸، نمبر ۸۴۵۔

www.shiabookspdf.com

۶۶۔روایت ابوبکر قطیعی

حاکم نے ان سے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''ہم سے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم حنظلی نے بغداد میں بیان کیا انھوں نے ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوبکر محمد بن احمد بالویہ اور ابوبکر احمد بن جعفر بزّاز سے، ان لوگوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے فقیہ بخارا ابونصر احمد بن سہل سے، انھوں نے صالح بن محمد حافظ بغدادی سے، انھوں نے خلف بن سالم مخرمی سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوعوانہ سے، انھوں نے سلیمان اعمش سے، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہنچے تو وہاں کی زمین صاف کرنے اور خیمے نصب کرنے کا حکم دیا پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: **کانّی قد دعیت فاجبت ،انّی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ تعالیٰ و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض**'' مجھے معلوم ہورہا ہے کہ جلد ہی میری طلبی ہوگی اور مجھے جانا پڑے گا میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا اور میرے اہلبیت دیکھو خیال رکھنا کہ ان کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہو یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پھر آپ نے فرمایا:''**اللہ عزّوجل مولای و انا ولیّ کل مومن**'' خدا میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مومنین کا مولیٰ ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا: **من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ** جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا یہ علی مولیٰ ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو

اس (علی) سے دشمنی رکھے''۔(۱)

احوال وآثار

سمعانی لکھتے ہیں:

''مشہور محدث ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بن شبیب قطیعی نے اسحاق حربی ،ابراہیم حربی، کریمی اور ابومسلم کشی سے روایت کی ہے، مسند (احمد) کی بہ نقل از عبداللہ بن احمد بن حنبل روایت کرتے تھے، یہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے تھے، ان سے ابو عبداللہ حافظ ابن ربیع، حافظ ابونعیم اصفہانی اور بہت ساری جماعتوں نے جن کی آخری فرد ابومحمد حسن بن علی جوہری کی ہے، روایتیں کی ہیں، ذی الحجہ ۳۶۸ھ میں وفات پائی تھی''۔(۲)

ذہبی نے انہیں شیخ اور صالح الحدیث کہا ہے۔(۳)

۶۷۔روایت ازہری لغوی

علامہ ابن منظور کے بقول ازہری نے تہذیب اللغۃ میں درج ذیل مقامات پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے:

۱۔''ازہری کہتے ہیں کہ زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: **انّی تارک فیکم الثقلین خلفی کتاب اللّٰہ و عترتی فانھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض** میں تمہارے درمیان اپنے بعد دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت بتحقیق کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس قیامت کے دن حوض کوثر پر وارد ہوں، میں (ابن منظور) کہتا ہوں

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۱۱۸، ح۴۵۷۶۔
۲۔الانساب۔ماہ قطیعی۔ج۱۰، ص۲۰۳۔
۳۔العبر، ج۱، ص۳۶۸، وقائع ۳۶۸ھ۔

www.shiabookspdf.com

کہ محمد اسحاق نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور اسی طرح کی حدیثِ پیغمبرؐ کی زید بن ارقم اور ابو سعید خدری نے بھی روایت کی ہے اور بعض روایتوں کے الفاظ یہ ہیں: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی کہ اس میں عترت کو اہلبیت قرار دیا ہے''۔(۱)

۲۔''ازہری نے اس حدیث کو مادہ ''ثقل'' میں بھی نقل کیا ہے جیسا کہ تہذیب اللغۃ میں لکھتے ہیں کہ: نبیؐ سے مروی ہے کہ آپ نے آخر عمر میں فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی کہ اس عبارت میں کتاب خدا اور عترت کو ثقلین قرار دیا، عترت کا ذکر پہلے کر چکا ہوں اور ثعلب کا کہنا ہے کہ انھیں ثقلین اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا لینا اور ان پر عمل کرنا بہت سنگین ہے اور عرب ہر اس چیز کو ثقل کہتے ہیں جو اہم ہو اور اس کی نگہداری ہوتی ہو۔(۲)

۳۔ازہری نے حدیث ثقلین کو مادہ ''حبل'' میں بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن منظور نے ان سے نقل کیا ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا:

''و صیکم بکتاب اللّٰہ و عترتی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض . ابو منصور کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں کتاب خدا سے وابستہ رہنے کا حکم دیا ہے اور یہاں ''حبل ممدود'' کے معنی نور ہدایت کے ہیں اور عرب، نور کو رسی اور دھاگے سے تشبیہ دیتے ہیں ارشاد الٰہی ہے ''حتّٰی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود'' کہ یہاں سفید دھاگے سے مراد نور صبح ہے اور کالے دھاگے سے مراد اس سے کم روشنی ہے کیونکہ اس پر رات کی سیاہی غالب ہوگئی ہے اسی لئے اس کو سیاہ اور دوسرے کو سفید کہا اور معنی کے لحاظ سے نخ وطناب ایک دوسرے سے نزدیک ہیں''۔(۳)

۱۔لسان العرب، ج۹، ص۳۴، مادہ عترت۔
۲۔لسان العرب، ج۲، ص۱۱۴، مادہ ثقل۔
۳۔لسان العرب، ج۳، ص۳۰، مادہ حبل۔

احوال و آثار

۱۔ابن خلکان کہتے ہیں:

''ابو منصور محمد بن احمد بن ازہر بن طلحہ بن طلحہ بن نوح بن ازہر ازہری، مذہب شافعی کے فقیہ اور لغت کے امام تھے ان کی درایت و ورع اور فضل و وثاقت پر اتفاق ہے انھوں نے پراکندہ لغات کو جمع کیا وہ لغات کے اسرار و رموز سے واقف تھے، لغت میں ''التہذیب'' نامی اہم کتاب تصنیف کی جس کی دس سے زیادہ جلدیں ہیں ان کی دوسری تصنیف غریب الفاظ ہے جو ایک جلد میں ہے اور فقہی مشکل الفاظ کی شرح کی ہے جس سے فقہا اپنی مشکلیں حل کرتے ہیں، تفسیر میں بھی کتاب لکھی ہے''۔(۱)

۲۔ذہبی لکھتے ہیں:

''انھوں نے بغوی اور نفطویہ سے روایت کی اور ابن سراج کے پاس گئے اور اپنی پارسائی کی وجہ سے ابن درید سے حدیثیں لینی چھوڑ دیں کیونکہ انھیں مستی کے عالم میں دیکھ لیا تھا، ازہری عرصے تک قرامطہ کی اسارت میں تھے''۔(۲)

یہی بات یافعی نے مرآۃ الجنان، ج۲، ص۳۹۵، وقائع ۳۷۰ھ پر، ابن وردی نے تتمۃ المختصر، ج۱، ص۴۲۳ پر، سبکی نے طبقات الشافعیہ، ج۲، ص۱۰۶ پر، قاضی ابن شیبہ اسدی نے طبقات الشافعیہ، ج۱، ص۱۴۴، نمبر۱۰۲، طبقہ۶ میں اور سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ، ص۴۶، نمبر۲۹ پر کہی ہے۔

۶۸۔روایت محمد بن مظفر بغدادی

ابن مغازلی نے ان سے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''ہم کو ابو طالب محمد بن احمد بن عثمان نے بتایا انہوں نے ابو الحسین محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی حافظ سے، انھوں نے محمد بن محمد بن سلیمان باغندی سے، انھوں نے سوید سے، انھوں نے علی بن مسہر سے اور انھوں نے ابو حیان تیمی سے روایت کی ہے، ابو حیان کا

۱۔وفیات الاعیان، ج۲، ص۳۸۸، نمبر۶۳۹۔
۲۔العبر، ج۱، ص۲۷۲، وقائع ۳۷۰ھ۔

www.shiabookspdf.com

کہنا ہے کہ میں نے زید بن ارقم کو کہتے سنا کہ پیغمبرؐ اسلام ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ایّھا الناس! انما انا بشر یوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین ، و ھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ والنور، فخذوا بکتاب اللّٰہ و استمسکوا بہ "اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب و تحریص کے بعد فرمایا: و اھلبیتی اُذکرکم اللّٰہ فی اھلبیتی، قالھا ثلاث مرّات اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں اور اس جملے کی تین بار تکرار کی"۔(۱)

احوال و آثار

۱۔ ذہبی لکھتے ہیں:

"ابوالحسین محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی بغدادی حافظ، امام، ثقہ اور عراق کے محدث تھے۔ خطیب کا کہنا ہے کہ ابن مظفر ذکی و فہیم، حافظ اور صادق القول تھے، برقانی کے بقول دارقطنی نے ابن مظفر سے ہزاروں حدیثیں لکھی تھیں، سلمی کا بیان ہے کہ میں نے دارقطنی سے ابن مظفر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا وہ ثقہ ہیں اور ان کی حدیثیں غلطیوں سے محفوظ ہیں۔ میں نے پوچھا کیا وہ مائل بہ تشیع تھے؟ بولے تھوڑا رجحان رکھتے تھے"۔(۲)

ذہبی نے العبر (۳) میں ایسا ہی لکھا ہے۔

۱۔ مناقب ابن مغازلی، ص ۳۲۹، ح ۴۲۰۔

۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۲۵، نمبر ۹۱۶۔

۳۔ العبر، ج ۱، ص ۳۸۳، وقائع ۳۷۹ھ۔

۲۔ صفدی کہتے ہیں:

"حصول حدیث کی خاطر مختلف شہروں کا سفر کیا اور علم حدیث اور شناخت رجال میں بلند مقام تک پہنچے، جمادی الاول ۳۷۹ھ میں انتقال ہوا، انھوں نے طبری اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا، دارقطنی اور دیگر علماء نے ان سے روایت کی ہے، ان کے فضل و شرف اور صداقت و وثاقت پر سب کا اتفاق ہے"۔(۱)

۳۔ سیوطی لکھتے ہیں:

"خطیب کا بیان ہے کہ وہ حافظ حدیث اور سچے انسان تھے، دارقطنی ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ان کے سامنے ان کے احترام میں کسی چیز پر ٹیک نہیں لگاتے تھے اور انھوں نے ان کو ثقہ اور مامون (حدیث میں غلطی نہ کرنے والا) کہا ہے، جمادی الاول ۳۷۹ھ میں ان کا انتقال ہوا"۔(۲)

www.shiabookspdf.com

۶۹۔ روایت ابوالحسن دارقطنی

ابن باکثیر مکی نے حدیث ثقلین کی ام سلمیٰ کے طریق سے روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ دارقطنی نے یہ روایت اسناد کے ساتھ ام سلمیٰ سے نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"محمد بن جعفر نے ام سلمہ سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولؐ خدا کو مرض الموت میں یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ آپ کا کمرہ اصحاب سے بھرا ہوا تھا: ایّھا الناس! یوشک ان اُقبض قبضاً فینطلق بی و قدّمت القول معذرۃً الیکم، الا! انّی مخلف فیکم کتاب اللّٰہ عزّوجل و عترتی اھلبیتی . ثم اخذ بید علیؑ فقال: ھذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتّی یردا علیّ الحوض، فاسألھما عن ما خلفت فیھما. اے لوگو! قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا

۱۔ الوافی بالوفیات، ج ۵، ص ۳۴، نمبر ۲۰۰۶۔

۲۔ طبقات الحفاظ، ص ۴۰۷، نمبر ۸۸۶۔

ہوں کہ تمہارے درمیان دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب خدا اور اپنی عترت واہلبیت پھر آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ یہ دونوں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں اور میں ان دونوں سے سوال کروں گا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا، دار قطنی نے یہ روایت اسناد کے ساتھ ام سلمٰی سے نقل کی ہے''۔(۱)

احوال وآثار

تراجم اور تذکرے کی کتابیں ان کی تعریف وتوصیف سے بھری پڑی ہیں، یہاں صرف چند کے بیانات پر اکتفا کر رہے ہیں۔

۱۔ ذہبی لکھتے ہیں:

''ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی امام اور شیخ الاسلام تھے، جوانی کے بعد انھوں نے مصر وشام کی طرف سفر کیا اور بہت ساری کتابیں تالیف کیں اور اسی سال کی عمر میں وفات پائی ۔بغوی نے ان سے روایت کی ہے اور وہ ان کے ہم طبقہ تھے، حاکم کہتے ہیں کہ علم حدیث اور فہم وپرہیزگاری میں دار قطنی یکتائے زمانہ تھے اور قرائت قرآن اور نحو میں امام تھے ۔خطیب کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ میں یکتا اور امام وقت تھے اور ان پر علم حدیث ومعرفت وعلم رجال ختم ہوئے ہیں، وہ سچے، ثقہ اور صحت اعتقاد میں کامل تھے ان کی بہت ساری کتابیں علم حدیث وفقہ میں ہیں۔ابوذر ہروی کہتے ہیں کہ میں نے حاکم سے پوچھا کہ کیا تم نے دار قطنی کے مثل کوئی اور دیکھا ہے حاکم نے جواب دیا کہ خود دار قطنی نے اپنے جیسا کوئی اور نہیں دیکھا تو میں کہاں سے دیکھ لیتا، قاضی ابو الطیب طبری کہتے ہیں کہ دار قطنی حدیث کے امیر المومنین ہیں''۔(۲)

۱۔ وسیلۃ المآل، ص ۱۰۵، الباب الرابع۔

۲۔ العبر، ج ۱، ص ۳۹۰، وقائع ۳۸۵ھ۔

۲۔ قنوجی کہتے ہیں:

''یہ عالم، حافظ حدیث اور مذہب شافعی کے فقیہ تھے، اپنے زمانہ میں علم حدیث کے تنہا امام تھے، فقہا کے اختلاف نظر کی آگاہی رکھتے تھے''۔(۱)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے وفیات الاعیان (ج ۲، ص ۱۴۱، نمبر ۴۳۴)، تذکرۃ الحفاظ (ج ۳، ص ۱۳۲، نمبر ۹۲۵)، طبقات القراء (ج ۱، ص ۵۵۸)، سبکی کی طبقات (ج ۳، ص ۳۱۰)، تاریخ کامل (ج ۸، ص ۴۷۵، وقائع ۳۸۵ھ)، طبقات الحفاظ (ص ۴۱۰، نمبر ۸۹۵)، الانساب۔ مادہ دار قطنی، اسنوی کی طبقات شافعیہ، قاضی ابن شیبہ اسدی کی طبقات شافعیہ، ج ۱، ص ۱۶۱، نمبر ۱۲۱، طبقہ ۷)، قاری کی مرقاۃ، ج ۱، ص ۷۵، فخر الدین رازی کی مناقب شافعی، ابن تیمیہ کی منہاج السنۃ وغیرہ۔

۷۰۔ روایت محمد بن عبدالرحمٰن مخلّص ذہبی

حموئی نے فرائد السمطین میں حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''ہم کو زن صالحہ استاد حدیث زینب بنت قاضی عماد الدین ابی صالح نصر بن عبدالرزاق بن (قطب زمان) عبدالقادر نے بتایا انھوں نے شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن علی بن سقا سے، انھوں نے ابوالقاسم سعید بن احمد بن بناء اور ابومحمد مبارک بن احمد بن برکندی سے، ان دونوں نے ابومحمد بن ریسی سے، انھوں نے ابوطاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس مخلص سے، انھوں نے ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی سے، انھوں نے بشر بن ولید کندی سے، انھوں نے محمد بن طلحہ سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ سے، اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ عزّوجل حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یتفرقا حتّی یردا علیّ الحوض فانظر ما تخلفونی فیھما. عنقریب میری طلبی ہوگی اور مجھے جانا پڑے گا، میں تم میں

۱۔ التاج المکلل، ص ۷۲، نمبر ۵۹۔

www.shiabookspdf.com

دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدائے بزرگ وبرتر کی کتاب جوایک درازرسی ہے آسمان سے زمین تک دوسرے میری عترت جومیرے اہلبیت ہیں، اورخداوندلطیف و خبیر نے مجھے خبردی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدانہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پرمیرے پاس پہنچیں پس دیکھومیرے بعدتمھاراسلوک ان کے ساتھ کیسارہتاہے"۔(۱)

احوال وآثار

سمعانی کہتے ہیں:

"یہ ثقہ، صدوق، صالح اور بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے تھے"۔(۲)

۷۱۔ روایت محمد بن سلیمان بن داؤد بغدادی

انھوں نے حدیث ثقلین کی اپنی کتاب مناقب اھل البیت میں روایت کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: قد ترکت ما ان تمسکتم به لن تضلوا کتاب اللّٰه عزّوجل و عترتی اهلبیتی. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگرتم انھیں اختیار کئے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک خدائے بزرگ وبرتر کی کتاب اوردوسرے میری عترت واہلبیت"۔

۷۲۔ روایت حاکم نیشاپوری

حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب کے باب مناقب امیرالمومنینؑ میں حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

"ہم سے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم حنظلی نے بغداد میں بتایا انھوں نے ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد اور ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ اور ابوبکر احمد بن جعفر بزاز سے ان لوگوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، انھوں نے اپنے

۱۔ فرائدالسمطین، ج۲، ص۲۷۲، باب۵۴، ح۵۳۸۔
۲۔ الانساب۔ مادہ المخلص، ج۱۱، ص۱۸۹۔

والد سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے بخارا میں ابونصر احمد بن سہل فقیہ سے، انھوں نے صالح بن محمد حافظ بغدادی سے، انھوں نے خلف بن سالم مخرمی سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوعوانہ سے، انھوں نے سلیمان اعمش سے، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا جب حجۃ الوداع سے واپسی پر جب غدیرخم پہنچے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کرنے اور وہاں خیمے نصب کرنے کا حکم دیا اور پھر فرمایا: **کانّی قد دُعیت فاجبت انّی ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللّٰه تعالیٰ و عترتی فانظروا کیف تخلّفونی فیهما فانهما لن یتفرقا حتّی یردا علیّ الحوض ثم قال: اللّٰه عزّوجل مولای و انا ولیّ کل مومن، ثم اخذ بید علی رضی اللّٰه عنه فقال: من کنت ولیه فهذا ولیه، اللهم وال من والاه و عاد من عاداه.** قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا اور میری عترت، دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک رہتا ہے یہ دونوں کبھی جدانہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پھر فرمایا خدا میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مومنوں کا مولی ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے۔ شیخین (بخاری و مسلم) نے جو شرائط صحت حدیث کے بیان کئے چونکہ ان کے مطابق یہ حدیث ہے لہذا یہ حدیث صحیح ہے اگرچہ انہوں نے اس کو درج نہیں کیا ہے، اسی کی شاہد سلمہ بن کہیل کی حدیث ہے"۔(۱)

حاکم نے حدیث ثقلین کی دوسرے طریق سے بھی روایت کی ہے۔(۲)

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۱۱۸، ح۴۵۷۶۔
۲۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۱۱۸، ح۴۵۷۷۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔ذہبی لکھتے ہیں:

''ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم ضبّی طہمانی نیشاپوری معروف بہ ابن بیع عظیم المرتبت حافظ اور محدثوں کے امام ہیں۔ربیع الاول ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور والد اور ماموں کی سرپرستی میں بچپنے ہی سے اخذ حدیث کیں، بیس سال کی عمر میں عراق کا سفر کیا اور وہاں سے حج بیت اللہ کے لئے گئے پھر خراسان کے مضافات اور ماوراء النہر کا سفر کیا اور مختلف شہروں میں تقریبا دو ہزار شیوخ واساتذہ سے سماع حدیث کیا''۔(۱)

۲۔قنوجی لکھتے ہیں:

''یہ اپنے زمانہ میں حدیث کے امام تھے، حدیث میں انہوں نے ایسی ایسی کتابیں لکھیں جن کا مثل اس سے پہلے نہیں ملتا، یہ عالم وعارف اور وسیع علم رکھنے والے تھے پہلے فقہ حاصل کیا پھر طلب حدیث کا شوق پیدا ہوا اور اس میں مشہور ہو گئے، ان کے شیوخ واساتذہ کی تعداد تقریبا دو ہزار ہے اس کثرتِ شیوخ کی وجہ سے حاکم کے بعد جو بھی عالم حدیث ہوا اس نے حاکم سے روایت اخذ کی اور مختلف علوم میں ۱۵۰۰ کتابیں تصنیف کیں۔یہ حفاظ وشیوخ سے مباحثہ کرتے تھے اور انہیں لکھ لیتے تھے ،دارقطنی سے بھی مباحثہ کیا جس کی وجہ سے ان کے محبوب نظر ہو گئے، ۳۵۹ھ میں سامانیوں کے دور میں نیشاپور کے قاضی ہوئے تھے''۔(۲)

۳۔بدخشی تراجم الحفاظ میں لکھتے ہیں:

''حاکم، بعض محدثین کا لقب تھا کچھ دنیوی ریاست کی خاطر اس سے ملقب ہوئے تھے جیسے حاکم شہید ابی الفضل محمد بن محمد شہید اور کچھ ریاست حدیث کی وجہ سے ملقب ہوئے تھے اور یہ دو افراد ہیں ایک حاکم ابواحمد محمد بن محمد بن احمد بن اسحاق نیشاپوری اور دوسرے

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۶۲، نمبر ۹۶۲۔

۲۔التاج المکلل، ص ۱۰۶، نمبر ۹۱۔

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری صاحب''المستدرک علی الصحیحین

''ہیں''۔

مزید معلومات کے لئے حسب ذیل کتابوں کی طرف رجوع کریں وفیات الاعیان (ج ۲، ص ۳۶۴، نمبر ۶۱۶)، المختصر (ج ۱، ص ۴۹۲، وقائع ۴۰۵ھ)، تتمۃ المختصر (ج ۱، ص ۳۱۶، وقائع ۴۰۵ھ)، مرآۃ الجنان (ج ۳، ص ۱۴، وقائع ۴۰۵ھ)، اسنوی کی طبقات (ص ۱۳۱، نمبر ۳۶۵)، سبکی کی طبقات (ج ۳، ص ۶۴)، العبر (ج ۱، ص ۴۱۶، وقائع ۴۰۵ھ)۔

۳۷۔روایت عبدالملک خرگوشی

انھوں نے اپنی کتاب ''شرف النبوۃ'' (شرف النبی) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ دولت آبادی کی ''مناقب سادات'' میں ہے:

تیسری حدیث ''المشارق'' ''المصابیح'' ''الدرر'' اور ''تاج الاسامی'' میں اس طرح وارد ہوئی: **انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی فان تمسکتم بھما لن تضلوا من بعدی** '' (۱) میں نے دوگرانقدر چیزیں چھوڑیں کتاب خدا اور میری عترت اگر ان دونوں سے متمسک رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے۔

احوال وآثار

سبکی لکھتے ہیں:

''یہ فقیہ، زاہد، ائمہ دین اور اعلام مومنین میں سے تھے، حاکم کا کہنا ہے یہ واعظ اور زاہد ابن زاہد تھے، بچپن میں فقہ کی تعلیم حاصل کی، زہد کو اپنا پیشہ قرار دیا اور زاہدوں اور پارساؤں کی ہمنشینی اختیار کی یہاں تک کہ خدا نے انھیں پارساؤں، زاہدوں اور مجتہدوں کا جانشین قرار دیا''۔(۲)

۱۔شرف النبی باترجمہ فارسی در ذکر فضیلت اھل البیت، ص ۲۴۸، باب ۲۷۔

۲۔طبقات الشافعیہ، ج ۳، ص ۲۸۲۔

www.shiabookspdf.com

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے تذکرۃ الحفاظ (ج ۳، ص ۲۵۳)، العبر (ج ۱، ص ۴۱۸، وقائع ۴۰۷ھ)، اسنوی کی طبقات (ص ۱۵۳، نمبر ۴۲۸)، تاریخ کامل (ج ۸، ص ۱۵۴، وقائع ۴۱۶ھ)۔

۷۴۔ روایت ابواسحاق ثعلبی

انھوں نے اپنی تفسیر "الکشف والبیان" میں "واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا" (آل عمران آیت ۱۰۳) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"ہم کو حسن بن محمد بن حبیب (مفسر) نے بتایا انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے جد کی کتاب میں خود ان کی یہ تحریر پڑھی: ہم کو احمد بن اجم قاضی مرندی نے بتایا انھوں نے فضل بن موسیٰ شیبانی سے، انھوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے، انھوں نے عطیہ عوفی سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ میں (ابوسعید) نے رسولؐ خدا کو کہتے سنا: یا ایھا الناس! انّی قد ترکت فیکم خلیفتین ان اخذتم بھما لن تضلّوا بعدی، احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی، الا و انھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. اے لوگو! میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک دوسرے میری عترت واہلبیت، آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔(۱)

اس حدیث کی انھوں نے "سنفرغ لکم ایھا الثقلان" (الرحمٰن آیت ۳۱) کے ذیل میں روایت کی ہے۔

۱۔ الکشف والبیان، ج ۲، ص ۱۱۷۔

احوال وآثار

۱۔ سبکی لکھتے ہیں:

"یہ علوم قرآن میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے، قصص انبیاء سے متعلق "العرائس" ان ہی کی کتاب ہے"۔(۱)

۲۔ اسنوی کہتے ہیں:

"ابن صلاح اور نووی نے انھیں شافعی فقہاء میں شمار کیا ہے، یہ لغت اور نحو کے امام ہیں"۔(۲)

۳۔ داؤدی لکھتے ہیں:

"علوم قرآن میں یگانۂ زمانہ، لغت کے حافظ، عربی زبان کی جانی پہچانی ذات اور واعظ وموثق تھے"۔(۳)

www.shiabookspdf.com

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے وفیات الاعیان (ج ۱، ص ۴۸، نمبر ۳۱)، الوافی بالوفیات (ج ۷، ص ۳۰۷، نمبر ۳۲۹۹)، العبر (ج ۱، ص ۴۴۳، وقائع ۴۲۷ھ)، مرآۃ الجنان (ج ۳، ص ۴۶، وقائع ۴۲۷ھ)، تتمۃ المختصر (ج ۱، ص ۳۳۲، وقائع ۴۲۷ھ)، المختصر (ج ۱، ص ۵۱۳، وقائع ۴۲۷ھ)، بغیۃ الوعاۃ (ص ۳۹۶، نمبر ۶۸۶)۔

۷۵۔ روایت ابونعیم اصفہانی

۱۔ ابونعیم اصفہانی نے "منقبۃ المطہرین" میں متعدد طرق واسناد اور مختلف الفاظ میں ابوسعید خدری، زید بن ارقم، انس بن مالک، براء بن عازب اور جبیر بن معظم سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۲۔ "حلیۃ الاولیاء" میں بھی ابونعیم اصفہانی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جیسا کہ علامہ سخاوی "استجلاب ارتقاء الغرف" میں اور علامہ سمہودی "جواہر العقدین" میں لکھتے ہیں:

۱۔ طبقات الشافعیہ، ج ۳، ص ۲۳۔

۲۔ طبقات الشافعیہ، ص ۱۰۸، نمبر ۲۹۸۔

۳۔ طبقات المفسرین، ج ۱، ص ۶۶، نمبر ۵۹۔

"حذیفہ بن اسید غفاری یا زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا، حجۃ الوداع سے واپسی پر ایک جگہ رکے اور وہاں کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا اور وہاں نماز پڑھی پھر فرمایا: یا ایّھا الناس! انّی قد نبّانی اللطیف الخبیر انّه لن یعمر نبی الّا نصف عمر الذی یلیه من قبله و انّی لاظنّ ان یوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی مسئول و انکم مسئولون. فما انتم قائلون؟ قالوا: نشهد انک قد بلغت و جهدت و نصحت فجزاک اللّٰه خیراً. فقال: أ لیس یشهدون ان لا الٰه الا اللّٰه و انّ محمداً عبده و رسوله و انّ جنته حق و ناره حق و انّ الموت حق و انّ البعث حق بعد الموت و انّ الساعة آتیة لا ریب فیها و انّ اللّٰه یبعث من فی القبور ؟ قالوا: بلیٰ! نشهد بذالک قال: اللهم اشهد! ثم قال: یا ایّها الناس! انّ اللّٰه مولای و انا ولی المومنین و انا اولیٰ بهم من انفسهم ، فمن کنت مولاه فهذا مولاه . یعنی علیًا ،اللهم وال من والاه و عاد من عاداه ،ثم قال: یا ایّها الناس! انی فرطکم و انکم واردون علیّ الحوض حوض اعرض مما بین بصری الی صنعا فیه عدد النجوم قد حان من فضة و انّی سائلکم حین تردون علیّ عن الثقلین فانظروا کیف تخلّفونی فیهما، الثقل الاکبر کتاب اللّٰه عزّوجل سبب طرفه بید اللّٰه و طرفه بایدیکم فاستمسکوا به لا تضلّوا و عترتی اهل بیتی فانه قد نبّانی اللطیف الخبیر انهما لن ینقضیا حتّیٰ یردا علیّ الحوض. اے لوگو! خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے اپنے قبل کے نبی سے نصف عمر کی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ عنقریب میں رحلت کر جاؤں مجھ سے بھی پوچھا جائے گا اور تم سے بھی، تم لوگ کیا کہہ رہے ہو ؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا ہم گواہی دیتے ہیں آپ نے پیغام الٰہی کو پہنچایا اور اس کے لئے جدوجہد کی خدا آپ کو اس کا اجر عنایت کرے، اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم

گواہی نہیں دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور محمدؐ اس کا رسول ہے اور جنت حق ہے، جہنم حق ہے، موت حق ہے، موت کے بعد زندہ ہونا حق ہے، قیامت آئے گی اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، جو لوگ قبر میں ہیں خدا انھیں زندہ کرے گا ؟ سب نے کہا کہ ہم ان سب کی تصدیق کرتے ہیں، یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا: خدایا تو گواہ رہنا، اس کے بعد آپ نے فرمایا لوگو! خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا ولی ہوں میں ان پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں پس جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولا ہے۔ بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے اس کے بعد آپ نے فرمایا: میں تم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے ایسا حوض جس کی چوڑائی صنعاء اور بصریٰ کی مسافت کے برابر ہے، ستاروں کے مانند سونے کے کاسے اس حوض کے کنارے ہوں گے اور جب تم ہمارے پاس آؤ گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو ثقل اکبر کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے پس اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو تا کہ گمراہ نہ ہو اور اس میں تغیر وتبدل نہ کرنا اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں اور خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں اور ضیاء نے "المختار" میں سلمہ بن کہیل کے طریق سے اور سلمہ نے ابوالطفیل سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں ایسے ہیں جن کے صحابی ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اسی کی ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں روایت کی ہے"۔(۱)

۱۔ جواہر العقدین، ج ۲، ص ۸۷، قسم ثانی۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔ذہبی لکھتے ہیں:

''حافظ کبیر، محدث عصر کے بارے میں ابن مردویہ کا بیان ہے کہ ابونعیم اپنے زمانہ میں ان لوگوں میں تھے جن کی طرف علماء مراجعہ کرتے تھے، بلاد اسلامی کے گوشہ وکنار میں ان سے زیادہ صحیح اسناد جاننے والا اور حدیثوں کو حفظ کرنے والا کوئی اور نہیں تھا، دنیا کے حفاظ ان کی طرف کھنچے چلے آتے تھے اور ہر روز ایک کی نوبت ہوتی تھی اور ظہر تک جو چاہتے تھے اس کی قرائت کرتے تھے، حمزہ بن عباس علوی کا بیان ہے کہ محدثین عظام کا کہنا ہے کہ چودہ برس تک شرق وغرب میں ابونعیم کا کوئی نظیر نہیں ملتا تھا ان سے زیادہ صحیح اسناد جاننے والا اور حدیثوں کو حفظ کرنے والا اور کوئی نہ تھا''۔(۱)

۲۔صفدی لکھتے ہیں:

''یہ محدثوں کے سرتاج اور بزرگان دین میں سے تھے، یہ روایت حدیث، درایت اور حفظ وفہم حدیث میں بلند مرتبہ پر فائز تھے ان سے کسب فیض کے لئے لوگ آتے تھے انھوں نے حدیث کے مختلف فنون پر کتابیں لکھیں اور ان سے استفادہ کے لئے مختلف شہروں میں انھیں بھیجیں''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے العبر (ج۱،ص۴۴۷، وقائع ۴۳۰ھ)، وفیات الاعیان (ج۱،ص۵۴، نمبر۳۳)، سبکی کی طبقات (ج۳،ص۷)، مرآۃ الجنان (ج۳،ص۵۲، وقائع ۴۳۰ھ)، اسنوی کی طبقات (ص۴۰۶، نمبر۱۱۵۹)، طبقات الحفاظ (ص۴۴۰، نمبر۹۶۰)، طبقات ابن قاضی شہبہ اسدی، (ج۱،ص۲۰۲، نمبر۱۶۳، طبقہ۹)، المختصر (ج۱، ۵۱۵، وقائع ۴۳۰ھ)، تتمۃ المختصر (ج۱،ص۳۳۴، وقائع ۴۳۰ھ)، البدایۃ والنہایۃ (ج۱۲، ص۴۵، وقائع ۴۲۹ھ)، النجوم الزاہرہ (ج۵،ص۳۰، وقائع ۴۳۰ھ)، شذرات الذہب (ج۳،ص۲۴۵، وقائع ۴۳۰ھ)۔

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج۳،ص۱۹۵، نمبر۹۹۳۔

۲۔الوافی بالوفیات، ج۷،ص۸۱، نمبر۳۰۲۴۔

۷۶۔ثبت ابونصر عتبی

انھوں نے اپنی کتاب ''التاریخ الیمینی'' کے شروع میں حدیث ثقلین کی طرف اشارہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''خدا نے ان (پیغمبر اسلام) کو اپنے پاس بلایا اور انھوں نے اپنی امت میں ثقلین کو بطور یادگار چھوڑا کتاب خدا اور ان کی عترت جو لوگوں کو لغزشوں سے، ذہنوں کو گمراہ ہونے سے، دلوں کو مریض ہونے سے اور دلوں کو شک وتردید میں پڑنے سے روکیں گے، جس نے ان دو کی راہ اختیار کی اس نے اپنے کو لغزشوں سے بچایا اور اپنے کو فائدے میں رکھا اور جس نے ان دونوں سے روگردانی کی اس نے اپنے کو نقصان میں ڈالا اور یہی وہ افراد ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت سے خریدا جس میں سوائے گھاٹے کے کوئی فائدہ نہیں ہے''۔

احوال وآثار

ثعالبی نے اپنی کتاب ''یتیمۃ الدھر'' ج۴،ص۳۹۷ پر ابونصر عتبی کی تعریف وتوصیف کی ہے اور انھیں ادیب بتایا ہے، لطائف الکتاب وغیرہ ان ہی کی تالیفات ہیں۔

۷۷۔روایت ابوبکر بیہقی

خوارزمی نے اپنی ''مناقب'' میں بیہقی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ان ہی اسناد سے اسی احمد بن حسین سے مروی ہے (اس سے مراد ابوبکر بیہقی ہیں اس لئے کہ اس سے پہلے کہا ہے کہ ہم کو بتایا شیخ زاہد ابوحسن علی بن احمد عاصمی خوارزمی نے انھوں نے شیخ القضاۃ اسماعیل بن احمد واعظ سے، انھوں نے ابوبکر احمد بن حسین سے) کہ انھوں نے کہا ہم کو ابوعبداللہ نے بتایا انھوں نے بخارا کے فقیہ ابونصر احمد بن سہل سے، انھوں نے صالح بن محمد حافظ سے، انھوں نے خلف بن سالم سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوعوانہ سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ

www.shiabookspdf.com

رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے جب غدیر خم پہنچے تو وہاں کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: کانّی قد دعیت فاجبت انّی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیھما فانّھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض، ثم قال: انّ اللّٰہ عزّوجل مولای و انا مولی کلّ مومن . ثم اخذ بید علی، فقال: من کنت ولیّہ فھذا ولیّہ، اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ . عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا اور میری عترت میرے اہلبیت، پس دیکھو میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علیؑ) ولی ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علیؑ) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے، میں (ابوالطفیل) نے زید بن ارقم سے پوچھا کیا تم نے اس حدیث کو خود رسولؐ خدا سے سنا تھا انھوں نے جواب دیا اس درخت کے نیچے کوئی بھی شخص ایسا نہیں تھا جس نے اس منظر کو اپنی آنکھ سے دیکھا نہ ہو اور آپ کی بات کو اپنے کانوں سے سنا نہ ہو"۔(۱)

نیز بیہقی نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کی دوسرے لفظوں میں بھی روایت کی ہے جس کو حموئی نے نقل کیا ہے"۔(۲)

۱۔ مناقب خوارزمی، ص۱۵۴، ح۱۸۲، سنن بیہقی، ج۲، ص۱۴۸، باب بیان اھل بیتہ الذین ھم آلہ۔

۲۔ فرائد السمطین، ج۲، ص۲۳۳، باب ۴۶، ح۵۱۳، سنن بیہقی، ج۷، ص۳۰، بیان ان محمدؐ الذین تحرم علیھم الصدقۃ المفروضۃ۔

احوال وآثار

یافعی لکھتے ہیں:

"اس سال (۴۵۸ھ میں) امام کبیر، حافظ تحریر احمد بن حسین بیہقی فقیہ شافعی نے انتقال کیا، یہ اپنے زمانہ کے بے مثل عالم اور اپنے ہم عصروں میں یگانہ تھے، ان کی تقریباً ایک ہزار تصنیفات ہیں جو شرق وغرب میں پھیلی ہوئی ہیں، ان کے علم وفضل، جلالت واتقان ودیانتداری کا عربوں اور عجموں میں شہرہ ہے، حصول حدیث کی خاطر عراق و جبال وحجاز کا سفر کیا اور خراسان میں حدیث کی سماعت اپنے زمانہ کے علماء سے کی، اسی طرح جہاں بھی گئے وہاں کے علماء کی طرح تھوڑی سی چیز پر قناعت کرتے تھے، زہد و ورع میں کمال حاصل کیا تھا تیس سال برابر روزہ رکھا تھا، امام الحرمین کہتے ہیں شافعیوں پر امام شافعی کا احسان ہے لیکن امام شافعی پر بیہقی کا احسان ہے انھوں نے مذہب شافعی کی بہت نصرت کی تھی"۔(۱)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے الانساب۔ مادہ بیہقی، معجم البلدان (ج۲، ص۳۴۶)، وفیات الاعیان (ج۱، ص۴۶، نمبر۲۸)، تاریخ کامل (ج۸، ص۴۵۸، وقائع ۴۵۸ھ)، تذکرۃ الحفاظ (ج۳، ص۲۱۹، نمبر۱۰۱۴)، سبکی کی طبقات (ج۳، ص۳)، اسنوی کی طبقات (ص۶۶، نمبر۱۷۲)، طبقات ابن قاضی شیبہ اسدی (ج۱، ص۲۲۰، نمبر۱۸۲، طبقہ ۱۰) المختصر (ج۱، ص۵۴۳، وقائع ۴۵۸ھ)، تتمۃ المختصر (ج۱، ص۳۶۰، وقائع ۴۵۸ھ)، طبقات الحفاظ (ص۴۵۲، نمبر۹۸۱)، التاج المکلل (ص۱۸، نمبر۲)۔

۷۸۔ روایت ابوغالب نحوی

ابن مغازلی نے اپنی "مناقب" میں ان سے حدیث ثقلین کی حسب ذیل اسناد سے روایت کی ہے:

"ہم سے ابوغالب محمد بن احمد بن سہل نحوی نے بتایا انھوں نے ابوعبداللہ محمد بن علی سقطی سے انھوں نے ابومحمد عبداللہ بن شوذب سے، انھوں نے محمد بن ابی العوام ریاحی سے،

۱۔ مرآۃ الجنان، ج۳، ص۸۱، وقائع ۴۵۸ھ۔

www.shiabookspdf.com

انھوں نے ابو عامر عقدی عبدالملک بن عمر سے، انھوں نے محمد بن طلحہ سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ بن سعید سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و انّ اللطیف الخبیر اخبرنی انّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض فانظروا ما ذا تخلّفونی فیھما . (۱) قریب ہے میں بلا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب دوسرے میری عترت، کتاب خدا تو ایک درازرسی ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں، پس دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ تمھارا کیسا سلوک رہتا ہے"۔

احوال و آثار

ان کا شرح حال بہت ساری معتبر کتابوں میں موجود ہے، میں نے عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں درج ذیل کتابوں سے ان کے حالات تحریر کئے ہیں العبر (ج۱،ص ۴۷۶، وقائع ۴۵۸ھ)، الجواہر المضیۃ (ج ۲،ص ۱۲۔۱۱)، مرأۃ الجنان (ج ۳،ص ۸۶، وقائع ۴۶۲ھ)، اثمار جنیہ۔

۷۹۔ روایت ابن عبدالبر قرطبی

شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا میں فضائل و مناقب امیر المومنینؑ پر مشتمل خطبہ غدیر کو نقل کرنے کے بعد کہا:

"حاکم اور ابوعمر (ابن عبدالبر) وغیرہ نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ (طبق روایت حاکم) جب رسول اللہؐ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم تشریف لائے تو درختوں

۱۔ مناقب ابن مغازلی، ص ۳۲۹، ح ۴۱۹۔

کے نیچے کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا اور پھر فرمایا: کانّی قد دُعیت فاجبت انّی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما الاکبر من الآخر کتاب اللّٰہ تعالیٰ و عترتی فانظروا کیف تخلّفونی فیھما و انھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض، ثم قال: انّ اللّٰہ عزّوجل مولای و انا ولی کل مومن، ثم اخذ بید علی رضی اللّٰہ عنہ، فقال: من کنت ولیہ فھذا ولیہ، اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ. عنقریب میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں لیکن تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں، پھر فرمایا خدا میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں اس وقت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علی) ولی ہے بارالٰہا دوست رکھ اس کو جو اس کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے"۔

احوال و آثار

ذہبی لکھتے ہیں:

"ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر اندلسی قرطبی مالکی امام، علامہ، شیخ الاسلام، فقیہ اور عابد شب زندہ دار تھے، حمیدی کہتے ہیں ابوعمر فقیہ، حافظ حدیث، بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے، قرائت، اختلاف اقوال اور علوم حدیث و رجال کے عالم اور استماع حدیث کرنے والے تھے، فقہ میں فقہ شافعی کی طرف مائل تھے۔ ابوعلی غسانی کا بیان ہے کہ ہمارے شہر میں حدیث میں قاسم بن محمد اور احمد بن خالد جیسا کوئی نہیں ہے لیکن ابن عبدالبر بھی ان دونوں سے کم نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ امام، دیندار، ثقہ، متقن، علامۂ متبحر اور سنت پر عمل کرنے والے تھے، شروع میں یہ ظاہری المسلک تھے (یعنی جو ظاہر آیات و ظاہر احادیث پر عمل کرتا ہے) پھر مالکی ہوگئے اور فقہ

www.shiabookspdf.com

شافعی کی طرف ان کا رجحان تھا لیکن اس سے کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ ائمۃ المجتہدین کے مرتبہ تک پہنچ گئے تھے، جو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرے گا اس کو ان کی وسعت علمی کا اندازہ ہوگا۔ ابن بشکوال کا کہنا ہے کہ ابن عبدالبر امام عصر اور یکتائے زمانہ تھے ان کی کنیت ابوعمر تھی اور ابوعلی بن سکرہ کا بیان ہے کہ اندلس میں ابوعمر بن عبدالبر جیسا علم حدیث کا جاننے والا پیدا نہیں ہوا"۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے الانساب۔ مادہ قرطبی (ج ۱۰، ص ۹۸)، وفیات الاعیان (ج ۳، ص ۴۴۵، نمبر ۸۳۷)، تذکرۃ الحفاظ (ج ۳، ص ۲۱۷، نمبر ۱۰۱۳)، العبر (ج ۱، ص ۴۸۲، وقائع ۴۶۳ھ)، المختصر (ج ۲، ص ۱۸۷)، تتمۃ المختصر (ج ۱ ص ۵۲۱)، طبقات الحفاظ (ص ۴۵۰، نمبر ۹۸۰) التاج المکلل (ص ۱۴۹، نمبر ۱۳۵)۔

۸۰۔ روایت خطیب بغدادی

بدخشانی نے حدیث ثقلین کی خطیب بغدادی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

"ابن ابی شیبہ اور خطیب نے "المحفق والمفترق" میں جابر سے ان لفظوں میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے: انّی ترکت فیکم ما لن تضلّوا بعدی ان اعتصمتم بہ کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی. (۲) میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

"ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی خطیب بغدادی، حافظ کبیر، امام، محدث شام وعراق اور اعیان شافعیہ میں سے تھے، ابوالحسن بن محاملی اور قاضی ابوالطیب سے

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۸، ص ۱۵۶، نمبر ۸۵۔

۲۔ مفتاح النجا، ورق ۸، باب ۱، فصل ۲۔

فقہ کی تعلیم حاصل کی، ابن ماکولا کا کہنا ہے بلحاظ اتقان وحفظ قرآن وحدیث کے عظیم المرتبت علماء کی آخری فرد تھے، بغدادیوں میں دارقطنی کے بعد کوئی شخص خطیب جیسا عالم وفاضل نہیں ہوا، ابوسعد سمعانی کا بیان ہے خطیب باوقار، ثقہ، محقق، خوش خط اور خاتم الحفاظ تھے۔ ابوالحسن ہمدانی کا کہنا ہے علم حدیث خطیب کی موت کے ساتھ مرگیا، وہ رئیس الرؤسا تھے بڑے بڑے وعاظ وخطباء جب تک حدیث کو ابوبکر خطیب کے سامنے پیش نہیں کرتے تھے بیان نہیں کرتے تھے، شباع ذہلی کا کہنا ہے کہ خطیب ایسے امام، مصنف اور حافظ تھے جن کا مثل ونظیر کوئی اور نہیں ہوا"۔(۱)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے الانساب۔ مادہ خطیب، تاریخ کامل، ج ۸، ص ۳۹۰، وقائع ۴۶۳ھ، وفیات الاعیان، ص ۵۴، نمبر ۳۴، وقائع ۴۶۳ھ، العبر، ج ۱، ص ۳۹۸، وقائع ۴۶۳ھ، دول الاسلام، ج ۱، ص ۲۱۱، المختصر ج ۲، ص ۳۶۲، وقائع ۴۶۳ھ، تتمۃ المختصر ج ۱، ص ۳۶۲، وقائع ۴۶۳ھ، مرآۃ الجنان، ج ۳، ص ۸۷، وقائع ۴۶۳ھ، سبکی کی طبقات، ج ۳، ص ۱۲، اسنوی کی طبقات ص ۶۷، نمبر ۱۷۴، سیوطی کی طبقات الحفاظ، ص ۴۵۳، التاج المکلل، ص ۲۱، نمبر ۵۔

۸۱۔ روایت ابومحمد حسن غندجانی

ابن مغازلی نے اپنی مناقب میں حسب ذیل اسناد سے ان سے روایت کی ہے:

"ہم سے حسن بن احمد بن موسی غندجانی نے بتایا انھوں نے احمد بن محمد سے، انھوں نے علی بن محمد مصری سے، انھوں نے محمد بن عثمان سے، انھوں نے مصرف بن عمر سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن طلحہ سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ عزّوجل و عترتی اھل بیتی فانظروا ماذا تخلّفونی فیھما. عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۱۲۱، نمبر ۱۰۱۵۔

www.shiabookspdf.com

ہوں کتاب خدا اور میری عترت میرے اہلبیت ، دیکھو ان دونوں کے ساتھ تم کیسا سلوک کرتے ہو"۔(۱)

احوال وآثار

سمعانی لکھتے ہیں:

"ابو محمد حسن بن موسی غندجانی ثقہ اور صدوق تھے، آخر عمر میں شہر واسط میں سکونت اختیار کی اور بغداد میں اپنے چچازاد بھائی کے ہمراہ ابوطاہر مخلص، ابوحفص کنانی، ابومحمد فرضی اور ابوعبداللہ بن دوست علاف سے سماع حدیث کیا، مجھ سے ابوعبداللہ محمد بن علی بن جلابی ثقہ نے ان سے روایت کی ہے، شوال ۳۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۷ھ میں وفات پائی"۔(۲)

۸۲۔ روایت علی بن محمد طیب ابن مغازلی

انھوں نے حدیث ثقلین کی اپنی مناقب میں متعدد طرق واسناد سے روایت کی ہے یہاں صرف ایک روایت نقل کر رہے ہیں البتہ اسی کتاب سے روایت نمبر ۶۸ اور روایت ۸۱ میں دوسرے اسناد سے حدیث ثقلین نقل کر چکے ہیں۔

"ہم کو ابوطالب محمد بن احمد بن عثمان معروف بہ ابن صیرفی بغدادی نے بتایا انھوں نے ابو الحسین عبید اللہ بن احمد بن یعقوب بن بوآب سے، انھوں نے محمد بن سلیمان باغندی سے، انھوں نے وہبان (فرزند بقیہ واسطی) سے، انھوں نے خالد بن عبداللہ سے، انھوں نے حسن بن عبداللہ سے، انھوں نے ابوالضحیٰ سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تمہارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت و اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔(۳)

۱۔ مناقب ابن مغازلی، ص ۳۲۸، ح ۴۱۸۔
۲۔ الانساب۔ مادہ غندجانی، ج ۹، ص ۱۸۰۔
۳۔ مناقب ابن مغازلی، ص ۳۲۸، ح ۴۱۷۔

احوال وآثار

ابن مغازلی اہلسنت والجماعت کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں ان کی تصدیق وتوثیق اور عظمت و جلالت کو عبقات الانوار مجلد حدیث نور اور دوسری جلدوں میں معتبر کتابوں سے بیان کر چکے ہیں۔

۸۳۔ روایت محمد بن فتوح حمیدی

انھوں نے حدیث ثقلین کی حسب ذیل اسناد سے روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"یزید بن حیان نے کہا کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے ان سے کہا اے زید تم نے بہت سارے کار خیر انجام دیئے لہذا جو رسولؐ خدا سے سنا ہے اس کو ہم سے بیان کرو، زید نے کہا اے برادر زادے خدا کی قسم میں مسن اور بعید العہد ہو گیا ہوں اس لئے بعض باتیں جنہیں رسولؐ خدا سے سنی تھیں فراموش کر چکا ہوں لہذا جو بیان کروں اس کو تسلیم کرنا اور جو نہ بیان کروں اس کے بارے میں اصرار نہ کرنا پھر زید نے کہا: مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا رسولؐ اللہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا: ایّھا الناس! فانّما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیب و انا تارک فیکم الثقلین اوّلھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ و النور، فخذوا بکتاب اللّٰہ و استمسکوا بہ فحث علی کتاب اللّٰہ و رغّب فیہ، ثم قال: واھلی بیتی، اُذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی. قریب ہے اے لوگو! میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے کہا کہ آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ

www.shiabookspdf.com

ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ افراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ قال الحمیدی: زاد فی حدیث جریر: کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ و النور من استمسک بہ و اخذ بہ کان علی الھدیٰ و من اخطاہ ضل. حمیدی کہتے ہیں کہ حدیث جریر میں اس کا اضافہ ہے: کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے جو اس کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور اس سے وابستہ رہے وہ ہدایت پر ہے اور جو اس کو چھوڑ دے وہ گمراہی پر ہے۔ یزید بن حیان سے سعید بن مسروق کی حدیث ایسی ہی نقل ہوئی ہے لیکن اس میں اس کا اضافہ ہے: الا و انی تارک فیکم ثقلین احدھما کتاب اللّٰہ و ھو حبل اللّٰہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ و من ترکہ کان علی الضلالۃ. آگاہ ہو جاؤ! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اس کو ترک کر دیا وہ گمراہی پر ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ راوی نے پوچھا آپ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں ہیں؟ انھوں نے جواب دیا خدا کی قسم نہیں! کیونکہ بیوی ایک مدت تک شوہر کے ساتھ رہتی ہے اور ادھر شوہر نے طلاق دی اور وہ اپنے باپ اور قوم و قبیلے کے گھر چلی گئی، آپ کے اہلبیت آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں جن پر آنحضرتؐ کے بعد صدقہ حرام ہے"۔(۱)

احوال وآثار

۱۔ سمعانی لکھتے ہیں:

"یہ اپنے زمانے کے حفاظ میں سے ہیں، انھوں نے کتابیں لکھیں، مجموعوں کی جمع آوری کی اور اپنے جد اعلی کی طرف ان کی نسبت دی اور مادہ میرتی میں ان کے بارے میں سمعانی نے لکھا: "وہ جلیل القدر اور بزرگ حافظ تھے اور کثرت سے سماع حدیث کیا

۱۔ المجمع بین الصحیحین، ج۱، ص۵۱۵، ح۸۴۱۔

تھا۔ صفر ۴۹۱ھ میں بغداد میں انتقال ہوا تھا"۔(۱)

۲۔ ابن خلکان کہتے ہیں:

"یہ مشہور حافظ اور ذکاوت و معرفت واتقان و دیانت و پرہیزگاری سے متصف تھے، حدیثوں کی اچھے لحن میں قرائت کرتے تھے"۔(۲)

۳۔ ذہبی لکھتے ہیں:

"حمیدی حافظ، ثبت اور حدیث کے امام ہیں، ابن حزم سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں، انھوں نے ابوعبداللہ قضاعی، ابوعمر بن عبدالبر، ابوزکریا عبدالرحیم بخاری، ابو القاسم جیانی دمشقی، عبدالصمد بن مامون، ابوبکر خطیب، ابوجعفر بن مسلمہ اور ابوغالب بن بشران لغوی سے روایت کی ہے، ہمیشہ استماع حدیث کرتے تھے اور اس میں اضافہ کے لئے کوشاں رہتے تھے یہاں تک کہ جوہری اور ابن مذہب کے شاگردوں سے حدیثیں اخذ کیں، ابن ماکولا کا کہنا ہے کہ پاکی و پاکدامنی اور حصول علم میں اپنے دوست حمیدی جیسا نہیں دیکھا وہ پرہیزگار، ثقہ اور حدیث کے امام ہیں"۔(۳)

۴۔ صفدی لکھتے ہیں:

"یہ وثاقت، تدین، بصیرت حدیث اور اس کے فنون کی آشنائی میں رفیع المنزلت حفاظ میں سے ہیں، وہ ظاہری المسلک تھے"۔(۴)

نیز ملاحظہ کیجئے مرآۃ الجنان (ج۳ ص۱۴۹، وقائع ۴۸۸ھ)، تتمۃ المختصر (ج۲ ص۹، وقائع ۴۸۸ھ)، طبقات الحفاظ (ص۴۸۶، نمبر۱۰۰۸)۔

۱۔ الانساب۔ مادہ حمیدی، ج۴، ص۲۳۳۔
۲۔ وفیات الاعیان، ج۲، ص۳۶۴، نمبر۶۱۶۔
۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۴، ص۱۳، نمبر۱۰۴۱۔
۴۔ الوافی بالوفیات، ج۴، ص۳۱۷، نمبر۱۸۶۳۔

www.shiabookspdf.com

۸۴۔ روایت ابوالمظفر سمعانی

انھوں نے ''الرسالۃ القومیۃ'' معروف بہ ''فضائل الصحابہ'' میں درج ذیل اسناد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے:

''طلحہ بن مصرف نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: **انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و انّ اللطیف الخبیر اخبرنی انّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض.** قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں''۔

احوال وآثار

مشاہیر علمائے اہلسنت نے رجال اور تاریخ کی کتابوں میں ان کے بارے میں جو لکھا ہے اس کو عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں بیان کر چکے ہیں، صرف ابن خلکان کی عبارت پر اکتفا کر رہے ہیں۔

ابن خلکان کہتے ہیں:

''ان کے جد منصور بلا مقابلہ اپنے وقت کے امام تھے دوست و دشمن ہر ایک اس کا معترف ہے، وہ حنفی تھے اور حنفی اماموں کی نظر میں معزز تھے ۴۶۲ھ میں جب حج کے لئے گئے تو بعض وجوہات کی بناء پر حنفی سے شافعی ہو گئے اور جب اپنے وطن ''مرو'' واپس آئے تو اس مذہب کے انتقالی کی وجہ سے متعصبین کے ہاتھوں مشکلات کا انھیں سامنا کرنا پڑا مگر اس پر صبر کیا اور شافعیوں کے امام ہو گئے اور پھر درس وفتویٰ دینا شروع کر دیا، مذہب شافعی اور دیگر مختلف علمی موضوعات پر بہت ساری کتابیں لکھیں''۔(۱)

۱۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۱۰۱، نمبر ۳۹۵۔

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے طبقات المفسرین (ج ۲، ص ۳۳۹، نمبر ۶۵۱)، الانساب۔ مادہ سمعانی، العبر (ج ۲، ص ۴۸، وقائع ۵۱۰ھ)، مرآۃ الجنان (ج ۳، ص ۱۵۱، وقائع ۴۸۹ھ)، سبکی کی طبقات (ج ۴، ص ۲۱)، اسنوی کی طبقات (ص ۲۵۱، نمبر ۶۰۳)، دول الاسلام (ج ۱، ص ۴۲۴، وقائع ۴۸۹ھ)۔

۸۵۔ روایت اسماعیل بن احمد بیہقی

ان سے مروی حدیث ثقلین کو خوارزمی نے اپنی مناقب (۱) میں نقل کیا ہے (جس کو روایت نمبر ۷۷ میں بیان کیا ہے)۔

احوال وآثار

سبکی لکھتے ہیں:

''شیخ القضاۃ اسماعیل بن احمد بن حسین، امام کبیر حافظ ابوبکر بیہقی کے بیٹے تھے، فقہ اپنے والد سے پڑھی اور حدیثیں ان کی وساطت سے نقل کیں، حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا اور خوارزم گئے اور وہاں کی اقامت کے دوران بر مبنائے شافعی درس دینا شروع کیا اور منطقہ جیحون کے قاضی ہو گئے پھر بلخ چلے گئے اور تیس سال کی غیبت کے بعد بیہق واپس آئے''۔(۲)

۲۔ اسنوی ابوبکر بیہقی کے حالات میں لکھتے ہیں:

''ان (ابوبکر) کے ایک بیٹا فقیہ ومحدث تھے جنہیں ابوعلی اسماعیل کہتے تھے اور شیخ القضاۃ سے ملقب تھے''۔(۳)

۳۔ ابن الوردی کہتے ہیں:

''بیہق کے امام کے بیٹے امام اسماعیل بن احمد بن حسین بیہقی تھے جو ۴۲۸ھ میں پیدا ہوئے تھے''۔(۴)

۱۔ مناقب خوارزمی، ص ۱۵۴، ح ۱۸۲، سنن بیہقی، ج ۲، ص ۱۴۸۔
۲۔ طبقات الشافعیہ، ج ۴، ص ۲۰۳۔
۳۔ طبقات الشافعیہ، ص ۶۷، نمبر ۱۷۳۔
۴۔ تتمۃ المختصر، ج ۲، ص ۲۱، وقائع ۵۰۷ھ۔

www.shiabookspdf.com

۸۶۔روایت محمد بن طاہر مقدسی

انھوں نے حدیث ثقلین کے طرق واسناد پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جیسا کہ مقریزی نے اپنی کتاب ''المقفّی'' میں طاہر مقدسی کی کتابوں کی جوفہرست بتائی ہے ان میں ایک ''کتاب طریق حدیث انّی تارک فیکم الثقلین'' کا ذکر کیا ہے۔

احوال وآثار

۱۔ابن خلکان لکھتے ہیں:

''حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی معروف بہ ابن قیسرانی نے حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا تھا۔حجاز، مصر، شام، ثغور، جزیرہ، عراق، جبال، فارس، خوزستان اور خراسان میں سماع حدیث کیا اور ہمدان میں مقیم ہوئے اور حفظ و معرفت علوم حدیث میں شہرت پائی، اس فن میں انھوں نے کتابیں لکھیں جو ان کی وسعت معلومات کی نشاندہی کرتی ہیں''۔(۱)

۲۔مقریزی اپنی تاریخ ''المقفی'' میں لکھتے ہیں:

''یہ ثقہ، صدوق، حافظ، صحیح وسقیم حدیثوں کو جاننے والے، رجال ومتون حدیث کی اچھی معرفت رکھنے والے اور کثیر التصانیف تھے''۔

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے تذکرۃ الحفاظ (ج ۴، ص ۲۷، نمبر ۱۰۵۳)، العبر (ج ۲، ص ۴۴، وقائع ۶۰۷ھ)، مرأۃ الجنان (ج ۳، ص ۱۹۵، وقائع ۵۰۷ھ)، طبقات الحفاظ (ص ۴۷۳، نمبر ۱۰۲۰)۔

۸۷۔روایت شیرویہ دیلمی

انھوں نے حدیث ثقلین کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

''زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ فیکم منہ حبل من اتبعہ کان علی الھدیٰ و من ترک کان

۱۔وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۳۶۶، نمبر ۶۱۹۔

علی الضلالۃ و اھل بیتی، اُذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض، یعنی الاخذ بھما ثقیل. میں تم میں دو ثقل چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو اس کی طرف سے تمھاری طرف ایک رسی کی مانند ہے دوسرے میرے اہلبیت، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں، ثقل سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کا لینا سنگین ہے''۔(۱)

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

''شیرویہ دیلمی مصنف تاریخ ہمدان وکتاب الفردوس کے بارے میں یحییٰ بن مندہ کہتے ہیں کہ وہ جوان خوش رو وخوش خو، صاحب فہم وذکا تھے، احادیث نبوی کی دولت سے سرشار اور کم سخن تھے، میں کہتا ہوں کہ یہ کم سخنی زیادتی معرفت کی وجہ سے تھی''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے مرأۃ الجنان (ج ۳ ص ۱۹۸، وقائع ۵۰۹ھ)، سبکی کی طبقات (ج ۴ ص ۲۳۰)، اسنوی کی طبقات (ص ۲۴۸، نمبر ۶۹۹) سیوطی کی طبقات الحفاظ (ص ۴۷۹، نمبر ۱۰۳۰)

۸۸۔روایت بغوی (محیی السنۃ)

۱۔بغوی نے ''مصابیح السنۃ'' میں احادیث صحیحہ کو ذکر کرتے وقت زید ابن ارقم سے حدیث ثقلین کو اس طرح نقل کیا ہے:

''مکہ ومدینہ کے درمیاں غدیر خم میں پیغمبرؐ اسلام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور لوگوں کو موعظہ ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا: ایّھا الناس! انّما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیب و انا تارک فیکم الثقلین

۱۔فردوس الاخبار، ج ۱، ص ۵۴، حدیث نمبر ۱۹۷۔

۲۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۳۸، نمبر ۱۰۶۳۔

www.shiabookspdf.com

اولهما كتاب اللّه فيه الهدىٰ و النور فخذوا بكتاب اللّه و استمسكوا به و اهل بيتى. اُذكركم اللّه فى اهل بيتى ،اُذكركم اللّه فى اهل بيتى، اُذكركم اللّه فى اهل بيتى. اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میرے اہلبیت ، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں اور ایک روایت میں ہے: كتاب اللّه و هو حبل اللّه من اتّبعه كان على الهدىٰ و من تركه على الضلالة . کتاب خدا اللہ کی رسّی ہے جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اس کو چھوڑا گمراہ ہوا"۔(۱)

۲۔اسی مصابیح السنۃ میں احادیث حسن کو ذکر کرتے وقت حدیث ثقلین کو جناب جابر سے نقل کیا ہے۔(۲)

۳۔بغوی نے اپنی تفسیر میں آیت مودۃ کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۳)

۴۔بغوی نے اپنی تفسیر میں "سنفرغ لكم ايها الثقلان" (الرحمٰن،آیت ۳۱) کے ذیل میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے"۔(۴)

۵۔بغوی نے "شرح السنۃ" میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس کا آئندہ (خلخالی کی مفاتیح میں) بیان ہوگا۔

احوال وآثار

بغوی کا شرح حال سبھی معتبر تذکروں میں موجود ہے جن میں چند یہ ہیں جامع الاصول ، مشکاۃ المصابیح (ج۱،ص۱۹ مقدمہ کتاب)،تذکرۃ الحفاظ (ج۴،ص۳۷،نمبر۱۰۶۲)،العبر (ص۵۴،وقائع ۵۱۶ھ)

۱۔مصابیح السنۃ باشرح قاری، ج۱۱،ص۲۹۴، ح۶۱۴۰۔
۲۔مصابیح السنۃ باشرح قاری، ج۱۱،ص۳۰۶، ح۶۱۵۲۔
۳۔معالم التنزیل، ج۴،ص۱۲۵۔
۴۔معالم التنزیل، ج۴،ص۲۷۱۔

،دول الاسلام (ج۲،ص۲۲، وقائع ۵۱۶ھ)،مرأۃ الجنان (ج۳،ص۲۱۳، وقائع ۵۱۶ھ)،المرقاۃ (ج۱، ص۵۳،خطبہ کتاب)، اشعۃ اللمعات ،سبکی کی طبقات الشافعیہ، ج۴،ص۲۱۴ ،طبقات المفسرین داؤدی ،ج۱،ص۱۶۱،نمبر۱۵۴،تاج المکلل ،ص۳۰،نمبر۱۵۔

۸۹۔روایت رزین عبدری

انھوں نے حدیث ثقلین کی الجمع بین الصحاح الستۃ میں اس طرح روایت کی ہے:

"زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: انّى تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدى احدهما اعظم من الآخر وهو كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض و عترتى اهلبيتى لن يفترقا حتّى يردا علىّ الحوض ، فانظروا كيف تخلفونى فى عترتى. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انھیں اختیار کئے رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں"۔

اس حدیث کی دوسرے الفاظ میں بھی انھوں نے روایت کی ہے جس کو سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص(۱) میں نقل کیا ہے اور اس کی عبارت روایت ۸۳ جیسی ہے۔

احوال وآثار

بہت سے بزرگ علماء اور دانشوروں نے اپنے تذکروں میں ان کی تعریف وتمجید کی ہے ملاحظہ کیجئے "العبر" (ج۲،ص۸۰، وقائع ۵۳۵ھ)، "تذکرۃ الحفاظ" (ج۴،ص۵۲،نمبر۱۰۷۵)، "دول الاسلام" (ج۲،ص۳۸، وقائع ۵۳۵ھ) ، "مرأۃ الجنان" (ج۳،ص۲۶۳، وقائع ۵۳۵ھ) جامع الاصول، ج۱،ص۱۹،۲۰،ص۱۲۳، مقدمہ کتاب، مشکوۃ المصابیح، ج۱،ص۱۹، مقدمہ کتاب، الاکمال فی اسماء الرجال المشکوۃ، ص۱۳۱،نمبر۱۰۳۲، مرقاۃ، ج۱،ص۷۶۔

۱۔تذکرۃ الخواص الامۃ، ص۳۲۳۔۳۲۲، باب۱۲۔

www.shiabookspdf.com

۹۰۔روایت عبدالوھاب انماطی

ابن جوزی اور سبط ابن جوزی (۱) کی کتابوں میں ان سے مروی حدیث ثقلین موجود ہے۔

حوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

سمعانی کا کہنا ہے یہ حافظ، ثقہ، متقن ہیں، ذکر خدا کے وقت آنکھوں سے اشک جاری رہتے تھے، انھوں نے فوائد کی جمع آوری اور روایات منقولہ کو نقل کیا ہے، بہت کم روایت ملے گی جس کی انھوں نے روایت نہ کی ہو اور ان کے نسخوں کو حاصل نہ کیا ہو ''طبقات ابن سعد'' اور ''تاریخ بغداد'' جیسی عظیم وضخیم کتابوں کا استنساخ کیا تھا ان کے سارے اوقات حدیث کے لئے وقف تھے، اس کی قرائت کرتے تھے اور اس کو لکھتے تھے۔ سلفی کا کہنا ہے میرا دوست عبدالوھاب حافظ وثقہ تھا، ابن ناصر کا بیان ہے وہ مشائخ واساتذہ کی بچی فرد تھے انھوں نے بہت زیادہ حدیثوں کا سماع کیا تھا، گمنامی کی زندگی گزار کر اس دنیا سے بغیر ازدواج کئے چل بسے وہ ثقہ ہیں''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے: ''العبر فی خبر من غبر'' (ج ۲، ص ۸۳، وقائع ۵۳۸ھ)، ''مرآۃ الجنان'' (ج ۳، ص ۲۶۸، وقائع ۵۳۸ھ)، ''طبقات الحفاظ'' (ص ۴۸۷، نمبر ۱۰۴۳)۔

۹۱۔روایت قاضی عیاض

۱۔انھوں نے اپنی کتاب ''الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے: انّی تارک فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیهما. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک

۱۔تذکرۃ الخواص الامۃ، ص ۳۲۳۔۳۲۲، باب ۱۲۔

۲۔تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۵۳، نمبر ۱۰۷۶۔

کتاب خدا اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت، دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو''(۱)

۲۔قاضی عیاض اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''و هذا نبینا صلی اللّٰه علیه وسلم المغفور له ما تقدم من ذنبه و ما تاخّر قد طلب التنصّل فی مرضه ممّن کان له علیه مال او حق فی بدن و اقاد من نفسه و ماله و امکن من القصاص منه علی ما ورد فی حدیث الفضل و حدیث الوفاة و اوصی باالثقلین بعده کتاب اللّٰه عزّوجل و عترته و باالانصار عیبته''. اسی مغفور پیغمبرؐ نے اپنی بیماری میں ان لوگوں سے جن کا حق آپ پر تھا، رضایت مانگی، (جیسا کہ روایت فضل اور حدیث وفات سے معلوم ہوتا ہے) اور اپنے بعد ثقلین جو کتاب اللہ اور ان کی عترت ہیں، کے بارے میں انصار سے وصیت فرمائی''۔(۲)

احوال وآثار

ابن خلکان لکھتے ہیں:

''یہ حدیث، نحو، لغت، کلام عرب اور وقائع وانساب میں اپنے وقت کے امام تھے، انھوں نے مفید تصنیفات چھوڑی ہیں''۔(۳)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے ''تذکرۃ الحفاظ'' (ج ۴، ص ۶۷، نمبر ۱۰۸۳)، ''العبر'' (ج ۲، ص ۹۱، وقائع ۵۴۴ھ)، ''مرآۃ الجنان'' (ج ۳، ص ۲۸۲، وقائع ۵۴۴ھ)، ''تتمۃ المختصر'' (ج ۲، ص ۴۹، وقائع ۵۴۴ھ)، ''طبقات الحفاظ'' (ص ۴۹۲، نمبر ۱۰۵۰)، ''طبقات المفسرین'' (ج ۲، ص ۲۱، نمبر ۳۹۸)، ''التاج المکلل'' (ص ۸۶، نمبر ۶۹)۔

۱۔الشفا، ج ۲، ص ۴۰، قسم ثانی، باب ۳، فصل فی توقیرہ وبرآلہ۔

۲۔الشفا، ج ۲، ص ۱۸۲، قسم ثالث، باب ۲، فصل بیان الحکمۃ فی اجراء الامراض۔

۳۔وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۲۳۰، نمبر ۵۱۱۔

www.shiabookspdf.com

۹۲۔ روایت ابومحمد عاصمی

انھوں نے حدیث ثقلین کو ''زین الفتیٰ فی تفسیر سورہ ھل اتی'' میں نقل کیا ہے، وہ طرق حدیث سفینہ کو ذکر کرتے وقت لکھتے ہیں:

''مجھ کو شیخ امام نے بتایا انھوں نے شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن جعفر شور مینی سے ،انھوں نے ابوالحسن علی بن یونس بن ھیاج انصاری سے،انھوں نے حسین بن عبداللہ اور عمران بن عبداللہ اور عیسی بن علی اور عبدالرحمٰن نسائی سے،ان لوگوں نے کہا ہم کو عبدا لرحمٰن بن صالح نے بیان کیا انھوں نے علی بن عابس سے، انھوں نے ابو اسحاق سے اور انھوں نے حنش سے روایت کی ہے کہ میں (حنش) نے ابوذر کو در کعبہ پکڑے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: من یعرفنی فلیعرفنی و من لم یعرفنی فانا ابوذر. قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی فانّھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. الا و انّ اھلبیتی فیکم مثل باب بنی اسرائیل و مثل سفینة نوح. جو مجھ کو پہنچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے میں ابوذر ہوں اور میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت میرے اہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں، آگاہ ہو جاؤ اے لوگو! تم میں میرے اہلبیت کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے نوح کا سفینہ اور بنی اسرائیل کے لئے باب حطّہ''۔

انھوں نے اسی کتاب میں طرق حدیث غدیر کو بیان کرتے وقت بھی بہ سند زید بن ارقم (نمبر ۳۸ کی طرح) حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۹۳۔ روایت موفق بن احمد اخطب خوارزم

انھوں نے اپنی مناقب میں حسب ذیل اسناد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''مجھ کو شیخ زاہد ابوالحسن عاصمی خوارزمی نے بتایا انھوں نے شیخ القضاۃ اسماعیل بن احمد واعظ سے انھوں نے ابوبکر احمد بن حسین بیہقی سے... ان ہی اسناد سے احمد بن حسین سے مروی ہے اور انھوں نے ابوعبداللہ سے، انھوں نے فقیہ بخارا ابونصر احمد بن سہل سے، انھوں نے حافظ صالح بن محمد سے، انھوں نے خلف بن سالم سے، انھوں نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوعوانہ سے، انھوں نے سلیمان اعمش سے، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ حجۃ الوداع سے واپسی پر جب غدیر پہنچے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا اس کے بعد فرمایا: کانّی قد دُعیت فاجبت و انّی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی فانظرونی کیف تخلّفونی فیھما فانّھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. ثم قال: انّ اللّٰہ عزّوجل مولای و انا مولیٰ کل مومن. عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا اور میری عترت دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پھر آپ نے فرمایا خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین (ومومنات) کا مولا ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: من کنت ولیّہ فھذا ولیّہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ. جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علیؑ ولی ہے بارالہا اس کو دوست رکھ جو اس (علیؑ) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے، میں نے کہا کیا تم نے (اس حدیث کو) خود رسولؐ خدا سے سنا ہے؟ کہا: ہاں ان درختوں کے نیچے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ ہو اور اپنے کانوں سے سنا نہ ہو''۔(۱)

۱۔ مناقب خوارزمی، ص ۱۵۴، ح ۱۸۲۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

ان کی تعریف وتمجید درج ذیل کتابوں میں پائی جاتی ہیں، ''ذیل تاریخ بغداد از کتاب الیقین، ص ۱۶۶''، ''جواہر المضیۂ فی طبقات الحنفیہ'' ج ۳، ص ۵۲۳، ''بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، ص ۲۹۷، نمبر ۲۹۴۶)، ''العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین'' (ج ۶، ص ۱۴۲، نمبر ۲۵۶۰) وغیرہ ان ہی کتابوں کی مدد سے عبقات الانوار مجلد حدیث تشبیہ میں ان کے بارے میں لکھ چکا ہوں۔

۹۴۔ روایت ابن عساکر دمشقی

ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں طرق حدیث غدیر کو بیان کرنے کے بعد حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور معروف بن خربوذ مکی سے مروی حدیث ثقلین کے بارے میں لکھا ہے کہ اسی کی ابن عساکر نے کامل طور پر روایت کی ہے۔(۱)

احوال وآثار

علمائے اہلسنت کی نظر میں ابن عساکر کی جو قدر ومنزلت ہے وہ بیان سے بالاتر ہے ان کا نہایت اعلی القاب سے ذکر کیا گیا ہے۔

ذہبی لکھتے ہیں:

''ابوالقاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین ابن عساکر دمشقی شافعی امام، حافظ کبیر، محدث شام، فخر الائمہ، ثقۃ الدین کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان کے شیوخ میں تیرہ سو مرد اور اسی عورتیں ہیں۔ سمعانی کا بیان ہے کہ ابوالقاسم حافظ، ثقہ، متقن، دیندار، مخیّر، بہت ساری خوبیوں کے حامل اور بہت سارے علوم وفنون کے مالک تھے، حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا اور اس سلسلہ میں بڑی زحمتیں برداشت کیں اور جن چیزوں کو دوسروں نے جمع نہیں کیا تھا انھیں ابن عساکر نے جمع کیا اور اپنے ہمر دیفوں پر سبقت لے گئے، ابن نجار کا کہنا ہے کہ ابوالقاسم اپنے وقت کے امام المحدثین

۱۔ تاریخ ابن کثیر، ج ۵، ص ۲۰۸، تاریخ دمشق مجلد ۲۹، ج ۵۷، ص ۷۱، ح ۶۷۴۰۔

تھے جن پر حفظ واتقان ونقل ومعرفت کلی کی ریاست منتہی ہوئی اور ان کے ساتھ یہ شان بھی ختم ہوگئی''۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ''معجم البلدان'' (ج ۲، ص ۴۷)، ''وفیات الاعیان'' (ج ۲، ص ۱۴۷، نمبر ۴۴۱)، ''العبر'' (ج ۲، ص ۱۳۰، وقائع ۵۷۱ھ)، ''دول الاسلام'' (ج ۲، ص ۷۸، وقائع ۵۷۱ھ)، ''مرآۃ الجنان'' (ج ۳، ص ۳۹۳، وقائع ۵۷۱ھ)، سبکی کی ''طبقات'' ج ۴، ص ۲۷۳)، اسنوی کی ''طبقات'' (ص ۲۹۶، نمبر ۸۳۷)، ''المختصر'' (ج ۲، ص ۱۳۹، وقائع ۵۷۱ھ)، ''تتمۃ المختصر'' (ج ۲، ص ۸۵، وقائع ۵۷۱ھ)، ''طبقات الحفاظ'' (ص ۴۹۸، نمبر ۱۰۶۱)، ''تاریخ الخمیس'' (ج ۲، ص ۳۶۶)، زمانہ خلافت مستضی باللہ، ''التاج المکلل'' (ص ۷۵، نمبر ۶۱)۔

۹۵۔ روایت ابوموسی مدینی

۱۔ ابوموسی مدینی نے ابونعیم اصفہانی کی کتاب کے ضمیمہ ''تتمۃ معرفۃ الصحابہ'' میں عامر بن لیلی بن ضمرہ اور حذیفہ بن اسید غفاری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اس کو علامہ سخاوی نے (روایت ۷۵ والی متن کو) ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں نقل کیا ہے۔

۲۔ سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں مدینی سے (روایت ۷۵ والی عبارت میں) حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، سمہودی کہتے ہیں: ابوموسی مدینی نے ''الصحابہ'' میں ابن عقدہ کے طریق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۲)

۳۔ ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' (ج ۳، ص ۳۳، نمبر ۲۷۲۷ پر) عامر بن لیلیٰ کے شرح حال میں ابو موسیٰ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۴۔ ابن حجر عسقلانی نے بھی ''الاصابہ'' میں عامر بن لیلیٰ کے شرح حال میں ابوموسیٰ سے اس کو نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

''حافظ کبیر، شیخ الاسلام ابوموسی محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی عیسی احمد بن عمر اصفہانی

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۸۲، نمبر ۱۰۹۴۔

۲۔ جواہر العقدین، ج ۲، قسم الثانی، ص ۸۴۔

www.shiabookspdf.com

ذیقعدہ ۵۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور سب سے پہلے اپنے والد سے سمع حدیث کیا، زینبی کا کہنا ہے کہ ابوموسیٰ اتنا زندہ رہے کہ اسناد و حفظ میں اپنے وقت کے شیخ اور یکتائے زمانہ بن گئے سمعانی کا بیان ہے میں نے ان سے سمع حدیث کیا اور انہوں نے مجھ سے اخذ حدیث کیا وہ ثقہ اور صدوق ہیں"۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے مراجعہ کیجئے سبکی کی "طبقات" (ج۴،ص۹۰)، سیوطی کی "طبقات الحفاظ" (ص۵۰۰، نمبر۱۰۶۲)، ثعلبی کی "مقالید الاسانید"، قنوجی کی "التاج المکلل" (ص ۱۱۰، نمبر۹۴)، "وفیات الاعیان" (ج۲،ص۳۶۶، نمبر۶۱۸)، "العبر" (ص۱۴۴، وقائع ۵۸۱ھ)، "مرآۃ الجنان" (ج۳،ص۴۲۳، وقائع ۵۸۱ھ)، "تتمۃ المختصر" (ج۲ص۹۳، وقائع ۵۸۱ھ)، اسنوی کی "طبقات" (ص۳۹۱، نمبر۱۱۱۹)۔

۹۶۔ روایت محمد بن مسلم بن ابی الفوارس

انھوں نے "الاربعین فی فضائل الامام امیر المومنین" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم کتاب اللّٰہ وعترتی اھلبیتی فھما حبلان بعدی احدھما اکبر من الآخر سبب موصول من السماء الی الارض فان استمسکتم بھما لن تضلّوا فانّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض یوم القیامۃ فلا تسبقوا اھل بیتی با القول فتھلکوا و لا تقصروا عنھم فتذھبوا فانّ مثلھم فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ و من تخلّف عنھا ھلک و مثلھم فیکم کمثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفرلہ. الا ! و انّ اھلبیتی امان امتی فاذا ذھب اھل بیتی جاء امتی ما یوعدون. الا ! و انّ اللّٰہ عصمھم من الضلالۃ و طھّرھم من الفواحش و اصطفاھم علی العالمین. الا! و انّ اللّٰہ اوجب محبتھم و امر بمودّتھم . میں تم میں کتاب خدا اور اپنی عترت واہلبیت چھوڑے

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۳، ص۸۶، نمبر۱۰۹۵۔

جاتا ہوں، میرے بعد یہ دونوں میرے جانشین ہوں گے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے دونوں آسمان سے زمین تک بٹی ہوئی رسی کے مانند ہیں اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، اپنی گفتار میں اہلبیت پر سبقت نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور نہ ہی ان کی پیروی میں کوتاہی کرنا کہ اس صورت میں بھی ہلاک ہوجاؤ گے، تم میں میرے اہلبیت کی مثال بالکل سفینۂ نوح کی ہے جو شخص اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے گریز کیا وہ ہلاک ہوگیا، تمہارے درمیان میرے اہلبیت کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل کے لئے باب حطّہ کہ جو شخص اس میں داخل ہوا وہ بخش دیا گیا، آگاہ رہو کہ میرے اہلبیت میری امت کے لئے امان ہیں جب بھی ان میں سے کوئی اس دنیا سے جائے گا تو میری امت سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہوگا، آگاہ ہوجاؤ کہ خدا نے انھیں گمراہی سے محفوظ اور برائیوں سے منزہ رکھا ہے اور لوگوں میں منتخب کیا ہے، آگاہ ہوجاؤ کہ خدا نے ان کی محبت کو واجب قرار دیا ہے اور ان کی مودت کا حکم دیا ہے"۔

۹۷۔ روایت سراج الدین فرغانی حنفی

ملک العلماء دولت آبادی نے "ہدایۃ السعداء" میں فرغانی حنفی کی کتاب "نصاب الاخیار لتذکرۃ الاخیار" سے ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

عبدالقادر قرشی نے "جواہر المضیۂ فی طبقات الحنفیہ" میں ان کے حالات تحریر کیے ہیں وہ لکھتے ہیں:

"امام، علامہ، محقق علی بن عثمان اوسی سراج الدین کا ۶۶ بیتوں پر مشتمل اصول دین میں مشہور قصیدہ ہے....."(۱)

۱۔ الجواہر المضیۂ، ج۱، ص۳۶۷۔

www.shiabookspdf.com

۹۸۔روایت ابوالفتوح عجلی

سمہودی نے ''جواہر العقدین''(۱) میں عجلی کی کتاب ''فضائل الخلفاء'' سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔ابن باکثیر بھی ''وسیلۃ المآل''(۲) میں (نمبر۷۵ والی) حدیث کونقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''اسی کی حافظ ابوالفتوح عجلی نے فضائل الصحابہ میں روایت کی ہے''۔

احوال وآثار

عبقات الانوار مجلد حدیث غدیر میں عجلی کے بعض فضائل ومناقب کوذہبی کی ''العبر''، یافعی کی ''مرآۃ الجنان''، قاضی ابن شہبہ اسدی کی ''طبقات''(ج۲،ص۲۵،نمبر۳۲۵،طبقہ۱۷) سے بیان کیا ہے یہاں صرف ابن خلکان اوراسنوی کی عبارت پراکتفا کررہے ہیں۔

۱۔ابن خلکان لکھتے ہیں:

''ابوالفتوح اسعد بن ابی الفضائل محمود بن خلف بن احمد بن محمد عجلی اصفہانی شافعی فقیہ اور واعظ اوران فقہائے عظام میں سے ہیں جوعلم وزہد سے متصف اورزہد وعبادت میں شہرت رکھتے تھے،محنت ومزدوری سے جوکمایا صرف اسی پرقناعت کیا''۔(۳)

۲۔اسنوی کہتے ہیں:

''وہ فقیہ،بہت زیادہ روایتیں نقل کرنے والے اورزاہدوپرہیزگار تھے''۔(۴)

۹۹۔روایت ابن اثیر جزری

مبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم معروف بہ ابن اثیر نے جابر بن عبداللہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن ناقۂ قصواء پرسوار رسولؐ اکرم کوخطبہ دیتے دیکھا آپ نے اس میں فرمایا: انّی ترکت فیکم ما ان

۱۔جواہر ین العقدین، ج۲،قسم ثانی،ص۸۵۔
۲۔وسیلۃ المآل،ص۱۰۴،الباب الرابع۔
۳۔وفیات الاعیان، ج۱،ص۱۱۳،نمبر۹۰۔
۴۔طبقات الشافعیہ،ص۲۸۸،نمبر۸۱۲۔

اخذتم بہ لن تضلّوا کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی، اخرجہ الترمذی. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگرانھیں اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت ،اس حدیث کی ترمذی نے روایت کی ہے''۔(۱)

ابن اثیر نے صحیح مسلم میں موجود زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین بھی نقل کی ہے۔(۲) نیز اپنی لغت کی کتاب ''النھایۃ'' میں مادہ ''ثقل'' اور مادہ ''عترت'' میں بھی حدیث ثقلین نقل کی ہے۔وہ مادہ ''ثقل'' میں لکھتے ہیں:

''آنحضرتؐ نے فرمایا:انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی سماھما ثقلین لان الاخذبھما والعمل بھما ثقیل و یقال لکل خطیر نفیس ''ثقل'' فسمّاھما ثقلین اعظاما لقدرھما و نفخیما لشانھما''.

میں تم میں دوگراں بہا چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت۔ان کولفظ ثقلین سے اس لئے تعبیر کیا کہ ان کو لینا اوران کے بتائے فرامین پر عمل کرنا سنگین ودشوار ہے۔نیز ہر نفیس اور محفوظ رکھنے والی چیز کوثقل کہتے ہیں۔حضرتؐ نے ان دونوں کی قدرومنزلت بیان کرنے کے لئے انھیں ثقلین کہا۔

احوال وآثار

مشہور تراجم وتذکروں میں ان کے حالات موجود ہیں سب نے ان کے فضل ووثاقت اور فقہ،صرف،حدیث،نحو ،لغت اور تفسیر میں ان کی برتری کی تائید کی ہے،تفصیل جاننے کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے''تاریخ کامل'' (ج۱۲ص۱۲۰،''المختصر''(ج۲،ص۲۰۵،وقائع ۶۰۶ھ)،قاضی ابن شہبہ اسدی کی''طبقات''(ج۲،ص۶۰،نمبر۳۶۱، طبقہ۱۸)،''دول الاسلام''(ج۲،ص۱۱۳،وقائع ۶۰۶ھ)''مرآۃ الجنان''(ج۴،ص۱۱،وقائع ۶۰۶ھ)،''تتمۃ المختصر ''(ج۲،ص ۱۲۵،وقائع ۶۰۶ھ)،سبکی کی''طبقات'' (ج۵،ص ۱۵۳)، اسنوی کی'' طبقات''(ج۶،ص ۴۶، نمبر۱۱۸)،''بغیۃ الوعاۃ''(ص۴۰۳،نمبر۱۹۶۵)،''التاج المکلل''(ص۹۲،نمبر۷۴)۔

۱۔جامع الاصول،ج۱،ص۱۸۷،الکتاب الثانی فی الاعتصام بالکتاب والسنۃ،باب اول۔
۲۔جامع الاصول،ج۱۰،ص۱۰۳۔۱۰۲،ح۶۶۹۵۔

www.shiabookspdf.com

۱۰۰۔روایت فخر الدین رازی

امام رازی نے "واعتصمو ا بحبل اللّٰہ جمیعاً "(آل عمران ۱۰۳) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

"ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ تعالیٰ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھلبیتی. میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جوآسمان سے زمین تک ایک درازرسی ہےاوردوسرے میری عترت میرے اہلبیت"۔(۱)

احوال وآثار

ابن خلکان لکھتے ہیں:

"وہ یکتائے زمانہ تھے،علم کلام،معقولات اورعلم الاوائل میں اپنے ہمعصروں پرفوقیت رکھتے تھے،مختلف علوم وفنون میں ان کی مفید کتابیں ہیں،دنیا کے گوشہ وکنار کے دانشور آپ سے ملنے کے لئے آتے تھے"۔(۲)

داؤدی نے اپنی کتاب میں ان کی عظمت وجلالت کوتفصیل سے بیان کیا ہے۔(۳)

۱۰۱۔روایت ابن اخضر جنابذی

سمہودی نے"جواہر العقدین"(۴) میں اورابن باکثیر کی نے"وسیلۃ المآل"(۵) میں جنابذی کی کتاب"معالم العترۃ النبویہ"سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:"وہ ثقہ،صالح،پاک دامن اورمتدین تھے"۔(۶)

۱۔مفاتیح الغیب(معروف بہ تفسیر کبیر رازی)ج ۸،ص ۱۶۳۔
۲۔وفیات الاعیان،ج ۲،ص ۳۴۹،نمبر ۶۰۰۔
۳۔طبقات المفسرین،ج ۲،ص ۲۱۵،نمبر ۵۵۰۔
۴۔جواہر العقدین،ج ۱،ص ۷۳،قسم ثانی۔
۵۔وسیلۃ المآل فی عد مناقب الآل،ص ۱۰،الباب الاول۔
۶۔تذکرۃ الحفاظ،ج ۴،ص ۱۱۸،نمبر ۱۱۱۵۔

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی"العبر"(ج ۲،ص ۱۸۹،وقائع ۶۱۱ھ)،یافعی کی"مرآۃ الجنان"(ج ۴ص ۲۱،وقائع ۶۱۱ھ)،سیوطی کی"طبقات الحفاظ"(ص ۵۱۳،نمبر ۱۰۸۲)،ابن وردی کی"تتمۃ المختصر"(ج ۲،ص ۱۳۰،وقائع ۶۱۱ھ)۔

۱۰۲۔روایت عزالدین ابن اثیر

ابن اثیر نے"اسد الغابۃ"میں عبداللّٰہ بن حنطب کے شرح حال میں خودان ہی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"ان سے ان کے بیٹے نے بھی روایت کی ہے کہ رسول اللّٰہؐ نے جحفہ میں خطبہ دیا جس میں فرمایا:الست اولیٰ بکم من انفسکم؟ قالوا: بلیٰ یا رسول اللّٰہ! قال: انّی سائلکم عن اثنین عن القرآن و عن عترتی. کیامیں تم پرخودتم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے ہم زبان ہوکر کہاہاں یارسولؐ اللہ،اس وقت آپ نے فرمایامیں تم لوگوں سے دوچیزوں کے بارے میں سوال کروں گاایک قرآن کے بارے میں اوراپنی عترت کے بارے میں"۔(۱)

ابن اثیر نے امام حسن مجتبیٰؑ کے شرح حال میں بھی ترمذی میں موجود زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین نقل کی ہے۔(۲)

احوال وآثار

سبکی لکھتے ہیں:

"علی بن محمد بن عبدالکریم حافظ،مؤرخ اورتاریخ کامل کے مؤلف اورصاحب نہایہ اور جامع الاصول کے بھائی ہیں۔ابن خلکان کا کہنا ہے کہ موصل میں ان کا گھر علماء وفضلاء کے جمع ہونے کا مرکز تھا،حلب میں ہم دونوں جمع ہوئے توانھیں اخلاق کا مجسمہ پایا"۔(۳)

۱۔اسد الغابہ،ج ۳،ص ۱۱۳،نمبر ۲۹۰۵۔
۲۔اسد الغابہ،ج ۱،ص ۵۵۹،نمبر ۱۱۶۵۔
۳۔طبقات الشافعیہ،ج ۵،ص ۱۲۷۔

www.shiabookspdf.com

مزید معلومات کے لئے رجوع کیجئے ذہبی کی ''تذکرۃ الحفاظ'' (ج ۴،ص ۱۲۹،نمبر۱۱۲۴)اور ''دول الاسلام'' (ج ۲،ص ۱۴۲،وقائع ۶۳۰ھ)،ابن خلکان کی ''وفیات الاعیان'' (ج ۲،ص ۱۶۵،نمبر۴۶۰)، یافعی کی ''مرآۃ الجنان'' (ج ۴،ص ۷۰،وقائع ۶۳۰ھ)،اسنوی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ص ۴۶،نمبر۱۱۹)، سیوطی کی ''طبقات الحفاظ'' (ص ۵۱۹،نمبر۱۰۹۲)،قنوجی کی ''التاج المکلل'' (ص ۸۳،نمبر۶۵)۔

۱۰۳۔روایت ضیاء الدین مقدسی

''وسیلۃ المآل'' میں ابن باکثیر مکی کے بقول،ضیاء الدین مقدسی نے ''المختارہ'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔ابن باکثیر مکی حدیث ثقلین کو حذیفہ سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

اسی حدیث کی طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں اور ضیاء نے ''المختارہ'' میں طریق سلمہ بن کہیل سے اور انھوں نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے اور یہ دونوں ہی معتبر راوی ہیں۔(۱)

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

''ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد مقدسی حدیث وفقہ کے امام،احادیث کے حافظ،حجۃ اللہ، محدث شام اور شیخ السنۃ تھے،انھوں نے بہت ساری مفید کتابیں تصنیف کیں،حدیثوں پر جرح وتعدیل کی، اپنے زمانہ میں مرجع علماء تھے،روایت میں بہت محتاط،عبادت میں بہت ریاضت کرنے والے،ذکر الٰہی کثرت سے کرنے والے اور متواضع ومنکسر المزاج تھے۔ابن نجار کا کہنا ہے ضیاء مقدسی حافظ حدیث،فقہ میں راسخ،علم رجال سے واقف اور متقی وپرہیزگار تھے''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے مراجعہ کیجئے کتبی کی ''فوات الوفیات'' (ج ۳،ص ۴۲۶،نمبر۴۷۷) ،ذہبی کی ''العبر'' (ص ۱۹۲،وقائع ۶۱۳ھ)،ثعلبی کی ''مقالید الاسانید''۔

۱۔وسیلۃ المآل فی عد مناقب الآل،ص ۱۰۵،الباب الرابع۔

۲۔تذکرۃ الحفاظ،ج ۴،ص ۱۳۰،نمبر ۱۱۲۶۔

۱۰۴۔روایت ابن نجّار

حافظ گنجی نے ''کفایۃ الطالب'' کے باب اول میں ابن نجار سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

''حافظ امام بافضیلت،مورخ عصر ابوعبداللہ محمد بن محمود بن حسن بن ھبۃ اللہ بن محاسن بن نجار بغدادی درج ذیل کتابوں کے مؤلف ہیں ۱.القمر المنیر فی المسند الکبیر ۲.کنز الامام فی السنن والاحکام ۳.المؤتلف و المختلف ۴.المعجم ۵.انساب المحدثین الی الاباء والبلدان ۶.العوالی ۷.المتفق والمتفرق ۸.حجۃ الناظرین فی معرفۃ التابعین ۹.العقدالفائق ۱۰.الکمال فی الرجال ۱۱.سولہ جلدوں میں ذیل التاریخ،اس کی میں نے ان کے سامنے قرائت کی تھی، ۱۲.الدرالثمینۃ فی اخبار المدینۃ ۱۳. روضۃ الاولیا فی ایلیا ۱۴. نزھۃ الوری فی ذکر ام القریٰ ۱۵. الازھار فی انواع الاشعار ۱۶. عیون الفوائد ۱۷. مناقب شافعی.(۲)

ابن شاکر نے ''فوات الوفیات'' (ج ۴،ص ۳۶،نمبر۴۹۴) پر اور صفدی نے ''الوافی بالوفیات'' (ج ۵،ص ۹،نمبر۱۹۶۳) پر ان کے بارے میں لکھا ہے۔

۱۰۵۔روایت رضی الدین صغانی

انھوں نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''آنحضرتؐ نے فرمایا:الا ایھا الناس ! فانما انا بشر ، یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیب و انا تارک فیکم ثقلین اوّلھا کتاب اللہ فیہ النور والھدیٰ فخذوا بکتاب واستمسکوا بہ و اھل بیتی، اُذکرکم اللہ

۱۔کفایۃ الطالب،ص ۵۳۔

۲۔تذکرۃ الحفاظ،ج ۴،ص ۱۴۷،نمبر ۱۱۴۰۔

www.shiabookspdf.com

فی اهلبیتی، اُذکرکم اللّٰه فی اهلبیتی، و فی روایة! کتاب اللّٰه فیه الهدیٰ و النور من استمسک به و اخذ به کان علی الهدیٰ و من اخطاه ضل. و فی روایة هو حبل اللّٰه من اتبعه کان علی الهدیٰ و من ترکه کان علی الضلالة. اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، اور دوسرے میرے اہلبیت، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں اور ایک روایت میں یہ فقرہ ہے: کتاب خدا ہے جس میں ہدایت و نور ہے جس نے اس سے وابستگی اختیار کی ہدایت پائی اور جس نے اس کو چھوڑا گمراہ ہوا۔ اور دوسری روایت میں یہ فقرہ ہے: وہ (قرآن) اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اس کو چھوڑا گمراہ ہو گیا"۔(۱)

احوال و آثار

ذہبی لکھتے ہیں:

"علامہ رضی الدین ابوالفضائل حسن بن محمد بن حسن بن حیدر عدوی عمری ہندی لغوی نزیل بغداد، لغت کی معرفت ان پر منتہی ہوئی، اس فن میں ان کی عظیم تالیفات ہیں، دیانت و امانت کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث میں صاحب نظر تھے، ماہ شعبان میں ان کا انتقال ہوا اور ان کے جنازہ کو مکہ لے جایا گیا جہاں انھیں دفن کیا گیا"۔(۲)

مزید تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن شاکر کی "فوات الوفیات" (ج۱، ص۳۵۸، نمبر۱۲۹)، ابن شحنہ کی "روضۃ المناظر" بر حاشیہ "تاریخ کامل"، یافعی کی "مرآۃ الجنان" (ج۴، ص۱۲۱، وقائع ۶۵۰ھ)، سیوطی کی "بغیۃ الوعاۃ" (ص۴۲۱، نمبر۱۰۷۶)۔

۱۔ مشارق الانوار باشرح ابن ملک، ج۳، ص۱۵۷۔
۲۔ العبر، ج۲، ص۲۶۱، وقائع ۶۵۰ھ۔

۱۰۶۔ روایت ابن طلحہ شافعی

انھوں نے "مطالب السئول فی مناقب آل الرسول" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"مسلم نے اپنی صحیح میں اپنی سند سے یزید بن حیان سے روایت کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ میں (یزید بن حیان)، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے کہا اے زید تم نے بہت ساری اچھائیاں دیکھیں، رسولؐ خدا کی صحبت اختیار کی اور آپ سے حدیثیں سنیں، جنگ میں آنحضرتؐ کے ہمرکاب رہے اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی لہذا اے زید جو تم نے رسولؐ خدا سے سنا ہے مجھ سے بیان کرو، زید نے کہا اے برادرزادے میرا سن زیادہ ہو گیا ہے اور زمانہ بہت گزر چکا ہے جس کی وجہ سے جن چیزوں کو رسولؐ خدا سے حاصل کیا تھا ان میں بعض کو فراموش کر چکا ہوں لہذا جو میں تم سے بیان کروں اسے قبول کرنا اور جو نہ بیان کروں اس پر اصرار نہ کرنا اور مجھ کو زحمتوں میں نہ ڈالنا، پھر زید نے کہا کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا پیغمبر اسلامؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کرنے کے بعد فرمایا: ایها الناس! انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیب و انا تارک فیکم ثقلین اوّلهما کتاب اللّٰه و رغّب فیه ثم قال: و اهلبیتی اُذکّرکم اللّٰه فی اهل بیتی، اُذکرکم اللّٰه فی اهلبیتی، اُذکرکم اللّٰه فی اهلبیتی. اے لوگو عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب و تحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں

www.shiabookspdf.com

اہلبیت میں ہیں؟ جواب دیا نہیں، آنحضرت کے اہلبیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے"۔(۱)

احوال وآثار

درج ذیل کتابوں میں ان کی تعریف وتمجید ہوئی ہے "مرآۃ الجنان" (ج۴،ص۱۲۸، وقائع ۶۵۲ھ) ، "العبر" (ص۲۶۴، وقائع ۶۵۲ھ)، اسنوی کی "طبقات" (ص۴۱۸، نمبر۱۲۰۰)، سبکی کی "طبقات" (ج۵،ص۲۶) اور قاضی ابن شہبہ اسدی کی "طبقات" (ج۲،ص۱۲۱، نمبر۴۲۱، طبقہ۲۰) وغیرہ، گنجی شافعی نے "کفایۃ الطالب" میں "شیخنا" "حجۃ الاسلام" اور شافعئ زمانہ" سے ان کا ذکر کیا ہے، بدخشی نے "مفتاح النجا" میں "شیخ عالم" سے تعبیر کیا ہے اور محمد محبوب عالم نے "تفسیر شاہی" میں (جس کتاب پر شاہ صاحب مؤلف تحفہ اور ان کے شاگرد نے اعتماد کیا ہے اور نقلِ قول میں ان پر تکیہ کیا ہے) جن القاب سے یاد کیا ہے انھیں عبقات الانوار مجلد حدیث تشبیہ میں بیان کر چکے ہیں۔

۱۰۷۔ روایت سبط ابن جوزی

سبط ابن جوزی نے حدیث ثقلین کی روایت کرنے کے بعد اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کی سند وصحت ثابت کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"احمد نے "الفضائل" میں تحریر کیا ہے کہ ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا اور انھوں نے اسرائیل سے، انھوں نے عثمان بن مغیرہ سے، انھوں نے علی بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا کیا تم نے رسولؐ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے؟ زید بن ارقم نے جواب دیا ہاں میں نے آنحضرت کو کہتے ہوئے سنا تھا: **ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ حبل ممدود بین السماء والارض و عترتی اهلبیتی الا انهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض .**

۱۔ مطالب السؤل، ص۹۶، فصل۶۔

الا! فانظروا کیف تخلّفونی فیهما. تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت واہلبیت آگاہ ہو جاؤ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں دیکھو میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک رہتا ہے"۔(۱)

اس کے بعد اس حدیث پر وارد اعتراض کا سبط ابن جوزی نے تفصیل سے مدلل جواب دیا ہے جس میں کہا گیا تھا کہ اس حدیث کو تو تمھارے نانا (ابن جوزی) نے ضعیف کہا ہے پھر کس طرح تم نے اس کی روایت کر دی؟ جس کا جواب انھوں نے دیا کہ جس سلسلۂ سند کی انھوں نے تضعیف کی ہے اس سے میں نے حدیث نقل ہی نہیں کی اور جس سلسلۂ سند سے میں (سبط ابن جوزی) نے روایت کی ہے اس میں کوئی بھی راوی ایسا نہیں ہے جس کی میرے نانا نے تضعیف کی ہو۔

احوال واثار

www.shiabookspdf.com

شمس الدین ابوالمظفر یوسف بن قزعلی معروف بہ سبط ابن جوزی نہایت نامور اور مستند مصنف ہیں، محدثین نے ان پر اعتماد کیا ہے اور درج ذیل علماء وتذکرہ نویسوں کی کتابوں میں ان کی تعریف وتمجید ہوئی ہے۔ گنجی کی "کفایۃ الطالب"، ابن خلکان کی "وفیات الاعیان" (ج۲،ص۶۸، نمبر۳۷۰)، قطب بعلبکی کی ذیل "مرآۃ الجنان"، ابو الفداء کی "المختصر" (ج۲،ص۳۰۶، وقائع ۶۵۶ھ)، صفدی کی "الوافی بالوفیات" (ج۲۹،ص۲۷۶، نمبر۱۳۹)، یافعی کی "مرآۃ الجنان" (ج۴ص۱۳۶، وقائع ۶۵۴ھ)، اسدی کی "طبقات الشافعیہ"، سمہودی کی "جواہر العقدین"، داؤدی کی "طبقات المفسرین" (ج۲،ص۲۸۳، نمبر ۷۰۰)، حلبی کی "سیرۃ حلبیہ"، ابن حجر کی "لسان المیزان" (ج۶ص۲۳۸)، ابن کثیر کی "البدایہ والنھایہ" (ج۱۳،ص۱۹۴، وقائع ۶۵۴ھ) ذہبی کی "میزان الاعتدال" (ج۴،ص۴۷۱، نمبر۹۸۸۰)، ابن تغری بردی کی "النجوم الزاہرہ" (ج۷،ص۳۹، وقائع ۶۵۴ھ)، ابن العماد کی "شذرات الذہب" (ج۵،ص۲۶۶، وقائع ۶۵۴ھ)۔

۱۔ تذکرۃ خواص الامۃ، ص۳۲۳۔۳۲۲، باب۱۲۔

۱۰۸۔ روایت گنجی شافعی

انھوں نے اپنی کتاب ''کفایۃ الطالب'' کے پہلے باب میں مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی اور ابن نجار کی صحاح اور مسانید سے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے: **الا یا ایھا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب ،و انا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ والنور، فخذوا بکتاب اللّٰہ و استمسکوا بہ، فحث علی کتاب اللّٰہ و رغب فیہ. ثم قال: و اھل بیتی اذکر کم اللّٰہ فی اھل بیتی، اذکر کم اللّٰہ فی اھل بیتی....** اس باب میں گنجی نے خطبۂ غدیر کی صحت سے بحث کی ہے اور اس کے سلسلۂ سند کو بیان کرتے ہوئے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔(۱)

احوال وآثار

حافظ محمد بن یوسف گنجی شافعی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے، عبقات الانوار کی دوسری جلدوں میں ان کی تصدیق وتوثیق اور تعریف وتمجید کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۱۰۹۔ روایت ابوالفتح ابیوردی (باوردی)

علامہ جلال الدین سیوطی کے بقول ابوالفتح ابیوردی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''پچپنویں حدیث: باوردی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: **انّی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلّوا کتاب اللّٰہ سبب طرفہ بید اللّٰہ و طرفہ بایدیکم و عترتی اھل بیتی و انھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض.** میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اور اس کا ایک سرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میری عترت میرے اہلبیت، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔(۲)

بدخشی نے بھی ''مفتاح النجا'' میں ابوالفتح سے اسی متن میں حدیث ثقلین نقل کی ہے۔

۱۔ کفایۃ الطالب، ص ۵۳، باب ۱۔
۲۔ احیاء المیت، ص ۵۶۔

احوال وآثار

۱۔ ذہبی نے انھیں محدث، حافظ اور مفید جیسے القاب سے ان کا ذکر کیا ہے۔(۱)

۲۔ ذہبی العبر وقائع ۶۶۷ھ میں لکھتے ہیں:

''حافظ زین الدین ابوالفتح محمد بن ابی بکر ابیوردی صوفی شافعی نے چالیس سال کی عمر میں کریمہ اور ابن قمیرہ سے استماع حدیث کیا اور ان دونوں کے بعد آنے والے افراد سے یہاں تک کہ محمد بن عباد کے شاگردوں سے اخذ حدیث کیا اور ''معجم'' لکھنی شروع کی اور اس کی تالیف میں بڑی محنت کی، خانقاہ سعید السعداء میں ان کو اچانک موت آئی وہ دیندار، زاہد وپارسا تھے''۔(۲)

سیوطی نے ''طبقات الحفاظ'' (ص ۵۴۰، نمبر ۱۱۳۲) اور حسن ''المحاضرہ'' (ج ۱، ص ۲۷۴، من حفاظ الحدیث نمبر ۷۶) پر ان کی بڑی مدح وثنا کی ہے۔

۱۱۰۔ روایت ابوزکریا نووی

انھوں نے امیر المومنینؑ کے شرح حال اور آپ کے فضائل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''صحیح مسلم میں بھی زید بن ارقم سے مروی ایک طولانی حدیث میں ہے کہ رسولؐ خدا مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند ونصیحت کے بعد ارشاد فرمایا: **ایّھا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربّی فاجیب و انا تارک فیکم ثقلین اوّلھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ و النور، فخذوا بکتاب اللّٰہ و استمسکو بہ. فحثّ علی کتاب اللّٰہ و رغب فیہ قال: وا ھلبیتی ،اُذکر کم اللّٰہ فی اھل بیتی ،اُذکر کم اللّٰہ فی اھلبیتی،اُذکر کم اللّٰہ فی اھل بیتی.** اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں، دیکھو میری طلبی بارگاہ الٰہی میں ہوئی ہے اور میں نے لبیک کہدی ہے، میں تم میں

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۷۷، نمبر ۱۱۶۴۔
۲۔ العبر، ج ۳، ص ۲۹۵، وقائع ۶۶۷ھ۔

www.shiabookspdf.com

دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت ! میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ، زید سے پوچھا گیا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر (آنحضرتؐ کے بعد) صدقہ حرام ہے، زید سے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس''۔(۱)

احوال وآثار

ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں تفصیل سے ان کے حالات لکھے ہیں، ان میں چند جملے یہ ہیں:

''امام، حافظ، پیشوائے یگانہ، شیخ الاسلام، علم اولیاء، محیی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن مری نووی حزامی حورانی شافعی بڑی مفید کتابوں کے مصنف ہیں، وہ ہر وقت لکھتے اور علم کی نشر واشاعت میں مشغول رہتے تھے، خطیب صدر سلمان جعفری، شہاب الدین احمد بن جعوان، شہاب الدین اربدی اور علاء الدین بن عطار جیسے علماء نے ان سے حدیثیں اخذ کیں اور ابن ابی الفتح، مزی اور ابن عطار نے ان سے حدیث نقل کی ہے، ان کی تصنیفات میں چند یہ ہیں شرح صحیح مسلم، ریاض الصالحین، الاذکار، الاربعین، الارشاد فی علوم الحدیث، اس کی مختصر ''التقریب''، کتاب المھمات، تحریر الالفاظ، العمدہ، تصحیح التنبۃ الایضاح، المناسک اجلد اس کے علاوہ تین دیگر مناسک ہیں، التبیان فی آداب حملۃ القرآن، الروضہ .....شیخ شمس الدین بن فخر حنبلی کہتے ہیں وہ امام بارع، حافظ اور متقن تھے''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ''مرآۃ الجنان'' (ج ۴، ص ۱۸۲، وقائع ۶۶۶ھ)، ت ''تتمۃ المختصر'' (ج ۲، ص ۲۱۹، وقائع ۶۷۶ھ)، ''النجوم الزاہرہ'' (ج ۷، ص ۲۷۸، وقائع ۶۷۶ھ)، اسنوی کی ''طبقات'' (ص ۴۰۷،

۱۔ تہذیب الاسماء واللغات، ج ۱، ص ۳۴۷، نمبر ۳۲۹، در شرح حال علی بن ابی طالب۔ ۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۱۴۷۴، نمبر ۱۱۶۲۔

نمبر ۱۱۶۲)، سبکی کی ''طبقات'' (ج ۵۔ ص ۱۶۵)، سیوطی کی ''طبقات الحفاظ'' (ص ۵۳۹، نمبر ۱۱۳۰) وغیرہ۔

۱۱۱۔ روایت محبّ الدین طبری

انھوں نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ ذخائر العقبیٰ کے پانچویں باب میں فضیلت اہلبیتؑ، ان سے اور قرآن سے تمسک کرنے اور ان کے جانشین رسولؐ خدا ہونے کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

''زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلّوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و لن یفترقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلّفونی فیھما. میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان کے دامن سے وابستہ رہو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، اس حدیث کی ترمذی نے روایت کی ہے۔

''زید بن ارقم ہی سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا: یا ایّھا الناس! انّما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیبہ و انّی تارک فیکم الثقلین اوّلھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ والنور فتمسکوا بکتاب اللّٰہ عزّوجل و خذوا بہ . و حثّ علیہ و رغّب فیہ ثم قال: واھل بیتی، اُذکّرکم اللّٰہ عزوجل فی اھل بیتی ثلاث مرات. اے لوگو! میں ایک بشر ہوں عنقریب میری طلبی بارگاہ الٰہی سے ہونے والی ہے اور میں لبیک کہنے والا ہوں، میں تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں سے پہلی کتاب خدا ہے جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا وندی سے تمسک اختیار کرو اور اس کو پکڑے رکھو، اس وقت آنحضرتؐ نے کتاب خدا

www.shiabookspdf.com

سے متعلق چند اہم باتیں کہیں پھر فرمایا اور میرے اہلبیت ! میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ زید سے پوچھا گیا آنحضرت کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ کہا ہاں ہیں لیکن یہاں اہلبیت سے مراد وہ افراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، زید سے پوچھا گیا پھر وہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا آل جعفر، آل علی، آل عقیل اور آل عباس ہیں، زید سے پوچھا گیا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہاں اس حدیث کی مسلم نے روایت کی ہے۔

''احمد نے بھی ابوسعید سے اسی کے ہم معنی حدیث کی روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی. انّ اللطیف الخبیر اخبرنی انّھما لن یفترقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض فانظروا بما تخلّفونی فیھما. میں خیال کرتا ہوں کہ عنقریب میں تم سے رحلت ہوجاؤں، تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور میری عترت واہلبیت، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے، دیکھو ان دونوں کے ساتھ کا کیسا سلوک کرتے ہو''۔(۱)

احوال وآثار

محب الدین طبری کے حالات بہت سارے معتبر مدارک وماٰخذ میں موجود ہیں، یہاں صرف یافعی کی عبارت پر اکتفا کررہے ہیں:

''محب الدین طبری نے حدیث میں بہت ساری کتابیں تصنیف کی ہیں اور فقہ میں انھوں نے بہت سارے مطولات ومختصرات لکھے ہیں، مبسوطات میں کتاب الاحکام

۱۔ ذخائر العقبیٰ فی مناقب القربیٰ، ص ۱۶، باب فی فضل اھل البیت۔

کئی جلدوں میں ہے جس میں انھوں نے بہت ساری صحیح وحسن حدیثوں کی جمع آوری اور نہایت عمدہ، مفید اور روح کو پاک کرنے والی باتیں تحریر کی ہیں، وہ بہت بڑے فقیہ، پرہیزگار، محدث اور حافظ تھے، درس دیتے تھے اور افتاء کرتے تھے، سماع حدیث کیا اور اس کی روایت کی وہ اپنے زمانہ کے یکتا محدث حجاز اور جماعت شافعیہ کے سردار اعظم تھے، ملک المظفر بادشاہ یمن کے نزدیک ان کی بڑی عزت تھی۔ وہ ہمیشہ مفید علم میں مشغول رہا کرتے تھے، اکابر محدثین وفقہاء کی ایک کثیر جماعت نے ان سے اخذ حدیث کیا اور ان کو عارف باللہ، صاحب مناقب وکرامات ابوالعباس احمد مغربی کی صحبت حاصل تھی اور ان کی ان کے ساتھ عجیب وغریب حکایات مشہور ہیں''۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے'' تذکرۃ الحفاظ'' (ج ۴، ص ۱۷۶، نمبر ۱۱۶۳)، ''العبر'' (ج ۲، ص ۳۳۷، وقائع ۶۹۴)، ''النجوم الزاہرۃ'' (ج ۸، ص ۷۴، وقائع ۶۹۴ھ)، ''البدایۃ والنھایۃ'' (ج ۱۳، ص ۳۴۰، وقائع ۶۹۴ھ)، سبکی کی ''طبقات'' (ج ۵، ص ۸)، اسنوی کی ''طبقات'' (ص ۲۸۱، نمبر ۷۹۶)، ''الوافی بالوفیات'' (ج ۷، ص ۱۳۵، نمبر ۳۰۶۴)، ''طبقات الحفاظ'' (ص ۵۳۹، نمبر ۱۱۳۱)، ''تتمۃ المختصر'' (ج ۲، ص ۲۳۳، وقائع ۶۹۴ھ)، ''دول الاسلام'' (ج ۲، ص ۲۲۱، وقائع ۶۹۴ھ)، ''توضیح الدلائل''، ''وسیلۃ المآل'' وغیرہ۔

۱۱۲۔ روایت نظام اعرج

انھوں نے اپنی تفسیر میں '' واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا.....'' (آل عمران آیت ۱۰۳) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ابوسعید خدری نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ حبل متین ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی''. (۲) میں نے تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑیں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسّی ہے اور میری عترت واہلبیت۔

۱۔ مرآۃ الجنان، ج ۴، ص ۲۲۴، وقائع ۶۹۴ھ۔

۲۔ غرائب القرآن، ج ۱، ص ۲۲۵۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

بزرگ دانشوروں نے ان کے حالات لکھے ہیں عبقات الانوار مجلد حدیث غدیر میں تفصیل سے ان کے بارے میں لکھ چکا ہوں کہ علمائے اہلسنت ان پر کتنا اعتماد کرتے ہیں۔

۱۱۳۔ ثبت سعید الدین محمد بن احمد فرغانی

انھوں نے ''تائیہ ابن فارض'' کے قصیدہ کی شرح میں حدیث ثقلین' حدیث منزلت اور حدیث باب کی روایت کی ہے۔ حدیث ثقلین کی اس عبارت میں روایت کی ہے:

''آنحضرتؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھلبیتی. اُذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی'' میں نے تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑیں کتاب خدا اور میری عترت۔ پھر تین مرتبہ فرمایا: میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں''۔

احوال وآثار

بزرگ علماء نے فرغانی کی تعریف وتمجید کی ہے۔ عبقات الانوار مجلف حدیث باب (انا مدینة العلم وعلی بابھا) میں تفصیل سے ان کے بارے میں لکھ چکا ہوں مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی ''العبر فی خبر من غبر'' (ج۲، ص۳۴۸، وقائع ۶۹۹ھ)، جامی کی ''نفحات الانس'' (ص۵۵۹)، کفوی کی ''کتائب اعلام الاخیار من فقہاء مذھب النعمان المختار''۔

۱۱۴۔ روایت محمد بن مکرم انصاری افریقی

انھوں نے لغت کی اپنی مشہور کتاب ''لسان العرب'' (۱) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

صفدی لکھتے ہیں:

۱۔ لسان العرب، ج۹، ص۳۴، مادہ عترت، ج۳، ص۳۰، مادہ جبل۔

''قاضی جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم بن علی بن احمد انصاری رویفعی افریقی مصری، رویفع بن ثابت صحابی کی اولاد میں سے ہیں۔ ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور یوسف بن خیلی، عبدالرحمٰن بن طفیل، مرتضی بن حاتم، ابن المقیر اور ایک جماعت سے حدیثوں کا سماع کیا اور اپنے میدان کی منفرد شخصیت بن گئے وہ عالم وفاضل تھے اور لمبی عمر گذار کر شعبان ۷۱۱ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے''۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن شاکر کتبی کی ''فوات الوفیات'' (ج۴، ص۳۹، نمبر۴۹۶)، ابن حجر عسقلانی کی ''الدرر الکامنة'' (ج۵، ص۳۱، نمبر۴۵۸۸)، سیوطی کی ''بغیة الوعاة'' (ص۲۱۵، نمبر۴۵)۔

۱۱۵۔ روایت حموئی

حدیث ثقلین کی انہوں نے اپنی سند سے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، زید کہتے ہیں:

''ایک دن رسول خداؐ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور حمد وسپاس الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: ایھا الناس! انّما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیبه و انّی تارک فیکم الثقلین اوّلھما کتاب اللّٰہ فیه الھدیٰ و النور فاستمسکوا بکتاب اللّٰہ و خذوا به. فحثّ علی کتاب اللّٰہ عزّوجل و رغّب فیه ثم قال: و اھلبیتی اذکّرکم اللّٰہ فی اھل بیتی ثلاث مرات. اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں ایک کتاب خدا ہے جس میں نور وہدایت ہے پس کتاب خدا سے تمسک کرو اور اس کو مضبوطی سے پکڑو پھر کتاب خدا کی طرف ترغیب و تشویق دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور میرے اہلبیت، پھر اس جملے کی تین بار تکرار کی کہ میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، حصین نے زید سے پوچھا: آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں؟ زید نے جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر

۱۔ الوافی بالوفیات، ج۵، ص۵۴، نمبر۲۰۴۴۔

www.shiabookspdf.com

حضرتؐ کے بعد صدقہ حرام ہے، حصین نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ کہا آل علی، آل جعفر، آل عباس، آل عقیل۔ حصین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہاں"۔(۱)

زید بن ارقم ہی سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے حمد و سپاس الٰہی کے بعد فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین: احدهما کتاب اللّه عزّوجل، من تبعه کان علی الهدیٰ و من ترکه کان علی ضلالة. ثم اهل بیتی. اُذکّرکم اللّه فی اهل بیتی قالها: ثلاث مرات. میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک کتاب خدا ہے جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اس کو چھوڑا گمراہ ہوا، اس کے بعد میرے اہلبیت! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں، اس جملے کی تین بار تکرار کی، ہم لوگوں نے زید بن ارقم سے پوچھا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا ازواج شامل ہیں؟ زید نے جواب دیا نہیں، آپ کے اہلبیت تو صرف آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں اور یہ وہی ہیں جن پر حضرت کے بعد صدقہ حرام ہے اور وہ آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل ہیں"۔(۲)

نیز حموئی نے اپنی سند سے اس طرح روایت کی ہے:

"ابوسعید خدری نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّه عزّوجل حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهلبیتی و ان االلطیف الخبیر اخبرنی انّهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض، فانظروا ما تخلّفونی فیهما. میں بہت جلد دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں اور تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، کتاب خدا جو آسمان سے

۱۔ فرائد السمطین، ج ۲، ص ۲۶۸، باب ۵۳، ح ۵۳۵، ۵۳۶۔
۲۔ فرائد السمطین، ج ۲، ص ۲۵۰، باب ۴۸، ح ۵۲۰۔

زمین تک حبل متین ہے اور میری عترت و اہلبیت، خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ تم کیسا سلوک کرتے ہو۔"(۱)

حموئی نے اس سند سے جس میں حکیم ترمذی ہیں حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے:

"رسولؐ خدا نے حجۃ الوداع سے واپسی پر خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں فرمایا: ایها الناس! انّه قد نبّانی اللطیف الخبیر انّه لم یعمر نبی الا مثل نصف عمر الذی یلیه من قبل و انّی اظن انّی یوشک انّ ادعیٰ فاجیب و انّی فرطکم علی الحوض و انّی سائلکم حین تردون علیّ عن الثقلین فانظروا کیف تخلّفونی فیهما. الثقل الاکبر کتاب اللّه طرف بید اللّه و طرف بایدیکم فاستمسکوا و لا تضلّوا و لا تبدّلوا و عترتی اهل بیتی. فانّی قد نبانی اللطیف الخبیر انّهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. لوگو! خداوند لطیف و خبیر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی کی نصف عمر گذاری ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت جلد تم سے رخصت ہو جاؤں، میں تم سے پہلے حوض کوثر پر پہنچوں گا اور جب تم لوگ وہاں آؤ گے تو ثقلین کے بارے میں تم سے سوال کروں گا پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو ثقل اکبر کتاب خدا ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے پس اس کو مضبوطی سے پکڑو تا کہ گمراہی سے محفوظ رہو اور اس میں تبدیلی نہ کرنا اور میری عترت و اہلبیت! خداوند لطیف و خبیر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں"۔(۲)

۱۔ فرائد السمطین، ج ۲، ص ۲۷۲، باب ۵۴، ح ۵۳۸۔
۲۔ فرائد السمطین، ج ۲، ص ۲۷۴، باب ۵۵، ح ۵۳۹۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

صدرالدین حموئی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ ہو ذہبی کی ''العبر فی خبر من غبر'' (ج۲،ص۳۳۹، وقائع ۶۹۵ھ)، جمال الدین اسنوی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ص۱۴۷، نمبر۴۱۲) ،زرندی کی ''نظم درر السمطین'' (ص۱۲۲)، نورالدین سمہودی کی ''جواہر العقدین''۔

۱۱۶۔ روایت نجم الدین قمولی

انھوں نے اپنی تفسیر ''تکملۂ تفسیر رازی'' میں "سنفرغ لکم ایها الثقلان" (الرحمٰن آیت ۳۱) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ثقل امر عظیم ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین" میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں۔

احوال وآثار

تقی الدین اسدی ''طبقات الشافعیہ'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ علامہ نجم الدین ابوالعباس قمولی مصری نے درس کا آغاز کیا اور اس میں کمال کی منزلوں تک پہنچ گئے، وہ درس دیتے تھے، افتاء کرتے تھے اور کتابیں تصنیف کرتے تھے ،سبکی ''طبقات الکبری'' میں لکھتے ہیں: قمولی مشہور فقہا اور متورع صلحاء میں سے تھے، میں نے سنا ہے کہ شیخ صدرالدین ابن الوکیل کہتے تھے کہ مصر میں قمولی سے افقہ کوئی اور نہیں ہے، کمال جعفر ادفوی کا بیان ہے کہ قمولی نے مجھ سے کہا کہ چالیس سال سے فتوا دے رہا ہوں اور کسی میں غلطی نہیں کی اور میرے نوشتہ جات میں کوئی خطا نہیں ہے۔ فقہ میں ان ساری عظمتوں کے ساتھ نحو اور تفسیر میں دسترسی رکھتے تھے''۔

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے اسنوی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ص۳۴۵، نمبر۹۶۶)، ابن حجر عسقلانی کی ''الدرر الکامنۃ'' (ج۱،ص۳۲۴، نمبر۷۶۹)، جلال الدین سیوطی کی ''بغیۃ الوعاۃ'' (ص۳۱۷، نمبر۷۴۴) اور ''حسن المحاضرۃ'' (ج۱،ص۳۲۶، نمبر۱۴۶)، داؤدی کی ''طبقات المفسرین'' (ج۱،ص۸۸، نمبر۸۱)۔

۱۱۷۔ روایت علاء الدین خازن

انھوں نے اپنی تفسیر میں " واعتصموا بحبل الله جمعیاً " (آل عمران آیت ۱۰۳) کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''واعتصموا کے معنی تمسکوا کے ہیں یعنی خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور حبل (رسی) اس وسیلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان ہدف تک پہنچتا ہے اسی لئے امان کو حبل کہا جاتا ہے کیونکہ خوف اور ڈر کے ختم ہونے کا وہ وسیلہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حبل اللہ وہ وسیلہ ہے جس سے انسان کا خدا سے اتصال ہوتا ہے، اسی وجہ سے آیت کے معانی میں اختلاف ہے، ابن عباس کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دین خدا سے تمسک کرو کیونکہ دین خدا ہی خدا سے اتصال کا وسیلہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حبل اللہ قرآن مجید ہے اس لئے کہ خدا سے اتصال کا وہ بھی وسیلہ ہے اور مسلم نے (اپنی صحیح میں) زید بن ارقم سے رسولؐ خدا کی یہ حدیث نقل کی ہے: الا! وانّی تارک فیکم ثقلین احدهما کتاب الله هو حبل الله ،من اتبعه کان علی الهدیٰ و من ترکه کان علی الضلالة. آگاہ ہو جاؤ! میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں ایک کتاب خدا (قرآن) ہے جو حبل اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اس کو چھوڑا گمراہ ہوا.....''(۱)

آیت مودۃ کے ذیل میں وہ لکھتے ہیں:

''مسلم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"انّی تارک فیکم ثقلین اوّلهما کتاب الله فیه الهدیٰ والنور فخذوا بکتاب الله تعالیٰ: واستمسکوا به. فحثّ علی کتاب الله و رغب فیه ثم قال: و اهل بیتی ،اُذکّرکم الله فی اهلبیتی، اُذکّرکم الله فی اهلبیتی.

۱۔ لباب التاویل، ج۱،ص۳۲۸۔

www.shiabookspdf.com

میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو پھر آپ نے قرآن کی طرف ترغیب دینے کے بعد فرمایا اور میرے اہلبیت! میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے زید سے پوچھا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت میں نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا: "نسائه من اهل بيته و لكن اهل بيته من حرمت عليه الصدقه بعده" آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے، حصین نے پوچھا کن لوگوں پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس"۔(۱)

خازن "سنفرغ لكم ايها الثقلان" (رحمٰن آیت ۳۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"و اراد بالثقلين الانس و الجن سميا ثقلين لانهما ثقلا على الارض احياء و امواتا . و قيل: كل شئى له قدرو وزن ينافس فيه فهو ثقل. و منه قول النبى (ص) انّى تارک فيكم الثقلين كتاب الله و عترتى ، فجعلهما ثقلين اعظاما لقدرهما. ثقلین سے مراد جن وانس ہیں اور ان کو ثقلین اس لئے کہا گیا ہے کہ دونوں زمین کے لئے ثقل ہیں اور انھوں نے زمین کو زندوں اور مردوں سے سنگین کر دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو اہمیت کی حامل ہو اور لوگ اس کی طرف رغبت پیدا کریں اس کو "ثقل" کہتے ہیں اسی وجہ سے رسولؐ خدا نے فرمایا: انّى تارک فيكم الثقلين كتاب اللّٰه و عترتى . میں نے تم میں دو اہم چیزیں چھوڑیں کتاب خدا اور میری عترت آنحضرتؐ نے ان دونوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں ثقلین کہا ہے"۔(۲)

۱۔لباب التاویل، ج ۶، ص ۱۰۲۔

۲۔لباب التاویل، ج ۷، ص ۶۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

ابن حجر لکھتے ہیں:

"درس وتدریس ان کا خاص مشغلہ تھا انھوں نے "لباب التاويل لمعالم التنزيل" نامی عظیم تفسیر لکھی، کتاب "عمدہ" کی شرح کی، کتاب "مقبول المنقول" میں مسند شافعی، مسند احمد، صحاح ستہ، موطا اور دار قطنی سے حدیثوں کو جمع کیا اور اس کو دس جلدوں میں مبوب تصنیف کیا اسی طرح سیرت پیغمبرؐ پر مفصل کتاب لکھی"۔(۱)

احمد بن عبدالقادر عجیلی نے اپنی کتاب ذخیرۃ المآل میں ان کی تفسیر پر اعتماد کیا ہے اور انھیں "امام" سے تعبیر کیا ہے، اسی طرح شبلنجی نے نورالابصار میں کئی جگہوں پر خازن کی تفسیر سے نقل کیا ہے اور کاتب چلپی قسطنطینی نے "کشف الظنون" (ج ۲، ص ۱۵۴۰) میں ان کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ "خازن" شاہ صاحب (محدث دہلوی) کے والد شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشائخ ہفتگانہ میں سے ہیں۔

۱۱۸۔روایت فخرالدین ہانسوی

انھوں نے اپنی کتاب "دستورالحقائق" میں حدث ثقلین نقل کی ہے، چنانچہ ملک العلماء دولت آبادی لکھتے ہیں:

"امام فخرالدین ہانسوی نے "دستورالحقائق" میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد جب مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم تشریف لائے تو آپ نے اونٹوں کے کجاووں کا منبر بنانے کا حکم دیا اور پھر زیب دہ عرشۂ منبر ہوئے اور فرمایا: انّى تارک فيكم الثقلين كتاب اللّٰه و عترتى ان تمسكتم بهما لن تضلّوا من بعدى. میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، اگر ان دونوں سے وابستہ رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے"۔(۲)

۱۔الدرر الکامنۃ، ج ۳، ص ۱۷۱، نمبر ۲۸۵۱۔

۲۔ہدایۃ السعداء، خطی۔

مورخین وتذکرہ نویسوں نے ان کا شرح حال لکھا ہے جس کو عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں تفصیل سے میں نے بیان کیا ہے۔

۱۱۹۔ روایت خطیب تبریزی

انھوں نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''زید بن ارقم سے مروی ہے کہ پیغمبرؐ اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا، خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کرنے کے بعد فرمایا: الا ایها الناس! انّما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیب و انا تارک فیکم الثقلین اوّلهما کتاب اللّه عزّوجل فیه الهدیٰ و النور، فخذوا بکتاب اللّه و استمسکوا به فحث علی کتاب اللّه و رغّب فیه ثم قال: و اهل بیتی اُذکّرکم اللّه فی اهلبیتی، اُذکّرکم اللّه فی اهل بیتی، و فی روایة: کتاب اللّه هو حبل اللّه من اتبعه کان علی الهدی و من ترکه کان علی الضلالة . رواه مسلم. میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا :اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ کتاب خدا حبل اللہ ہے جو اس کی پیروی کرے ہدایت پر ہے اور جو اس کو چھوڑ دے گمراہی میں ہے اس کی مسلم نے روایت کی ہے''۔(۱)

۱۔ مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۴۳۶، ح ۶۱۴۰۔

اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

جابر کا کہنا ہے کہ میں نے رسولؐ خدا کو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ دیتے دیکھا جس میں آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یا ایها الناس! انّی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا کتاب اللّه و عترتی اهل بیتی. رواه الترمذی. لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت ۔اس کی ترمذی نے روایت کی ہے۔ پھر اسی ترمذی سے ایک اور حدیث کی زید بن ارقم سے روایت کی جس میں مذکورہ عبارت کے علاوہ یہ عبارت بھی ہے: احدهما اعظم من الآخر کتاب اللّه ،حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلّفونی فیهما. رواه ترمذی. ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے، کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، دیکھوں ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔ ترمذی نے اس کی روایت کی ہے''۔(۱)

احوال وآثار

بزرگ علماء علم رجال اور ائمہ حدیث نے خطیب تبریزی کے حالات قلمبند کئے ہیں ان لوگوں نے ان کی کتاب ''مشکاۃ'' کی تعریف وتمجید کی ہے، میں نے ان کی بعض باتیں عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں بیان کی ہیں۔

۱۔ مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۴۳۸، ح ۶۱۵۲، ۶۱۵۳۔

www.shiabookspdf.com

۱۲۰۔روایت ابوالحجاج مزّی

انھوں نے اپنی کتاب ''تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف ''میں ترمذی (کی صحیح ج ۵ ص ۶۲۱، ح ۳۷۸۶)، مسلم (کی صحیح ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲، فضائل علی بن ابی طالب) اور نسائی (کی خصائص ص ۸۵، ح ۷۶) سے متعدد طرق اور مختلف الفاظ میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

احوال وآثار

شوکانی لکھتے ہیں:

''ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن ذکی عبدالرحمٰن بن یوسف بن عبدالملک بن یوسف بن علی بن ابی الزھر احلبی الاصل مزّی امام کبیر، حافظ اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، وہ ربیع الثانی ۶۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور حصول حدیث کی خاطر بڑی تگ ودو کی اور احمد بن ابی الخیر، مسلم بن علان، فخر بن بخاری اور ابن طبرزد وکندی کے شاگردوں سے حدیثیں اخذ کیں اور مطولات ومختصرات کا سماع کیا، تقریباً ایک ہزار آپ کے مشائخ ہیں۔نووی بھی آپ کے مشائخ میں سے ہیں۔شام، حرمین، مصر، حلب، اسکندریہ اور دوسری جگہوں پر لوگوں نے ان سے استماع حدیث کیا اور ان سے انھوں نے سمع حدیث کیا۔لغت وصرف پر پورا تسلط اور علوم حدیث میں تبحر حاصل تھا، مختلف مدارس از جملہ مدرسہ دار الحدیث اشرفیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور جب اس مدرسہ کی بنیاد پڑی تو سوائے مزّی کے کوئی بھی واقف کے شرائط پر پورا نہیں اترا۔ذہبی کا کہنا ہے کہ ان سے بڑا حافظ میں نے نہیں دیکھا، ان کی تصنیفات میں مشہور زمانہ کتاب ''تہذیب الکمال'' ہے، ''الاطراف'' بھی ان ہی کی کتاب ہے جو مفید واقعات پر مشتمل ہے، ذہبی کا بیان ہے کہ وہ خاتم الحفاظ، حدیث کی اسناد والفاظ پر نقد وتبصرہ

۱۔تحفۃ الاشراف، ج ۳، ص ۱۳۲، ح ۳۶۵۹، ص ۱۴۱، ح ۳۶۸۸، ص ۲۹۱، ح ۴۲۰۹۔

کرنے والے، ان کی مشکلات کو حل کرنے والے اور حدیث ورجال کی دشواریوں میں ہم لوگوں کے مرجع تھے، کہا جاتا ہے کہ حیاء وبزرگواری، وقار وبردباری اور قناعت وترک تجمل میں آپ اپنی مثال تھے۔۱۲ صفر ۷۴۲ھ کو انتقال ہوا''۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی ''تذکرۃ الحفاظ'' (ج ۴، ص ۱۹۳، نمبر ۱۱۷۶)، ابن الوردی کی ''تتمۃ المختصر'' (ج ۲، ص ۴۷۴)، تاج الدین سبکی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ج ۶، ص ۲۵۱)، جمال الدین اسنوی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ص ۴۰۲، نمبر ۱۱۴۸)، قاضی ابن شہبہ تقی الدین اسدی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ج ۳، ص ۴۷، نمبر ۶۳۱)، ابن تغری بردی کی ''النجوم الزاہرہ'' (ج ۱۰، ص ۷۶، وقائع ۷۴۲ھ)، ابن حجر عسقلانی کی ''الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ'' (ج ۵، ص ۲۳۳، نمبر ۵۱۲۲)، ابن شحنہ کی ''روضۃ المناظر فی تاریخ الاول والاواخر'' (وقائع ۷۴۲ھ)، جلال الدین سیوطی کی ''طبقات الحفاظ'' (ص ۵۴۶، نمبر ۱۱۴۵)۔

۱۲۱۔شرف الدین طیبی

www.shiabookspdf.com

انھوں نے حدیث ثقلین کو شرح مشکوٰۃ میں نقل کرنے کے بعد ہر لفظ کی توضیح وتشریح کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ثقل اس سامان کو کہتے ہیں جو چوپایوں پر حمل کیا جائے، جن وانس کو اسی لئے ثقل کہا گیا ہے کہ وہ روئے زمین پر ساکن ہیں گویا وہ زمین پر حمل کیے گئے ہیں، اور قرآن وعترت کو ثقل سے اس لئے تشبیہ دی گئی کہ دین ان کے وسیلے سے آباد ہے جیسے دنیا جن وانس سے آباد ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ ان کا لینا اور ان پر عمل کرنا ثقیل ودشوار ہے لہذا وہ ثقلین ہیں''۔

''ان سنلقی علیک قولا ثقیلا'' (ہم عنقریب تم پر ایک بھاری حکم نازل کریں گے مزمل آیت ۵) کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد خدا کے اوامر ونواہی ہیں، کیونکہ یہ دستورات الٰہی بجز تکلیف کے جو سنگین ہیں انجام پذیر نہیں ہوتے، اور وزنی بات کو ''قولا ثقیلا'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور جن وانس کو ثقلین اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ قوت

۱۔البدر الطالع، ج ۲، ص ۱۹۶، نمبر ۵۹۰۔

تشخیص کی وجہ سے دوسرے حیوانوں پر برتری رکھتے ہیں اور ہر وہ چیز جو باوزن اور اہمیت کی حامل ہو اور لوگ اس کی طرف رغبت پیدا کریں اس کو ثقل کہتے ہیں"۔

آنحضرتؐ نے جو اپنے اہلبیت کے بارے میں فرمایا کہ "میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں" اس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اذیت نہ دینا اور ان کے حقوق کی رعایت کرنا اور حدیث میں جو لفظ "عترت" آیا ہے اس سے مراد آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں، اسی لئے عترت کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

"ما ان تمسکتم به" میں ما موصولہ ہے اور جملہ شرطیہ اس کا صلہ ہے اور امساک کے معنی تعلق، وابستگی اور اس کی حفظ ونگہداری ہے۔ ارشاد الٰہی ہے "و یمسک السماء ان تقع الارض" (اور وہی تو آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے، حج آیت ۶۵) اور ایسے ہی موقع کے لئے کہا جاتا ہے "استمسک الشیٔ" لہذا تمسک کے بعد اس چیز کو بیان کیا جس کے پکڑنے کا حکم دیا ہے اور وہ "حبل" ہے، اور حضرت نے جو یہ فرمایا کہ "کتاب خدا آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے" اشارہ ہے اس آیت کی طرف "ولو شئنا لرفعناہ بها ولکنه اخلد الی الارض و اتبع هواه" (اور اگر ہم چاہتے تو ہم اس کو ان ہی آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ تو خود ہی پستی کی طرف جھک پڑا اور اپنی نفسانی خواہش کا تابعدار بن بیٹھا۔ اعراف آیت ۱۷۶)۔

اور عترت کے ساتھ تمسک کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ان سے محبت کی جائے اور ان سے ہدایت حاصل کی جائے اور ان کی سیرت کی پیروی کی جائے۔

" انی تارک فیکم " سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور دونوں پیغمبرؐ کی یادگار ہیں۔ اور حضرتؐ نے ان دونوں سے حسن سلوک کے لئے اسی طرح کہا ہے جس طرح دلسوز باپ اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کے لئے کہتا ہے، اس بات کی تائید حضرتؐ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے "میں تمہیں

اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں" جس طرح دلسوز باپ اپنی اولاد کے بارے میں کہتا ہے خدا کے لئے میری اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اور یہ کہ ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اہلبیت کے عمل کے لئے نمونہ ہے اور وہ اوروں کے بہ نسبت قرآن پر عمل کرنے میں اولویت رکھتے ہیں، اور قرآن کو عترت کے ساتھ بیان کرنے کا شاید یہ راز ہو کہ اہلبیت کی محبت واجب ہے اس لئے کہ ارشاد الٰہی ہے "قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی" (اے رسول تم کہدو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابتداروں (اہلبیتؑ) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا شوریٰ آیت ۲۳) گویا خدا نے اپنی نعمتوں کے شکریہ کو ان کی محبت میں محصور کر دیا ہے، پس جس نے آنحضرتؐ کی وصیت پر عمل کیا اس نے ارشاد الٰہی کو عملی جامہ پہنایا اور وہ اجر و پاداش کا مستحق ہوگا اور جو کفران نعمت کرے گا وہ مستحق عقاب ہوگا اسی وجہ سے حضرتؐ نے فرمایا "دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو" یعنی تم غور کرو کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر رہے ہو یا برا سلوک کر رہے ہو....۔

احوال و آثار

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"حسن بن محمد بن عبداللہ طیبی مشہور امام اور مشکوۃ وغیرہ کے شارح ہیں، فضلاء کے بقول ارث سے ملی دولت اور تجارت کی وجہ سے بہت ثروت مند ہو گئے تھے اور اس دولت کو ہمیشہ کار خیر میں خرچ کرتے تھے جس کی وجہ سے آخر عمر میں تہی دست ہو گئے تھے، وہ متواضع اور خوش عقیدہ تھے اور فلسفی نظریے اور بدعت گذاروں کی اس وقت سختی سے مخالفت کرتے تھے جب اسلامی ممالک پر ان لوگوں کی حکومت تھی، وہ شرم وحیا کا مجسمہ اور بغیر کسی طمع کے طالبان علم کی مشکلات کو رفع کرتے تھے اور علم ودانش کی نشر واشاعت کی خاطر طلاب کو عاریۃً کتابیں دیتے تھے، قرآن وحدیث کے دقیق نکات کا استخراج کرتے تھے، انھوں نے کشاف اور تبیان کی شرح کی اور اپنے شاگردوں کے توسط سے مصابیح کا اختصار کرایا اور اس کا نام

www.shiabookspdf.com

''المشکاۃ'' رکھا اور پھر اس کی شرح کی اس کے بعد تفسیر کی کتابیں جمع کرنی شروع کیں''۔(۱)

مزید تعریف وتمجید اور تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے سیوطی کی ''بغیۃ الوعاۃ'' (ص ۴۲۳، نمبر ۱۰۸)، داؤدی کی ''طبقات المفسرین'' (ج ۱، ص ۱۴۶، نمبر ۱۴۱)، شوکانی کی ''البدر الطالع'' (ج ۱، ص ۱۵۶، نمبر ۱۵۲)، قنوجی کی ''التاج المکلل'' (ص ۳۷۷، نمبر ۳۹۶)۔

۱۲۲۔ اثبات شمس الدین خلخالی

انھوں نے ''المفاتیح شرح مصابیح'' میں حدیث ثقلین کے ہر جملے کی توضیح وتشریح کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''جس تالاب کے پاس حضرتؐ نے خطبہ دیا تھا اس کو خم کہتے ہیں'' اور حضرتؐ کا یہ فرمانا کہ ''وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں'' لوگوں کو اس سے اپنے وفات کی خبر دے رہے تھے، ''ثقلین'' کے بارے میں شرح السنۃ میں ہے کہ انھیں ثقلین اس لئے کہتے ہیں کہ ان دونوں کا لینا اور ان پر عمل کرنا ثقیل وسنگین ہے، اسی طرح میرے اہلبیت جب میرے خلیفہ ہوں گے اس وقت ان کے حقوق کی رعایت، ان کا احترام اور ان کی پیروی بہت سنگین ہوگی....

نیز اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

جس ناقہ پر حضرتؐ نے خطبہ دیا تھا لوگ اپنی دید کے مطابق اس کو مختلف ناموں سے ذکر کرتے تھے کبھی " جدعا " سے کبھی "عضباء" سے اور کبھی "قصویٰ" سے یاد کرتے تھے، اور کتاب اللّٰہ وعترتی، " ما اخذتم" میں لفظ "ما" کی توضیح وبیان یا اس کا بدل ہے اور " اھل بیتی" عترتی کا بیان ہے اور اہلبیت سے مراد آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں اور آسمان سے مراد مقام ربوبیت اور زمین سے مخلوقات مراد ہیں اور یہ کہ ''ہرگز جدا نہ ہوں گے'' یعنی کتاب خدا اور میری عترت ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے۔

۱۔ الدرر الکامنۃ، ج ۲، ص ۱۵۶، نمبر ۱۶۱۳۔

احوال وآثار

اسنوی لکھتے ہیں:

''وہ معقولات ومنقولات کے امام اور بہت ساری کتابوں کے مصنف ہیں، ان میں چند مشہور کتابیں یہ ہیں: شرح المصابیح، مختصر ابن حاجب، المفتاح، التلخیص فی البیان وغیرہ''۔(۱)

مزید تعریف وتمجید کے لئے ملاحظہ کیجئے تقی الدین اسدی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ج ۳، ص ۲۶، نمبر ۶۵۲)، جلال الدین سیوطی کی ''بغیۃ الوعاۃ'' (ص ۲۱۴، نمبر ۴۵۴) ابن حجر عسقلانی کی ''الدرر الکامنہ'' (ج ۵، ص ۲۹، نمبر ۴۵۸۱)۔

۱۲۳۔ شمس الدین ذہبی

حافظ ذہبی نے حدیث ثقلین کو صحیح قرار دیا ہے، چنانچہ شیخانی قادری ''الصراط السوی'' میں لکھتے ہیں:

''ابوعوانہ نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد جب غدیر خم تشریف لائے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کرنے کا حکم دیا پھر خطبہ ارشاد فرمایا: **کانّی قد دعیت فاجبت و انّی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھلبیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیھما فانھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. ثم قال: انّ اللّٰہ مولای و انا ولی کلّ مومن. ثم اخذ بید علی رضی اللّٰہ عنہ فقال: من کنت مولاہ فھذا ولیّہ .اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ.**

عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں اس کے بعد فرمایا: خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا

۱۔ طبقات الشافعیہ، ص ۱۶۴، نمبر ۴۶۳۔

www.shiabookspdf.com

مولا ہوں پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علیؑ) مولا ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے، میں نے زید سے پوچھا تم نے خود اس ارشاد کو سنا تھا؟ زید نے جواب دیا ان درختوں کے نیچے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے اس منظر کو اپنی آنکھ سے دیکھا نہ ہو اور اپنے کان سے یہ آواز سنی نہ ہو، حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے"۔

احوال وآثار

ان کے معاصر محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی فوات الوفیات میں لکھتے ہیں:

"یہ حافظ بے بدیل اور عالم بے نظیر تھے، انھوں نے علم حدیث اور علم رجال کو پوری طرح حاصل کیا تھا، احادیث کے اسباب وعلل پر غور کرتے تھے، راویوں کے احوال سے واقف تھے، تواریخ کے مبہم مقامات کی تشریح وتوضیح کی، بہت کچھ علم جمع کیا جس سے ایک جم غفیر کو فائدہ پہنچا، بہت ساری ان کی تصنیفات ہیں جن میں بعض مطولات کے مختصرات ہیں"۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے تاج الدین سبکی کی "طبقات الشافعیہ" (ج۵، ص۲۱۶)، جمال الدین اسنوی کی "طبقات الشافعیہ" (ص۱۸۴، نمبر۵۱۴)، قاضی ابن شہبہ تقی الدین اسدی کی "طبقات الشافعیہ" (ج۳، ص۵۵، نمبر۶۱۵)، ابن حجر عسقلانی کی "الدرر الکامنة فی اعیان المائة الثامنة" (ج۳، ص۴۲۶، نمبر۳۴۱۳)، جلال الدین سیوطی کی 'طبقات الحفاظ" (ص۵۴۷، نمبر۱۱۴۶)، غیاث الدین کی "حبیب السیر"، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی "بستان المحدثین" اور "تحفۂ اثناعشریہ"، قنوجی کی "التاج المکلل" (ص۴۲۰، نمبر۴۶۰)۔

۱۲۴۔ روایت جمال الدین زرندی

زرندی کہتے ہیں:

"یہ باب اہلبیت کے متعلق رسول خداؐ کی اس وصیت کے بارے میں ہے جس میں

۱۔ فوات الوفیات، ج۳، ص۳۱۵، نمبر۴۳۶۔

آنحضرتؐ نے اپنے اہلبیتؑ سے محبت کی فضیلت کو بیان کیا ہے نیز یہ کہ ان (اہلبیتؑ) کی محبت خدا اور رسول خداؐ پر ایمان کی دلیل ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ اسلام نے فرمایا: خدا کو دوست رکھو ان نعمتوں کی وجہ سے جنہیں ہر روز وہ تمہیں دیتا ہے اور خدا سے دوستی کی وجہ سے مجھ سے دوستی رکھو اور میری دوستی کی وجہ سے میرے اہلبیت سے دوستی رکھو۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا میں اپنی عترت سے بھلائی کے لئے تم کو وصیت کرتا ہوں اور تمہارا موعد حوض کوثر ہے اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب اللّٰه حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلّفونی فیهما. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ کتاب خدا جو ایک مضبوط ذریعہ ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت واہلبیت یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔

عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ اسلام نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کو دیر میں موت آئے اور وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے بہرہ مند ہو اس کو چاہئے کہ میرے اہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا اور قیامت کے دن میرے پاس روسیاہ آئے گا۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان "غدیر خم" میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند وموعظہ کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، تمہارے

www.shiabookspdf.com

درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک کتاب خدا ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور میرے اہلبیت ! میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ۔ میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یا دولاتا ہوں ۔ میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں ۔ ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ، حبل اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہے ۔ اور آنحضرتؐ نے ''ثقلین'' اس لئے کہا ہے کہ ان کا لینا ،ان پر عمل کرنا اور ان کی محافظت کرنا سخت ودشوار کام ہے اور ان دونوں کو ثقلین اس لئے قرار دیا ہے کہ ہر قیمتی اور نفیس شیٔ کو ثقل کہتے ہیں اسی وجہ سے جن وانس کو ثقلین کہا گیا ہے کیونکہ عقل وشعور کی وجہ سے دوسرے حیوانوں پر انھیں برتری حاصل ہے، زید بن ارقم کا بیان ہے کہ آپ کے اہلبیت آپ کے قریب ترین رشتہ دار ہیں جن پر آنحضرتؐ کے بعد صدقہ حرام ہے اور وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔

ابو سعید خدری کا کہنا ہے کہ میں نے رسولؐ خدا کو کہتے ہوئے سنا اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان کے دامن سے وابستہ رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور میری عترت واہلبیت ، آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

جناب جابر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حج میں عرفہ کے دن میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا کہ ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ دے رہے ہیں، ان کو میں نے یہ کہتے سنا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر ان کے دامن کو تھامے رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت ۔

زرندی نے اسی کتاب میں زید بن ارقم سے مروی دوسرے الفاظ میں بھی حدیث ثقلین

کی روایت کی ہے۔''(۱)

نورالدین سمہودی ''جواہر العقدین'' میں طرق حدیث ثقلین کے ضمن میں کہتے ہیں:

''حافظ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی نے اپنی کتاب ''نظم درر السمطین'' میں حدیث زید کی بغیر سند کے روایت کی ہے، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: زید بن ارقم کا کہنا ہے کہ رسولؐ خدا نے حجۃ الوداع میں لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اور تم میرے پیچھے آؤ گے اور امیدوار ہوں کہ تم حوض کوثر پر پہنچو، میں تم سے اپنے دونوں ''ثقل'' کے متعلق پوچھوں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا، مہاجرین میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے پوچھا وہ دو ثقل کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا ان میں بزرگتر کتاب خدا ہے جو ایک مضبوط رسی ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں، لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور ثقل اصغر میرے اہلبیت ہیں، پس جس نے میری دعوت قبول کی اس کو چاہئے ان کے ساتھ اچھائی سے پیش آئے، یا جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ انہیں قتل نہ کرنا، ان پر دباؤ نہ ڈالنا، ان کے سلسلے میں کوتاہی نہ کرنا، میں نے خدائے لطیف وخبیر سے درخواست کی اور اس نے اس کو قبول کیا کہ حوض کوثر پر (انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ان دو انگلیوں کی طرح دونوں میرے پاس پہنچیں گے، ان کا ناصر میرا ناصر اور ان کو چھوڑنے والا مجھ کو چھوڑنے والا ہے، ان دونوں کا دوست میرا دوست اور ان کا دشمن میرا دشمن ہے، زرندی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زید نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کو دیر میں موت آئے اور وہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے مستفید ہو اس کو چاہئے کہ میرے اہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ تباہ وبرباد ہو جائے گا اور قیامت کے دن میرے پاس روسیاہ آئے گا''۔(۲)

۱۔ نظم درر السمطین، ص ۲۳۲۔۲۳۱، ذکر و صاۃ رسول اللہ (ص)۔

۲۔ جواہر العقدین، ج ۲، ص ۷۵، قسم ثانی۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

بہت سارے بزرگ علماء نے ان کی تعریف وتمجید کی ہے اوران کے حالات تحریر کئے ہیں۔ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ''الکوکب الدراری فی شرح صحیح بخاری'' (ج۱،ص۸،مقدمہ کتاب)، ابن حجر عسقلانی کی ''الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ'' (ج۳،ص۲۱۶،نمبر۲۹۴۴)،شہاب الدین احمد کی ''توضیح الدلائل''، ابن صباغ مالکی کی ''الفصول المہمہ'' (ص۲۱،مقدمہ کتاب)،نورالدین سمہودی کی ''جواہر العقدین'' (ج۲،ص۷۵،قسم ثانی)،محمد بن یوسف شامی کی ''سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد''، احمد بن محمد بن فضل باکثیر مکی کی ''وسیلۃ المآل''، میرزا محمد خان بدخشانی کی ''مفتاح النجا''، احمد عجیلی کی ''ذخیرۃ المآل''، مفتی صدرالدین خان دہلوی کی ''منتہی المقال''، مولوی سلامت اللہ بدایونی کی ''معرکۃ الآراء''، مولوی حیدر علی فیض آبادی کی ''منتہی الکلام''۔

۱۲۵۔روایت سعیدالدین کازرونی

انھوں نے اپنی کتاب " المنتقی فی سیرۃ المصطفی "میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں

''آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ آپ کی آل، آپ کی ذریت اور امہات المومنین کے ساتھ نیکی کرنا آپ کی توقیر وتعظیم کے مترادف ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا: میں تمھیں اہلبیتؑ کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اوراس جملے کی حضرتؐ نے تین بار تکرار کی، راوی کہتا ہے کہ ہم نے زید سے پوچھا آپ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ جواب دیا آل علی، آل جعفر، آل عقیل، آل عباس، نیز آپ نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلّوا کتاب اللّٰہ و عترتی اھلبیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیھما. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، کہ اگران کے دامن سے وابستہ رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے، کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو''۔

اسی کتاب میں کازرونی لکھتے ہیں:

''فرزندان فاطمہ میں سے کسی پر اگر کوئی طعن کرے اور کہے کہ حجاج بن یوسف نے آنحضرتؐ کی نسل کا خاتمہ کردیا ہے اوراب کوئی بھی باقی نہیں بچا جس کا سلسلۂ نسب جناب فاطمہ پر ختم ہوتا ہو تو اس نے ظلم اور دروغ پردازی سے کام لیا ہے اوراگر اس نے عمداً ایسا کہا ہے اور وہ مذہبی علماء کے شہر میں رہتا ہے تو اس صورت میں عجب نہیں کہ وہ کافر ہوجائے کیونکہ اس نے آنحضرتؐ کے قول کی مخالفت کی اس لئے کہ صحیح ترمذی میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگران سے وابستہ رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں، دیکھنا میرے بعد تم ان سے کیونکر پیش آتے ہو، اور حدیث مباہلہ میں بیان ہوچکا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا بارالہا یہ میرے اہلبیت ہیں''۔

"المنتقی فی سیرۃ المصطفی" کے مؤلف سعید بن مسعود کازرونی کا کہنا ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب تک قرآن ہے اس وقت تک اولاد فاطمہ ہیں۔

احوال وآثار

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''محمد بن مسعود بن محمد خواجہ امام مسعود بن محمد بن علی بن احمد بن عمر بن اسماعیل بن شیخ ابی علی دقاق بلیانی کازرونی کو ابن جزری نے جنید بلیانی کے مشائخ میں بتایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ سعید الدین فاضل محدث تھے اور بہت زیادہ حدیثوں کا سماع کیا تھا، مزی صاحب تہذیب الکمال اور دیگر محدثین نے آپ کو اجازۂ روایت دیا تھا، انھوں نے کتاب ''مسلسل'' کو لکھی اور ''المولد النبوی'' تالیف کی، آخر جمادی الثانی ۷۵۸ھ میں انتقال کیا''۔(۱)

۱۔الدرر الکامنۃ، ج۵،ص۲۴،نمبر۴۵۶۹۔

www.shiabookspdf.com

محی الدین محمد بن خطیب قاسم نے ''روض الاخبار المنتخب من ربیع الابرار'' کے حاشیہ پر انھیں شیخ اور محدث عصر کہا ہے، محمد بن احمد بن محمد سمرقندی نے المنتقی کے فارسی ترجمہ کے مقدمہ میں تفصیل سے ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۱۲۶۔ روایت ابن کثیر دمشقی

ابن کثیر نے "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا " کی تفسیر میں صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

آیت مودۃ کی تفسیر میں احمد بن حنبل سے زید بن ارقم کی روایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اسی طرح مسلم نے ''الفضائل'' میں روایت کی ہے اور نسائی نے یزید بن حبان سے اس کی روایت کی ہے نیز انہوں نے ترمذی سے روایت کی ہے جس کو ترمذی نے نقل کرنے کے بعد کہا کہ اس باب میں ابوذر، ابوسعید ، زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہم سے بھی اس حدیث کی روایت ہوئی ہے''۔(۲)

اسی طرح انھوں نے کہا ہے کہ حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہے کہ رسولؐ خدا نے غدیر خم میں اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض. میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔(۳)

نیز ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں طرق حدیث غدیر کے سیاق میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۴)

احوال وآثار

داؤدی مالکی لکھتے ہیں:

''حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر علماء وحفاظ کے امام اور اہل معانی وبیان کی

۱۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۴۹۴۔
۲۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۱۲۲۔
۳۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۶، ص ۱۲۲۔
۴۔ تاریخ ابن کثیر، ج ۵، ص ۲۰۹۔

تکیہ گاہ تھے۔ شیخ برہان الدین فزاری اور شیخ کمال الدین سے فقہ پڑھی پھر حافظ ابو الحجاج مزی کے داماد ہو گئے اور ان سے کسب فیض کیا۔ ابن تیمیہ سے بہت ساری حدیثیں اخذ کیں اصول، اصفہانی سے پڑھی اور بہت زیادہ حدیثوں کا سماع کیا پھر قرآن کو حفظ کرنا شروع کیا اور پھر اسانید وعلل حدیث اور رجال وتاریخ کی معرفت حاصل کی یہاں تک کہ ان علوم میں کمال کی منزلوں تک پہنچ گئے جب کہ ابھی جوان تھے ، کمسنی میں ابواب ''التنبیہ'' کے مطابق کتاب ''الاحکام'' لکھی، تاریخ میں ''البدایۃ والنھایۃ''، تفسیر اور مسانید دہگانہ کو ایک کتاب میں جمع کیا، تہذیب الکمال کی تلخیص کی اور اس کے بعد ''المیزان'' میں جو لکھا تھا ان کا اضافہ کیا اور اس کا نام ''التکمیل'' رکھا اس طرح ''طبقات الشافعیہ'' اور مناقب شافعی لکھی، جن احادیث کو ابن حاجب نے ''مختصر'' میں نقل کیا تھا ان کے اسناد کی وضاحت کی، بخاری کے بعض ابواب کی شرح لکھی اور ''التنبیہ'' کے اکثر حصے کی شرح کی، ذہبی کے انتقال کے بعد منصب مشیخۂ (استاد نقل حدیث) ام الصالح کی ذمہ داری قبول کی اور سبکی کے مرنے کے بعد مشیخۂ دار الحدیث اشرفیہ کی مختصر مدت کے لئے ذمہ داری آئی جو کہ بعد میں لے لی گئی''۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی ''المعجم المختص''، ابن حجر عسقلانی کی ''الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ'' (ج ۱، ص ۳۹۹، نمبر ۹۴۴)، قاضی ابن شہبہ تقی الدین اسدی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ج ۳، ص ۸۵، نمبر ۶۳۸)، جلال الدین سیوطی کی ''طبقات الحفاظ'' (ص ۵۵۹، نمبر ۱۱۶۳) ازنقی کی ''مدینۃ العلوم''، مولوی صدیق حسن قنوجی کی ''ابجد العلوم'' (ص ۶۲۲، قسم الثالث علماء التواریخ)۔

۱۲۷۔ روایت سید علی ہمدانی

انھوں نے ''مودۃ القربیٰ'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: انی

۱۔ طبقات المفسرین، ج ۱، ص ۱۱۱، نمبر ۱۰۳۔

www.shiabookspdf.com

تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و اھل بیتی. و یروی: عترتی لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میرے اہلبیت اور بعض روایتوں میں ''عترتی'' (میری عترت) آیا ہے یہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔

اسی ''مودۃ القربیٰ'' میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ''کیا میں تمہارا ولی نہیں ہوں؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے' اپنی حاکمیت کا اقرار لینے کے بعد فرمایا: میں عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں ''ثقلین'' چھوڑے جاتا ہوں اپنے رب کی کتاب (قرآن) اور میری عترت واہلبیت دیکھو تم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو''۔

احوال و آثار

محمد بن سلیمان کفوی ''کتائب الاعلام من فقہا مذہب نعمان المختار'' میں لکھتے ہیں:

''لسان العصر' اپنے وقت کے سردار، واقف اسرار ناسوتیہ ولاہوتیہ شیخ عارف ربانی و عالم صمدانی سید علی ہمدانی علوم ظاہرہ اور باطنہ کے حامل تھے''۔

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے نورالدین بدخشانی کی ''خلاصۃ المناقب''، عبدالرحمان جامی کی ''نفحات الانس'' (ص ۴۴۷)، مجدد الدین بدخشانی کی ''جامع السلاسل''، شہاب الدین احمد کی ''توضیح الدلائل''، حسن میبدی کی ''الفواتح''، قشاشی کی ''السمط المجید''، شاہ ولی اللہ دہلوی (والد مخاطب صاحب تحفہ) کی ''الانتباہ'' اس میں دہلوی نے ان کی بڑی مدح وستائش کی ہے اور ''کامل المحقق''، اور ''علی الثانی'' کے خطاب سے ان کا ذکر کیا ہے، فاضل رشید دہلوی (شاگرد شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب تحفہ) کی ''ایضاح لطافۃ المقال''۔

۱۲۸۔ روایت سید محمد طالقانی

مجدد الدین بدخشانی کے بقول انھوں (طالقانی) نے رسالہ ''قیافہ نامہ'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، بدخشانی ''جامع السلاسل'' میں سید علی ہمدانی کے شرح حال میں طالقانی کے ''حبل اللّٰہ'' کی تشریح کو یوں نقل کرتے ہیں:

''بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ، رسولؐ اللہ کی عترت ہیں جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلان کلام اللّٰہ وعترتی الا فتمسکوا بھما فانھما حبلان لا ینقطعان الی یوم القیامۃ، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت دیکھو ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو کیونکہ یہ دو (بٹی ہوئی) رسیاں ہیں جو قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی''۔

www.shiabookspdf.com

احوال و آثار

مجدد الدین بدخشانی نے اپنی کتاب ''السلاسل'' میں طالقانی کے حالات قلمبند کئے ہیں اور ان کی بہت زیادہ مدح وثنا کی ہے اور ان کو ان القاب سے متصف کیا ہے جن سے بہت کم افراد کی توصیف کی ہے۔

۱۲۹۔ اثبات سعد الدین تفتازانی

تفتازانی لکھتے ہیں:

''اگر کوئی کہے کہ خداوند عالم نے فرمایا: ''انّما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا'' اور رسولؐ خدا نے فرمایا: ''انّی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلّوا کتاب اللّٰہ تعالیٰ و عترتی اھلبیتی. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت'' نیز آپ نے فرمایا ''میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی

سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو اور دوسرے میرے اہلبیت ! میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں،'' یا ان جیسی روایتیں دنیا پر ان کی برتری کی نشاندہی کرتی ہیں، تو میں کہوں گا کہ یہ برتری انہیں علم وتقویٰ اور شرافت نسب کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی، کیونکہ آنحضرتؐ نے کتاب خدا کی طرح ان سے وابستگی کو گمراہی سے نجات کا ذریعہ بتایا ہے اور جس طرح قرآن سے وابستگی کا بھی مطلب اس سے علم اور ہدایت کو حاصل کرنا ہے اسی طرح اہلبیت سے وابستگی کا بھی مطلب ان سے علم اور ہدایت کو حاصل کرنا ہے، اسی لئے رسولؐ خدا نے فرمایا جس کو اس کا عمل پستی کی طرف لے جائے اس کو اس کا نسب بلندی کی طرف نہیں لے جاسکتا ہے۔''(۱)

احوال وآثار

شوکانی ،البدر الطالع میں لکھتے ہیں:

''مسعود بن عمر تفتازانی امام کبیر، مشہور کتابوں کے مصنف اور سعد الدین سے مشہور تھے، صفر ۷۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور عضد جیسے اپنے زمانہ کے بزرگ علماء سے کسب فیض کیا اور نحو، صرف، منطق، معانی وبیان، اصول، تفسیر، کلام اور بہت سارے علوم میں سبقت لے گئے اور ہر طرف ان کے علم کا چرچا ہونے لگا اور دنیا کے گوشہ وکنار سے طالبان علم ان کی طرف کھنچے آتے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں ''الزنجانیہ'' تالیف کی، ان کی دیگر تصنیفات میں چند یہ ہیں: شرح التلخیص الکبیر، شرح التوضیح، شرح العقائد، حاشیہ برعضدی، رسالۃ الارشاد، القاصد، شرح القاصد، تہذیب الکلام، شرح المفتاح، فتاوائے حنفیہ، مفتاح الفقہ، تلخیص المفتاح اور حاشیہ برکشاف''۔(۲)

خلاصہ یہ کہ وہ بہت سارے علوم وفنون میں آٹھویں صدی ہجری کے یکتا وبے نظیر تھے۔

۱۔ شرح القاصد، ج ۲، ص ۳۰۳، الفصل الرابع، المبحث السادس۔

۲۔ البدر الطالع، ج ۲، ص ۱۶۴، نمبر ۵۴۸۔

۱۳۰۔ روایت حسام الدین حمید محلی

علامہ محمد اسماعیل امیر نے ''الروضۃ الندیۃ'' میں تحریر کیا ہے کہ محلی نے اپنی کتاب " محاسن الازھار فی تفصیل مناقب العترۃ الاخیار الاطھار " میں سیاق طرق حدیث غدیر میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، علامہ محمد اسماعیل امیر لکھتے ہیں: ''پورے خطبے کو فقیہ علامہ حمید محلی نے ''محاسن الازھار'' میں امام منصور باللہ کے اس شعر کی شرح میں ذکر کیا ہے۔

ایھما نص بھما اجملا — له علی المکی و الیثربی

انھوں نے اپنے اسناد سے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ اکرم حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد مکہ اور مدینہ کے درمیان جب غدیر خم پہنچے تو لوگوں (حجاج) کو درختوں کے نیچے کی جگہ صاف کرنے کا حکم دیا پھر لوگوں کو نماز کے لئے بلایا ہم لوگ حضرتؐ کے پاس گئے اس دن اتنی سخت گرمی تھی کہ بعض اپنے سروں پر عبا ڈالے تھے تو بعض اپنے پیروں کے گرد لپیٹے تھے۔ ہم نے حضرت کی اقتداء میں نماز پڑھی، پھر آپ نے ہم لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا: حمد وسپاس خدا سے مخصوص ہے، ہم اس کے شکر گذار اور اسی سے مدد مانگتے ہیں، اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں، اپنوں کے شر اور برے اعمال سے خدا سے پناہ مانگتے ہیں، جس کی وہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس سے وہ ہاتھ کھینچ لے اس کی کوئی ہدایت نہیں کرسکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔

اے لوگو! ہر نبی کی عمر اس کے پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوتی ہے، عیسیٰؑ بن مریمؑ نے اپنی قوم میں چالیس سال زندگی گذاری اور میرا بیسواں سال شروع ہوگیا ہے، عنقریب میں تم سے جدا ہونے والا ہوں، دیکھو مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا، کیا میں نے پیغام رسالت پہنچادیا تم کیا جواب دوگے، ہر طرف سے آواز آنے لگی کہ ہم کہیں گے کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور آپ نے

www.shiabookspdf.com

پیغام پہنچادیا اور اس کی راہ میں جہاد کی، اس کے اوامر کی اطاعت اور اس کی بندگی کی یہاں تک کہ موت آ گئی، خدا آپ کو جزائے خیر دے، پھر فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے، جنت حق ہے جہنم حق ہے اور پوری کتاب (قرآن) پر ایمان لائے ہو سب نے ہم زبان ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے اس وقت آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے تم سے سچ کہا اور تم نے مجھ سے، آگاہ ہو جاؤ! میں تم سے پہلے حوض کوثر پر پہنچوں گا اور تم میرے پیچھے آؤ گے اور نزدیک ہے کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو، جب تم مجھ سے ملو گے تو اپنے دونوں "ثقل" کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے، زید کا کہنا ہے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ دو ثقل کہاں ہیں کہ اتنے میں مہاجرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا جائیں یا رسولؐ اللہ! وہ دو ثقل کیا ہیں؟: آنحضرتؐ نے فرمایا ان دونوں میں بزرگ کتاب خدا ہے جو آسمان سے زمین تک ایک رسی ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے لہذا اسے مضبوطی سے پکڑے رہو تا کہ نہ لغزش کھاؤ نہ گمراہ ہو جاؤ اور ان میں چھوٹی میری عترت ہے جس نے میرے قبیلے کی طرف رخ کیا اور میری دعوت کو قبول کیا وہ انھیں نہ قتل کرے نہ ان سے قطع رابطہ کرے اور نہ ہی ان کے حق میں کوتاہی کرے، میں نے ان کو خدا سے مانگا تو اس نے مجھے عطا کیا، ان دونوں کا مدد کرنے والا میرا مدد کرنے والا ہے اور ان کو چھوڑنے والا مجھے چھوڑنے والا ہے، ان سے دوستی کرنے والا مجھ سے دوستی کرنے والا ہے اور ان سے دشمنی کرنے والا مجھ سے دشمنی کرنے والا ہے تم سے پہلے کی امت اس وقت تک ہلاک نہیں ہوئی جب تک اس نے اپنے ہوا و ہوس کو دین نہ بنالیا۔ اپنے نبی کی مخالفت کی اور جو قسط و عدل سے کام لیتے تھے انہیں قتل کر دیتے تھے، اس وقت علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولا ہے، جس کا میں ولی ہوں اس کا یہ (علی) ولی ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست

رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے"۔

احوال و آثار

حسام الدین حمید محلی اہلسنت کے مشہور علماء میں سے ہیں، علامہ امیر کا محلی کی کتاب "محاسن الازھار" سے استناد کرنا ان کی عظمت کی دلیل ہے، علامہ امیر نے اپنی کتاب "الروضہ الندیہ" میں بہت زیادہ ان سے نقل کیا ہے اور "العلامہ الفقیہ" سے ان کی توصیف کی ہے اور انھوں نے بعض جگہوں پر لکھا ہے "الفقیہ العلامہ حمید الشهید رحمه الله" دوسری بات یہ ہے کہ قاضی شوکانی نے ان کی کتاب سے نقل کیا ہے گویا محلی ان کے مشائخ میں سے ہیں، ایک جگہ شوکانی لکھتے ہیں: شہید حمید کی کتاب "محاسن الازھار" سے روایت کرتا ہوں"۔(۱)

۱۳۱۔ روایت نورالدین ہیثمی

ہیثمی نے اپنی کتاب "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ہیثمی کی یہ وہی کتاب ہے جس میں زوائد کتب ششگانہ مسند احمد، مسند بزار، مسند ابویعلی اور طبرانی کی تینوں معاجم کو جمع کیا ہے۔ چنانچہ عبدالرؤف مناوی، فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر میں انی تارک فیکم خلیفتین کی شرح میں لکھتے ہیں:

> "ہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے سارے راوی مورد اطمینان اور موثق ہیں۔ ابویعلی نے بھی اس سند سے جس میں کسی طرح کا ضعف نہیں ہے، اس حدیث کی روایت کی ہے اور حافظ عبدالعزیز بن اخضر نے بھی اس کی روایت کرنے کے بعد اس جملے کا اضافہ کیا ہے "آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع میں یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی" اور ابن جوزی جیسے افراد کو جو یہ گمان ہوا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے تو یہ ان کی غلط فہمی ہے اور سمہودی کا کہنا ہے کہ اس حدیث کی تو بیس سے زیادہ صحابیوں نے روایت کی ہے"۔(۲)

۱۔ اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر، ص ۷۸۔

۲۔ فیض القدیر (شرح الجامع الصغیر)، ج ۳، ص ۱۵، شرح ح ۲۶۳۱ نیز ملاحظہ کیجئے: مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۸۵۔۱۸۲، ح ۱۴۹۶۶۔۱۴۹۵۷، باب فی فضل اھل البیت رضی اللہ عنہم۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

سخاوی لکھتے ہیں:

''حافظ نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عمر بن صالح معروف بہ ہیثمی رجب ۷۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور جب کچھ بڑے ہوئے تو قرآن پڑھنا شروع کیا اور ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا کہ زین العراقی کے ساتھ ہو لئے اور ان کی وفات تک حضر وسفر دونوں میں ان کے ساتھ ساتھ رہے، انھوں نے بے شمار مشائخ سے بہت زیادہ حدیثوں کا سماع کیا۔ زین العراقی اپنے کاموں میں سوائے ہیثمی کے کسی پر بھروسہ نہیں کرتے تھے بعد میں ان کو اپنا داماد بنالیا، شیخ کی بہت ساری تصانیف کو ہیثمی نے لکھا اور ان میں اکثر کی ان کے سامنے قرائت کی، حدیث میں زین العراقی ہی سے استناد کرتے تھے، مجمع الزوائد کی تالیف میں عراقی نے راہنمائی کی تھی۔ ہیثمی کا تقویٰ، دیانت، زہد، علم، عبادت، شیخ کی خدمتگذاری اور حدیثوں سے عشق حیرت انگیز تھا، زین العراقی کے ہمراہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کیں بلکہ بہت کم دیکھنے میں آیا کہ زین العراقی حدیث بیان کریں اور ھیثمی ان کے ہمراہ نہ ہوں یا بالعکس۔ ابن خطیب الناصریہ نے ذیل تاریخ حلب میں، تقی فاسی نے ''ذیل التقیید'' میں، ہمارے شیخ نے اپنی ''معجم''، ''انباء'' اور م ''شیخ البرھان حلبی'' میں، غرس خلیل اقفہسی نے ''معجم ابن ظہیرہ'' میں، تقی ابن فہد نے اپنی ''معجم'' اور ذیل ''الحفاظ'' میں اور مقریزی نے ''عقود'' میں ان کے حالات لکھے ہیں''۔(۱)

جلال الدین سیوطی (۲) اور شوکانی (۳) نے ان کی بڑی تعریف وتمجید کی ہے۔

۱۔ الضوء اللامع، ج ۵، ص ۲۰۰، نمبر ۶۷۶۔

۲۔ طبقات الحفاظ، ص ۵۷۲، نمبر ۱۱۸۰۔

۳۔ البدر الطالع، ج ۱، ص ۳۰۲، نمبر ۳۰۵۔

۱۳۲۔ روایت مجد فیروز آبادی

انھوں نے حدیث ثقلین کو مادہ ''ثقل'' میں اس طرح نقل کیا ہے:

''ثقل (بہ فتح ثا وقاف) اسباب ووسائل مسافر اور ہر اس قیمتی چیز کو کہتے ہیں جس کی حفاظت ہوتی ہے اور اسی معنی میں آنحضرت کی یہ حدیث ہے انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی''۔(۱)

احوال وآثار

علمائے اہلسنت کی نظر میں فیروز آبادی کی عظمت کا اندازہ درج ذیل کتابوں سے ہوتا ہے قاضی ابن شہبہ تقی الدین اسدی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ج ۴، ص ۶۳، نمبر ۷۵۲، طبقہ ۲۸)، تقی الدین فاسی کی ''العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین'' (ج ۲، ص ۴۲۵، نمبر ۴۸۸)، سخاوی کی ''الضوء اللامع لاھل القرن التاسع'' (ج ۱۰، ص ۷۹، نمبر ۲۷۴)، جلال الدین سیوطی کی ''بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ'' (ص ۲۳۳، نمبر ۵۰۵)، شوکانی کی ''البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع'' (ج ۲، ص ۱۴۹، نمبر ۵۳۱)، قنوجی کی ''التاج المکلل'' (ص ۴۷۰، نمبر ۴۹۵)۔

۱۳۳۔ روایت حافظ بخاری معروف بہ خواجہ پارسا

انھوں نے اپنی کتاب ''فصل الخطاب'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''شیخ امام عارف ولی ابو عبداللہ محمد بن حکیم ترمذی نے اپنی کتاب (۲) ''نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول'' کی پچاسویں فصل میں لکھا ہے: ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن وشّاء نے بیان کیا انھوں نے زید بن حسن انماطی سے، انھوں نے جعفر بن محمد سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ جابر کہتے ہیں میں نے رسولؐ خدا کو حج میں بروز عرفہ ناقۂ قصویٰ پر سوار خطبہ دیتے دیکھا، آپ نے فرمایا:

۱۔ القاموس المحیط، ج ۳، ص ۳۴۳۔

۲۔ نوادر الاصول، ج ۱، ص ۲۵۸، اصل ۵۰۔

www.sirat-e-mustaqeem.net

یا ایھا الناس! قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا کتاب اللّٰه و عترتی اھل بیتی. اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر ان کے دامن سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت۔

وہ (ترمذی) بہ سند دیگر لکھتے ہیں کہ ہم سے نصر نے بیان کیا انھوں نے زید بن حسن سے، انھوں نے معروف بن خربوذ مکی سے، انھوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور انھوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے حج سے واپسی پر خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! خداوند لطیف وخبیر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ ہر نبی کی عمر اس کے پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوتی ہے، میں عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اور جب تم میرے پاس آؤ گے تو ثقلین کے بارے تم سے جواب طلب کروں گا پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، ثقل اکبر کتاب خدا ہے جو حبل متین ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے پس اس کو مضبوطی سے پکڑو اور گمراہ نہ ہو اور اس میں تبدیلی نہ کرو اور میری عترت واہلبیت، خدائے لطیف نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں"۔

اسی کتاب "فصل الخطاب" میں "جامع الاصول (۱)" سے زید بن ارقم سے منقول ہے:

"ایک دن رسولؐ خدا مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند وموعظہ کے بعد ارشاد فرمایا؛ لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو عظیم الشان چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں ایک کتاب خدا ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو پھر قرآن کی طرف ترغیب دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور

۱۔ جامع الاصول، ج ۱۰، ص ۱۰۳۔۱۰۲، ح ۶۶۹۵۔

میرے اہلبیت؛ میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے، زید کا کہنا ہے کہ آنحضرتؐ کے اہلبیت وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے اور وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں، زید سے پوچھا گیا کیا حضرتؐ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں آپ کے اہلبیت سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن پر آنحضرتؐ کے بعد صدقہ حرام ہے. مسلم نے اس حدیث کی (اپنی صحیح (۱) میں) اسی طرح روایت کی ہے"۔

احوال وآثار

کفوی "کتائب اعلام الاخیار" میں لکھتے ہیں:

"محمد بن محمد بن محمود بخاری معروف بہ خواجہ محمد پارسا، شیخ بزرگ خواجہ بہاء الدین نقشبند کے معزز جانشینوں میں سے ہیں، ۷۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے زمانہ کے علماء سے رائج علوم کو حاصل کیا اور اپنے ساتھیوں پر سبقت لے گئے، جوانی میں منقولات و معقولات میں کمال کی منزلوں تک پہنچے۔ شیخ امام شیخ عارف ولی ابوطاہر محمد بن حسن بن علی بن طاہر سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور آخر شعبان ۷۷۶ھ کو ان سے بخارا میں اجازہ لیا، خواجہ محمد پارسا کہتے تھے: بقیۃ اعلام الھدی ابوطاہر نے مجھے اجازہ دیا، اصول وفروع میں جن چیزوں کو ان سے سنا اور جن چیزوں کی ان کے سامنے قرائت کی ان کی میں روایت کرتا ہوں، معقولات ومنقولات جو ان سے حاصل کیا ان کا درس دیتا ہوں"۔

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے غیاث الدین کی "حبیب السیر فی اخبار افراد البشر"، مجدد الدین بدخشانی کی "جامع السلاسل"، عبدالرحمٰن جامی کی "نفحات الانس" (ص ۳۹۲)۔

۱۔ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳۔۱۲۲، باب فضائل علی بن ابی طالب۔

www.shiabookspdf.com

۱۳۴۔ روایت شہاب الدین دولت آبادی

ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی نے اپنی کتاب ''ھدایۃ السعداء'' کے چوتھے باب ہدایت میں حدیث کی معتبر کتابوں سے متعدد طرق واسناد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''جلوہ اولی ان (اہلبیتؑ) سے تمسک کے بارے میں ہے''۔

''فخر الدین ہانسوی کی ''دستور الحقائق'' میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ اکرم حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد مکہ اور مدینہ کے درمیان جب اس تالاب پر جو خم کہلاتا ہے پہنچے تو اونٹوں کے کجاوے جمع کر کے ایک منبر تیار کروایا اور اس پر تشریف لے گئے اور فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی ان تمسکتم بھما لن تضلّوا من بعدی، و فیہ ایضاً: من اراد ان یتمسک باالحبل المتین فلیجب علیہ و ذریتہ. میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے، اسی کتاب میں آیا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ حبل متین اور مضبوط رسی سے وابستہ رہے وہ علی اور ان کی ذریت کو دوست رکھے''۔

''نیز ''المشارق'' کے باب ''اما'' اور ''المصابیح'' میں زید بن ارقم سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور موعظہ ونصیحت کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہوں عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو اور دوسرے میرے اہلبیت: میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں۔

اور ''العمدہ'' ''الدرر'' اور ''تاج الاسامی'' میں آیا ہے کہ میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت اگر ان دونوں سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور ''الاربعین

عن الاربعین'' ''کتاب الشفا'' ''نصاب الاخبار'' ''المصابیح'' ''مشکاۃ الانوار'' اور ''النسائیہ'' میں محمد بن مثنی نے یحییٰ بن حماد سے، انھوں نے ابوعوانہ سے، انھوں نے سلیمان سے، انھوں نے حبیب بن ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد جب رسولؐ خدا غدیر خم پہنچے تو درختوں کے نیچے کی زمین صاف کروائی پھر فرمایا:

''عنقریب میں اس دنیا سے رخصت کر جاؤں گا میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک حبل متین ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو''۔

''المصابیح'' میں حسن حدیثوں میں جابر سے منقول ہے کہ میں (جابر) نے رسولؐ خدا کو ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ دیتے دیکھا جس میں آپ نے فرمایا:

''اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انھیں اختیار کئے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت''۔

اس کے بعد دولت آبادی نے اس حدیث اور دیگر حدیثوں کے بارے میں تفصیل سے بحث کی ہے اور اس حدیث کے ہر لفظ کی شرح کی ہے۔ اس حدیث کو انھوں نے اپنی اس کتاب کے پہلے، دوسرے، پانچویں اور چھٹے جلوے میں نقل کیا ہے اور اپنی دوسری کتاب ''مناقب سادات'' میں بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے شیخ عبدالحق دہلوی کی ''اخبار الاخیار''، محمد محبوب عالم کی ''تفسیر شاہی''، ولی اللہ دہلوی (پدر شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب تحفہ) کی ''المقدمۃ السنیۃ''، کاتب چلپی کی ''کشف الظنون''، غلام علی آزاد بلگرامی کی ''سبحۃ المرجان فی علماء

www.shiabookspdf.com

ھندوستان" (ص ۳۹)، رشید الدین خان دہلوی کی "ایضاح لطافۃ المقال" اور "غرۃ الراشدین" ۸۴۸ھ میں وفات پائی اور شہر جونپور میں دفن ہوئے (لیکن صحیح یہ ہے کہ ۸۴۹ھ میں انتقال ہوا جیسا کہ آزاد بلگرامی نے لکھا ہے)۔

۱۳۵۔ روایت ابن صباغ مالکی

انھوں نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

"ترمذی نے بھی زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "**من کنت مولاہ فعلی مولاہ**" ترمذی نے صرف اس جملے کی روایت کی ہے لیکن زہری نے یہ بھی بتایا ہے کہ کس دن، کس جگہ اور کس وقت اس جملے کو آنحضرت نے فرمایا تھا وہ کہتے ہیں:

"پیغمبرؐ اسلام فریضۂ حج سے فارغ ہونے کے بعد جب مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو ۱۸ ذی الحجہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: مجھ سے سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا کیا میں نے پیغام رسالت پہنچا دیا اور نصیحت کی؟ ہر طرف سے آواز آنے لگی ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا، کوشش بلیغ کی اور ہمیں نصیحت کی، پھر آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پیغام پہنچا دیا اور نصیحت کر دی اس کے بعد ارشاد فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے اور میں خدا کا بندہ اور رسول ہوں؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں پھر آپ نے فرمایا جیسی تم نے گواہی دی ویسی ہی میں نے بھی گواہی دی اس کے بعد آپ نے فرمایا: **ایھا الناس! قد خلفت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعدی کتاب اللّٰه و اھل بیتی. الا ! و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض و سعة حوضی ما بین بُصری و صنعاء. عدد آنیته عدد النجوم ان اللّٰه سائلکم کیف خلفتمونی فی کتابه و فی اھل بیتی. ثم قال: ایھا الناس! من اولیٰ الناس با المومنین ؟ قالوا: اللّٰه**

و رسوله اولیٰ با المومنین .یقول ذالک ثلاث مراة ثم قال فی الرابعة و اخذ بید علی رضی اللّٰه : من کنت مولاہ فعلی مولاہ. اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ. لوگو! میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور میرے اہلبیت ۔ خدائے بزرگ و برتر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، اس حوض کی چوڑائی بُصری سے صنعاء تک کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے ظروف کی تعداد ستاروں کی تعداد جیسی ہے، خدا تم سے پوچھے گا کہ کیسا تم نے اس کی کتاب اور میرے اہلبیت کے ساتھ سلوک کیا، پھر آپ نے پوچھا مومنین پر خود ان سے زیادہ کون حق تصرف رکھتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا خدا اور اس کا رسول مومنین پر ان سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں آپ نے اس سوال کو تین مرتبہ دہرایا اور لوگوں نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا تب چوتھی مرتبہ علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے، اس جملے کی تین مرتبہ آپ نے تکرار کی اور اس کے بعد فرمایا: حاضرین، غائبین کو اس سے باخبر کر دیں"۔(۱)

احوال و آثار

ابن صباغ مالکی کا شمار مشہور علماء اہلسنت میں ہوتا ہے ان کی کتابوں پر علماء نے اعتماد کیا ہے اور ان سے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ ان کی تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے نجم الدین عمر بن فہد مکی کی "اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ"، شمس الدین سخاوی کی "الضوء اللامع لاھل القرن التاسع" (ج ۵ ص ۲۸۳، نمبر ۹۵۸)، نورالدین سمہودی کی "جواہر العقدین"، نورالدین حلبی کی "السیرۃ الحلبیۃ"، شیخانی قادری کی "الصراط السوی"، عبدالرحمٰن صفوری کی "نزھۃ المجالس"، محمد محبوب عالم کی "تفسیر شاہی"، اکرام الدین دہلوی کی "سعادۃ الکونین"، محمد صبان کی "اسعاف الراغبین"، عجلی کی "ذخیرۃ المآل"، عدوی حمزاوی کی "مشارق الانوار"، شبلنجی کی "نورالابصار"۔

۱۔ الفصول المہمۃ، ص ۴۰، فصل فی مواخاۃ رسول اللہ (ص) لہ۔

www.shiabookspdf.com

۱۳۶۔ روایت شمس الدین سخاوی

سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں بہت سارے طرق واسناد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔ آیت مودۃ کی توضیح وتفسیر میں لکھتے ہیں:

''اہلبیت کے بارے میں آپ کی صریح اور روشن وصیت اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیثوں میں بھی ہے۔ سلیمان بن مہران اعمش نے ابوسعید خدری سے اور عطیہ بن سعد عوفی اور حبیب بن ابی ثابت نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب اللّه حبل ممدود من السماء الی الارض. و عترتی اهل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. فانظروا کیف تخلّفونی فیهما. اخرجه الترمذی فی جامعه. میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے، ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو ترمذی نے اپنی جامع میں اس حدیث کی روایت کی ہے''۔

مسند احمد میں موجود ابوسعید کی حدیث کی اعمش سے اسی طرح ابواسرائیل ملائی اسماعیل بن خلیفہ اور عبدالملک بن سلیمان سے اور طبرانی نے ''المعجم الاوسط'' میں ''کثیر النواء'' سے اور ان چاروں نے عطیہ سے روایت کی ہے اور ابویعلی اور دوسروں نے اس کی روایت کی ہے لہذا ابن جوزی کا حدیث ثقلین کو ''العلل المتناھیۃ'' میں نقل کرنا تعجب خیز بات ہے اور اس سے حیرت انگیز ان کی یہ بات ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے جب کہ اس حدیث کی جن طرق واسناد سے روایت کی گئی ہے ان میں بعض ''صحیح مسلم'' میں ہیں چنانچہ انھوں (مسلم) نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم کی حدیث کی سعید بن مسروق اور ابی حیان یحیٰی بن سعید بن حیان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوحیان نے یزید بن حیان سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے

روایت کی ہے کہ:

''مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں رسولؐ اسلام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند ونصیحت کے بعد ارشاد فرمایا لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت اجل کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک کتاب خدا ہے جس میں نور وہدایت ہے لہذا اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑو پھر آپ نے کتاب خدا کی طرف ترغیب وتشویق دینے کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت! میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں اور اس جملے کی تین مرتبہ تکرار کی۔ زید سے پوچھا گیا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت میں نہیں ہیں؟ جواب دیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے زید بن ارقم سے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس، زید سے پوچھا گیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہا ہاں''۔

یہ روایت (صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۳۔۱۲۲ پر) اس طرح نقل ہوئی ہے کہ:

زید بن ارقم سے پوچھا گیا کہ حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں ان میں شامل ہیں؟ زید بن ارقم نے جواب دیا:

''لا ایم اللّه ! ان المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی امّها. و فی روایة غیره: الی ابیها و امها. اهل بیته اصله و عصبته الذین حرموا الصدقه بعده''. خدا کی قسم نہیں کیونکہ بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ایک عرصہ تک زندگی گذارتی ہے اور ادھر شوہر نے طلاق دیا اور وہ اپنے ماں کے گھر (یا دوسری روایت میں ہے ماں باپ کے گھر) چلی جاتی ہے، آپ کے اہلبیت تو آپ کے قریب ترین رشتہ دار ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

اس روایت کو مسلم (صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳۔۱۲۲) اور نسائی نے بھی نقل کیا ہے، اسی طرح احمد اور

www.shiabookspdf.com

داری نے اپنے مسانید میں، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور دوسروں نے بھی ابوحیان تیمی یحییٰ بن سعید بن حیان کی حدیث کی یزید بن حیان سے روایت کی ہے۔

حاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں اعمش سے انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے اور حدیث سلمۃ بن کہیل کو ان کے والد سے اور انھوں نے ابوالطفیل سے اور حدیث ابوالضحی مسلم بن صبیح کو زید بن ارقم سے نقل کیا ہے اور تینوں کے طرق واسناد کے بارے میں کہا ہے کہ صحت حدیث کے سلسلے میں شیخین (بخاری ومسلم) نے جو شرائط بیان کئے ہیں ان کے یہ مطابق ہے مگر شیخین نے انھیں نقل نہیں کیا ہے، اسی طرح یحییٰ بن جعدہ سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے اور اس تخریج کی طبرانی نے اپنی ''المعجم الکبیر'' میں موافقت کی ہے، نیز طبرانی نے اس حدیث کی حکیم بن جبیر سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید سے روایت کی ہے.....

حدیث ثقلین کی جابر، حذیفہ بن اسید، خزیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، ضمیرہ، عامر بن ابی لیلی، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، علی بن ابی طالب، ابوذر، ابورافع، ابوشریح خزاعی، ابوقدامہ انصاری، ابوہریرہ، ابوالہیثم بن تیہان، قریش کے افراد، ام سلمی اور دختر ابی طالب ام ہانی جو صحابیۂ پیغمبرؐ تھیں، سے روایت ہوئی ہے۔

حدیث جابر کی ترمذی نے اپنی جامع (الجامع الصحیح، ج۵، ص۶۲۱، ح۳۷۸۶) میں اور ابن عقدہ نے ''الولایۃ'' میں روایت کی ہے، حدیث حذیفہ بن اسید کی طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں، ضیاء نے ''المختارہ'' میں اور ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں روایت کی ہے۔

حدیث خزیمہ کی ابن عقدہ نے محمد بن کثیر سے اور انھوں نے فطر اور ابوالجارود سے اور ان دونوں نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ علی کرم اللہ وجھہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد لوگوں کو قسم دے کر کہا وہ افراد کھڑے ہو جائیں جو غدیر خم میں خود موجود تھے اور وہ نہ کھڑا ہو جو یہ کہے کہ میں نے سنا ہے یا مجھ تک خبر پہنچی ہے بلکہ وہ کھڑا ہو خود جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے محفوظ رکھا ہو، یہ سن کر سترہ صحابی کھڑے ہوئے جن میں خزیمہ بن ثابت، سہل بن سعد، عدی بن حاتم، عقبہ بن عامر، ابو

ایوب انصاری، ابوسعید خدری، ابوشریح خزاعی، ابوقدامہ انصاری، ابولیلی، ابوالہیثم بن تیہان اور قریش کے کچھ افراد تھے پھر علی نے فرمایا اب بیان کرو جو تم نے دیکھا اور سنا تھا، ان لوگوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول خداؐ کے ہمراہ ہم واپس آرہے تھے کہ ظہر کا وقت آگیا آپ نے جھاڑیوں کے صاف کرنے اور وہاں نماز کے لئے لوگوں کو جمع ہونے کے لئے کہا ہم نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر حضرتؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا:

''ایّها الناس! ما انتم قائلون ؟قالوا: قد بلغت، قال: اللهم اشهد ، ثلاث مرات. قال: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی مسئولون. ثم قال: الا ان اموالکم و دمائکم حرام کحرمة یومکم هذا و حرمة شهرکم هذا. اوصیکم باالنساء، اوصیکم باالجار، اوصیکم با المماليک، اوصیکم با العدل والاحسان. ثم قال: ایّها الناس! انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّه وعترتی اهل بیتی فانّهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. نبانی بذالک اللطیف الخبیر . و ذکر الحدیث فی قوله صلی اللّه علیه وسلم: من کنت مولاه فعلی مولاه. فقال علی رضی اللّه عنه: صدقتم و انا علی ذالک من الشاهدین. اے لوگو! تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا آپ نے پیغام الٰہی پہنچا دیا، آپ نے تین مرتبہ فرمایا پروردگارا تو گواہ رہنا اس کے بعد فرمایا: میں عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا پھر فرمایا: ان دنوں اور ان مہینوں کی طرح تمہارا خون ومال حرام ہے، تم کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، تم کو ہمسایوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، تم کو غلاموں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں (کہ ان سب کے ساتھ اچھا سلوک کرنا) تم کو عدل واحسان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، اس کے بعد ارشاد فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر

www.shiabookspdf.com

میرے پاس پہنچیں، خدا نے یہ بات مجھ سے کہی ہے پھر آپ نے فرمایا: **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** (جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے) ان لوگوں کی باتیں سن کر علی نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اور میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں"۔

حدیث زید کو احمد نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔

حدیث سہل کو خزیمہ نے نقل کیا ہے۔

حدیث ضمیرہ اسلمی کو ابن عقدہ نے "الموالات" میں بیان کیا ہے اور ابن عقدہ ہی سے ابوموسی مدینی نے ذیل میں نقل کرنے کے بعد کہا ہے "یہ حدیث مجھے بہت پسند ہے"

حدیث عبدالرحمٰن کو ابن ابی شیبہ، ابویعلی اور بزار نے اپنے مسانید میں نقل کیا ہے۔

حدیث ابن عباس کی طرف دیلمی نے اپنی مسند میں اشارہ کیا ہے۔

حدیث ابن عمر کو طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ آخری بات جو پیغمبرؐ کی زبان سے نکلی یہ ہے "میرے اہلبیت کے ساتھ تمھارا سلوک میرا ہی جیسا ہو"

حدیث ہدی بن حاتم اور عقبہ بن عامر کو خزیمہ نیشاپوری نے ذکر کیا ہے حدیث علی کی اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، دولابی نے "الذریۃ الطاہرہ" میں روایت کی ہے اور بزار نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

حدیث ابوذر کو ترمذی نے اپنی "جامع" میں اور ابن عقدہ نے "الموالات" میں نقل کیا ہے۔

حدیث ابورافع کو ابن عقدہ نے "الموالات" میں نقل کیا ہے۔

حدیث ابوشریح اور ابوقدامہ کو خزیمہ نیشاپوری نے ذکر کیا ہے۔

حدیث ابوہریرہ کو بزار نے اپنی "مسند" میں نقل کیا ہے۔

حدیث ام سلمی کو ابن عقدہ نے نقل کیا ہے۔

حدیث ام ہانی کو ابن عقدہ نے ذکر کیا ہے"۔(۱)

۱۔ استجلاب ارقاء الغرف، ج۱، ص۳۶۷۔۳۳۶، ح۹۳۔۶۰۔

احوال آثار

عبقات الانوار مجلد حدیث مدینہ " انا مدینۃ العلم و علی بابھا "میں تفصیل سے ان کا شرح حال لکھا ہے یہاں ان کی خودنوشت کا خلاصہ پیش کررہے ہیں۔

وہ ربیع الاول ۸۳۱ھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم نزدیک کے مکتب مین عیسی بن احمد مقسی اور فقیہ صالح بدر حسین سے حاصل کی اور برہان بن خضر، شہاب ابوالعباس حناوی، شہاب ابدی مغربی، جمال بن ہشام حنبلی، شمس وقائی، شرف المناوی، زین البوتجی، امین اقصرائی، سعد بن دیری، زین سندبیسی، زین عراقی اور محب ابن شحنہ وغیرہ سے بڑی کتابیں پڑھیں اور امام الائمہ شہاب ابن حجر سے استماع حدیث کیا، بلکہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ سماع حدیث کیا، انہوں نے اپنے ہم طبقوں میں صلاح بن ابی عمیر، ابن امیلہ، ابن النجم، ابن الھبل، شمس ابن المحب، فخر ابن بیسارہ، ابن خوجی، بنجی، زیتاوی، بیانی، سوقی، قاضی عز ابن جماعۃ، تاج سبکی اور ان کے بھائی بہاء، جمال اسنائی، شہاب اذرعی، کرمانی، صلاح صفدی، قیراطی، حراوی، حسن تکریتی، امیوطی، باجی، ابوالبقا، سبکی، نشاوری، ابن ذہبی، ابن علائی، آمدی، نجم ابن کشک، ابو الیمن، ابن کویک، ابن اخشاب، ابن حاتم، ملیجی، ابن رزین، بدر ابن صاحب، سراج ھندی، اکمل الدین بلقینی، ابن ملقن، عراقی، ابناسی اور برہان ابن فرحون سے سماع حدیث کیا۔

اسی طرح انھوں نے ابی طاہر، عز ابن جماعہ، ابن خیر، عراقی، نوی اور ابن جوزی کے شاگردوں سے سماع حدیث کیا۔ خلاصہ یہ کہ اسّی سے زیادہ شہروں اور دیہاتوں میں جا کر بارہ سو افراد سے حدیثیں اخذ کیں اسی وجہ سے تصنیف اور نقل حدیث کا سلسلہ پچاس سال کی عمر کے بعد کیا، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث، الغایۃ فی شرح منظومہ ابن جزری، الایضاح فی شرح نظم العراقی للاقتراح، النکت علی الالفیہ و شرحھا، نووی کی التقریب کی شرح، بلوغ الامل بتلخیص کتاب دارقطنی فی العلل، تکملۃ تلخیص المتفق والمفترق، تکملہ شرح عراقی بر ترمذی، اقرب الوسائل، القول المفید فی ایضاح شرح العمدہ، الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، ذہبی کی دول الاسلام پر حاشیہ، القول المبنی فی شرح ابن العربی اور استجلاب ارتقاء الغرف بحب اقرباء الرسول ذوی الشرف ان کی تصنیفات اور شروح ہیں۔

ہر مذہب کی درج ذیل بزرگ شخصیتوں نے ان کی کتابوں پر تقریظیں لکھی ہیں۔ شافعی علماء میں:

www.shiabookspdf.com

قلقشندی، جلال محلی، علم بلقینی، شہاب حجازی، ابن صالح اور حطہ۔ حنفی علماء میں عینی، ابن دیری، شمنی، اقصرائی، کافیاجی، زین قاسم اور ابوالوقت مرشدی مکی۔ مالکی علماء میں: قاضی مصر بدر ابن نیسی، قاضی اسکندریہ ابن مخلطہ اور مصر ہی کے قاضی حسام بن جریر اور حنبلی میں عز کتانی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی علماء ہیں جن کی تقریظوں کو ایک جلد میں جمع کیا ہے۔

حافظ محدث حجاز تقی ابن فہد ہاشمی نے ''زین الحفاظ وعمدۃ الائمۃ الایقاظ'' سے ان کی توصیف کی ہے، عز حنبلی نے ان کو ''الامام العلامۃ الحافظ الاستاذ الحجۃ المتقن المحقق شیخ السنۃ حافظ الامۃ امام العصر اوحد الدھر مفتی المسلمین محی سنۃ سید الاولین سے ملقب کیا ہے''۔(۱)

۱۳۷۔ روایت حسین کاشفی واعظ

کاشفی نے ''رسالہ علیہ والاحادیث النبویہ'' میں حدیث ثقلین کی یوں روایت کی ہے:

''اہلبیت کرام جو ائمہ دین اور مقتدایان علم ویقین ہیں، کی فضیلت میں رسولؐ خدا نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں مومنین کے لئے راہ ہدایت اور عارفوں کے لئے روشنی ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو کیونکہ وہ حبل متین ہے اور دوسرے میرے اہلبیت! میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس جملے کی تین بار تکرار اہلبیت کی تعظیم، ان سے محبت اور ان کی متابعت وپیروی پر واضح دلیل ہے، اور رسول خداؐ کے اہلبیت میں علی و فاطمہ وحسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہونا صحیحین کی اس حدیث کے مطابق ہے کہ جب آیۂ مباہلہ "ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا ونسائکم و انفسنا وانفسکم" نازل ہوئی تو پیغمبر اسلامؐ نے علی وفاطمہ وحسن وحسین کو جمع کیا اور فرمایا بارالہا یہ میرے اہلبیت ہیں''۔(۱)

کاشفی نے اپنی تفسیر حسینی میں "سنفرغ ایھا الثقلان" کی تفسیر میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

۱۔ رسالہ علیہ فی الاحادیث النبویہ، ص ۳۰۔۲۹، در بیان فضیلت اہل بیت کرام۔

احوال وآثار

واعظ کاشفی کے حالات حسب ذیل کتابوں میں موجود ہیں: شیخ احمد حنفی صالحی معروف بہ ملا جیون (جن کے سبحۃ المرجان میں حالات مرقوم ہیں) کی ''تفسیر احمدی''، مولوی تراب علی کی ''التدقیقات الراسخات فی شرح التحقیقات الشامخات''، محمد محبوب عالم کی ''تفسیر شاہی''، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی ''تحفہ اثنا عشریہ'' (باب ۱۱)، کاتب چلپی کی ''کشف الظنون'' (ج ۱، ص ۸۷۸)۔

۱۳۸۔ روایت جلال الدین سیوطی

سیوطی نے اپنی کئی کتابوں میں متعدد طرق واسناد اور مختلف الفاظ واسلوب میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ ''احیاء المیت'' میں لکھتے ہیں:

پانچویں حدیث: مسلم، ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "اذکرکم اللہ فی اھل بیتی" یعنی میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

چھٹی حدیث: ترمذی اور حاکم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے (اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے) کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلّوا بعدی. کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. فانظروا کیف تخلّفونی فیھما. میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو''۔

ساتویں حدیث: عبد بن حمید نے اپنی مسند میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ بعدی لن تضلّوا: کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی، و انھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض". میں تم میں

www.shiabookspdf.com

دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔

آٹھویں حدیث: احمد اور ابویعلی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی ، و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض، فانظروا کیف تخلّفونی فیهما" قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت ، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں پس دیکھو میرے بعد تمہارا ان کے ساتھ کیسا سلوک رہتا ہے"۔(۱)

بائیسویں حدیث: بزار نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"انّی قد خلّفت فیکم اثنین لن تضلّوا بعدهما کتاب اللّٰه و نسبی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض" میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے ہوتے ہوئے کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب خدا اور اپنے نسبی رشتہ دار یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔(۲)

اسی روایت کی سیوطی نے بزار سے اور انھوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے اور وہ الاحیاء المیت کی تیئسویں حدیث ہے اور اس کا متن یہ ہے: رسولؐ خدا نے فرمایا: "انّی مقبوض و انّی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰه و اهل بیتی و انکم لن تضلّوا بعدهما" (۳) میں تو جارہا ہوں مگر تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا

۱۔ الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت، ص ۲۹۔ ۲۷۔
۲۔ الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت، ص ۳۹۔
۳۔ الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت، ص ۴۰۔

ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے اہلبیت۔ ان کے ہوتے ہوئے تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے"۔

پھر چالیسویں حدیث میں اس کی ترمذی سے اور انھوں نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: " یا ایّها الناس! انّی تارک فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا : کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی "(۱) اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم ان سے وابستہ رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے۔ ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔ اور پچپنویں حدیث میں اس کی باوردی سے اور انھوں نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: " انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا: کتاب اللّٰه سبب طرفه بید اللّٰه و طرفه بایدیکم و عترتی اهل بیتی ، و انهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض" (۲) میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ ان سے وابستہ ہوتے ہوئے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا ہاتھ میں ہے اور دوسرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں۔ اور دوسرے میری عترت اور اہلبیت یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ اسی حدیث کی چھپنویں حدیث میں احمد اور طبرانی سے اور انھوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: " انّی تارک فکم خلیفتین : کتاب اللّٰه حبل ممدود و ما بین السماء والارض ، و عترتی اهل بیتی و انهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض" (۳) میں نے تم میں اپنے دو خلیفہ وجانشین چھوڑے ایک کتاب خدا جو آسمان وزمین کے درمیان ایک دراز رسّی

۱۔ الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت، ص ۴۸۔
۲۔ الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت، ص ۵۵۔
۳۔ الاحیاء المیت بفضائل اهل البیت، ص ۵۶۔

www.shiabookspdf.com

ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ اور تیالیسویں حدیث میں طبرانی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس میں رسولؐ خدا نے فرمایا: " الستُ اولیٰ بکم من انفسکم ؟قالوا! بلیٰ یا رسول اللّٰہ قال: فانّی سائلکم عن اثنین: عن القرآن و عن عترتی " (۱) کیا تم پر خود تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے کہا: کیوں نہیں ایسا ہی ہے اے رسولؐ خدا تب حضرتؐ نے فرمایا: میں تم لوگوں سے دو چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا ایک قرآن اور دوسرے میری عترت۔

اسی طرح سیوطی نے "نہایۃ الافضال" کی نویں حدیث میں زید بن ارقم سے بہ روایت ترمذی جس کو انھوں نے حسن قرار دیا ہے، روایت کی ہے۔

سیوطی نے "الاساس" میں مسلم اور نسائی سے (ان کے اپنے الفاظ میں) زید بن ارقم سے روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے مستدرک میں اس کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث (ثقلین) بخاری اور مسلم کے شرائط صحت کے مطابق صحیح ہے پھر جابر کی اس حدیث کو بیان کیا ہے جس کے بارے میں ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حسن ہے۔(۱)

اس کے علاوہ سیوطی نے "الاساس" کے مقدمہ میں لکھا ہے:

"الحمد للّٰہ الذی وعد ھذہ الامۃ المحمدیۃ با العصمۃ من الضلالۃ ما ان تمسکت بکتابہ و عترۃ نبیہ و خصّ آل البیت النبوی من المناقب الشریفۃ ما قامت علیہ الاحادیث الصحیحہ لساطع البرھان و جلیّۃ..." شکر اس خدا کا جس نے امت محمدیہ کو گمراہی سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا جب تک وہ کتاب خدا اور اس کی عترت سے وابستہ رہیں، اہلبیت پیغمبر کو ان فضائل و مناقب سے متصف کیا جن پر احادیث صریحہ اور براہین واضحہ دلالت کرتی ہیں"۔

۱۔ الاحیاء المیت بفضائل اھل البیت، ص ۵۰۔
۲۔ الاساس فی فضائل بنی العباس۔

سیوطی نے "الانافہ" (۱) میں طبرانی سے اور "البدور السافرہ" میں ابن ابی عاصم کے توسط سے زید بن ثابت سے اس حدیث کی روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: " انّی تارک فیکم خلیفتین من بعدی: کتاب اللّٰہ و عترتی. و انھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض " (۲) میں تم میں اپنے بعد اپنے دو خلیفہ و جانشین چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت۔ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔

سیوطی نے درمنثور میں "واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً" (آل عمران آیت ۱۰۳) کے ذیل میں احمد کے توسط سے زید بن ثابت سے، طبرانی کے توسط سے زید بن ارقم سے، ابن سعد، احمد اور طبرانی کے توسط سے ابوسعید خدری سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔(۳)

سیوطی نے اسی تفسیر میں "قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی" (شوریٰ آیت ۲۳) کے ذیل میں ترمذی سے (جس کو انہوں نے حسن قرار دیا ہے) اور ابن انباری کے توسط سے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔(۴)

سیوطی نے "الجامع الصغیر" میں رسول خداؐ سے اس طرح روایت کی ہے:

"الا ایّھا الناس! فانّما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربّی فاجیب و انا تارک فیکم ثقلین اوّلھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ والنور من استمسک بہ و اخذبہ کان علی الھدیٰ و من اخطاہ ضلّ. فخذوا بکتاب اللّٰہ تعالیٰ و استمسکوا بہ و اھل بیتی. اُذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی، اُذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی، اُذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی". آگاہ ہو جاؤ میں ایک بشر ہوں اور عنقریب تم سے رخصت ہو جاؤں گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت و نور ہے جس نے اس کو مضبوطی

۱۔ الانافۃ فی رجۃ الخلافۃ۔
۲۔ البدور السافرہ عن امور الآخرۃ، ص ۲۴۸، ح ۶۲۵۔
۳۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج ۳، ص ۲۸۵۔
۴۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج ۷، ص ۳۴۹۔

www.shiabookspdf.com

سے پکڑا اس نے ہدایت پائی اور جس نے خطا کی گمراہ ہوا لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میرے اہلبیت ! میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔(۱) نیز انھوں نے اسی کتاب میں احمد اور طبرانی کے توسط سے زید بن ثابت سے روایت کی ہے جس میں رسولؐ خدا نے فرمایا: ''انّی تارک فیکم خلیفتین ، کتاب اللّٰہ حبل ممدود ما بین السماء و الارض و عترتی اھل بیتی و انھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض'' میں تم میں اپنے دو خلیفہ و جانشین چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان و زمین کے درمیان ایک دراز رسّی ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔(۲)

سیوطی ''الخصائص الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں:

''ترمذی نے اس (حدیث ثقلین) کی روایت کی ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے، نیز حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس کی زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و اھل بیتی . (۳) میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میرے اہلبیت''۔

سیوطی ''الدر النثیر مختصر نہایۃ ابن اثیر'' میں مادۂ ''ثقل'' میں لکھتے ہیں:

''آنحضرتؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی و سمّاھما ثقلین لعظم قدرھما. و یقال لکل نفیس خطیر، ثقل اولان الاخذ بھما و العمل ثقیل'' میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں

۱۔ الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر، ج۱، ص۲۴۴، ح۱۶۰۸۔
۲۔ الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر، ج۱، ص۴۰۲، ح۲۶۳۱۔
۳۔ الخصائص الکبریٰ، ج۲، ص۲۶۶۔

کتاب خدا اور میری عترت، ان دونوں کی عظمت و جلالت کی وجہ سے ثقلین سے (آنحضرتؐ نے) تعبیر کیا کیونکہ ہر قیمتی اور نفیس شیٔ کو ثقل کہا جاتا ہے یا اس لئے انھیں ثقلین کہا کہ ان دونوں کے دامن سے وابستہ رہنا اور ان پر عمل کرنا بہت سنگین ہے''۔

احوال و آثار

سیوطی، اہلسنت کے بڑے جید عالم گذرے ہیں، خود علمائے اہلسنت کی نظر میں جو ان کی قدر و منزلت ہے وہ بیان سے بالاتر ہے۔ ان کے علمی کمالات و فضائل کا ذکر بہت ساری کتابوں میں ہوا ہے، ملاحظہ کیجئے شعرانی کی ''لواقع الانوار''، ثعالبی کی ''مقالید الاسانید''، مقری کی ''فتح المتعال''، مناوی کا مقدمہ ''فیض القدیر''، شنوانی کی ''الدرر السنیہ''، ولی اللہ دہلوی کی ''الارشاد الی امہات الاسناد'' اور ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ''، شوکانی کی ''البدر الطالع'' (ج۱ص۲۲۹، نمبر۲۲۸)، حسن زمان کی ''القول المستحسن''، قنوجی کی ''التاج المکلل'' (ص۳۵۶، نمبر۳۷۱)، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی ''بستان المحدثین'' اور ''رسالہ فی اصول الحدیث''، اور خود سیوطی نے حسن المحاضرہ میں تفصیل سے اپنے حالات قلمبند کئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

ا رجب ۸۴۹ھ کو پیدا ہوئے ۸ سال سے کم عمر میں قرآن کو حفظ کیا اس کے بعد العمدہ، منہاج الفقہ والاصول اور ابن مالک کی الفیہ کو حفظ کیا ۸۶۴ھ سے فقہ و نحو کو بزرگ اساتید سے پڑھا اور ۸۶۶ھ میں عربی پڑھانے کا اجازہ حاصل کیا، اسی سال انھوں نے سب سے پہلے ''شرح الاستعاذہ والبسملہ'' لکھا اور حسن المحاضرہ لکھتے وقت تک ان کی تصنیفات ان کے بقول تین سو جلدوں تک پہنچ چکی تھیں، ان کے ۱۵۰ مشائخ تھے ان کی بتائی ہوئی تصنیفات میں چند یہ ہیں علوم قرآن اور تفسیر میں: ''الاتقان فی علوم القرآن''، ''الدر المنثور فی تفسیر الماثور''، ''ترجمان القرآن فی التفسیر''، ''المسند''، ''اسرار التنزیل'' جو قطف الازھار فی کشف الاسرار سے مشہور ہے، ''لباب النقول فی اسباب النزول''۔

حدیث و رجال میں: ''کشف المغطی فی شرح الموطا''، ''اسعاف المبطأ برجال الموطا''، ''التوشیح علی الجامع الصحیح''، ''الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج''، ''مرقاۃ الصعود علی سنن ابی داؤد''، ''قوت المغتذی علی جامع الترمذی''، ''زھر الربی علی المجتبی''، ''مصباح الزجاج شرح ابن ماجہ''، ''تدریب الراوی فی

www.shiabookspdf.com

شرح تقریب النواوی"۔۔۔۔۔(۱)

نحو اور صرف میں: "البہجۃ المرضیۃ فی شرح الالفیہ"، "الفریدہ فی النحو والصرف والخط"، "النکت علی الالفیہ"، "الکافیہ"، "الشافعیہ"، "الشذور"، "النزھۃ"، "الفتح القریب علی مغنی اللبیب"، "شرح شواھد المغنی"، "جمع الجوامع"۔۔۔۔۔

تاریخ وادب میں: "تاریخ الصحابہ"، "طبقات الحفاظ"، "طبقات النحاۃ الکبریٰ"، "طبقات النحاۃ الوسطیٰ"، "طبقات النحاۃ الصغریٰ"، "طبقات المفسرین"، "طبقات الاصولیین"، "طبقات الکتاب"، "حلیۃ الاولیاء، طبقات شعراء العرب، تاریخ الخلفاء.....

اصول وبیان وتصوف میں: شرح لمعۃ الاشرق فی الاشتقاق، الکوکب الساطع فی نجم جمع الجامع، عقود الجمان فی المعانی والبیان، حاشیہ برمطول مقیری، الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والابدال، مختصر الاحیاء، "المعانی الدقیقہ فی ادراک الحقیقۃ"۔۔۔۔۔

۱۳۹۔ روایت نورالدین سمہودی

سمہودی نے "جواھر العقدین فی فضل الشرفین شرف العلم الجلی و النسب العلی" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"ذکر چہارم، اس امر سے متعلق ہے کہ رسول خداؐ نے امت کو کتاب خدا سے تمسک اور عترت رسولؐ خدا کی طرف بلایا اور حکم دیا کہ آپ کے بعد ان دونوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور آپ قیامت کے دن ہر ایک سے جو حوض کوثر پر آئے گا سوال کریں گے کہ آپ کے بعد ان دونوں سے وہ کس طرح پیش آئے اور خداوند عالم امت محمدیہ سے سوال کرے گا کہ انھوں نے اپنے نبیؐ کے بعد ان دونوں سے کیسا سلوک کیا، آپ نے وصیت کی کہ آپ کے اہلبیت کی پیروی آپ کے بعد کریں اور خدا نے بھی اپنے رسول کو وصیت کی کہ وہ اپنی عترت کے متعلق اپنی امت کو وصیت کریں، آنحضرتؐ نے

۱۔ حسن المحاضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۸، ذکر من کان بمصر من الائمۃ المجتھدین، نمبر ۷۷۔

فرمایا کہ میرے اہلبیت کے ساتھ نیکی کرو کیونکہ روز قیامت میں تم سے ان کے بارے میں مخاصمت کروں گا اور جس سے میں مخاصمت کروں گا اس کا دشمن ہوں گا اور جس سے میں نے مخاصمت کی وہ جہنم میں ڈالا جائے گا اور آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اہلبیت رسول کے حقوق کی حفاظت کرو اور ان کی سختیوں سے درگزر کرو"۔(۱)

پھر سمہودی نے حدیث ثقلین کو ترمذی کے توسط سے زید بن ارقم سے اور احمد کے توسط سے ابوسعید سے نقل کیا ہے اور پھر طبرانی، ابویعلی اور دیگر محدثین کی روایتوں کی طرف اشارہ کرنے کے بعد کہا ہے کہ ان کے اسناد نہایت ثقہ اور معتبر ہیں جن پر بلا جھجک اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

پھر حافظ ابومحمد عبدالعزیز بن اخضر کی کتاب "معالم العترۃ النبویہ" سے حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ کی روایت کرنے کے بعد کہا ہے: حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو "العلل المتناھیہ" میں ذکر کیا ہے، ہوشیار رہنا دھوکہ نہ کھانا، اس سلسلہ میں لگتا ہے ان کو صرف ضعیف ہی حدیث نظر آئی اور دوسرے طرق واسناد پر ان کی نظر نہیں پڑی، جب کہ صحیح مسلم اور دیگر کتابوں میں زید بن ارقم سے منقول ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں خطبہ دینے کے لئے رسولؐ اسلام کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند وموعظہ کے بعد ارشاد فرمایا:

"الا ایھا الناس! انما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب و انی تارک فیکم ثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور .فخذوا بکتاب اللہ و استمسکوا بہ .فحث علی کتاب اللہ و رغب فیہ ثم قال: و اھل بیتی. اُذکرکم اللہ فی اھل بیتی، اُذکرکم اللہ فی اھل بیتی، اُذکرکم اللہ فی اھل بیتی" آگاہ ہو جاؤ میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و

۱۔ جواہر العقدین، ج ۲، قسم ثانی، ص ۷۲۔

www.shiabookspdf.com

ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد ارشاد فرمایا: اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں۔ میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

زید سے پوچھا گیا آنحضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں، کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ جواب دیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے، زید سے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس، پوچھا گیا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا ہاں۔(۱)

اس حدیث کی مسلم نے اپنی صحیح میں مختلف طرق واسناد سے روایت کی ہے جن میں ایک کے یہ الفاظ ہیں:

" فلما ای لزید(رض): من اهلبیته؟ نسائه؟ فقال :لا. ایم اللّٰه! ان المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلّقها فترجع الی ابیها و قومها. اهلبته اهله و عصبته الذین حرموا الصدقة بعده" زید سے پوچھا گیا کیا آنحضرت کی بیویاں اہلبیت میں ہیں؟ زید نے جواب دیا خدا کی قسم نہیں اس لئے کہ بیوی ایک مدت تک شوہر کے ساتھ رہتی ہے اور ادھر شوہر نے طلاق دی اور وہ اپنے باپ اور رشتہ داروں کے گھر پہنچ گئی، آپ کے اہلبیت آپ کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں"۔(۲)

اس حدیث ثقلین کی حاکم نے المستدرک میں تین طرق واسناد سے روایت کی ہے اور ہر ایک کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین (بخاری ومسلم) کے شرائطِ صحت کے مطابق صحیح ہے لیکن انھوں نے نقل نہیں کیا ہے۔(۳)

۱۔ جواہر العقدین، ج ۲، قسم ثانی، ص ۷۳۔
۲۔ جواہر العقدین، ج ۲، قسم ثانی، ص ۷۴۔
۳۔ جواہر العقدین، ج ۲، قسم ثانی، ص ۷۴۔

حافظ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی مدنی نے اپنی کتاب "نظم درر السمطین" میں حدیث زید کو بغیر سند کے نقل کیا ہے۔(۱)

نیز سمہودی نے "جواہر العقدین" میں مؤیدات حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس حدیث ثقلین کی بیس سے زیادہ اصحاب نے روایت کی ہے پھر ہر ایک کی روایت نقل کی ہے (جیسا کہ روایت سخاوی، نمبر ۱۳۶ میں بیان کر چکے ہیں)۔

احوال وآثار

سخاوی نے "الضوء اللامع" ج ۵، ص ۲۴۵، نمبر ۸۳۸ پر جوان کے بارے میں لکھا ہے اس کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں:

وہ صفر ۸۴۴ھ میں سمہود میں پیدا ہوئے اور قرآن ومنہاج کو حفظ کیا، شرح البہجہ، جمع الجوامع، الفیہ بن مالک، صحیح بخاری، منذری کی مختصر مسلم اور دیگر کتابوں کی اپنے والد سے سماع کیا وہ اپنے والد کے ساتھ نیز تنہا کئی مرتبہ قاہرہ گئے، سب سے پہلے شمس جوجری کے فقہ واصول اور عربی کے درس میں شرکت کی، زیادہ اوقات مناوی کے ساتھ گزارا۔ نجم ابن قاضی عجلول، زین زکریا اور شمس شروانی کے سامنے قرائت کی نیز بلقینی اور کمال امام کاملیہ کے دروس میں شرکت کی، عمدۃ الاحکام کی سعد بن دیری کے سامنے قرائت کی اور انھوں نے اور بامی اور جوجری نے انھیں اجازۂ تدریس دیا، نیز شہاب سا امساجی نے امتحان لینے کے بعد تدریس وافتاء کا اجازہ دیا تدریس وافتاء کے لئے زکریا محلی اور مناوی نے بھی اجازہ دیا تھا، سخاوی کی "ابتہاج" لکھنے کے بعد خود ان سے اس کی اور دیگر کتابوں کا سماع کیا ۸۷۳ھ میں حج کے بعد مدینہ گئے اور وہیں ساکن ہو گئے"۔

خلاصہ یہ کہ سخاوی نے انہیں عالم وفاضل، فقہ واصول پر تسلط رکھنے والا، عبادت ومباحثہ اور مناظرہ پر توجہ رکھنے والا اور کئی کتابوں کے مؤلف سے تعبیر کیا ہے۔

۱۔ جواہر العقدین، ج ۲، قسم ثانی، ص ۷۵۔

www.shiabookspdf.com

سخاوی کے شاگرد جاراللہ نے ''ذیل الضوء اللامع'' میں لکھا ہے:

''سخاوی کے بعد دس سال وہ زندہ رہے اور جو بھی لکھتے یا کہتے تھے سبھی اسے قبول کرتے تھے، میں (جاراللہ) اپنے والد کے ہمراہ ۹۰۹ھ میں ان کے پاس گیا اور ''وفاء الوفا'' اور حدیث کی دیگر کتابوں کی ان سے سماع کیا، مجھ کو انھوں نے اجازۂ روایت دے کر خوش کر دیا تھا، بروز پنجشنبہ ۱۷ ذی قعدہ ۹۱۱ھ کو دنیا سے رخت سفر باندھا اور مدینہ میں اپنا جیسا کسی کو نہیں چھوڑا''۔

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے احمد بن فضل بن محمد باکثیر کی ''وسیلۃ المآل''، شیخانی قادری کی ''الصراط السوی''، عبدالحق دہلوی کی ''جذب القلوب''، رضی الدین شامی کی ''تنضید العقود السنیہ''، برنجی کی ''النواقض'' اور ''الاشاعۃ''، بدخشانی کی ''مفتاح النجا''، شوکانی کی ''البدر الطالع'' (ج ۱، ص ۳۲۲، نمبر ۳۱۷)، عجیلی کی ''ذخیرۃ المآل''۔

۱۴۰۔ روایت فضل بن روزبہان

انھوں نے ''شرح رسالہ اعتقادیہ'' میں (جس کو والیٔ بخارا عبداللہ خان اوزبک کے لئے فارسی میں لکھا تھا) حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے۔

قولہ: اس پر اعتقاد رکھیں کہ آل پیغمبر واجب التعظیم اور لازم الاقتداء ہیں۔

اقول: احادیث صحیحہ کی روشنی میں میرا (ابن روزبہان کا) اعتقاد یہ ہے کہ آل پیغمبر کی تعظیم واجب ہے اور ان ہی احادیث صحیحہ میں ایک وہ ہے جس کو حجۃ الوداع میں پیغمبر اسلام نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

" ایھا الناس ! انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی . اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو، اور دوسری حدیث میں فرمایا: اُذکر کم اللّٰہ فی اھل بیتی ! میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اور اس جملے کی تین بار تکرار کی، ان حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ اہلبیت کی تعظیم ومحبت واجب اور ان کے

حقوق کی رعایت لازم ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر اہلبیت کا دامن تھامے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے پھر آپ نے ان کی اقتداء اور پیروی کرنے کا حکم دیا اور اہلبیت سے مراد وہ افراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

احوال وآثار

عبقات الانوار مجلد حدیث طیر میں فضل بن روزبہان کے حالات کو تفصیل سے لکھا ہے، جنھوں نے ان کا شرح حال لکھا یا ان پر اعتماد کیا ان میں چند یہ ہیں رشید دہلوی نے ''غرۃ الراشدین'' میں، حیدر علی نے ''منتہی الکلام'' میں اور سخاوی نے ''الضوء اللامع'' (ج ۶، ص ۱۷۱، نمبر ۵۸) میں۔

۱۴۱۔ روایت شہاب الدین قسطلانی

انھوں نے ''المواھب اللدنیہ'' میں اہلبیت کی تحقیق میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: ایھا الناس! انما انا بشر مثلکم یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیبہ و انی تارک فیکم الثقلین اوّلھما کتاب اللّٰہ عزّوجل فیہ الھدیٰ و النور فتمسکوا بکتاب اللّٰہ عزّوجل و خذوا بہ. و حثّ و رغّب فیہ ثم قال: و اھلبیتی اُذکرکم اللّٰہ عزّوجل فی اھل بیتی ثلاث مرّات. اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب بارگاہ الٰہی میں میری طلبی ہونے والی ہے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میرے اہلبیت اور تین مرتبہ فرمایا: میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، زید سے پوچھا گیا حضرتؐ کے اہلبیت کون لوگ ہیں کیا آپ کی بیویاں اہلبیت میں نہیں ہیں؟ جواب دیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت میں ہیں مگر یہاں اہلبیت سے مراد وہ افراد ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ زید سے پوچھا گیا وہ کون لوگ

www.shiabookspdf.com

ہیں؟ کہا آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس ہیں، کسی نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا ہاں، اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے اور قاموس کے بقول ثقل ہر اس قیمتی شیء کو کہتے ہیں جس کی حفاظت کی جاتی ہے (صاحب قاموس کہتے ہیں) اسی سلسلے میں یہ حدیث ہے "انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی "اس حدیث کو قبول کرنا چاہئے۔(۱)

نیز مواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں: احمد نے ابوسعید سے زید بن ارقم سے مروی مذکورہ حدیث پیغمبر کی ان لفظوں میں روایت کی ہے:

"انی اوشک انّ ادعیٰ و اجیب. و انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی. و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. فانظروا ما تخلفونی فیھما. میں خیال کرتا ہوں کہ عنقریب تم سے رخصت ہو جاؤں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، جوہری کے بقول عترۃ الرّجل : اھلہ و نسلہ و رھطہ الادنون ، ای الاقارب. عترت سے مراد آپ کی نسل اور آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں"۔(۲)

احوال وآثار

شوکانی نے "البدر الطالع" میں جو ان کے بارے میں لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

"وہ ۱۲ ذیقعدہ ۸۵۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ قرآن، شاطبتین، الطیبۃ الجزریہ اور الوردیہ کو حفظ کیا اور سات قرائتوں میں سراج عمر بن قاسم انصاری شناوی کے سامنے تلاوت کی، فخر مقسمی اور شہاب عبادی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ملتونی، رضی اودجاتی اور سخاوی سے استماع حدیث کیا، پوری صحیح بخاری کی پانچ نشستوں میں شاوی کے

۱۔ المواہب اللدنیہ، ج ۲، ص ۵۲۹، مقصد ۷، فصل ۳۔
۲۔ المواہب اللدنیہ، ج ۲، ص ۵۳۰، مقصد ۷، فصل ۳۔

سامنے قرائت کی اور دوسرے علوم وفنون کی کتابوں کی دوسروں کے سامنے قرائت کی ان کی مشہور کتابوں میں صحیح بخاری کی شرح "ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری" "شرح صحیح مسلم" (ناقص) اور "المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ" ہیں"۔(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے سخاوی کی "الضوء اللامع" (ج ۲، ص ۱۰۳، نمبر ۳۱۳)، جار اللہ مکی کی "ذیل الضوء اللامع"، شعرانی کی "المنن الکبریٰ" اور "لواقع الانوار"، عیدروسی کی "النور السافر"، (ص ۱۰۶، وقائع ۹۲۳ھ) ثعلبی کی "مقالید الاسانید"، قنوجی کی "اتحاف النبلاء"، شاہ عبدالعزیز دہلوی کی "بستان المحدثین"۔

۱۴۲۔ روایت شمس الدین علقمی

کوکب منیر شرح جامع الصغیر میں بہ روایت زید بن ارقم حدیث ثقلین کی روایت کرنے کے بعد علقمی لکھتے ہیں:

"خم ایک تالاب ہے جو جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جہاں آپ نے یہ حدیث ثقلین ارشاد فرمائی اور ثقلین کے بارے میں نووی نے علماء سے نقل کیا ہے کہ انھیں ان کی عظمت وجلالت کی وجہ سے ثقلین کہا گیا اور کہا جاتا ہے چونکہ ان دونوں پر عمل سنگین ہے اس لئے ثقلین کہا گیا ہے اور صدقہ کو نووی نے زکوٰۃ سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بنی ہاشم اور بنی مطلب پر حرام ہے اور مالک نے کہا ہے صرف بنی ہاشم پر اور ایک قول ہے کہ بنی قصی پر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام قریش پر حرام ہے۔ نووی کہتے ہیں (صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۳ کی) روایت ان لوگوں کے نظریئے کو رد کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ سارے قریش آپ کے اہلبیت میں ہیں اس لئے کہ آپ کی بعض بیویاں قرشی تھیں جیسے عائشہ، حفصہ، ام سلمی، سودہ، ام حبیبہ....."۔

۱۔ البدر الطالع، ج ۱، ص ۷۰، نمبر ۶۰۔

www.shiabooks.com

احوال وآثار

شہاب الدین خفاجی کہتے ہیں:

''قاہرہ کے علمی گھرانوں میں سے ایک، علاقمہ کا گھرانہ ہے اسی علمی گھرانے کی فرد ہمارے شیخ علامہ ابراہیم علقمی اور ان کے بھائی شمس الملۃ والدین ہیں، شمس الدین مؤلف ''الکوکب المنیر فی شرح الجامع الصغیر'' ماضی اور حال کے شیخ الحدیث ہیں، انھوں نے جلال الدین سیوطی کے محضر میں اپنے کو علم وعمل سے آراستہ کیا اور اس کے بام عروج تک پہنچ گئے''۔(۱)

شیخ احمد مقری نے شیخ، امام اور حافظ کے لقب سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔(۲) اور کاتب چلپی قسطنطینی نے ان کی کتاب ''الکوکب المنیر'' کا ذکر کیا ہے۔(۳)

۱۴۳۔ روایت عبداللہ بخاری

انھوں نے اپنی تفسیر ''انوری'' میں آیت مودۃ کے ذیل میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''ایھا الناس! انّی ترکت فیکم الثقلین خلیفتین ان اخذتم بھما لن تضلّوا بعدی، احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی و ھم اھل بیتی لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. اورده الثعلبی و ذکر الامام احمد بن حنبل فی مسنده بمعناه. میں تم میں دو گرانقدر چیزیں بعنوان دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں اگر ان دونوں کے دامن سے وابستہ رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور میری عترت جو میرے اہلبیت

۱۔ ریحانۃ الالباء، ج ۲، ص ۷۷۔
۲۔ فتح المتعال فی مدح النعمان۔
۳۔ کشف الظنون، ج ۱، ص ۵۶۔

ہیں یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں، اس کو ثعلبی نے نقل کیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ایسی بہت ساری حدیثوں کی روایت کی ہے''۔

احوال وآثار

سید محمد بخاری نے ''تذکرۃ الابرار'' میں ان کو ان القاب سے ملقب کیا ہے:

''تاج الاولیاء العارفین، سید الاتقیاء والواصلین، وارث علوم الانبیاء والمرسلین، ناظم امور المومنین، بحر العلوم والحقائق، مستخرج الحکم بالدقائق، جامع جوامع الکمالات، محیی مراسم الخیرات، معدن انوار التوفیق، مخزن اسرار التحقیق، المخصوص بعون اللّٰہ الباری، قطب الاقطاب حاجی عبدالوھاب بخاری .....''.

شیخ عبدالحق دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' میں اور عبدالحی نے ''نزھۃ الخواطر'' (ج ۴، ص ۳۸۱، نمبر ۳۵۷) میں ان کے حالات لکھے ہیں۔

۱۴۴۔ روایت شمس الدین شامی صالحی

حلبی نے ''انسان العیون'' (معروف بہ سیرۂ حلبیہ) میں شمس الدین شامی دمشقی صالحی کی کتاب ''سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد'' معروف بہ ''السیرۃ الشامیۃ''(۱) سے حدیث ثقلین نقل کی ہے۔

احوال وآثار

ان کی تعریف وتمجید اور تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے شعرانی کی ''لواقع الانوار''، ابن حجر مکی کی ''الخیرات الحسان''، خفاجی کی ''ریحانۃ الباء'' (ج ۱، ص ۲۷، نمبر ۲)، مقری کی ''فتح المتعال''، احمد زینی دحلان کی ''السیرۃ النبویہ''، کاتب چلپی کی ''کشف الظنون'' (ج ۲، ص ۹۷۸)، شاہ عبدالعزیز دہلوی کا رسالہ ''اصول الدین''، حسن زمان کی ''القول المستحسن''، محبی کی ''خلاصۃ الاثر'' (ج ۴، ص ۲۳۹)۔

۱۔ سبل الھدیٰ والرشاد، ج ۱۱، ص ۶، باب ۲، ص ۲۳۲، باب ۳، ج ۱۲، ص ۳۹۶، فصل فی ما روی من تعظیم الصحابۃ۔

www.shiabookspdf.com

۱۴۵۔ روایت شربینی

انھوں نے اپنی تفسیر میں آیت مودۃ کے ذیل میں حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''زید بن ارقم نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:'' انّی تارک فیکم کتاب اللّٰہ و اھلبیتی، اُذکّرکم فی اھلبیتی. میں تم میں کتاب خدا اور اپنے اہلبیت چھوڑے جاتا ہوں، دیکھو اپنے اہلبیت کے بارے میں تمھیں اللہ یاد دلاتا ہوں! زید سے پوچھا گیا آپ کے اہلبیت کون لوگ ہیں؟ کہا آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس''۔(۱)

اپنی اسی تفسیر میں "سنفرغ لکم ایھا الثقلان" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''ثقل عظیم شیٔ کو کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا ہے: انّی تارک فیکم ثقلین کتاب اللّٰہ عز وجل و عترتی''۔(۲)

۱۴۶۔ روایت شہاب الدین ابن حجر ھیتمی مکی

ابن حجر مکی نے ''الصواعق المحرقہ'' میں طبرانی اور دوسری کتابوں میں موجود صحیح السند حدیث ثقلین نقل کی ہے۔(۳)

انھوں نے اس فصل میں بھی حدیث ثقلین نقل کی ہے جس میں اہلبیت کی شان میں نازل ہونے والی آیتیں بیان کی ہیں۔ آیت تطہیر کے متعلق بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اسی وجہ سے بسند صحیح آنحضرتؐ سے مروی ہے: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلّوا کتاب اللّٰہ و عترتی. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت''۔(۴)

۱۔ السراج المنیر، ج ۳، ص ۶۳۹۔
۲۔ السراج المنیر، ج ۴، ص ۱۶۹۔
۳۔ الصواعق المحرقہ، ص ۴۳۔
۴۔ الصواعق المحرقہ، ص ۱۴۵۔

نیز وہ اسی فصل میں "وقفوھم انھم مسئولون" (صافات آیت ۲۴) کے ذیل میں مسلم سے زید بن ارقم سے مروی حدیث اور ترمذی اور احمد سے مختلف الفاظ میں وارد ہونے والی حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ابن جوزی نے جو اس حدیث (ثقلین) کو ''العلل المتناھیہ'' میں ذکر کیا ہے۔ یہ ان سے غلطی ہوئی ہے یا دیگر طرق واسناد سے مروی حدیث سے ان سے غفلت ہوئی ہے کیونکہ مسلم نے زید بن ارقم سے نیز دیگر صحیح السند روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے ان کی پیروی کی تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ دو کتاب خدا اور میری عترت ہیں۔ (پھر ابن حجر لکھتے ہیں) حدیث ثقلین کئی طرق واسناد سے تقریباً ۲۰ صحابیوں سے مروی ہے اور ان طرق واسناد کا ذکر شبہ گیارہ میں گزر چکا ہے ان میں سے چند اسناد میں ہے کہ یہ حدیث حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن بیان کی اور بعض میں ہے کہ مدینہ میں بھی آنحضرتؐ نے اپنے مرض موت میں اس کو بیان کیا جب کہ آپ کا حجرہ اصحاب سے بھرا ہوا تھا، غدیر خم کے موقع پر بھی بیان کیا اور طائف سے واپسی پر بھی آنحضرتؐ نے اس کو بیان کیا مگر حقیقت امر یہ ہے کہ ان سب موقعوں پر اس حدیث کی تکرار آنحضرتؐ نے کی اور ان کے علاوہ بھی، تا کہ قرآن شریف اور عترت طاہرہ کی عظمت لوگوں پر واضح ہو جائے، طبرانی نے ابن عمر سے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ مرنے کے وقت آخری فقرہ جو آنحضرتؐ نے کہا وہ یہ تھا کہ میرے بعد میری عترت واہلبیت کے ساتھ حسن سلوک کرنا، طبرانی اور ابوالشیخ نے نقل کیا ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا کہ تین چیزیں محترم ہیں جو کوئی بھی ان تینوں کی حفاظت کرے گا خدا اس کے دین ودنیا کی حفاظت کرے گا اور جو ان کی حفاظت نہ کرے گا خدا اس کے دین و دنیا کی بھی حفاظت نہیں کرے گا، آنحضرتؐ سے روای نے پوچھا وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: اسلام کی حرمت، میری حرمت، اور میرے رحم (میرے اہلبیت) کی حرمت''۔(۱)

ابن حجر، حافظ سخاوی کی المناقب کا خلاصہ کرتے ہوئے ''تتمۃ الصواعق'' میں لکھتے ہیں:

۱۔ الصواعق المحرقہ، ص ۱۵۰۔۱۴۹۔

www.shiabookspdf.com

''ان دونوں کے بارے میں حضرتؐ نے کئی حدیثوں میں وصیتیں کی ہیں، ان ہی میں ایک یہ وصیت ہے: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دو ثقل ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ پس دیکھو میرے بعد تمہارا سلوک ان کے ساتھ کیسا رہتا ہے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے اور صرف اسی سلسلۂ سند سے نقل ہوئی ہے، اس کے علاوہ اوروں نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ لہذا ابن جوزی کا اس حدیث (ثقلین) کو ''العلل المتناھیہ'' میں ذکر کرنا حقیقت سے بہت دور کی بات ہے، یہ حدیث کس طرح ضعیف ہوسکتی ہے جب کہ مسلم نے اپنی صحیح میں نیز دوسروں نے اپنے صحاح میں اس حدیث ثقلین کی روایت کی ہے؟ یہ حدیث بہت سارے طرق واسناد سے نقل ہوئی ہے جس کی بیس سے زیادہ صرف صحابہ نے روایت کی ہے...''۔(۱)

ابن حجرؒ اپنی کتاب ''المنح المکیہ'' میں اس شعر:

آل بیت النبی ان فؤادی لیس یسلیہ علیکم التأساء

(یعنی اے خاندان پیغمبرؐ میرا قلب تم پر تسلیت وتعزیت کہہ کر مطمئن نہیں ہوتا) کی شرح میں لکھتے ہیں:

''و فی الحدیث ایضا: انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ و عترتی. فلیتامل کونہ قرنھم بالقرآن فی ان التمسک بھما یمنع الضلال و یوجب الکمال. حدیث میں بھی ہے کہ میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، پس اس حدیث پر غور کرنا چاہئے کہ آنحضرتؐ نے اہلبیت کو قرآن کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہ کہ ان دونوں سے وابستگی گمراہی سے بچانے کی ضامن ہے اور وہ کمال کی منزلوں تک پہنچائے گی''۔(۲)

۱۔ الصواعق المحرقہ، ص ۲۲۸۔ ۲۔ المنح المکیہ فی شرح القصیدۃ الھمزیہ، ج ۳، ص ۱۱۵۴، شرح شعر نمبر ۳۳۹۔

احوال وآثار

ان کے ہمعصر شعرانی ''لواقح الانوار'' میں لکھتے ہیں:

''علماء عظام وفقہاء کرام میں سے ایک امام، علامہ، محقق صالح الورع، زاہد وخاشع شیخ شہاب الدین ابن حجر مقیم مکہ ہیں، انھوں نے مصر کے علماء سے علم حاصل کیا اور ان علماء نے انھیں فتویٰ اور تدریس کی اجازت دی، ابن حجر نے جامع ازہر وحجاز میں افتاء کیا اور ایک خلائق کو ان سے فائدہ ہوا..... میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو دین کے خلاف ہو اور نہ کبھی علم وعمل کے سوا کسی اور کام میں مشغول پایا، انھوں نے فقہ واصول ومعقولات میں بہت ساری مفید کتابیں لکھیں، ابن مقری کی کتاب الروض کی عظیم الشان شرح کی جس میں اتنے فوائد ہیں جو شیخ الاسلام زکریا وغیرہ کی کتابوں میں نہیں پائے جاتے اس سے مصر وحجاز ویمن وغیرہ میں بے شمار لوگوں کو فائدہ پہنچا اور اب بھی وہ حجاز کے مفتی ہیں، شب میں وہ اتنے کار خیر انجام دیتے ہیں جنہیں سوائے ساتھ رہنے والوں کے کوئی نہیں جانتا.....''۔

ان کی مزید تعریف وتمجید اور تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: خفاجی کی ''ریحانۃ الالباء'' (ج ۱، ص ۴۳۵، نمبر ۷۰)، عید روسی کی ''النور السافر'' (ص ۲۵۸، وقائع ۹۷۴ھ)، شرقاوی کی ''التحفۃ البھیۃ''، جہری کی ''البراھین القاطعہ''، سید علی ہمدانی کے جانشین بلخی کی ''شرح المسائل''، قاری کی ''المرقاۃ شرح المشکاۃ'' (ج ۱، ص ۷۷، خطبۂ کتاب)، عجیلی کی ''ذخیرۃ المآل''، سالم بن عبداللہ بصری کی ''الامداد بمعرفۃ علوالاسناد'' (ص ۱۷)، خود شاہ عبدالعزیز دہلوی کا رسالہ ''اصول دین''، ان سب نے ابن حجر کی کا یا شرح حال لکھا ہے یا ان کی مدح وثنا کے بعد ان سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں۔

۱۴۷۔ روایت نورالدین علی متقی

انھوں نے ''کنز العمال'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''آنحضرتؐ نے فرمایا: الا ایھا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول

www.shiabookspdf.com

ربّی فاجیب و انا تارک فیکم الثقلین اوّلهما کتاب اللّه تعالیٰ و استمسکوا به و اهلبیتی. اُذکّرکم اللّه فی اهلبیتی. اُذکّرکم اللّه فی اهلبیتی. اے لوگو آگاہ ہو جاؤ! میں ایک بشر ہوں اور بہت جلد دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میرے اہلبیت! میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں،،

اس کے علاوہ ان سے منقول بہت ساری حدیثوں (متون حدیث ثقلین) کو اس کے قبل پیش کر چکے ہیں.(۱)

احوال واثار

قنوجی ''اتحاف النبلاء'' اور ''ابجد العلوم'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ علی متقی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان قادری شاذلی مدنی چستی کا اصل وطن جونپور تھا اور دکن میں برہان پور میں پیدا ہوے تھے، شیخ حسام الدین ملتانی سے شرف تلمذ حاصل کیا اور ۹۵۳ھ میں حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہاں شیخ ابوالحسن کی صحبت وشاگردی اختیار کی. بکری کا کہنا ہے کہ دنیا پر سیوطی کا احسان ہے اور سیوطی پر متقی کا احسان ہے، متقی تدریس وتالیف میں مشغول ہوے اور سیوطی کی ''جمع الجوامع'' کو ابواب فقہ کے لحاظ سے مرتب کیا، سو سے زیادہ ان کی تالیفات ہیں. پہلے شیخ ابن حجر مکی فقیہ شافعی مؤلف ''الصواعق المحرقہ'' ان کے استاد تھے مگر آخر میں وہ متقی کے شاگرد ہو گئے تھے. ۹۷۵ھ میں وفات پائی.''(۲)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: عبدالقادر بن فاکہی کی ''القول النقی فی مناقب المتقی''، عبدالوہاب متقی قادری کی ''اتحاف التقی فی فضل الشیخ علی المتقی''، عبدالحق دہلوی کی ''زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین'' اور

۱۔ کنز العمال، ج۱، ص ۱۷۸، ح ۸۹۸، باب ۲، فی الاعتصام بالکتاب والسنۃ، اس باب میں حدیث نمبر ۸۷۳۔۸۷۰، ح ۸۹۸، حدیث ۹۵۳۔ ۹۴۳، حدیث ۹۵۸۔۹۵۷، اسی حدیث سے متعلق ہیں۔ ۲۔ ابجد العلوم، ص ۶۹۶، قسم ثالث علماء الھند۔

''اخبار الاخیار''، عیدروسی کی ''النور السافر'' (ص ۲۸۳، وقائع ۹۷۵ھ)، غلام علی آزاد بلگرامی کی ''سبحۃ المرجان'' (ص ۴۳)، کاتب چلپی قسطنطینی کی ''کشف الظنون''، عبدالحی کی ''نزہۃ الخواطر'' (ج ۴، ص ۲۴۴۔۲۳۴)۔

۱۴۸۔ روایت محمد طاہر فتنی گجراتی

انھوں نے ''مجمع البحار'' میں مادۂ ''ثقل'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''حدیث میں ہے: ''انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّه وعترتی'' سمّیا به لان الاخذ بهما والعمل بهما ثقیل. و یقال لکل خطیر نفیس :ثقل فسمّاهما به اعظاما لقدرهما و تفخیما لشانهما.'' آنحضرتؐ نے ان دونوں کو ثقلین اس لئے کہا کہ ان کا لینا اور ان پر عمل کرنا ثقیل ہے، نیز ہر قیمتی اور نفیس شئ کو ثقل کہا جاتا ہے اسی لئے قرآن واہلبیت کی تعظیم وتکریم میں انھیں ثقلین سے تعبیر کیا''۔

گجراتی ''مجمع البحار،، ہی میں ''عترت،، کی شرح میں لکھتے ہیں:

''کتاب اللّه وعترتی میں عترت سے مراد آپ کے خاص رشتہ دار ہیں اور وہ فرزند ان عبدالمطلب ہیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کے اہلبیت کی نزدیک ترین فرد ہیں اور وہ ان کی اولاد، علی اور اولاد علی ہیں، اور ایک قول ہے کہ عترت سے مراد آپ کے قریبی اور دور کے رشتہ دار ہیں''۔

''تکملہ مجمع البحار،، میں مادہ ''ثقل،، میں کہا ہے کہ حدیث میں ہے '' تارک فیکم الثقلین ''یعنی دونوں سرمایہ ہیں۔

احوال وآثار

قنوجی ''ابجد العلوم'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ محمد طاہر فتنی صاحب ''مجمع البحار فی غریب الحدیث'' گجرات کے شہر ''فتن'' میں پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء سے کسب فیض کیا اور علوم حدیث وادب کے راس ورئیس

www.shiabookspdf.com

بن گئے، پھر حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں کے علماء اور مشائخ کو جن میں متقی بھی تھے، درک کیا، متقی کا خاص طور سے اپنی کتاب مجمع البحار کے شروع میں ذکر کیا ہے اور ان کی بہت زیادہ مدح وثنا کی ہے۔ میں (قنوجی) نے ان پر مستقل رسالہ لکھا ہے جس کو "مجمع البحار" کے شروع میں ملحق کیا ہے"۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے عیدروسی کی "النور السافر" (ص ۳۲۳، وقائع ۹۸۶ھ)، عبدالحق دہلوی کی "اخبار الاخیار"، غلام علی آزاد بلگرامی کی "سبحۃ المرجان" (ص ۴۳)، رفیع الدین خان مرادآبادی کی "حالات الحرمین"، رشید الدین خان دہلوی کی "ایضاح لطافۃ المقال"، حیدر علی کی "ازالۃ الغین"، عبدالحی کی "نزھۃ الخواطر" (ج ۴، ص ۲۹۸)، ۹۸۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۱۴۹۔ روایت میرزا مخدوم جرجانی

حدیث ثقلین کو انھوں نے اپنی کتاب "النواقض" میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"فرع دوم از فصل اول فضائل اہلبیت کے بارے میں ہے: زید بن ارقم سے منقول ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں رسول خداؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند ونصیحت کے بعد ارشاد فرمایا: لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت اجل کو لبیک کہنے والا ہوں میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں! میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، روایتوں میں ہے کہ کتاب خدا حبل اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پائی اور جس نے اس کو چھوڑا گمراہ ہوا، اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے"۔(۲)

۱۔ ابجد العلوم، ص ۶۹۶، قسم ثالث علماء الہند۔

۲۔ ابتدائے کتاب میں ان کی تصریح کے مطابق انھوں نے فصل اول کی فرع دوم میں صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں۔

اس کے بعد جرجانی نے ترمذی سے زید بن ارقم ہی کی روایت نقل کی ہے۔

احوال وآثار

ان کی عظمت وجلالت جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے برزنجی کی "النواقض"، سہارنپوری کی "المرافض"، فاضل رشید الدین خان کی "ایضاح لطافۃ المقال"، حیدر علی فیض آبادی کی "ازالۃ الغین"، کاتب چلپی کی "کشف الظنون"۔

۱۵۰۔ روایت عیدروس یمنی

انھوں نے حدیث ثقلین کو "العقد النبوی السر مصطفوی" میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ جب رسول خداؐ مکہ فتح کر کے طائف کی طرف چلنے لگے تو اس کو سترہ یا انیس دن تک محاصرہ میں رکھا پھر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: اوصیکم بعترتی خیراً! و انّ موعدکم الحوض. والذی نفسی بیده لتقمین الصلوٰة، و لتوتن الزکوٰة اولا بعثن رجلا منّی او کنفسی یضرب اعناقکم. ثم اخذ بید علی رضی اللّٰه عنه ثم قال: هو هذا. میں تم کو اپنی عترت سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، تمہاری وعدہ گاہ حوض کوثر ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا ورنہ تمہاری گردن اڑانے کے لئے ایسے شخص کو تمہارے پاس بھیجوں گا جو مجھ سے ہے (یا مجھ جیسا ہے) اس وقت علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا وہ یہ شخص ہے۔

روایت میں ہے کہ آنحضرت نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا:

" ایّها الناس! یوشک ان اُقبض قبضاً سریعاً فینطلق بی و قد قدّمت الیکم القول معذرة الیکم الا! انّی مخلّف فیکم کتاب ربّی عزّوجل و عترتی اهلبیتی. ثم اخذ بید علی فرفعها فقال: هذا علی مع القرآن و

www.shiabookspdf.com

القرآن مع علی، لا یفترقان حتّی یردا علیّ الحوض. فاسئلهما ما خلفت فیهما. لوگو! بہت جلد قفس عنصری سے میری روح پرواز کرنے والی ہے، تمھارے پاس کوئی بہانہ نہ رہے لہذا پہلے بھی کہہ چکا ہوں (اور اب بھی کہہ رہا ہوں) آگاہ ہو جاؤ میں تمھارے درمیان کتاب خدا اور اپنی عترت کو اپنا جانشین چھوڑ کر جا رہا ہوں، اس وقت علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور کہا یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، اس وقت تم سے پوچھوں گا کہ ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا"۔

احوال و آثار

ان کے بیٹے عبدالقادر عیدروس نے "النور السافر"(۱) میں، شیخانی قادری نے "الصراط السوی" میں اور محمد محبوب عالم نے "تفسیر شاہی" میں ان کے حالات لکھے ہیں اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان سے مطالب نقل کئے ہیں۔

۱۵۱۔ اثبات فخر الدین جہرمی

انھوں نے "الصواعق المحرقہ" کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس کا نام "البراہین القاطعہ" رکھا جس میں حدیث ثقلین کا بھی ترجمہ کیا ہے۔

عبدالحی نے نزھۃ الخواطر (ج ۴ ص ۲۷۴) میں شیخ فاضل کبیر جیسے القاب کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۔ روایت بدر الدین رومی

انھوں نے اپنی کتاب "تاج الدرہ فی شرح البردہ" میں بوصیری کے اس شعر کے ذیل میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے: محمد سید الکونین و الثقلین والفریقین من عرب و من عجم یعنی محمدؐ دونوں جہانوں، جن وانس اور عرب وعجم کے سردار ہیں۔ دعا الی اللّٰہ فالمستمسکون به مستمسکون بحبل غیر منفصم یعنی خدا کی طرف دعوت دی پس جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑا گویا نہ ٹوٹنے والی رسی کو پکڑا۔

۱۔ النور السافر، وقائع ۹۰۰ھ۔

۱۵۳۔ روایت جمال الدین محدث شیرازی

انھوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے "الاربعین فی فضائل امیر المومنین" میں نیز اپنی کتاب "روضۃ الاحباب فی سیر النبی والآل والاصحاب" میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: غیاث الدین کی "حبیب السیر فی اخبار افراد البشر"، عبدالحق دہلوی کی "اسماء رجال المشکاۃ"، علی قاری کی "المرقاۃ فی شرح المشکاۃ" (ج ۱، ص ۸۵، مقدمہ کتاب)، شنوانی کی "الدر السنیہ"، ابوعلی محمد ملقب بہ ارتضی العمری کی "مدارج الاسناد"، قنوجی کی "الحطہ فی ذکر الصحاح الستۃ" (ص ۶۶)، دہلوی کا رسالہ "اصول الدین"۔

۱۵۴۔ روایت علی قاری

انھوں نے زید بن ارقم سے مروی مسلم اور نسائی سے اور زید بن ارقم اور جابر سے منقول ترمذی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

نیز انھوں نے مسلم سے زید بن ارقم کی، احمد سے ابوسعید خدری کی اور ترمذی سے جابر اور زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۲)

مؤلف "الشفاء" اور مؤلف "المشکاۃ" نے جس جگہ ان احادیث کی روایت کی ہے وہیں انھوں نے ان کی شرح بھی کی ہے اور صاحب مشکاۃ کی روایت پر اس کا اضافہ کیا ہے کہ احمد اور طبرانی نے بھی اس کی زید بن ثابت سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"انّی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللّٰہ حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض"

۱۔ شرح الشفاء، ج ۲، ص ۸۲۔۸۱۔

۲۔ المرقاۃ فی شرح المشکاۃ، ج ۱۱، ص ۲۹۵۔۲۹۴، ح ۶۱۴۰، باب مناقب اهل بیت النبی، فصل ۱، ص ۳۰۷۔۳۰۶، ح ۶۱۵۲، ۶۱۵۳، باب مناقب اهل بیت النبی، فصل ۲۔

www.shiabookspdf.com

یعنی میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں"۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: محمد بن ابی بکر باعلوی کی "عقد الجواہر والدرر" (ص ۱۱۱، وقائع ۱۰۱۴ھ)، محبی کی "خلاصۃ الاثر" (ج ۳، ص ۱۸۵)، شوکانی کی "البدر الطالع" (ج ۱، ص ۳۰۵، نمبر ۳۰۸)، محمد عابد سندھی کی "حصر الشارد"، قنوجی کی "اتحاف النبلاء المتقین"، عبدالعزیز دہلوی کا رسالہ "اصول الحدیث"۔

۱۵۵۔ روایت عبدالرؤوف مناوی

انھوں نے سیوطی کی "الجامع الصغیر" کی شرح کرتے وقت کتاب میں موجود حدیث ثقلین کے دقیق معانی قرطبی اور سمہودی کی مدد سے بیان کئے ہیں اور علماء کے اقوال کی روشنی میں راویوں کی توثیق کی ہے۔(۱)

نیز ابن جوزی کے اس وہم کو رد کیا ہے کہ حدیث ثقلین ضعیف ہے۔(۲)

احوال وآثار

محبی نے "خلاصۃ الاثر" (ج ۲، ص ۴۱۲) پر ان کی عبادت وزہد کی بڑی تعریف کی ہے وہ کہتے ہیں:

"علامہ مناوی امام کبیر، امام فاضل، زاہد وعابد اور کثیر النفع ومتقرب بحسن عمل ہیں"۔

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: ثعالبی کی "مقالید الاسانید"، تاج الدین کی "کفایۃ المتطلع"، سالم بن عبداللہ بصری کی "الامداد بمعرفۃ علو الاسناد" (ص ۱۴)، رشید الدین خان کی "غرۃ الراشدین"، حیدر علی فیض آبادی کی "ازالۃ الغین"، خود شاہ عبدالعزیز دہلوی کا رسالہ "اصول الحدیث"۔

۱۔ فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۱۷۵۔۱۷۴، شرح حدیث ۱۶۰۸۔

۲۔ فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر، ج ۳، ص ۱۵۔۱۴، شرح حدیث ۲۶۳۱۔

۱۵۶۔ اثبات ملا یعقوب بنیانی لاہوری

انھوں نے رسالہ "عقائد" میں حدیث ثقلین کو ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں:

"پیغمبر اسلام سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی آل اور آپ کے اصحاب سے محبت کی جائے کیونکہ قدر ومنزلت میں پیغمبر اسلام سے آپ کے اہلبیت اور قرابتدار زیادہ قریب تھے یہاں تک کہ درود بھیجنے میں آپ کے ساتھ اہلبیت کا بھی ذکر ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے: "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی" نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: "انا تارک فیکم الثقلین کتاب واھل بیتی، اُذکر کم اللّٰہ فی اھل بیتی" عائشہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا پوچھا گیا مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ کہا ان کے شوہر (علی)"۔

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ ہو مولوی رزق اللہ ملقب بہ حافظ عالم خان کی "الافق المبین فی احوال المقربین"، محمد صالح مورخ کی "العمل الصالح"، شاہ نواز خان کی "مرآۃ آفتاب نما"، عبدالحی کی "نزھۃ الخواطر" (ج ۵، ص ۶۶۵، نمبر ۷۵۴)، خود شاہ عبدالعزیز دہلوی نے حاشیہ "تحفہ" میں ان پر اعتماد کرتے ہوئے اسی حدیث ثقلین کے جواب میں ان کی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

۱۵۷۔ روایت نورالدین حلبی

انھوں نے "انسان العیون" میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان "رابغ" کے نزدیک "غدیر خم" میں صحابہ کو جمع کیا اور پھر خطبہ دیا، خطبہ میں علی کرم اللہ وجھہ کے فضائل بیان کئے نیز ان لوگوں کا جواب دیا جو یمن میں علی کے ہمراہ تھے اور انھوں نے آپ کو عدالت سے کام لینے کی وجہ سے آپ پر جور وستم اور بخل کا الزام لگایا تھا۔ آنحضرتؐ نے خطبہ میں

www.shiabookspdf.com

ارشاد فرمایا: لوگو! خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر ایک نبی کی عمر اس کے پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوتی ہے، عنقریب مجھے پیغام اجل ملنے والا ہے اور میں اس پر لبیک کہوں گا، مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے، انھوں نے جواب دیا کہ ہم کہیں گے آپ نے پیغام پہنچا دیا اور ہمیں نصیحت کی خدا آپ کو جزائے خیر دے پھر آپ نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، نشر بعد موت حق ہے، قیامت ضرور آئے گی، ہر طرف سے آواز آنے لگی ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ سب حق ہیں، آپ نے فرمایا خداوندا گواہ رہیو، پھر لوگوں کو کتاب خدا سے تمسک اور اس کی طرف ترغیب و تشویق دینے کے بعد اپنے اہلبیت کے لئے سفارش کی اور فرمایا: "انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض" پھر تین مرتبہ پوچھا: الست اولیٰ بکم من انفسکم؟ کیا میں مومنین کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہے پھر آپؐ نے علی کا ہاتھ اٹھا کر فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ . اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ و احبّ من احبّہ و ابغض من ابغضہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذلہ و ادر الحق معہ حیث دار. جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے، جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت کر، جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ، جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر جو اس کو چھوڑ دے تو اس کو چھوڑ دے اور جس طرف وہ (علی) مڑے حق کو اس طرف موڑ"۔(۱)

۱۔ انسان فی سیرۃ الامین والمامون (معروف بہ سیرۂ حلبیہ)، ج ۳، ص ۳۷۴۔

احوال و آثار

نورالدین علی حلبی کی تصدیق توثیق کے لئے ملاحظہ ہو "التحفۃ البھیۃ فی طبقات الشافعیہ"، فضل اللہ مجی کی "خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر" (ج ۳، ص ۱۲۲)۔

۱۵۸۔ روایت احمد بن فضل بن محمد باکثیر مکی

باکثیر مکی نے "وسیلۃ المآل فی عد مناقب الآل" میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی ان اللطیف الخبیر اخبرنی انّھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض .فانظروا بما تخلّفونی فیھما. میں عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت و اہلبیت خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

احمد نے اپنی مسند میں، طبرانی نے الاوسط میں اور ابویعلی اور دیگر محدثین نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اس کی سند میں کوئی ضعف نہیں ہے، حافظ ابومحمد عبدالعزیز بن اخضر نے "معالم العترۃ النبویہ" میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے اس حدیث کو حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا تھا، حاکم نے اس حدیث (ثقلین) کی تین طرق واسناد سے روایت کرنے کے بعد ہر حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کے شرائط صحت کے مطابق صحیح ہے لیکن انھوں نے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔

اس کے بعد باکثیر نے ترمذی، ابن عقدہ، ضیاء، زرندی، ابوالحسن یحییٰ بن حسن، بعابی، دولابی، بزار،

www.shiabookspdf.com

ابونعیم، ابن حجر اور دار قطنی سے متعدد طرق واسناد اور مختلف الفاظ میں بہت سارے صحابہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے"۔(۱)

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے محبی کی "خلاصۃ الاثر" (ج۱،ص۲۷۱) اور رضی الدین شامی کی "تنضید العقود السنیه بتمهید الدولة الحسینیه" (ج۱،ص۱۵۴)۔

۱۵۹۔ روایت شیخانی قادری مدنی

انھوں نے اپنی کتاب "الصراط السوی فی مناقب آل النبی" میں کئی راویوں سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی صحیح ہے گویا بارگاہ الٰہی میں میری طلبی ہوئی ہے اور میں نے لبیک کہہ دیا ہے میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت، دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، اس کے بعد آپ نے فرمایا: خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں اس وقت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولا ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے۔

اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ نے فرمایا: کیا میں مومنین پر خود ان سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے، اس وقت آپ نے فرمایا یہ (علی) ہر اس شخص کا مولا ہے جس کا میں مولا ہوں، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے، عمر نے علی کو دیکھ کر کہا مبارک ہو آپ کو، آپ تو اب ہر مومن ومومنہ کے مولا ہو گئے"۔

۱۔ وسیلۃ المآل فی عدّ مناقب الآل، ص۱۵۔۱۰، الباب الاول۔

زید بن ارقم اور ابوسعید سے روایت نقل کرنے کے بعد قادری کہتے ہیں:

"ابن جوزی نے جو اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے یہ ان سے خطا ہوئی ہے اور ان کو خبر نہیں تھی کہ مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور حاکم نے "المستدرک علی الصحیحین" میں بخاری اور مسلم کے شرائط صحت کے مطابق اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے"۔

نیز قادری نے اپنی اسی کتاب میں زید بن ثابت، عبدالرحمن بن عوف، ابوالطفیل، ابوہریرہ، جابر، حذیفہ بن اسید وغیرہ سے مروی حدیث ثقلین کو بزار، ابن عقدہ، طبرانی، ابن سعد، ملا اور زرندی جیسے عظیم المرتبت علماء کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۱۶۰۔ روایت سید محمد ماہ عالم بخاری

وہ اپنی کتاب "تذکرۃ الابرار" کے مقالہ اولی کے خطبہ میں کہتے ہیں:

"ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے سادات کو "انما یرید اللّٰه لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا" سے خطاب کر کے انھیں عزت بخشی اور ان کی قدر ومنزلت میں "لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی" نازل کیا اور صلوات وسلام ہو اس نبی امی پر جس نے اپنی اولاد کو قرآن کے مساوی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰه و عترتی فان تمسکتم بهما لن تضلّوا بعدی ....".

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج۵ ص۲۳۷۔

۱۶۱۔ روایت عبدالحق دہلوی

انھوں نے "المشکاۃ" میں موجود صحیح مسلم کی نیز صحیح ترمذی سے جناب جابر سے منقول حدیث ثقلین کی "اللمعات فی شرح المشکاۃ" میں شرح کی ہے، اسی طرح عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ ص۵۲۰ پر

www.shiabookspdf.com

حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

ان کی تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے سید محمد ماہ عالم بخاری کی ''تذکرۃ الابرار''، غلام علی آزاد بلگرامی کی ''سبحۃ المرجان'' (ص ۵۲)، شاہ نواز خان کی ''مرأۃ آفتاب نما''، تاج الدین دھان کی ''کفایۃ المتطلع''، ولی اللہ دہلوی (پدر عبدالعزیز دہلوی) کی ''مقدمہ سنیہ''، قنوجی کی ''اتحاف النبلاء''، عبدالحی کی ''نزھۃ الخواطر'' (ج ۵، ص ۵۵۳، نمبر ۳۲۰)، فاضل رشید کی ''ایضاح''، ابوعلی ملقب بہ ارتضی العمری کی ''مدارج الاسناد''، حیدر علی کی ''منتہی الکلام'' اور ''ازالۃ الغین''۔

۱۶۲۔ روایت شہاب الدین خفاجی

انھوں نے اپنی کتاب ''نسیم الریاض'' میں قاضی عیاض کی ''الشفاء'' میں موجود حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس کی شرح کی ہے اور پھر زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کی شرح کرنے کے بعد تحریر کیا ہے:

''مسلم کے بقول حجۃ الوداع سے واپسی پر فضائل آل البیت کے متعلق آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: یا ایھا الناس! انما انا بشر مثلکم یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیبہ و انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ فیہ الھدیٰ و النور فتمسکوا بہ و اھل بیتی. لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہہ دوں گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور میرے اہلبیت''۔(۱)

خفاجی نے مسلم سے حدیث ثقلین کو ان الفاظ میں نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے '' انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و اھل بیتی لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض''۔(۲)

۱۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، ج ۴، ص ۴۹۹، قسم ثانی، باب ۳، فصل ومن توقیرہ۔
۲۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، ج ۶، ص ۷۵، قسم ثالث، باب ۲، فصل فیما وقع لہ فی مرض موتہ۔

نیز خفاجی نے قاضی کے اس قول کی شرح میں بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے بعد کتاب خدا اور اپنی عترت کے متعلق وصیت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''حدیث وصیت کی مسلم نے روایت کی ہے جس میں آنحضرتؐ نے لوگوں سے خطبہ میں ارشاد فرمایا: '' ایھا الناس! انما انا بشر مثلکم یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیبہ، و انی تارک فیکم الثقلین ، اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ و النور ، فتمسکوا بہ ،و حث علی ذالک .ثم قال: و اھل بیتی اُذکرکم اللہ فی اھل بیتی ثلاثاً. اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں نور و ہدایت ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس پر تاکید کرنے کے بعد فرمایا اور میرے اہلبیت پھر اس جملے کی تین مرتبہ تکرار کی میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں''۔(۱)

احوال و آثار

ان کی تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے محبی کی خلاصۃ الاثر ج ۱ ص ۳۳۱، قنوجی کی ''التاج المکلل'' (ص ۲۹۳، نمبر ۳۹۲)، سالم بن عبداللہ کی ''الامداد لمعرفۃ علو الاسناد'' (ص ۴۱)، شیخ احمد نخلی کا رسالہ ''اسانید نخلی'' (ص ۴۲)، ولی اللہ دہلوی کا رسالہ ''الارشاد الی مھمات الاسناد'' اور رسالہ ''اصول الحدیث''، ان کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ شاہ عبدالعزیز دہلوی (مؤلف تحفہ) کے والد شاہ ولی اللہ دہلوی کے مشائخ مفتگانہ میں سے ہیں۔

۱۶۳۔ روایت عزیزی بولاقی شافعی

انھوں نے حافظ جلال الدین سیوطی کی ''الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر'' کی شرح ''السراج المنیر فی شرح الجامع الصغیر'' میں حدیث ثقلین کی شرح کی ہے۔(۲)

۱۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، ج ۶، ص ۱۳۳، قسم ثالث، باب ۲، فصل فی بیان حکمۃ ابتلاء بعض الانبیاء بالامراض۔
۲۔ السراج المنیر فی شرح الجامع الصغیر، ج ۱، ص ۳۲۳، اور ج ۲، ص ۵۱۔

www.shiabookspdf.com

مجی کی کتاب ''خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر'' (ج ۳، ص ۲۰۱) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ عزیزی، اہلسنت کے اکابر محدثین میں سے تھے۔

۱۶۴۔ روایت صالح مقبلی صنعانی

انھوں نے ''ملحقات الابحاث المسدده'' میں اہل جور کے خلاف خروج سے متعلق اجماع حرمت کے فتوے پر تعجب کرتے ہوئے امام حسینؑ اور دیگر تاریخی شواہد پیش کرنے کے بعد ان کے اجماع کو باطل قرار دے کر ان پر کڑی تنقید کی ہے اور حرمت کا فتوی دینے والوں پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھا ہے:

حضرتؐ نے تو یہ فرمایا تھا: ''میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو'' اسی کے ہم معنی اور بھی روایتیں ہیں جو متواتر ہیں، مگر ان لوگوں نے عملی طور پر حضرتؐ کا یہ جواب دیا کہ ہم ان کے ساتھ برا سلوک کریں گے۔ اسی وجہ سے جو تلوار چلا سکتے تھے انھوں نے تلوار سے حملہ کیا اور جو اس پر قادر نہیں تھے انھوں نے دل وزبان کو ان کے خلاف استعمال کیا اور اس کا ابھی تک سلسلہ جاری ہے.....''۔

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے محمد بن اسماعیل امیر یمانی کی ''الروضۃ الندیہ'' اور ''ذیل الابحاث المسدده''، شوکانی کی ''البدر الطالع'' (ج ۱، ص ۲۰۰، نمبر ۲۰۴) اور ''اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر'' (ص ۱۱۲)، عبدالحق بن فضل اللہ ھندی مکی کی ''النکتۃ اللطیفۃ''، قنوجی کی ''التاج المکلل'' (ص ۳۸۱، نمبر ۴۰۳)۔

۱۶۵۔ اثبات احمد آفندی مشہور بہ منجم باشی

رضی الدین حسینی ''تنضید العقو والسنیہ'' میں ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''میں نے ان کا تعلیقہ آنحضرتؐ کی اس حدیث شریف پر دیکھا کہ میں تم میں دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے

اور دوسرے میری عترت واہلبیت جب تک ان سے وابستہ رہو گے گمراہ نہ ہو گے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں، بعض روایتوں میں اس کا اضافہ ہے پس دیکھو میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، آفندی کا کہنا ہے کہ میرے سید وآقا میرے والد دام فضلہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور میں ان ہی کے خط سے لکھی ہوئی حدیث کو نقل کر رہا ہوں اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہ رہے کہ اس حدیث میں ایسے نکات ومطالب ہیں جن کی آگاہی ہر انسان بصیر پر فرض ہے(۱).....''۔

احوال وآثار

رضی الدین ''تنضید العقو والسنیہ'' میں ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''۱۱۱۳ھ میں رئیس المحققین، سلطان المدققین، العالم العلامہ الفاضل الفہامہ احمد آفندی مشہور بہ منجم باشی کا انتقال ہوا، صاحب لسان الزمان کا کہنا ہے یہ عجائب روزگار اور اپنے زمانہ کے جوہر یکتا اور گوہر یگانہ تھے، یہ ان رومیوں میں تھے جنہوں نے حصول علم میں بہت زیادہ زحمتیں اٹھائی تھیں، یحیٰی منقاری زادہ جیسے بزرگ علماء کے سامنے قرائت حدیث کیا، ان کو علم معقول، حکمت اور طب میں ید طولیٰ حاصل تھا، فلک شناسی، ستارہ شناسی میں یگانۂ زمانہ تھے، نحو، صرف اور معانی وبیان میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور ادب و شناخت اشعار عرب کی وسیع معلومات اور تاریخ میں تبحر حاصل تھا''۔(۲)

۱۶۶۔ روایت زرقانی ازہری مالکی

قسطلانی نے ''المواھب اللدنیہ'' میں جن جگہوں پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے ان کی شرح کرتے ہوئے مسلم اور ترمذی وغیرہ کی حدیثوں کا انھوں نے اضافہ کیا ہے۔(۳)

۱۔ تنضید العقو والسنیہ بتمہید الدولۃ الحسنیہ، ج ۱، ص ۳۱۶۔

۲۔ تنضید العقو والسنیہ بتمہید الدولۃ الحسنیہ، ج ۱، ص ۳۱۴۔

۳۔ شرح المواھب اللدنیہ، ج ۷، ص ۸۔۴۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: محمد خلیل مرادی کی ''سلک الدرر فی اعیان القرن الحادی عشر'' (ج ۴، ص ۳۲)، شرقاوی کی ''التحفۃ البھیہ فی الطبقات الشافعیہ''، محمد بن محمد ازہری کا ''رسالۃ الاسانید''، زینی دحلان کی ''سیرت''، کاتب چلپی کی ''کشف الظنون'' (ج ۲، ص ۱۸۹۷)۔

۱۶۷۔ روایت حسام الدین سہارنپوری

انھوں نے اپنی کتاب ''مرافض الروافض'' میں متعدد جگہوں پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔ مناقب اہلبیتؑ میں مسلم اور ترمذی سے زید بن ارقم کی اور ترمذی سے جابر کی حدیث کو نقل کیا ہے۔ پھر حدیث غدیر کا جواب دیتے ہوئے طبرانی وغیرہ سے بہ سند صحیح اس حدیث کی روایت کی ہے۔

۱۶۸۔ روایت محمد بن معتمد خان بدخشانی

انھوں نے مسلم، ترمذی، طبرانی، حاکم، عبد بن حمید، ابن انباری، باوردی اور حکیم ترمذی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

نیز انھوں نے اپنی کتاب ''نزل الابرار'' میں مسلم کے توسط سے زید بن ارقم کی، حکیم ترمذی، طبرانی اور ابو الطفیل کے توسط سے حذیفہ بن اسید کی روایت نقل کی ہے۔(۲)

عبقات الانوار مجلد حدیث غدیر میں تفصیل سے ان کے حالات تحریر کر چکا ہوں۔

۱۶۹۔ روایت رضی الدین شامی شافعی

انھوں نے اپنی کتاب ''تمہید العقد والسنیہ بتمہید الدولۃ الحسینیۃ'' میں حدیث ثقلین کو نقل کی ہے۔(۳)

۱۔ مفتاح النجا فی مناقب آل العبا، ورق ۳، مقدمہ کتاب، ورق ۹۔۸۔۷، باب ۱، فصل ۲۔

۲۔ نزل الابرار بما صح من مناقب اہل البیت الاطہار، ص ۳۲، مقدمہ مصنف۔

۳۔ تمہید العقد والسنیۃ، ج ۱، ص ۳۱۶۔

۱۷۰۔ روایت محمد صدر عالم

انھوں نے طبرانی اور حاکم کے توسط سے زید بن ارقم کی اور حکیم ترمذی اور طبرانی کے توسط سے (بہ سند صحیح) حدیث غدیر کے ضمن میں حدیث ثقلین نقل کی ہے۔(۱)

احوال وآثار

عبقات الانوار کی بعض مجلدات میں ان کا شرح حال لکھا ہے، ولی اللہ دہلوی (پدر عبدالعزیز دہلوی) نے ''التفہیمات الالٰہیۃ'' میں اور عبدالحی نے ''نزہۃ الخواطر'' (ج ۶، ص ۳۳، نمبر ۲۲۶) پر ان کے حالات تحریر کئے ہیں۔

۱۷۱۔ روایت ولی اللہ دہلوی

شاہ صاحب (عبدالعزیز دہلوی) کے والد شاہ ولی اللہ دہلوی نے مسلم، حاکم اور ابو عمر سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۲)

انھوں نے قرۃ العینین میں مسلم اور ترمذی سے حدیث ثقلین نقل کی ہے۔(۳)

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: ولی اللہ کی ''الجز اللطیف''، ''التفہیمات الالٰہیہ''، ''الفوز الکبیر''، محمد معین بن محمد امین سندھی کی ''دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ الحبیب''، ارتضی العری کی ''مدارج الاسناد''، رشید الدین خان کی ''عزۃ الراشدین''، ''ایضاح لطافۃ المقال''، قنوجی کی ''ابجد العلوم'' (ص ۷۰۷) اور ''اتحاف النبلاء''، عبدالحی کی ''نزہۃ الخواطر'' (ج ۶، ص ۸۵۸، نمبر ۷۵۵)۔

۱۔ معارج العلی، ج ۵۳، المعراج الثانی، ح ۵۶، ۵۷، ص ۱۸۵، المعراج التاسع، ح ۳۳۳۔

۲۔ ازالۃ الخفا عن سیرۃ الخلفاء۔

۳۔ قرۃ العینین، ص ۱۱۹۔۱۶۸۔

www.shiabookspdf.com

۱۷۲۔ روایت محمد معین بن محمد امین سندھی

انھوں نے ''دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب'' میں حدیث ثقلین نقل کی ہے:

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے: ''نزھۃ الخواطر'' (ج ۶، ص ۸۳۸، نمبر ۶۶۵)۔

۱۷۳۔ روایت محمد بن اسماعیل امیر

انھوں نے ''الروضۃ الندیہ فی شرح التحفۃ العلویہ''(۱) میں درج ذیل اشعار کی شرح میں حدیث ثقلین نقل کی ہے: **فغدت عترتها من اجلها . عترة المختار نصّاً نبویاً وغدا السبطان والآل اذا نسبوهم نبویاً علویّا .**

انھوں نے احمد اور ترمذی کے توسط سے زید بن ارقم کی، ابوعمرو ظفاری کے توسط سے ابن سلمہ کی اور احمد کے توسط سے امیر المومنین کی روایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ آئمہ مسانید نے بیس سے زیادہ صحابہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، اسی طرح حمید محلی نے ''محاسن الازھار'' میں طرق حدیث غدیر کو ذکر کرنے کے بعد حدیث ثقلین نقل کی ہے۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: شوکانی کی ''البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع'' (ج ۲، ص ۱۵۲، نمبر ۴۱۷)، قنوجی کی ''التاج المکلل'' (ص ۴۲۳، نمبر ۴۶۴)۔

۱۷۴۔ روایت محمد بن علی صبان

انھوں نے ''اسعاف الراغبین'' میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! میں تمہارے ہی جیسا بشر ہوں، عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے

۱۔ الروضۃ الندیہ فی شرح التحفۃ العلویہ، ص ۲۶۴، ۲۶۳، شرح شعر ۴۷۔۴۸۔

لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور میرے اہلبیت! میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں، اس حدیث کی مسلم نے روایت کی ہے''۔

اس کے بعد احمد کی روایت نیز مسلم اور نسائی کے توسط سے زید بن ارقم سے مروی حدیث نقل کی ہے۔(۱)

۱۷۵۔ اثبات محمد مرتضی زبیدی حنفی

ابوالفیض محب الدین محمد مرتضی واسطی زبیدی حنفی بلگرامی نزیل مصر نے تاج العروس میں ثقل کے معنی بیان کرنے کے بعد حدیث ثقلین پیش کی ہے اور کہا ہے کہ ان دونوں (قرآن واہلبیت) کی تعظیم واحترام میں انھیں ثقلین سے تعبیر کیا ہے اور ثعلب سے نقل کیا ہے کہ انھیں ثقلین اس لئے کہا کہ ان کے دامن سے وابستہ رہنا اور ان پر عمل کرنا ثقیل ہے۔(۲)

ان کے شرح حال کو قنوجی نے ''ابجد العلوم'' (۵۷۰) میں تحریر کیا ہے۔

۱۷۶۔ روایت احمد بن عبدالقادر عجیلی

انھوں نے ''ذخیرۃ المال'' میں اس مصرعہ کی شرح میں حدیث ثقلین نقل کی ہے ''**والزم بحبل الله ثم اعتصم**'' (حبل سے وابستہ ہو جاؤ اور اس کو مظبوطی سے پکڑو) وہ لکھتے ہیں:

''خداوند نے عالم نے فرمایا ہے **واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا** (آل عمران آیت ۱۰۳) اور آنحضرتؐ نے فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان سے وابستہ رہو گے گمراہ نہ ہو گے، ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت! خداوند لطیف و خبیر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو''۔

۱۔ اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہلبیت الطاہرین، ص ۸۹، الباب الثانی۔

۲۔ تاج العروس من جواہر القاموس، ج ۷، ص ۳۴۵۔

www.shiabookspdf.com

پھر انھوں نے حدیث زید بن ارقم کی روایت کی ہے اور اس کو طبرانی سے بھی نقل کرنے کے بعد اس کی تشریح وتحقیق کی ہے۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے احمد بن محمد شیروانی کی ''المناقب الحیدریہ''، عبدالرحمٰن بن سلیمان بن یحیی بن عمر کی ''النفس الیمانی والروح الریحانی''، قنوجی کی ''التاج المکلل'' (ص ۵۱۵، نمبر ۵۳۵)۔

۱۷۷۔ روایت محمد مبین لکھنوی

انھوں نے اپنی کتاب ''وسیلۃ النجاۃ فی مناقب السادات'' میں مسلم کے توسط سے زید بن ارقم کی، مشکاۃ کے توسط سے ترمذی سے جابر بن عبداللہ کی، ترمذی کے توسط سے زید بن ارقم کی اور حاکم سے اسی حدیث کی روایت کی ہے، محمد مبین لکھنوی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے معتبر کتابوں سے صحیح حدیثیں نقل کی ہیں اور جعلی حدیثیں نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے۔

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی ''نزہۃ الخواطر'' (ج ۷، ص ۴۰۳)۔

۱۷۸۔ روایت محمد اکرام الدین دہلوی

انھوں نے اپنی کتاب ''سعادۃ الکونین فی بیان فضائل الحسنین'' میں المشارق اور المصابیح وغیرہ میں موجود حدیث ثقلین کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے حیدر علی فیض آبادی کی ''ازالۃ الغین''، عبدالحی کی ''نزہۃ الخواطر'' (ج ۷، ص ۹۲۱، نمبر ۱۱۵)۔

۱۷۹۔ روایت میرزا حسن علی محدث دہلوی

انھوں نے ''تفریح الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب'' میں حدیث ثقلین نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''زید بن ارقم سے منقول ہے کہ ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں خطبہ دینے کے لئے رسول خداؐ کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند وموعظہ کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں اور عنقریب دعوت حق پر لبیک کہنے والا

ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں ہدایت ونور ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو پھر کتاب خدا کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت! میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں! اور ایک روایت میں ہے کہ کتاب خدا حبل اللہ ہے جس نے اس کی پیروی کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس کو چھوڑا گمراہ ہوا۔ اس کی مسلم نے روایت کی ہے۔''

انھوں نے ترمذی کے توسط سے جابر اور زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہے۔

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی ''نزہۃ الخواطر'' (ج ۷ ص ۱۳۶)۔

۱۸۰۔ اثبات عبدالرحیم صفی پوری

انھوں نے مادہ ''ثقل'' کی تشریح میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔(۱)

ان کی تعریف وتمجید کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی ''نزہۃ الخواطر'' (مجلد ۳، ج ۷ ص ۱۰۰۹، نمبر ۴۶۴)۔

www.shiabookspdf.com

۱۸۱۔ روایت ولی اللہ لکھنوی

انھوں نے ''مرأۃ المومنین'' میں مسلم کے توسط سے زید بن ارقم کی اور الصوعق المحرقہ اور طبرانی سے بہ سند صحیح حدیث ثقلین نقل کی ہے۔

انھوں نے اسی کتاب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ معتبر کتب صحاح وتواریخ سے متواتر یا مشہور یا حسن حدیثیں نقل کی ہیں اور علماء کی نظر میں متروک اور ضعیف حدیثوں کے نقل سے اجتناب کیا ہے۔

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی ''نزہۃ الخواطر'' (ج ۷، ص ۱۱۳۵، نمبر ۱۰۰۸) اس میں ''مرأۃ المومنین'' کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۸۲۔ روایت رشید الدین خان دہلوی

انھوں نے اپنی کتاب ''الحق المبین فی فضائل اهل بیت سید المرسلین'' میں ''صواعق محرقہ''، ''الشفا''، ''قرۃ العینین''، ''نزل الابرار'' اور احمد، ابن جریر، حاکم اور شرح مقاصد سے

۱۔ منتہی الارب، ج ۱، ص ۱۴۳۔

حدیث ثقلین نقل کی ہے، جنھیں پہلے بیان کر چکے ہیں اسی طرح انھوں نے "ایضاح لطافة المقال" میں بھی حدیث ثقلین نقل کی ہے۔

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے عبدالحی کی نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۱۹۹۔

۱۸۳۔ اثبات عاشق علی خان لکھنوی

انھوں نے "ذخیرة العقبیٰ فی ذکر فضائل ائمة الهدی" میں حدیث ثقلین کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۴۔ روایت حسن عدوی حمزاوی

انھوں نے "مشارق الانوار فی فوزا هل الاعتبار" میں ابن حجر، مسند احمد، سیوطی، مسلم اور نسائی سے حدیث ثقلین نقل کی ہے۔(۱)

مشارق الانوار مطبوعہ مصر کے آخر میں جو تقریظیں طبع ہوئی ہیں ان سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۱۸۵۔ روایت سلیمان بلخی قندوزی

انھوں نے "ینابیع المودة" میں حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کے لئے ایک خاص باب قائم کیا ہے اور اس بہت سارے طرق واسناد سے مسلم، ترمذی، ثعلبی، احمد، عبداللہ بن احمد، سمہودی، خوارزمی، سید علی ہمدانی اور زرندی کے توسط سے بزرگ صحابہ سے حدیث ثقلین نقل کی ہے۔(۲)

۱۸۶۔ روایت حسن زمان

انھوں نے حدیث ثقلین کو "القول المستحسن فی فخر الحسن" میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"مناوی نے شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے: انّی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللّٰه حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اهل بیتی و انّهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض (میں تم میں دو

۱۔ مشارق الانوار فی فوز اهل الاعتبار، ص ۱۹۰، الباب الثالث، فصل ۴، بیان ماورد فی فضل اهل بیته۔

۲۔ ینابیع المودة، ص ۳۶۔۳۲، باب ۴۔

جانشین چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں) اس حدیث کی احمد، طبرانی اور ضیاء نے "المختارہ" میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے"۔

ھیثمی کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں، نیز حافظ عبدالعزیز بن اخضر نے اس کو ایسے اسناد سے نقل کیا ہے جس میں کوئی مجہول راوی نہیں ہے اور انھوں نے اس کا اضافہ کیا ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیا تھا اور ابن جوزی جیسے افراد نے جو یہ گمان کرلیا کہ حدیث ثقلین جعلی اور گڑھی ہوئی ہے تو یہ ان کی بھول ہے اور سمہودی کا کہنا ہے کہ اس حدیث کی بیس سے زیادہ صحابہ نے روایت کی ہے۔ شریف (سمہودی) کہتے ہیں: یہ حدیث ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ قیامت تک اہلبیت کی کوئی ایسی فرد رہے گی جس سے تمسک کی جاسکے تاکہ تمسک کا حکم عملی جامہ پہن سکے، یہی بات کتاب کے لئے بھی ہے لہذا یہ دونوں ثقل (قرآن واہلبیتؑ) اہل زمین کے لئے امان ہیں کہ اگر یہ نہ رہیں گے تو اہل زمین نہ رہیں گے۔

۱۸۷۔ روایت صدیق حسن خان قنوجی

انھوں نے اپنی کتاب "السراج الوهاج فی شرح صحیح مسلم بن حجاج" میں صحیح مسلم سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس کی شرح کی ہے اور اس میں ترمذی وغیرہ کی بھی روایتوں کا اضافہ کیا ہے۔

احوال وآثار

مختلف تذکروں میں ان کے حالات موجود ہیں، اپنی درج ذیل کتابوں میں خود انہوں نے اپنے حالات تحریر کئے ہیں: "الحطة فی ذکر الصحاح الستة"، (ص ۲۷۰۔۲۶۲، خاتمہ کتاب)" اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقها والمحدثین"، "ابجد العلوم"، "التاج المکلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والاول" (ص ۵۴۶، نمبر ۵۴۳)۔

www.shiabookspdf.com

ملحق سند حدیث ثقلین

تالیف:
محقق عبدالعزیز طباطبائیؒ

www.shiabookspdf.com

ترجمہ:
سید شجاعت حسین گوپال پوری

راویان حدیث ثقلین

حدیث ثقلین کی روایت کرنے والے اصحاب

سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' (۱) میں اور سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں زید بن ارقم اور ابوسعید خدری سے مسلم، ترمذی، دارمی، نسائی، ابویعلی، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم، ضیاء مقدسی کے توسط سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس حدیث کی بیس سے زیادہ صحابہ نے روایت کی ہے۔

سخاوی نے زید (بن ارقم) اور ابوسعید سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس کی حسب ذیل افراد نے روایت کی ہے۔

۱۔ جابر

۲۔ حذیفہ بن اسید

۳۔ خزیمہ بن ثابت

۴، زید بن ثابت

۵۔ سہل بن سعد

۱۔ ''استجلاء ارتقاء الغرف بحب اقرباء الرسول ذوی الشرف''، شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی ساکن حرمین شریفین (مکہ ومدینہ) متوفی ۹۰۲ھ کی تالیف ہے، انھوں نے الضوء اللامع ج ۸ ص ۳۲۔۲، پر اپنے حالات قلمبند کئے ہیں، جس کا قدیمی نسخہ کتب خانہ سلیمانیہ میں میں نے دیکھا تھا، انھوں نے اپنی اس کتاب میں بھی ''استجلاب'' کا ذکر کیا ہے اور اس کو اپنی تالیف بتایا ہے۔ استجلاب کے نسخے ہند، مصر اور ترکیہ میں موجود ہیں ۱۱۴۳ھ کا قلمی نسخہ استنبول کے کتب خانہ عاطف آفندی میں موجود ہے جس کا عکسی نسخہ میں نے حاصل کیا اور اس کا نمبر ۲۷۸۷ ہے۔ خداوند عالم اس کے نشر واشاعت کی توفیق عنایت فرمائے، میں (طباطبائی) جو کچھ نقل کر رہا ہوں وہ صفحہ ۲۱ پر موجود ہے۔ (بحمد اللہ اب یہ کتاب قم میں ایک جلد میں اور دو جلدوں میں دار المبشائر الاسلامیہ بیروت میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ مترجم)

۶۔ ضمرہ (اسلمی)

۷۔ عامر بن لیلی (غفاری)

۸۔ عبدالرحمٰن بن عوف

۹۔ عبداللہ بن عباس

۱۰۔ عبداللہ بن عمر

۱۱۔ عدی بن حاتم

۱۲۔ عقبہ بن عامر

۱۳۔ علی بن ابی طالب

۱۴۔ ابوذر

۱۵۔ ابورافع

۱۶۔ ابوشریح خزاعی

۱۷۔ ابوقدامہ انصاری

۱۸۔ ابوہریرہ

۱۹۔ ابوالہیثم بن تیہان

۲۰۔ قریش کی ایک جماعت

۲۱۔ ام سلمی (ام المومنین)

۲۲۔ ام ہانی بنت ابوطالب

یہ سب کے سب صحابہ تھے، جابر کی روایت کو ترمذی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے..... اسی طرح انھوں نے ان سارے صحابہ کے ناموں کو یکے بعد دیگرے بیان کرنے کے بعد ان مآخذ کو ذکر کیا ہے جن سے اس حدیث کی روایت کی ہے، پھر ان کی عین عبارت نقل کی ہے۔

سمہودی ''جوہر العقدین'' (۱) میں کہتے ہیں: اس حدیث کو بیس سے زیادہ صحابہ نے نقل کیا ہے

۱۔ جواہر العقدین، ج ۱، قسم ثانی، ص ۹۳۔۷۲۔

www.shiabookspdf.com

جابر ابن عبداللہ سے منقول ہے کہ.....

پھر انھوں نے ان صحابہ کے ناموں کو یکے بعد دیگرے بیان کرنے کے بعد ان سے مروی حدیث کو مع ماخذ کے نقل کیا ہے۔

حدیث ثقلین کی روایت کرنے والے تابعین

صحاح ومسانید اور حدیث کی معتبر کتابوں میں بہت سارے تابعی راویوں سے حدیث ثقلین نقل ہوئی ہے جن میں چند یہ ہیں:

۱۔ابوالطفیل عامر بن وائلہ (بعض نے ان کو صحابی کہا ہے)

۲۔عطیہ بن سعید عوفی

۳۔حارث ہمدانی

۴۔عنش بن معتمر

۵۔حبیب بن ابی ثابت

۶۔علی بن ربیعہ

۷۔قاسم بن حسان

۸۔حصین بن سبرہ

۹۔عمرو بن مسلم.

۱۰۔ابوالضحی مسلم بن صبیح

۱۱۔یحیی بن جعدہ

۱۲۔اصبغ بن نباتہ

۱۳۔عبداللہ بن ابی رافع

۱۴۔مطلب بن عبداللہ بن حنطب

۱۵۔عبدالرحمٰن بن ابی سعید

۱۶۔عمر بن علی بن ابی طالب

۱۷۔فاطمہ بنت علی بن ابی طالب

۱۸۔حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب

۱۹۔زین العابدین علی بن الحسینؑ

حدیث ثقلین کی روایت کرنے والے آئمہ وحفاظ

صحابہ اور تابعین کے بعد ان مشہور ائمہ اور حفاظ کے ناموں کو پیش کر رہے ہیں جنہوں نے بالترتیب ہر صدی ہجری میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ان کا عبقات الانوار میں ذکر نہیں ہوا ہے۔

دوسری صدی

۱۔حبیب بن ابی ثابت متوفی ۱۱۹ھ

۲۔ابواسحاق سبیعی متوفی ۱۲۹ھ

۳۔محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب

۴۔حکیم بن جبیر

۵۔زکریا بن ابی زائد متوفی ۱۴۸ھ

۶۔فطر بن خلیفہ مخزومی

۷۔کثیر بن زید متوفی ۱۵۸ھ

۸۔معروف بن خربوذ مکی

۹۔ابوالحجاف داؤد بن ابی عوف تمیمی

۱۰۔صالح بن ابوالاسود لیثی

۱۱۔ابوالجارود زیاد بن منذر عبدی

۱۲۔حاتم بن اسماعیل متوفی ۱۸۶ھ

۱۳۔ابوالحسن علی بن مسہر قرشی متوفی ۱۸۹ھ

۱۴۔علی بن ثابت جزری

www.shiabookspdf.com

۱۵۔ کثیر النواء

۱۶۔ عبداللہ بن سنان زہری

۱۷۔ ہارون بن سعد عجلی

۱۸۔ یونس بن ارقم کندی

۱۹۔ عثمان بن مغیرہ ثقفی

۲۰۔ زید بن حسن انماطی

تیسری صدی

۲۱۔ جعفر بن عون مخزومی متوفی ۲۰۶ھ

۲۲۔ یزید بن ہارون واسطی متوفی ۲۰۶ھ

۲۳۔ یعلی بن عبید طنافسی

۲۴۔ عبیداللہ بن موسیٰ عبسی

۲۵۔ تلید بن سلیمان محاربی

۲۶۔ ہاشم بن قاسم ابوالنصر کنانی

۲۷۔ ابوغسان ہندی مالک بن اسماعیل متوفی ۲۱۹ھ

۲۸۔ محمد بن سعید بن سلیمان بن اصفہانی متوفی ۲۲۰ھ

۲۹۔ محمد بن کثیر عبدی

۳۰۔ سعید بن سلیمان واسطی متوفی ۲۲۵ھ

۳۱۔ عبداللہ بن بکیر غنوی

۳۲۔ سعید بن منصور خراسانی متوفی ۲۲۷ھ

۳۳۔ داؤد بن عمر ضبی

۳۴۔ عمار بن نصر مروزی متوفی ۲۲۹ھ

۳۵۔ منجاب بن حارث تمیمی متوفی ۲۳۱ھ

۳۶۔ عبدالرحمٰن بن صالح ازدی متوفی ۲۳۵ھ

۳۷۔ بشیر بن ولید کندی متوفی ۲۳۸ھ

۳۸۔ جعفر بن حمید قرشی متوفی ۲۴۰ھ

۳۹۔ اسماعیل بن موسیٰ فزاری دختر زادۂ سدی متوفی ۲۴۵ھ

۴۰۔ سفیان بن وکیع بن جراح متوفی ۲۴۷ھ

۴۱۔ محمد بن یزید ابوکر خوبہ واسطی

۴۲۔ یوسف بن موسیٰ قطان متوفی ۲۵۳ھ

۴۳۔ احمد بن منصور رمادی متوفی ۲۶۵ھ

۴۴۔ احمد بن یونس ابوالعباس ضبی متوفی ۲۶۸ھ

۴۵۔ ابراہیم بن مرزوق بن دینار متوفی ۲۷۰ھ

۴۶۔ حسین بن علی بن جعفر

۴۷۔ محمد بن عبدالوہاب ابواحمد فراء متوفی ۲۷۲ھ

۴۸۔ حافظ یعقوب بن سفیان فسوی متوفی ۲۷۷ھ

۴۹۔ ابراہیم بن اسحاق قاضی ابواسحاق زہری متوفی ۲۷۷ھ

۵۰۔ محمد بن فضل ابوجعفر سقطی متوفی ۲۸۸ھ

۵۱۔ فہد بن سلیمان نحاس مصری

۵۲۔ احمد بن قاسم جوہری متوفی ۲۹۳ھ

۵۳۔ حافظ صالح بن جزرہ متوفی ۲۹۴ھ

۵۴۔ احمد بن یحییٰ حلوانی متوفی ۲۹۶ھ

۵۵۔ حافظ ابوجعفر مطین محمد بن عبداللہ بن سلیمان متوفی ۲۹۷ھ

چوتھی صدی

۵۶۔ حافظ حسن بن سفیان نسوی متوفی ۳۰۳ھ

www.shiabookspdf.com

۵۷۔ حافظ ابو یحیی زکریا بن یحیی ساجی متوفی ۳۰۷ھ

۵۸۔ عباس بن احمد ابو حبیب برتی متوفی ۳۰۸ھ

۵۹۔ ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی متوفی ۳۱۶ھ

۶۰۔ حسن بن مسلم صنعانی

۶۱۔ حافظ طحاوی ابو جعفر احمد بن محمد بن سلمہ متوفی ۳۲۱ھ

۶۲۔ ابو جعفر عقیلی محمد بن عمرو بن حماد متوفی ۳۲۲ھ

۶۳۔ حسن بن یعقوب ابو الفضل بخاری متوفی ۳۴۲ھ

۶۴۔ ابو عبداللہ محمد بن یعقوب بن اخرم شیبانی متوفی ۳۴۴ھ

۶۵۔ ابو محمد عبداللہ بن جعفر اصفہانی متوفی ۳۴۶ھ

۶۶۔ محمد بن احمد تمیم خیاط قنطری متوفی ۳۴۸ھ

۶۷۔ ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی متوفی ۳۵۱ھ

۶۸۔ حافظ ابو الشیخ ابن حبان بستی متوفی ۳۶۹ھ

۶۹۔ محمد بن احمد بالویہ متوفی ۳۷۴ھ

۷۰۔ محمد بن احمد بن حمدان ابو عمرو حیری متوفی ۳۷۶ھ

۷۱۔ عبداللہ بن احمد بن حمویہ حموئی متوفی ۳۸۱ھ

۷۲۔ حافظ ابو الحسن علی بن عمر بن شاذان سکری متوفی ۳۸۶ھ

پانچویں صدی

۷۳۔ ابو عبید ہروی صاحب الغریبین متوفی ۴۰۱ھ

۷۴۔ یحیی بن ابراہیم ابو زکریا مزکی نیشاپوری متوفی ۴۱۴ھ

۷۵۔ قاضی عبدالجبار بن احمد معتزلی متوفی ۴۱۴ھ

۷۶۔ ابو الفرج محمد بن عبداللہ بن احمد بن شہریار اصفہانی

۷۷۔ ابو سعد گنجرودی محمد بن عبدالرحمن متوفی ۴۵۳ھ

۷۸۔ ابوبکر احمد بن عبیداللہ بن خلف شیرازی

۷۹۔ ابن الغریق ابو الحسین بن مہتدی باللہ متوفی ۴۶۵ھ

۸۰۔ ابو الحسن داؤدی بوشنجی متوفی ۴۶۷ھ

چھٹی صدی

۸۱۔ ابوبکر مزرفی محمد بن حسین شیبانی متوفی ۵۲۷ھ

۸۲۔ ابو عبداللہ محمد بن عمر کی متوفی بوشنجی

۸۳۔ محمد بن حمویہ جوینی متوفی ۵۳۰ھ

۸۴۔ ابو نصر طوسی احمد بن علی معروف بہ ابن العراقی

۸۵۔ زاہر بن طاہر ابو القاسم شحامی مستملی متوفی ۵۳۳ھ

۸۶۔ جار اللہ زمخشری متوفی ۵۳۸ھ

۸۷۔ قاضی ابو محمد بن عطیہ محاربی غرناطی متوفی ۵۴۶ھ

۸۸۔ ابو الفضل بن ناصر سلامی بغدادی متوفی ۵۵۰ھ

۸۹۔ حافظ ابو العلاء حسن بن احمد عطار ہمدانی متوفی ۵۶۹ھ

۹۰۔ عمر بن عیسیٰ خطیبی دھلقی

ساتویں صدی

۹۱۔ حافظ محیی الدین نووی متوفی ۶۷۶ھ

۹۲۔ شرف الدین ابو محمد عمر بن محمد بن عبدالواحد موصلی

۹۳۔ ابو العباس احمد بن عمر قرطبی انصاری متوفی ۶۵۶ھ

۹۴۔ عز الدین عبدالحمید بن ھبۃ اللہ ابن ابی الحدید معتزلی متوفی ۶۵۶ھ

۹۵۔ قاضی ناصر الدین بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ

www.shiabookspdf.com

آٹھویں صدی

۹۶۔ظہیر الدین عبد الصمد فارقی فارابی

۹۷۔زین العرب علی بن عبد اللہ بن احمد

۹۸۔بدر الدین ابو محمد حسن بن حبیب حلبی

۹۹۔ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ

۱۰۰۔اثیر الدین ابو حیان اندلسی متوفی ۷۴۵ھ

۱۰۱۔علاء الدین ابن ترکمانی حنفی متوفی ۷۴۹ھ

۱۰۲۔شمس الدین محمد بن حسن واسطی متوفی ۷۷۶ھ

نویں صدی

۱۰۳۔ابو العباس تقی الدین مقریزی متوفی ۸۴۵ھ

۱۰۴۔عثمان بن حاجی بن محمد ہروی

۱۰۵۔حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

دسویں صدی

۱۰۶۔حافظ ابن دیبع شیبانی متوفی ۹۴۳ھ

۱۰۷۔شمس الدین ابن طولون دمشقی متوفی ۹۵۳ھ

گیارہویں صدی

۱۰۸۔محمد بن محمد بن سلیمان سوسی مغربی متوفی ۱۰۹۴ھ

بارہویں صدی

۱۰۹۔عبد الملک عصامی مکی متوفی ۱۱۱۱ھ

۱۱۰۔محمد امین محبی متوفی ۱۱۱۱ھ

۱۱۱۔ابن حمزہ حسینی متوفی ۱۱۲۰ھ

۱۱۲۔عبد الغنی نابلسی متوفی ۱۱۴۳ھ

۱۱۳۔ابراہیم شبراوی متوفی ۱۱۶۲ھ

تیرہویں صدی

۱۱۴۔میر غنی حسینی متوفی ۱۲۰۷ھ

چودہویں صدی

۱۱۵۔احمد زینی دحلان

۱۱۶۔احمد ضیاء الدین کمشخانوی

۱۱۷۔مومن بن حسن شبلنجی

۱۱۸۔بہجت بہلول آفندی

۱۱۹۔شیخ منصور علی ناصف مصری

۱۲۰۔یوسف بن اسماعیل نبہانی

۱۲۱۔عباس بن احمد یمنی

۱۲۲۔محمد بن عبد الرحمٰن مبارکپوری

۱۲۳۔احمد بناساعاتی

۱۲۴۔عبد اللہ شافعی

۱۲۵۔محمود ابوریہ

۱۲۶۔توفیق ابو علم

۱۲۷۔حبیب الرحمٰن اعظمی

www.shiabookspdf.com

متون حدیث

۱۔ روایت حبیب بن ابی ثابت

حبیب نے ابوالطفیل سے اور انہوں نے زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حبیب بن ابی ثابت سے اعمش نے روایت کی ہے اور ان سے نسائی نے روایت کی ہے (۱)۔ ابن کثیر (۲) نے نسائی کی ''سنن کبریٰ'' سے اس کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''ہمارے شیخ ابوعبداللہ ذہبی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے''۔

نیز حبیب نے اس حدیث کی یحییٰ بن جعدہ سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے اور حبیب سے ابوالعلاء کامل بن علاء تیمی سعدی نے روایت کی ہے، حاکم نے اپنے اسناد سے دوسرے الفاظ میں ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حاکم نے شرائط صحیحین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کے مطابق اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۳)

احوال و آثار

ابن حجر لکھتے ہیں:

''حبیب بن ابی ثابت قیس بن دینار کے بارے میں ابوبکیی کوفی کا کہنا ہے کہ انھوں نے ابن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، زید بن ارقم اور ابوالطفیل سے روایت کی ہے، عجلی نے کوفی، تابعی اور ثقہ کہا ہے، ابن معین اور نسائی نے ثقہ بتایا ہے، ابن ابی مریم نے انھیں ثقہ، حجت اور ثبت کہا ہے اور ابوحاتم کی نظر میں صدوق اور ثقہ ہیں، ابوبکر بن عیاش کے بقول ۱۱۹ھ میں انتقال ہوا''۔ (۴)

۱۔ خصائص امیر المومنین، ص ۱۵، مطبوعہ مصر، یہ روایت عبقات کے شمارہ ۵۱ میں بیان ہوئی ہے۔
۲۔ البدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۲۰۹۔
۳۔ المستدرک ج ۳، ص ۵۳۲۔
۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص۔

۲۔ روایت ابواسحاق سبیعی

ابواسحاق نے حنش بن معتمر سے اور انھوں نے ابوذر سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اعمش، یونس بن ابی اسحاق، مفضل بن صالح اور اسرائیل نے ابواسحاق سبیعی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی روایتوں کو دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے کتاب ''العلل'' (ج ۲، ص ۷۸) پر نقل کیا ہے، ان سے حنش بن معتمر کی اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو ابوذر نے نقل کیا تھا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ''یا ایھا الناس! انی ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی، و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض، و مثلھما مثل سفینة نوح من رکب فیھا نجا. اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، اور ان کی مثال کشتی نوح کی ہے، جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی'' تو جواب دیا اس کو ابواسحاق سبیعی نے حنش سے اور ابواسحاق سبیعی سے اعمش، یونس بن ابی اسحاق اور مفضل بن صالح نے بیان کیا ہے، لیکن اسرائیل نے ان کے برخلاف اس کی ابواسحاق سے انھوں نے ایک شخص سے اور انھوں نے حنش سے روایت کی ہے اور میری نظر میں اسرائیل کی بات صحیح ہے۔ (۱)

احوال و آثار

ابواسحاق سبیعی عمرو بن عبداللہ کوفی متوفی ۱۲۶ھ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں، ان کی وثاقت پر اجماع ہے، ابن حجر عسقلانی کے بقول:

''ابن معین اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن مدینی نے ان کے تین سو مشائخ بتائے ہیں جبکہ ابن معین نے ان کے مشائخ کی تعداد چار سو بتائی ہے جن میں ستر یا اسی افراد ایسے ہیں جن سے سوائے سبیعی کے کسی نے روایت نہیں کی ہے۔ عجلی نے انھیں کوفی، تابعی اور ثقہ بتایا ہے اور ابوحاتم کا کہنا ہے کہ انھیں ابواسحاق شیبانی سے زیادہ حدیثیں حفظ تھیں اور کثرت روایت اور رجال کی معلومات میں زہری سے مشابہ تھے''۔ (۲)

۱۔ دارالکتب میں موجود ۷۰۸ھ کے نسخے کا عکسی نسخہ نجف اشرف میں کتب خانہ آیۃ ا..... حکیم میں موجود ہے۔
۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۶۳۔

www.shiabookspdf.com

ابن سعد نے بھی طبقات کی جلد ۷ ص ۳۱۳ پر ان کے حالات تحریر کئے ہیں۔

۳۔ روایت محمد بن عمر بن علی

انھوں نے اپنے جد امیر المومنینؑ سے بطور مرسل یا (بعض مآخذ کے مطابق) اپنے والد کے توسط امیر المومنینؑ سے روایت کی اور محمد بن عمر سے ابو محمد کثیر بن زید اسلمی سہمی متوفی ۱۵۸ھ نے روایت کی ہے. دولابی نے ''الذریۃ الطاہرہ'' میں (جیسا کہ نمبر ۷ میں مع سند ذکر ہوگا) نقل کیا ہے۔

اسی طرح عباس بن احمد صنعائی لکھتے ہیں:

''اس حدیث کی محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے اور انھوں نے علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے.....ابن جریر نے اس کو نقل کر کے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔''(۱)

احوال و آثار

وہ ترمذی کے راویوں میں سے ہیں ابن حجر لکھتے ہیں:

''محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ہاشمی کی ماں اسماء بنت عقیل تھیں، انھوں نے اپنے جدّ سے مرسل اور اپنے والد، اپنے چچا محمد بن حنفیہ اور چچازاد بھائی علی بن الحسین بن علی سے روایت کی ہے اور محمد بن عمر سے ان کے بیٹے عبداللہ، عبیداللہ، عمر اور ابن جریج، ابن اسحاق، یحیی بن ایوب، ہشام بن سعد کے علاوہ اوروں نے بھی روایت کی ہے. ابن سعد کا کہنا ہے کہ ان سے روایت ہوئی ہے مگر کم ہوئی ہے، اوائل خلافت بنی عباس کو انھوں نے درک کیا تھا، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ انھوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔''(۲)

ذہبی نے انھیں ثقہ کہا ہے۔(۳)

۱۔ تحفۃ الروض النضیر، ج ۵، ص ۳۴۴۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۳۲۱۔

۳۔ الکاشف، ج ۳، ص ۸۲۔

۴۔ روایت حکیم بن جبیر

انھوں نے حدیث ثقلین کی ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے اور حکیم بن جبیر سے عبداللہ بن بکیر غنوی نے روایت کی ہے اور ان کی حدیث حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں اس طرح نقل کی ہے:

''مجھ سے محمد بن عبداللہ حضرمی (مطیّن) نے بیان کیا اور انھوں نے جعفر بن حمید سے، انھوں نے عبد اللہ بن بکیر غنوی سے، انھوں نے حکیم بن جبیر سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"انّی لکم فرط و انکم واردون علیّ الحوض، عرضه ما بین صنعاء الی بُصری، فیه عدد الکواکب من قد حان الذهب و الفضة، فانظروا کیف تخلّفونی فی الثقلین؟ فقام رجل فقال: یا رسول اللّه و ما الثقلان؟ فقال رسول اللّه صلی اللّه علیه وسلم: الاکبر کتاب اللّه سبب طرفه بید اللّه و طرفه بایدیکم فتمسکوا به لن تزالوا و لا تضلّوا. والاصغر عترتی و انّهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض و سئلت لهما ذالک ربّی، فلا تقدموهما فتهلکوا ولا تعلموهما فانّهما اعلم منکم.

میں تم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس پہنچو گے، اس حوض کی چوڑائی صنعاء سے بُصریٰ تک کی ہے، اس حوض کے کنارے سونے اور چاندی کے ظروف ستاروں کے مانند رکھے ہوئے ہیں پس دیکھو ''ثقلین'' کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا یا رسولؐ اللہ وہ دو ثقل کیا ہیں؟ فرمایا ان میں بزرگ کتاب خدا ہے جو ایک رسی ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں، اس کو مضبوطی سے پکڑو تا کہ گمراہ نہ ہو، اس کے بعد میری عترت ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ میں نے ان دونوں کو اپنے پروردگار سے مانگا ہے لہذا ان دونوں سے نہ آگے بڑھ جانا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ ہی پیچھے رہ جانا کہ اس صورت میں بھی

www.shiabookspdf.com

ہلاک ہو جاؤ گے اور دیکھو انھیں کچھ سکھانا پڑھانا نہیں کیونکہ یہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔"۔(۱)

احوال وآثار

۱۔ابن حجر لکھتے ہیں:

"حکیم بن جبیر اسدی نے ابوحنیفہ اور ابوالطفیل سے روایت کی ہے اور حکیم سے اعمش ،دونوں سفیان، زائدہ، فطر بن خلیفہ، شعبہ، شریک، علی بن صالح اور ایک جماعت نے روایت کی ہے.....حکیم کا سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہونا اور دونوں سفیان اور شعبہ کا ان سے روایت کرنا ہی ان کی وثاقت کے لئے کافی ہے۔"(۲)

۲۔ابن سعد نے کوفی راویوں کے تیسرے طبقے میں ان کو قرار دیا ہے.(۳)

۳۔ بخاری نے اپنی "التاریخ الکبیر" میں ان کے حالات تحریر کئے ہیں.(۴)

۵۔روایت زکریا بن ابی زائدہ

زکریا نے عطیہ عوفی سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے اور زکریا سے یزید بن ہارون واسطی نے روایت کی ہے، ابوعبداللہ محاملی نے اپنی "امالی (۵)" میں ان کی حدیث کو یوں نقل کیا ہے۔

"ہم سے اخوکر خویہ نے بیان کیا انھوں نے یزید بن ہارون سے، انھوں نے زکریا سے ،انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:" انّی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا بعدی، الثقلین ،احدهما اکبر من الآخر: کتاب اللّه حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی، الاو انهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض.

۱۔المعجم الکبیر، ج ۳، حدیث نمبر ۲۶۸۱۔
۲۔تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۳۴۵۔
۳۔طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۳۲۶۔
۴۔تاریخ کبیر، ج ۳، ص ۱۶، نمبر ۵۶۵۔
۵۔صفحہ ۳۸ نسخہ دردار الکتب ظاہریہ دمشق۔

میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ دو ثقل (ثقلین) ہیں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت، آگاہ ہو جاؤ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔"

محاملی نے اپنی "امالی" میں حضرت علی سے بھی حدیث ثقلین نقل کی ہے۔

احوال وآثار

ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے ابن حجر لکھتے ہیں:

"زکریا بن ابی زائدہ خالد بن میمون بن فیروز کے متعلق عبداللہ نے اپنے والد (احمد بن حنبل) سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ اور ان کی حدیث معتبر ہے، عجلی نے ثقہ کہا ہے اور ابو اسحاق سے ان کے اواخر عمر میں سماع حدیث کیا تھا اور کہا گیا ہے کہ شریک نے ان سے پہلے سماع حدیث کیا تھا، ابوداؤد اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن نمیر نے سن وفات ۱۴۷ھ بتایا ہے۔"(۱)

ابن سعد کہتے ہیں:

"فضل بن دکین کا کہنا ہے کہ ۱۴۸ھ میں ان کی وفات ہوئی اور وہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔"(۲)

۶۔روایت فطر بن خلیفہ مخزومی

انھوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور زیاد بن منذر ابوالجارود نے اس سلسلہ میں ان کی پیروی کی ہے اور ان دونوں سے محمد بن کثیر عبدی نے روایت کی ہے۔

سمہودی نے "جواہر العقدین" کے ذکر چہارم میں اور سخاوی نے "استجلاب ارتقاء الغرف" (ج ۱، ص ۳۴۸، ح ۷۳) میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

۱۔تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۳۲۹۔
۲۔طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۳۵۵۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

مخزومی، بخاری اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں ابن حجر لکھتے ہیں:

''فطر بن خلیفہ قرشی مخزومی نے اپنے والد اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ اور..... سے روایت کی ہے اور مخزومی سے ابن مبارک، قطان، دونوں سفیان..... نے روایت کی ہے''۔(۱)

ابن سعد نے انھیں ثقہ کہا ہے.(۲)

۷۔ روایت کثیر بن زید

انھوں نے محمد بن علی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور کثیر سے ابو عامر عقدی عبد الملک بن عمر نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو ابو جعفر طحاوی نے ''مشکل الآثار'' (ج ۲، ص ۳۰۷) پر اور دولابی نے ''الذریۃ الطاہرہ'' کے آخری صفحہ پر نقل کیا ہے(۳) دولابی کہتے ہیں:

''ہم سے ابراہیم بن مزروق نے بیان کیا انھوں نے ابو عامر عقدی (۴) سے، انھوں نے کثیر بن زید سے، انھوں نے محمد بن عمر بن علی سے اور انھوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا غدیر خم میں علی کا ہاتھ پکڑے ایک درخت کے پاس آئے اور فرمایا: یا ایھا الناس! الستم تشھدون انّ اللّٰہ و رسولہ اولیٰ بکم من انفسکم و انّ اللّٰہ و رسولہ مولیاکم؟ قالوا: بلیٰ، قال: من کنت مولاہ فان علیا مولاہ (او قال ھذا مولاہ) انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلّوا: کتاب اللّٰہ و اھل بیتی. کیا تم لوگ گواہی نہیں دیتے کہ خدا و رسول تمھارے مولا ہیں؟ سب نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے، اس وقت

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۳۰۰۔ ۲۔ طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۳۶۴۔

۳۔ ان کی روایت عبقات کی روایت نمبر ۵۴ میں بیان ہو چکی ہے۔ ۴۔ ان کی روایت عبقات کی روایت نمبر ۱۸ میں بیان ہو چکی ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے (یا کہا کہ یہ اس کا مولا ہے) میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو گمراہ نہ ہو گے کتاب خدا اور میرے اہلبیت''۔

سخاوی نے اس کی ''استجلاب'' میں اور سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

''اسحاق بن راہویہ نے اس کو اپنی مسند میں کثیر بن زید سے انھوں نے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے، انھوں نے اپنے باپ اور دادا علی سے نقل کیا ہے اور یہ بہترین سلسلۂ سند ہے اور دولابی نے ''الذریۃ الطاہرہ'' میں اسی طرح نقل کیا ہے اور بعابی نے ''الطالبین'' میں اس حدیث کو عبید اللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے عبد اللہ بن حسن سے، انھوں نے اپنے والد اور دادا علی سے نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: انّی مخلف فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلّوا ، کتاب اللّٰہ عزّ و جل طرفہ بید اللّٰہ و طرفہ بایدیکم و عترتی اھل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں ایسے جانشین چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمھارے ہاتھوں میں اور دوسرے میری عترت و اہلبیت''۔

اس کی خرگوشی نے بھی ''شرف المصطفیٰ'' میں حضرت علی سے مرسل روایت کی ہے۔(۱)

احوال وآثار

کثیر بن زید اسلمی، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں، ابن حجر نے ان کی وثاقت کو ابن عمار موصلی اور ابن حبان سے نقل کیا ہے، ابن حجر لکھتے ہیں:

۱۔ صفحہ ۲ کے نسخہ دار الکتب ظاہریہ دمشق۔

www.shiabookspdf.com

''ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن سعد کا کہنا ہے کہ خلافت ابوجعفر (منصور) کے زمانہ میں وفات پائی وہ کثیر الحدیث تھے. خلیفہ (بن خیاط) کا بیان ہے کہ انھوں نے ابوجعفر کی خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی اور ابوجعفر نے ۱۵۸ھ میں وفات پائی تھی، میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ ابن حبان نے پورے اعتماد سے ۱۵۸ھ سال وفات بتایا ہے.....''۔(۱)

۸۔ روایت معروف بن خرّبوذ مکی

معروف مکی نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور انھوں نے حذیفہ بن اسید سے روایت کی ہے اور معروف مکی سے زید بن حسن انماطی نے روایت کی ہے جس کا ذکر نمبر ۲۰ میں آئے گا۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے معروف مکی سے روایت کی ہے اور یہ ان کے راویوں میں سے ہیں۔

احوال و آثار

۱۔ بخاری لکھتے ہیں:

''معروف بن خربوذ نے ابوالطفیل سے سماع حدیث کیا اور معروف سے ابوعاصم اور عبید اللہ بن موسی نے روایت کی ہے، اور ابن عیینہ نے معروف بن مشکان ان کا نام بتایا ہے۔''(۲)

۲۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں:

''معروف بن خربوذ مکی نے ابوالطفیل سے روایت کی ہے اور معروف سے ابوبکر بن عیاش، وکیع، محمد بن مھزم، زید بن حسن، ابوعاصم نبیل اور عبید اللہ بن موسی نے روایت کی ہے، عبد الرحمٰن کا کہنا ہے کہ معروف بن خرّبوذ کی حدیثیں لکھی جاتی تھیں اور وہ مکی ہیں۔''(۳)

۳۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

''معروف بن خربوذ نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ، ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین، محمد بن عمر

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۲۱۳۔ ۲۔ التاریخ الکبیر، ج ۸، ص ۲۱۴۔ ۳۔ الجرح والتعدیل، ج ۸، ص ۳۲۱۔

اور ابن ابان سے روایت کی اور معروف سے فضل بن موسی سینائی، وکیع، ابوداؤد طیالسی، ابوبکر بن عیاش، عبداللہ بن داؤد خریبی، عبداللہ بن موسی اور ابوعاصم وغیرہ نے روایت کی ہے، ابن حیان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے، بخاری میں ان سے علم کے بارے میں ابوالطفیل کے توسط سے حضرت علی کی حدیث نقل ہوئی ہے۔''(۱)

۹۔ روایت ابوالجحاف برجمی

ابوالجحاف نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور تلید بن سلیمان محاربی، ابوسلیمان اعرج کوفی نے ابوالجحاف سے روایت کی ہے، اور احمد بن حنبل کی کتاب ''فضائل علی'' (ص ۴) کے اضافہ میں احمد کے بیٹے عبداللہ نے کہا ہے:

''مجھ کو اسماعیل بن موسی دختر زادہ سدی نے بیان کیا انھوں نے تلید سے، انھوں نے ابوالجحاف سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: ترکت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا: کتاب اللّٰه و عترتی. میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت۔''

احوال و آثار

ابوالجحاف برجمی، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں، ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابوالجحاف داؤد بن ابی عوف سوید تمیمی کوفی نے عبدالرحمٰن بن صبیح سے اور ان سے دونوں سفیان، شریک، اسرائیل، عبدالسلام بن حرب اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، عبداللہ بن داؤد کا بیان ہے کہ سفیان نے ان کی تصدیق و توثیق کی ہے، احمد اور ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔''(۲)

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۲۳۰۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۱۹۶، البتہ ابن حجر کے بقول ابن عدی نے ضعیف کہا ہے کیونکہ انھوں نے فضائل اہلبیتؑ میں حدیث ثقلین جیسی حدیث کی روایت ہے اگر وہ انھیں ضعیف نہ کہتے تو وصیت پیغمبرؐ پر عمل کرنا پڑتا۔

www.shiabookspdf.com

۱۰۔ روایت صالح بن ابی الاسود

صالح نے اعمش سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور صالح سے عبدالرحمٰن بن صالح ازدی نے روایت کی ہے جس کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے محمد بن عبداللہ حضرمی مطین نے بیان کیا انھوں نے عبدالرحمٰن بن صالح سے، انھوں نے صالح بن ابی الاسود سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: کانّی قد دعیت فاجبت ،فانّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ حبل ممدود بین السماء والارض و عترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض، فانظروا کیف تخلّفونی فیھما. میری طلبی ہوئی ہے اور میں نے اس پر لبیک کہدیا ہے میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، دیکھو میرے بعد میرے اہلبیت کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔''(۱)

احوال و آثار

ان کی تصدیق و توثیق کے لئے مراجعہ کیجئے ابن سعد کی ''طبقات'' (ج ۶، ص ۳۸۲)، ابن ابی حاتم کی ''الجرح والتعدیل'' (ج ۵، ص ۳۹۵، نمبر ۱۷۲۸)، ذہبی کی ''میزان الاعتدال'' (ج ۲، ص ۲۸۸)، ابن حجر کی ''لسان المیزان'' (ج ۳، ص ۱۶۶)۔

۱۱۔ روایت ابوالجارود زیاد بن منذر

ابوالجارود نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور فطر بن خلیفہ نے ان کی پیروی کی ہے اور ان دونوں سے محمد بن کثیر عبدی ابوعبداللہ بصری نے روایت کی ہے۔

۱۔ المعجم الکبیر، ج ۳، حدیث نمبر ۲۶۷۹۔

نورالدین سمہودی نے ''جواہر العقدین'' کے ذکر چہارم میں اور سخاوی نے ''استجلاب'' ص ۲۲ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

یہ ترمذی کے راویوں میں سے ہیں، ابن حجر ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''ابوالجارود زیاد بن منذر ہمدانی اور بعض کے بقول ھندی اور بعض کے بقول ثقفی کوفی نے عطیہ عوفی اور ابوالخحاف سے روایت کی ہے، احمد بن حنبل نے ان کی تضعیف کی ہے اور ابن عدی کا کہنا ہے کہ عموماً ان کی روایتیں فضائل اہلبیت میں ہوتی تھیں۔''(۱)

۱۲۔ روایت ابوحاتم بن اسماعیل

حاتم نے جعفر بن محمد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حاتم سے محمد بن سعید بن اصفہانی نے روایت کی ہے، ابوجعفر عقیلی متوفی ۳۲۲ھ نے کتاب ''الضعفاء'' میں ان کی حدیث ''عقیلی'' کے عنوان کے تحت نقل کی ہے۔

احوال و آثار

حاتم ان لوگوں میں ہیں جن سے صحاح ستہ میں حدیثیں لی گئی ہیں، ابن حجر ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حاتم بن اسماعیل مدنی ابواسماعیل حارثی کے بارے میں ابن سعد کا کہنا ہے کہ ان کا اصل وطن کوفہ تھا لیکن مدینہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی، ۱۸۶ھ میں وفات پائی وہ ثقہ، مامون اور کثیر الحدیث ہیں۔'' پھر ان کی وثاقت کو ابن حبان کی ''الثقات'' سے پیش کیا ہے۔(۲)

۱۳۔ روایت کثیر بن اسماعیل بن النواء

کثیر نے عطیہ بن سعید عوفی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۳۸۶۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۴۱۱۔

www.shiabookspdf.com

مسعود ابو محمد مسعودی متوفی ۱۶۰ھ نے کثیر سے روایت کی ہے جس کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الصغیر'' (ج ا ص ۱۳۱) پر نقل کیا ہے، ان کی روایت عبقات کے نمبر ۶۵ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

احوال وآثار

النواء سے ترمذی نے روایت کی ہے ابن حجر ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''کثیر بن اسماعیل (جنھیں ابن نافع بھی کہا جاتا ہے) النواء نے ابو جعفر اور عطیہ عوفی سے روایت کی ہے اور النواء سے فطر بن خلیفہ، یزید بن عبدالعزیز بن سیاہ اور مسعودی نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ عجلی کے بقول ان کی حدیثیں لکھی جاسکتی ہیں''۔(۲)

۱۴۔ روایت علی بن مسہر

علی بن مسہر نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے روایت کی ہے اور علی بن مسہر سے منجاب بن حارث نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں نقل کیا ہے، طبرانی کا کہنا ہے:

''محمد بن عبداللہ حضرمی نے منجاب بن حارث سے انھوں نے علی بن مسہر سے، انھوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ایّھا الناس! انّی تارک فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا بعدی، امرین احدھما اکبر من الآخر. کتاب اللّٰہ حبل ممدود ما بین السماء والارض، و عترتی اھل بیتی، و انھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں''۔(۱)

۱۔ المعجم الکبیر، ج ۳، حدیث نمبر ۲۶۷۸۔

احوال وآثار

یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے جملہ ارباب صحاح ستہ نے حدیثیں نقل کی ہیں، ابن حجر لکھتے ہیں:

''حافظ ابوالحسن علی بن مسہر قرشی قاضی موصلی نے یحیی بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، عبیداللہ بن عمر، موسی جہنی، اسماعیل بن ابی خالد، اعمش اور عبدالملک بن ابی سلیمان سے روایت کی ہے، یحیی (بن معین) کا کہنا ہے وہ ابن نمیر سے اثبت ہیں، عجلی کا بیان ہے کہ علی بن مسہر ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے فقہ وحدیث کو جمع کیا وہ ثقہ ہیں، ابوزرعہ نے صدوق اور ثقہ اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ۱۸۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ عجلی نے بھی انھیں صاحب سنت، حدیث میں بھروسہ کے لائق اور ثبت کہا ہے، کوفیوں سے بہت زیادہ روایتیں کی ہیں، ابن سعد نے انھیں ثقہ اور بہت زیادہ حدیثوں کی روایت کرنے والا بتایا ہے''۔(۱)

ابن سعد کہتے ہیں:

''ان کی کنیت ابوالحسن تھی اور قریش کے لئے پناہگاہ تھے، موصل کے قاضی تھے اور وہ ثقہ اور بہت زیادہ حدیثوں کے راوی ہیں''۔(۲)

ذہبی نے انھیں امام وحافظ سے متصف کیا ہے اور احمد، ابن معین اور عجلی سے ان کی وثاقت نقل کی ہے۔(۳)

۱۵۔ روایت علی بن ثابت جزری

علی بن ثابت نے سفیان بن سلیمان سے انھوں نے ابواسحاق سے، انھوں نے حارث سے اور انھوں نے حضرت علیؑ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کی بزار نے اپنی مسند میں حسین بن علی بن جعفر سے روایت کی ہے، عین عبارت ''روایت حسین بن علی بن جعفر'' (نمبر ۴۶) میں بیان ہوگی۔

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۸۲۔
۲۔ طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۲۸۸۔
۳۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۲۹۰۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔ابن سعد کہتے ہیں:

''ان کی کنیت ابوالحسن تھی اور وہ عباس بن محمد ہاشمی کے غلام تھے، ان کا اصل وطن جزیرہ تھا لیکن بغداد میں ساکن ہوگئے تھے اور وہیں وفات پائی تھی وہ ثقہ اور صدوق تھے۔''(۱)

۲۔خطیب بغدادی نے ان کا شرح حال قلمبند کرنے کے بعد ان کے شیوخ اور جنھوں نے جزری سے روایت کی ہے ان کے نام بتائے ہیں اور یحیی بن معین، احمد بن حنبل، محمد بن عبداللہ نمیر، ابن عمار، ابن سعد اور ابوداؤد سے ان کی وثاقت نقل کی ہے۔(۲)

۳۔چونکہ جزری، ابوداؤد اور ترمذی کے راویوں میں سے ہیں اس لئے ابن حجر نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور ابوزرعہ اور عجلی وغیرہ سے جزری کی وثاقت نقل کی ہے۔(۳)

۱۶۔روایت عبداللہ بن سنان زہری

عبداللہ نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، حافظ ابن عقدہ نے ان کے طریق سے کتاب ''الموالات'' میں، ابوموسی مدینی نے کتاب ''الصحابہ'' میں ان سے ابن عقدہ کے توسط سے اور ابوالفتوح عجلی نے کتاب ''الموجز فی فضائل الخلفاء'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور سمہودی نے مذکورہ افراد سے ''جواہر العقدین'' میں اور سخاوی نے ''استجلاب'' میں ابن عقدہ اور ابوموسی مدینی کے طریق سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن سنان کوفی بغداد آئے اور وہیں ساکن ہوگئے اور وہاں زید بن اسلم اور

۱۔طبقات ابن سعد، ج۷، ص۳۳۰۔
۲۔تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۳۵۶۔
۳۔تہذیب التہذیب، ج۷، ص۲۸۸۔

ہشام بن عروہ سے روایت کی اور زہری سے احمد بن حاتم طویل، داؤد بن رشید اور.....

نے روایت کی ہے۔(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی ''میزان الاعتدال'' (ج۲، ص۴۳۶) اور ابن حجر کی ''لسان المیزان'' (ج۳، ص۲۹۶)۔

۱۷۔روایت ہارون بن سعد عجلی

ہارون نے حدیث ثقلین کی عبدالرحمن بن ابوسعید خدری سے اور ہارون سے محمد بن ابی حفص عطار اور شیخ حافظ عقیلی نے روایت کی ہے، عقیلی نے اس حدیث کو ہارون بن سعد کے حالات میں کتاب الضعفاء جز۱۲ ص۲۸۸ پر نقل کیا ہے، عقیلی متوفی ۳۲۲ھ کے شرح حال (نمبر۶۲) میں سند ومتن حدیث پیش کی جائے گی۔

احوال وآثار

۱۔ابن حجر نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور ان کے لئے ''م'' کا رمز رکھا یعنی وہ مسلم کے راویوں میں سے ہیں اور ابن معین اور ابن ابی حاتم سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے عجلی کے بارے میں کہا ہے کہ ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔(۲)

۲۔ذہبی کہتے ہیں وہ صدوق ہیں(۳)

۳۔ذہبی نے ان کے حالات تحریر کرنے کے بعد حدیث ثقلین کی ان سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ عجلی بذات خود سچے انسان تھے، انھوں نے عبدالرحمن بن ابی سعید خدری سے اور عجلی سے محمد بن ابی حفص عطار نے روایت کی ہے۔(۴)

۱۸۔روایت یونس بن ارقم

یونس نے ہارون بن سعد سے اور عبدالحمید بن صبیح نے یونس سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الصغیر'' میں اور خطیب بغدادی نے ''تلخیص المتشابہ فی الرسم'' میں نقل

۱۔تاریخ بغدادی، ج۹، ص۴۶۹۔
۲۔تہذیب التہذیب، ج۱۱، ص۶۔
۳۔الکاشف، ج۳، ص۲۱۴۔
۴۔میزان الاعتدال، ج۴، ص۲۸۴۔

www.shiabookspdf.com

کیا ہے طبرانی کہتے ہیں:

''حسن بن مسلم طبیب صنعانی نے عبدالحمید بن صبیح سے انھوں نے یونس بن ارقم سے انھوں نے ہارون بن سعد سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم به لن تضلّوا: کتاب اللّٰه و عترتی و انّهما لن یفترقا حتّیٰ یردا علیّ الحوض. میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب خدا اور میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔''(۱)

ان سے اس روایت کو خطیب بغدادی نے ''تلخیص المتشابہ فی الرسم'' (ص ۲۹) پر حسن بن مسلم کے شرح حال میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: ''ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن احمد بن شہریار اصفہانی نے اصفہان میں مجھ سے بیان کیا اور انھوں نے ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی سے اور انھوں نے حسن بن مسلم سے.....''

احوال و آثار

۱۔ بخاری نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے اور کوئی جرح نہیں کی ہے اور کہا ہے:

''وہ شیعہ تھے، زید بن زیاد سے حدیث سنی، معروف الحدیث ہیں اور ان سے محمد بن عقبہ نے روایت کی ہے۔''(۲)

۲۔ ابن ابی حاتم نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

۳۔ ابن حجر کہتے ہیں:

''یونس بن ارقم کندی بصری نے یزید بن ابی زیاد وغیرہ سے اور یونس سے عبداللہ بن عمر قواریری، حمید بن مسعدہ اور محمد بن عقبہ نے روایت کی ہے۔ بخاری نے کہا ہے وہ کوفی، معروف الحدیث اور شیعہ تھے اور ابن حبان نے بھی ''الثقات'' میں یہی باتیں کہی ہیں مگر کہا ہے کہ وہ بصری تھے''۔(۳)

۱۔ المعجم الصغیر، ج ۱، ص ۱۳۵۔ ۲۔ التاریخ الکبیر، ج ۸، ص ۳۱۰۔ ۳۔ لسان المیزان، ج ۶، ص ۳۳۱۔

۴۔ ابن حجر لسان المیزان میں کہتے ہیں:

''ابن حبان نے الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ شیعہ تھے، بزار نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ یونس بن ارقم صدوق اور باوجودیکہ وہ کٹر شیعہ تھے پھر بھی اہل علم ان سے حدیثیں لیتے تھے۔''

۱۹۔ روایت عثمان بن مغیرہ

عثمان نے علی بن ربیعہ والبی سے اور اسرائیل بن یونس سبیعی نے عثمان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث کو طحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے نقل کیا ہے(۱) اس کو روایت طحاوی (نمبر ۶۱) میں بیان کریں گے۔ نیز احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند'' (ج ۴، ص ۳۷) پر اور ''فضائل علی'' کے نمبر ۹۲ پر اسود بن عامر سے انھوں نے اسرائیل سے اور انھوں نے عثمان سے اسی سند و متن کے ساتھ روایت کی ہے۔

احوال و آثار

عثمان بن مغیرہ، بخاری اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں، ابن حجر ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''عثمان بن مغیرہ ثقفی وہی عثمان اعشیٰ اور عثمان بن ابی زرعہ ہیں، انھوں نے زید بن وہب.....اور علی بن ربیعہ والبی سے اور عثمان سے شعبہ، اسرائیل، ثوری اور شریک نے روایت کی ہے، صالح بن احمد (بن حنبل) نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ عثمان بن مغیرہ وہی عثمان بن ابی زرعہ، عثمان اعشی اور عثمان ثقفی کوفی ثقہ ہیں.....ابن معین، ابو حاتم، نسائی اور عبدالغنی بن سعید نے ان کو ثقہ کہا ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عجلی اور ابن نمیر نے ان کی توثیق کی ہے۔''(۲)

۲۰۔ روایت زید بن حسن انماطی

زید بن حسن انماطی نے حدیث ثقلین کی تین طرق و اسناد سے روایت کی ہے۔

۱۔ مشکل الآثار، ج ۴، ص ۳۶۸۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۱۵۵۔

www.shiabookspdf.com

۱۔انماطی نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے جابر سے روایت کی ہے (جابر کہتے ہیں) کہ:

''حج میں بروز عرفہ رسولؐ خدا کو ناقۂ قصویٰ پر سوار خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت''۔

اس روایت کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' (حدیث نمبر ۲۶۸۰) پر مطین سے انھوں نے نصر بن عبد الرحمٰن سے اور انھوں نے زید بن حسن سے نقل کیا ہے۔

۲۔انماطی نے معروف بن خرّبوذ سے انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

''اے لوگو! میں تم سے پہلے اس دنیا سے جاؤں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہو گے، اس حوض کی چوڑائی صنعاء سے بُصریٰ کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے گرد ستاروں کے مانند چاندی کے ظروف ہیں جب تم آؤ گے تو ثقلین کے بارے میں تم سے سوال کروں گا، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، ان میں بزرگ کتاب خدا ہے جو ایک رسی ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑو اور گمراہ نہ ہوؤ اور اس میں تغیر نہ کرو اور میری عترت واہلبیت اس لئے کہ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔

اس حدیث کو حافظ ابوالعباس حسن بن سفیان نسوی متوفی ۳۰۳ھ صاحب ''المسند الکبیر'' نے نصر بن عبد الرحمٰن سے اور انھوں نے زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابونعیم اصفہانی نے حذیفہ بن اسید (۱) کے شرح حال میں اپنے شیخ محمد بن احمد بن حمدان سے اور انھوں نے حسن بن سفیان سے نقل کیا ہے، سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں اس کو بیان کیا ہے، ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور دیگر محدثین نے اس حدیث کو

۱۔الحلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۵۵۔

زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے، اسی طرح حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں اس حدیث کو دو طریق سے نقل کیا ہے۔

۱۔طبرانی نے محمد فضل سقطی سے انھوں نے سعید بن سلیمان سے اور انھوں نے زید بن حسن انماطی سے.....

۲۔طبرانی نے مطیّن اور زکریا بن یحیی ساجی سے انھوں نے نصر بن عبد الرحمٰن وشاء سے اور انھوں نے زید بن حسن انماطی سے.....۔(۱)

حافظ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' کے باب المناقب میں حافظ طبرانی سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس کے سلسلۂ سند میں زید بن حسن انماطی ہے جس کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور ان دونوں اسناد میں سے ایک میں سارے کے سارے راوی ثقہ ہیں۔(۲)

خطیب بغدادی نے زید بن حسن انماطی کے شرح حال میں حسین بن عمر بن برہان غزّال سے انھوں نے محمد بن حسن نقاش سے، انھوں نے مطیّن سے اسی سند ومتن کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے البتہ اس تفاوت سے کہ اس کے آخر میں لفظ ''عترت'' کو حذف کر دیا ہے اور اسے ''اس میں تغیر نہ دینا'' تک نقل کیا ہے۔(۳)

آخر اس حدیث پیغمبرؐ میں کتر بیونت کیوں کی؟ کیا یہ اہلبیتؑ پیغمبر کی دشمنی میں نہیں کیا گیا ہے؟

۳۔زید بن حسن نے حدیث ثقلین کی معروف بن خرّبوذ سے انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے حج سے واپسی پر اصحاب کو ایک جگہ روکا اور وہاں کی جگہ صاف کرنے کا حکم دیا پھر ان کے ساتھ آپ نے نماز پڑھی نماز کے بعد خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''اے لوگو! خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر ایک نبی کی عمر اس کے پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوئی ہے، عنقریب مجھ کو پیغام اجل ملنے والا ہے اور میں اس پر لبیک کہوں گا مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی سوال کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے؟ سب

۱۔المعجم الکبیر، ج ۳، حدیث نمبر ۲۶۸۳۔

۲۔مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۶۴۔

۳۔تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۴۴۲۔

www.shiabookspdf.com

نے ہم آواز ہو کر کہا ہم کہیں گے آپ نے پیغام پہنچا دیا اور ہمیں نصیحت کی خداوند عالم آپ کو جزائے خیر دے، پھر آپ نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ خدا ایک ہے محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے، جنت حق ہے جہنم حق ہے، قیامت ضرور آئے گی، نشر بعد موت حق ہے، سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ سب حق ہیں، آپ نے فرمایا خدا وندا گواہ رہیو، اے لوگو! خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں، میں مومنین کی جانوں پر اولی بالتصرف ہوں پس جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے!۔

پھر آپ نے فرمایا: **یا ایّھا الناس! انّی فرطکم و انکم واردون علیّ الحوض، حوض اعرض ما بین بُصری و صنعاء، فیه عدد النجوم قدحان من فضة، و انّی سائلکم حین تردون علیّ عن الثقلین فانظروا کیف تخلّفونی فیهما، الثقل الاکبر کتاب اللّٰه عزّوجل سبب طرفه بید اللّٰه و طرفه بایدیکم فاستمسکوا به لا تضلّوا و لا تبدّلو و عترتی اهل بیتی فانّه قد نبانی اللطیف انهما لن ینقضیا حتّی یردا علیّ الحوض.** اے لوگو! میں تم سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوں گا اور تم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہو گے ایسا حوض جس کی چوڑائی بصریٰ سے صنعاء کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے اطراف میں ستاروں کے مانند چاندی کے کاسے رکھے ہیں، جب تم میرے پاس آؤ گے تو ثقلین کے بارے میں تم سے سوال کروں گا، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو ثقل اکبر کتاب خدا ہے جو ایسی رسی ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے، پس اس رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور گمراہ نہ ہو اور اس میں تغیر نہ کرو اور دوسرے میری عترت و اہلبیت ہیں جن کے بارے میں خدائے لطیف نے خبر دی ہے کہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں.

اس روایت کو حافظ طبرانی نے "المعجم الکبیر" (ج ۳، حدیث نمبر ۳۰۵۲) پر دو طریق سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

"محمد بن عبداللہ حضرمی (مطین) اور زکریا بن یحیی ساجی نے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء سے نقل کیا ہے، اسی طرح ہم سے احمد بن قاسم بن مساور جوہری نے بیان کیا انہوں نے سعید بن سلیمان واسطی سے اور ان دونوں نے زید بن حسن انماطی سے انہوں نے معروف بن خربوذ سے انہوں نے ابوالطفیل سے انہوں نے حذیفہ بن اسید سے روایت کی ہے"۔

اس روایت کو حافظ ھیثمی نے "مجمع الزوائد" (ج ۹، ص ۱۶۵) پر، ابن حجر نے "الصواعق المحرقہ" (ص ۲۵) پر اور حلبی نے اپنی "سیرت" (ج ۳، ص ۳۰۱) پر اور ان سب نے طبرانی کی "المعجم الکبیر" سے نقل کیا ہے۔

حافظ ابن عساکر نے "تاریخ مدینہ دمشق" (ج ۱، ص ۴۵، حدیث نمبر ۵۴۵) پر شرح حال امیر المومنینؑ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ہم کو ابوبکر محمد بن حسین بن مزرفی نے بتایا انھوں نے ابوالحسین محمد بن مہتدی سے انھوں نے ابوالحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن سے انھوں نے عباس بن احمد برقی سے انھوں نے نصر بن عبدالرحمٰن ابوسلیمان وشاء سے انھوں نے زید بن حسن انماطی سے.....اس کے بعد وہی سند و متن ہے"۔

نیز ابن کثیر نے "البدایۃ والنھایۃ" (ج ۷، ص ۳۴۸) پر حافظ ابن عساکر سے روایت کی ہے اور آخر میں کہا ہے کہ ابن عساکر نے ان سب کی معروف کے طریق سے روایت کی ہے۔

احوال و آثار

۱۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"ابوالحسین زید بن حسن قرشی کوفی نے جعفر بن محمد بن حسین، معروف بن خربوذ اور علی بن مبارک ھنائی سے اور زید سے اسحاق بن راہویہ، سعید بن سلیمان واسطی، علی بن

www.shiabookspdf.com

مدینی، نصر بن عبدالرحمٰن وشاء اور نصر بن مزاحم نے روایت کی ہے، ابوحاتم کا کہنا ہے کہ وہ کوفہ کے رہنے والے تھے اور بغداد میں آئے تھے اور ان کی حدیث منکر ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ترمذی نے ان سے صرف ایک حدیث باب حج میں نقل کی ہے۔(۱)

۲۔ سمعانی کہتے ہیں:

''ابوالحسین زید بن حسن قرشی کوفی انماطی نے معروف بن خرّبوذ، علی بن مبارک، جعفر بن محمد بن علی سے اور ابوالحسین زید سے سعید بن سلیمان واسطی نے روایت کی ہے۔''(۲)

۳۔ خطیب بغدادی نے یہی باتیں کہنے کے بعد ان سے حدیث ثقلین کی روایت ہے۔(۳)

۲۱۔ روایت جعفر بن عون مخزومی

جعفر نے ابوحیان یحیی بن سعید تیمی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور جعفر کی حدیث کی حافظ عبد بن حمید کشی نے اپنی مسند میں (۴) اور حافظ دارمی (۵) نے اپنی سنن میں روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم کو جعفر بن عون نے بتایا انھوں نے ابوحیان تیمی سے اور انھوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے کہ میں (یزید) نے زید بن ارقم کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول خداؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: اما بعد ایھا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیبه و انی تارک فیکم الثقلین اولهما کتاب اللّٰه ،فیه الهدیٰ والنور، فتمسکوا بکتاب

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۴۰۶۔

۲۔ الانساب۔ مادہ انماطی۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۴۲۲۔

۴۔ نسخہ قدیم سے ۱۰۹۰ھ میں استنساخ شدہ نسخہ جو کتب خانہ صوفیا کے میوزیم میں ہے اس کا نمبر ۸۹۴ ہے۔

۵۔ سنن بیہقی، ج ۱۰، ص ۱۱۳۔

اللّٰه و خذوا به، فحث علی کتاب اللّٰه و رغب فیه،ثم قال: واهل بیتی، اُذکرکم اللّٰه فی اهل بیتی ثلاث مرات...'' اے لوگو! میں ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو پھر کتاب خدا کی طرف ترغیب وتشویق کے بعد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت، پھر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں''۔

ابراہیم بن اسحاق زہری نے بھی اس کی جعفر بن عون سے روایت کی ہے جس کی بیہقی نے اپنے اسناد سے (۱) روایت کی ہے اور ہم اس کو روایت یعلی بن عبید (نمبر ۲۳) میں بیان کریں گے۔

اسی طرح ابواحمد بن محمد عبدالوھاب فراء عبدی نے بھی جعفر بن عون سے روایت کی ہے جس کو حاکم نیشاپوری نے حسن بن یعقوب سے، انھوں نے فراء عبدی سے اور انھوں نے جعفر بن عون سے نقل کیا ہے حافظ بیہقی (۲) اور ابن عساکر نے اپنے شیوخ کی معجم میں اس حدیث کو حاکم کے طریق اور اسی سند سے نقل کیا ہے، نیز حافظ بیہقی (۳) نے دوسرے اسناد سے فراء عبدی کے طریق سے جعفر بن عون سے اسی سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

۱۔ حافظ ابن حجر نے ''ع'' کو ان کا رمز قرار دیا ہے (یعنی وہ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں) وہ کہتے ہیں:

''ابوعون جعفر بن عون جعفر بن عمر بن حریث مخزومی کوفی نے اسماعیل بن ابی خالد، ابراہیم بن مسلم ہجری، اعمش، ہشام بن عروہ، یحیی بن سعید مسعودی، ابوعمیس، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور جعفر بن عون سے

۱۔ سنن بیہقی، ج ۱۰، ص ۱۱۳۔

۲۔ سنن بیہقی، ج ۲، ص ۱۴۸۔

۳۔ سنن بیہقی، ج ۷، ص ۳۰۔

www.shiabookspdf.com

احمد بن حنبل، حسن بن علی حلوانی، اسحاق بن راہویہ، عبد بن حمید، بندار، ہارون حمال، ابوشیبہ کے دو بیٹے، ابوخثیمہ، حسن بن علی بن عفان اور ان کے آخری شاگرد محمد بن احمد بن ابی المثنی موصلی نے روایت کی ہے۔

احمد کا بیان ہے وہ بندہء صالح ہیں اور ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ،ابواحمد فراء کا کہنا ہے کہ احمد نے مجھ سے کہا کہ جعفر بن عون تم کو مبارک ہو، ابن معین نے ان کو ثقہ اور ابوحاتم نے صدوق کہا ہے، بخاری کے بقول ۲۰۶ھ میں اور ابوداؤد کے بقول ۲۰۷ھ میں ۸۷ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

میں کہتا ہوں کہ ابن حبان اور ابن شاہین نے اپنی ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن قانع نے ''وفیات'' میں ثقہ کہا ہے۔''(۱)

۲۔ابن سعد کا بیان ہے:

'' جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث مخزومی کی کنیت ابوعون تھی، انھوں نے دوشنبہ ۱۱ شعبان ۲۰۹ھ کو خلافت مامون میں کوفہ میں وفات پائی وہ ثقہ اور بہت زیادہ حدیثوں کے راوی ہیں۔''(۲)

۲۲۔روایت زید بن ہارون

زید نے زکریا بن ابی زائدہ سے اور محاملی نے اپنی امالی میں اخوکر خوبہ کے توسط سے زید بن ہارون سے روایت کی ہے ان کی روایت، روایت زکریا بن ابی زائدہ (نمبر۵) میں بیان ہو چکی ہے۔

احوال وآثار

یہ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں ابن حجر ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''یزید بن ہارون بن زادی (زادن بھی کہا جاتا ہے) عظیم شخصیت کے حامل اور مشہور

۱۔تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۱۰۱۔

۲۔طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۳۹۶۔

حفاظ میں سے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ ان کا اصل وطن بخارا تھا، ابن مدینی نے ان کو ثقہ کہا ہے اور دوسری جگہ کہا ہے کہ ان سے بڑا حافظ میں نے نہیں دیکھا، ابن معین نے ثقہ، عجلی نے ثقہ اور ثبت، ابوحاتم نے ثقہ، امام، صدوق، یعقوب بن شیبہ نے ثقہ اور ابن قانع نے ثقہ اور مامون کہا ہے۔''(۱)

اسلم بن سہل بکشل نے تاریخ پیدائش ۱۱۸ھ اور تاریخ وفات ۲۰۶ھ بتائی ہے اور ہیثم سے نقل کیا ہے کہ مصریوں میں یزید بن ہارون جیسا کوئی نہیں تھا۔(۲)

۲۳۔روایت یعلی بن عبید طنافسی

حدیث ثقلین کی یعلی بن عبید نے ابوحیان تیمی سے اور ابراہیم بن اسحاق زہری نے جعفر بن عون اور خود یعلی سے روایت کی ہے۔

حافظ بیہقی نے کتاب ''آداب قاضی'' میں ان کی روایت نقل کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''ہم سے قاضی کوفہ ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح نے بیان کیا، انھوں نے ابوجعفر محمد بن علی رحیم شیبانی سے، انھوں نے ابراہیم بن اسحاق زہری سے، انھوں نے جعفر (جعفر بن عون) سے اور یعلی بن عبید نے ابوحیان تیمی سے اور انھوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے، یزید کا بیان ہے کہ میں نے زید بن ارقم کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن رسول خداؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: اما بعد ایّها الناس! انّما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربّی فاجیبه و انّی تارک فیکم الثقلین اوّلهما کتاب اللّٰه فیه الهدیٰ و النور فاستمسکوا بکتاب اللّٰه و خذوا به ، فحثّ علی کتاب اللّٰه و رغب فیه، ثم قال: و اهل بیتی، اُذکّرکم اللّٰه تعالیٰ فی اهل بیتی ثلاث مرات اخرجه مسلم فی الصحیح من حدیث ابی حیان التمیمی. اے لوگو! میں

۱۔تہذیب التہذیب، ج ۱۱، ص ۳۶۶۔

۲۔تاریخ واسط، ص ۱۵۸۔

www.shiabookspdf.com

ایک بشر ہوں اور عنقریب دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں ہدایت ونور ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو، پھر آنحضرتؐ نے کتاب خدا کی طرف ترغیب وتشویق دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور میرے اہلبیت! پھر تین مرتبہ فرمایا میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس روایت کو مسلم نے اپنی صحیح میں ابوحیان سے نقل کیا ہے۔''(۱)

احوال وآثار

یہ ان اشخاص میں سے ہیں جن سے تمام ارباب صحاح ستہ نے روایتیں لی ہیں، ابن حجر ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یعلی بن عبید بن ابی امیہ ایاذی کے متعلق اسحاق بن منصور نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہیں، عثمان دارمی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ سفیان سے نقل حدیث کرنے میں ضعیف اور بقیہ میں ثقہ ہیں، ابو حاتم نے کہا ہے وہ صدوق اور اپنے دوسرے بھائیوں کی نسبت حدیث میں اثبت ہیں، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور احمد بن یونس کا بیان ہے کہ یعلی بن عبید سے زیادہ مخلص اور افضل نہیں دیکھا انھوں نے شوال ۲۰۹ھ میں وفات پائی، جب کہ ابن حبان نے ماہ رمضان ۲۰۷ھ سال وفات بتایا ہے۔''(۲)

۲۴۔ روایت عبید اللہ بن موسیٰ عبسی

انھوں نے حدیث ثقلین کی اپنے والد، اسرائیل بن یونس سبیعی، شریک بن عبداللہ قاضی، ابواسرائیل ملائی اور فضیل بن مرزوق سے روایت کی ہے اور عبید اللہ کی حدیث کی حافظ یعقوب بن سفیان فسوی نے اپنی کتاب (۳) میں روایت کی ہے جس کے اسناد و الفاظ روایت یعقوب بن سفیان (نمبر ۴۸) میں (حدیث نمبر ۴، ۵، ۶، ۷، ۸) میں بیان ہوں گے۔

۱۔ سنن بیہقی، ج ۱۰، ص ۱۳۔ ۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۱، ص ۴۰۲۔ ۳۔ المعرفۃ والتاریخ، ج ۱، ص ۵۳۶۔

اپنے باپ سے مروی ان کی حدیث کو حافظ ابوبکر بعابی نے کتاب ''الطالبین'' میں نقل کیا ہے اور ان سے حافظ سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف''(۱) میں اور نورالدین سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''بعابی نے ''الطالبین'' میں عبید اللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے عبداللہ بن حسن سے، انھوں نے اپنے باپ اور دادا سے اور انھوں نے علی سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''انّی مخلف فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا : کتاب اللّٰه عزّوجل، طرفه بید اللّٰه و طرفه بایدیکم، و عترتی اهل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض . میں تم میں ایسی چیز کو چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔

پھر سخاوی اور سمہودی کہتے ہیں اس حدیث کی بزّار نے روایت کی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

''انّی مقبوض ،و انی ترکت فیکم الثقلین :یعنی کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی، و انکم لن تضلوا بعدهما. میری روح قبض ہونے والی ہے تمھارے درمیان میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں یعنی کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت، تم ان دونوں (سے وابستہ رہنے) کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے۔''

احوال وآثار

۱۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

''عبید اللہ بن موسیٰ بن مختار(۲) کی کنیت ابومحمد تھی، انھوں نے عیسیٰ بن عمر اور علی بن صالح بن حی کے سامنے قرائت حدیث کی اور مسجد میں قرآن کی قرائت کرتے تھے، آخر شوال ۲۱۳ھ میں زمانہ خلافت مامون میں کوفہ میں وفات پائی وہ ثقہ، صدوق،

۱۔ استجلاب ارتقاء الغرف، ص ۲۴۔ ۲۔ لیکن صحیح ابن ابی المختار ہے اور یہی دوسرے مآخذ میں بھی ہے۔

www.shiabookspdf.com

سر بلند کیے ہوئے یا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، ابن عدی نے ثقہ کہا ہے اور حاکم نے قاسم سیاری سے اور انھوں نے حافظ ابو مسلم بغدادی کو کہتے ہوئے سنا کہ عبید اللہ بن موسی متروکین میں سے ہیں، احمد نے ان کے شیعہ ہونے کی وجہ سے ان سے حدیثیں نہیں لیں اور احمد کی عبدالرزاق سے روایت کرنے پر سرزنش ہوئی ہے۔"(۱)

میں کہتا ہوں کہ تمام ارباب صحاح ستہ اور آئمہ جرح وتعدیل کی نظر میں معزز ہیں اور ان سبھی نے ان سے روایت کی ہے، ان کو موثق کہا ہے، اور حافظ، زاہد، متقی اور عالم وفقیہ سے متصف کیا ہے، تو پھر احمد نے ان کو کیوں نظر انداز کیا؟ صرف اس وجہ سے انھوں نے نظر انداز کیا تھا کہ وہ شیعہ تھے یعنی وہ علی کی ولایت کو تسلیم کرتے تھے نہ کہ معاویہ کی ولایت کو، کیونکہ خدا اور اس کے رسولؐ نے اسی کا حکم دیا تھا اور صحیح اور متواتر حدیثیں جنھیں خود احمد نے اپنی مسند میں نقل کی ہیں اگر انھیں خلافت پر نص صریح نہ مانیں تب بھی آپ کی دوستی پر تو دلالت کرتی ہیں تو پھر محب علی ہونے کی وجہ سے کیوں احمد نے ان کی حدیثیں چھوڑ دیں؟ کیا وہ آنحضرتؐ کی یہ حدیث بھول گئے تھے کہ "اے علی تم کو سوائے مومن کے کوئی دوست نہیں رکھے گا اور سوائے منافق کے کوئی تمھیں دشمن نہیں رکھے" جب مسلم، ترمذی، نسائی اور خود احمد نے بہت سارے طرق واسناد سے اس حدیث کی روایت کی ہے تو پھر کس طرح احمد نے ایک مومن کی روایت کو چھوڑ کر ایک منافق سے روایت کرنے کے بعد اس کی توثیق کی؟

خطیب کہتے ہیں:

"ابوزکریا غلام احمد بن ابی خثیمہ نے مجھ سے نقل کیا کہ رصافہ کی جامع مسجد میں میں بیٹھا ہوا تھا جیسے ہی یحیی بن معین نے نماز ظہر تمام کی دیکھا احمد بن حنبل کا ایلچی ان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے برادر ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ شخص (یعنی ابوخثیمہ) عبید اللہ بن موسی عبسی سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کرتا ہے جب کہ میں نے اور تم نے اس کو معاویہ بن سفیان کو برا بھلا کہتے ہوئے دیکھا ہے اسی وجہ سے میں اس سے حدیثیں نہیں لیتا، راوی کہتا ہے کہ یحیی بن معین نے سر اٹھایا اور اس

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۷، ص۵۰۔

بہت زیادہ حدیثوں کے راوی اور خوش قیافہ تھے، وہ شیعہ تھے اور شیعیت سے متعلق حدیثوں کی روایت کرتے تھے۔"(۱)

۲۔ ذہبی نے "ع" کا رمز ان کے لئے قرار دیا ہے یعنی کل ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی، ان کی توثیق کی اور ان کو عظیم شخصیت اور حافظ سے متصف کیا ہے، کہا گیا ہے کہ ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔(۲)

۳۔ جزری کہتے ہیں:

"ابومحمد عبید اللہ بن موسی بن باذام بن ابی المختار عبسی حافظ اور ثقہ تھے مگر وہ شیعہ تھے ان سے بخاری بلاواسطہ اور ارباب صحاح ستہ میں بقیہ نے بالواسطہ حدیثیں نقل کی ہیں، یحیی بن معین وغیرہ نے ثقہ کہا ہے، قاضی اسد کا بیان ہے عبید اللہ بن موسی بن مختار روایت کرنے میں مشہور اور نقل حدیث میں ثقہ، قرائت اور قرآن وحدیث اور فقہ وفرائض میں معروف تھے، علم ودرایت اور فضل ومعرفت میں شاخص کی حیثیت رکھتے تھے، وہ زاہد ومتقی اور عالم باعمل تھے، حمزہ کے سامنے قرائت کی اور بخاری کے بقول ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔(۳)

۴۔ حافظ ابن حجر نے انھیں حافظ سے متصف کیا ہے اور ان کیلئے "ع" کا رمز قرار دیا ہے (یعنی کل ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایتیں لی ہیں) وہ کہتے ہیں:

"حافظ ابومحمد عبید اللہ بن موسی بن ابی المختار عبسی کوفی سے ارباب صحاح ستہ میں سے بخاری نے بلاواسطہ اور بقیہ پانچ نے بالواسطہ حدیثیں لی ہیں"۔

ابن ابی خثیمہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہیں، ابوحاتم نے انھیں صدوق، ثقہ اور حدیث کو بخوبی احسن بیان کرنے والا بتایا ہے، احمد بن عبداللہ عجلی ان کے متعلق کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن موسی بڑے عالم قرآن وصاحب معرفت تھے میں نے انھیں کبھی

۱۔ طبقات ابن سعد، ج۶، ص۴۰۰۔

۲۔ الکاشف، ج۲، ص۲۳۴۔

۳۔ طبقات القراء، ج۱، ص۴۹۳۔

www.shiabookspdf.com

ایلچی سے کہا ابوعبداللہ احمد بن حنبل کو میرا اسلام کہنا اور کہدینا کہ میں نے اور تم (احمد) نے عبدالرزاق کو بھی عثمان بن عفان کو برا بھلا کہتے دیکھا ہے لہذا تم ان سے بھی حدیث لینا چھوڑ دو کیونکہ عثمان معاویہ سے افضل ہیں۔"(۱)

اسی بات کو ابن حجر نے اپنی عادت کے مطابق مبہم انداز میں بیان کیا ہے، یعنی یہ کہ "احمد کی عبد الرزاق سے روایت کرنے کی وجہ سے سرزنش ہوئی ہے"۔

احمد نے عبیداللہ بن مقسی سے صرف اس لئے روایت نہیں لی کہ وہ معاویہ کو برا بھلا کہتے تھے جب کہ اسی کے مقابلے میں اسحاق بن سوید عدوی بصری جو حضرت علیؑ کو برا بھلا کہتا تھا ابن حجر (تہذیب التہذیب ج۱ص۲۳۶) کے بقول احمد نے اس کی توثیق کی ہے۔

ابن حجر کی "تہذیب التہذیب"، خطیب بغدادی کی "تاریخ بغداد"، ابن عساکر کی "تاریخ دمشق"، کمال الدین ابن عدیم کی "بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب" اور ذہبی کی "تاریخ الاسلام" وغیرہ کے بقول حریز بن عثمان حمصی ناصبی، دشمن علی تھا اور آپ پر صبح وشام لعنت کرتا تھا مگر مذکورہ کتابوں کے بقول احمد نے اس کی توثیق کی ہے اور کہا ہے ثقہ ہیں ثقہ ہیں؟ شام میں ان سے اثبت کوئی نہیں ہے!

ابن حجر لکھتے ہیں:

"حریز بن عثمان بن جبیر بن ابی احمر بن اسعد رحبی مشرقی حمصی کے بارے میں آجری نے ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ حریز کے سارے شیوخ ثقہ ہیں اور آجری نے حریز کے بارے میں احمد بن حنبل سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا ثقہ ہیں ثقہ ہیں! اور یہ بھی کہا کہ شام میں ان سے اثبت کوئی نہیں ہے۔ احمد کے سامنے حریز، ابوبکر بن مریم اور صفوان کا تذکرہ ہوا تو احمد نے کہا کہ حریز صحیح الحدیث ہے مگر وہ علی کی ذات پر بہت حملہ کرتا تھا (اور ان کو برا بھلا کہتا تھا) مفضل بن غسان کا بیان ہے کہ حریز باوجود یکہ ثبت ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ ابوسفیان کے طرفداروں میں سے تھا۔ عجلی کا بیان ہے وہ ثقہ ہے اور علی پر کیچڑ اچھالتا تھا، عمر بن علی کا کہنا ہے وہ علی کو برا بھلا کہتا تھا اور انھیں ان کے

۱۔ تاریخ بغداد، ج۱۴، ص۴۲۷۔

مرتبے سے نیچے دیکھاتا تھا اور وہ حافظ تھا، اور وہی دوسری جگہ کہتے ہیں وہ ثبت ہے مگر علی پر سخت حملہ کرتا تھا اور انھیں برا بھلا کہتا تھا، احمد بن سعید دارمی، احمد بن سلیمان مروزی سے نقل کرتے ہیں کہ اسماعیل بن عیاش نے کہا کہ میں مصر سے مکہ تک حریز بن عثمان کے ہمسفر تھا وہ مسلسل علی پر لعن وطعن کرتا اور ان کو برا کہتا تھا، ہم سے اسماعیل بن عیاش نے بیان کیا کہ حریز بن عثمان کو کہتے سنا کہ آنحضرت کی یہ حدیث جس کو لوگ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے علی سے کہا کہ "تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی"، صحیح تو ہے لیکن سننے والے سے غلطی ہوئی تھی، میں نے پوچھا اصل حدیث کیا ہے؟ بولے "تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو قارون کو موسی سے تھی" میں نے کہا یہ کہاں سے تم نے کہدیا، اس کا راوی کون ہے؟ حریز نے کہا اس کو میں نے ولید سے بالائے منبر سنا تھا۔(۱)

ابن عدی کا کہنا ہے کہ حریز شام کے افراد ثبت میں سے ہیں انھوں نے شام کے موثق حضرات سے حدیثیں نقل کیں، قطان (۲) اور دوسروں نے ان کی توثیق کی ہے، البتہ ان میں یہ کمی تھی کہ وہ علی سے دشمنی کرتا تھا اور آپ کو آپ کے مرتبے سے گھٹا دیتا تھا، یہ سب بغض علی کی وجہ سے تھا۔

ابن عدی کا کہنا ہے کہ یحیی بن صالح وحاظی کا بیان ہے کہ حریز بن عثمان نے عبدالرحمن بن میسرہ کے توسط سے رسول خداؐ کی علی کی منقصت میں ایسی حدیثیں لکھوائیں جن کو (شرم کے مارے) بیان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

غنجار کا کہنا ہے کہ یحیی بن سالم سے پوچھا گیا کہ تم حریز سے کیوں حدیثیں نہیں لکھتے؟

۱۔ یہ شام کے اثبت محدثین کا حال ہے جس کے سارے شیوخ ابوداؤد کے بقول ثقہ ہیں ان کی ایک فرد ولید بن عبدالملک کی ہے جو شراب خوار اور قرآن کو پھاڑنے والا ہے یہی وہ شخص ہے جس نے کعبہ کی چھت پر شراب پینے کی ٹھان لی تھی۔

۲۔ انھوں نے امام جعفر صادقؑ کے بارے میں تو شک وتردید کی ہے مگر جریر کی توثیق کی ہے۔

www.shiabooksurdu.com

یحییٰ نے جواب دیا میں کس طرح اس شخص سے اخذ حدیث کروں جس کے ساتھ سات سال نماز صبح پڑھی اور جب تک وہ ستر مرتبہ علی پر لعن نہیں کر لیتا تھا مسجد سے نکلتا نہیں تھا! ابن حبان کا کہنا ہے حریز ہر روز صبح کو ستر مرتبہ اور شام کو ستر مرتبہ علی پر لعن کرتا تھا اور جب اس کے عمل پر اعتراض ہوا تو اس نے جواب دیا کہ یہ علی وہی ہے جس نے میرے آباء واجداد کے سر قلم کیے تھے۔"(۱)

آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے دین خدا، حدیث پیغمبرؐ اور آپ کی عترت کے ساتھ کیسا کھیل کھیلا اور معیار کو بدل ڈالا جس کے نتیجے میں سنت بدعت اور بدعت سنت میں، معروف منکر میں اور منکر معروف میں بدل گئے! احمد بن حنبل نے عبیداللہ بن موسیٰ کی حدیث کو ترک کیا اور دوسروں کو بھی ان سے حدیثیں نقل کرنے سے منع کیا اور ایسا انھوں نے اس لئے کیا کہ عبیداللہ، علی سے محبت اور معاویہ سے نفرت کرتے تھے لیکن حریزی جو صبح و شام حضرت علیؑ پر لعن وطعن کرتا تھا اس کے متعلق احمد نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں وہ ثقہ ہیں، وہ بطور مطلق محدثین شام کی فرد اثبت ہو گیا! ان ہی توثیقات اور اس کی خامیوں سے نظر اندازی کی وجہ سے احمد کی طرف نسبت دی گئی کہ وہ یزید کو دوست رکھتے تھے اور اس کی ولایت کو تسلیم کرتے تھے، ان کی اس بات کی نسبت ان کے معاصرین نے دی تھی، چنانچہ سبط ابن جوزی کا کہنا ہے کہ میرے جد ابوالفرج (ابن جوزی) نے قاضی ابو یعلی ابن فرا کی کتاب "المعتمد فی الاصول" سے صالح بن احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ میں (صالح بن احمد) نے اپنے والد سے پوچھا کہ لوگ آپ کی طرف یزید سے محبت کرنے کی نسبت دے رہے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا بیٹا جو خدا پر ایمان رکھے وہ کیسے یزید کو دوست اور اس کی ولایت کو قبول کر سکتا ہے؟!(۲)

۲۵۔ روایت تلید بن سلیمان

تلید نے ابوالجحاف داؤد بن ابی عوف سے اور ان سے اسماعیل بن موسیٰ بن بنت سدی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے والد کی کتاب "الفضائل" میں نقل کیا ہے، ان کی حدیث کو نمبر ۹ میں بیان کی جا چکی ہے۔

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۳۷۔
۲۔ تذکرۃ خواص الامۃ، ص ۲۸۷۔

احوال و آثار

ابن حجر لکھتے ہیں:

"ابوسفیان تلید بن سلیمان محاربی اعرج کوفی (جنہیں ابوادریس بھی کہا جاتا ہے) نے ابوالجحاف، یحییٰ بن سعید انصاری، عبدالملک بن عمیر، حمزہ زیات سے اور ابوسعید اشج، ابن نمیر، یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، احمد بن حنبل اور ایک جماعت نے تلید بن سلیمان سے روایت کی ہے، مروزی نے احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ شیعہ تھے اور ان میں کوئی خامی نہیں تھی۔"(۱)

۲۶۔ روایت ابوالنضر کنانی

ابوالنضر نے محمد بن طلحہ بن مصرف یامی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے ابن سعد نے اپنی طبقات میں روایت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"ہم کو ہاشم بن قاسم کنانی نے بتایا انھوں نے محمد بن طلحہ سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب، و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی، و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض، فانظروا کیف تخلفونی فیھما. عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، کتاب خدا تو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو"۔(۱)

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۱، ص ۵۰۹۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

ابن سعد کہتے ہیں:

''ہاشم بن قاسم کنانی کی کنیت ابوالنضر ہے، وہ خراسان کے رہنے والے تھے مگر بغداد میں ساکن ہو گئے تھے اور ثقہ ہیں، انھوں نے سلیمان بن مغیرہ.....اور محمد بن طلحہ سے روایت کی ہے۔ ذیقعدہ ۲۰۷ھ کو بغداد میں وفات پائی۔''(۲)

۲۔ خطیب ان کے شیوخ کے نام بتانے کے بعد کہتے ہیں:

''احمد بن حنبل، یحیی بن معین، ابوخثیمہ اور اسحاق بن راہویہ نے ان سے روایت کی ہے۔''

پھر خطیب نے ابوالنضر کی وثاقت کو یحیی بن معین اور عجلی سے نقل کیا ہے۔(۳)

۲۷۔ روایت ابوغسان نہدی

ابوغسان نے اسرائیل بن یونس سبیعی سے اور ابوغسان سے شیخ طحاوی، فہد بن سلیمان نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور طحاوی (۴) نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جس کے سند ومتن کو روایت طحاوی (نمبر ۶۱) میں بیان کریں گے۔

احوال وآثار

ابوغسان سے تمام ارباب صحاح ستہ نے روایتیں لی ہیں، ابن حجر ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''مالک بن اسماعیل بن درھم (مالک بن زیاد درھم بھی کہا گیا ہے) ابوغسان نہدی حافظ اور حماد بن ابی سفیان کے نواسے تھے، ابوحاتم کہتے ہیں کہ ابن معین گمان کرتے تھے کہ کوفہ میں ابوغسان جیسا ٹھوس آدمی نہیں تھا، ابن معین سے منقول ہے کہ ابوغسان عابد، بھروسہ کے لائق اور ٹھوس آدمی تھے، اور کتابت حدیث میں ابونعیم سے بہتر تھے، یعقوب بن شیبہ نے انھیں ثقہ، صحیح الکتاب، عبادت گزار اور متقن کہا ہے، ابن نمیر کا

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۱۹۴۔ ۲۔ طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۲۳۵۔
۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۶۴۔ ۴۔ مشکل الآثار، ج ۴، ص ۲۶۸۔

بیان ہے کہ ابوغسان مجھ کو محمد بن صلت سے زیادہ محبوب ہیں وہ ائمہ محدثین میں سے ہیں، ابوحاتم کا کہنا ہے کوفہ میں ان سے زیادہ بھروسے والا کوئی شخص نہیں تھا نہ ابونعیم نہ کوئی اور وہ اسحاق بن منصور اور سلوی سے زیادہ متقن اور ثقہ تھے، فضل وشرف اور عبادت وصحت حدیث میں ان کی نظیر نہیں ملتی جب ان پر نگاہ پڑتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ ابھی وہ قبر سے باہر آئے ہیں، ابوداؤد نے انھیں صحیح الکتاب اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔''(۱)

۲۸۔ روایت ابن الاصفہانی

ابن اصفہانی نے حاتم بن اسماعیل حارثی مدنی سے اور ابن اصفہانی سے محمد بن اسماعیل نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ ابوجعفر متوفی ۳۲۲ھ نے نقل کیا ہے جس کو روایت نمبر ۶۲ میں بیان کریں گے۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔ حافظ ابونعیم لکھتے ہیں:

''ابوجعفر محمد بن سلیمان بن عبدالرحمن ابن الاصفہانی، کوفہ میں ساکن تھے اور حمدان سے پہچانے جاتے تھے، ۲۲۰ھ میں وفات پائی اور قاسم بن معن سے حدیث کی روایت کی ہے۔''(۱)

۲۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابوجعفر محمد بن سعید بن سلیمان بن عبداللہ کوفی ابن الاصفہانی کا لقب حمدان تھا، بخاری نے ان سے روایت کی ہے اور بخاری کے توسط سے ترمذی نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ یعقوب بن شیبہ نے انھیں متقن اور نسائی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔''(۲)

۱۔ اخبار اصبہان، ج ۲، ص ۱۷۵۔ ۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۱۸۸۔

نیز ملاحظہ کیجئے بخاری کی ''التاریخ الکبیر'' (ج۱،ص۹۵)۔

۲۹۔روایت محمد بن کثیر عبدی

عبدی نے فطر بن خلیفہ اور زیاد بن منذر ابو الجارود عبدی سے اور ان دونوں نے ابو الطفیل سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث سمہودی کی ''جواہر العقدین'' کے ذکر چہارم میں اور سخاوی کی ''استجلاب'' صفحہ ۲۲ پر (ج۱،ص ۳۶۷۔۳۳۶، ح ۹۳۔۶۰) موجود ہے۔

احوال و آثار

ابن حجر کہتے ہیں:

''ابو عبداللہ محمد بن کثیر عبدی بصری سے (ارباب صحاح ستہ میں سے) بخاری اور ابو داؤد نے بلا واسطہ اور بقیوں نے دارمی کے توسط سے روایت کی ہے، ابو حاتم نے انھیں ثقہ اور صدوق کہا ہے، اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھ سے فضل بن حباب نے ان کی حدیث بیان کی ہے، ۲۲۳ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، احمد نے انھیں ثقہ کہا ہے۔''(۱)

۳۰۔روایت سعید بن سلیمان واسطی

سعید نے زید بن حسن انماطی سے اور سعید سے طبرانی کے شیخ احمد بن قاسم مساور جوہری نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں ان کی حدیث نقل کی ہے جس کو روایت زید بن حسن انماطی (نمبر۲۰) میں بیان کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ابن سعد کہتے ہیں:

''یہ وہی سعدویہ ہیں جن کی کنیت ابو عثمان ہے، یہ ثقہ اور کثیر الحدیث (بہت زیادہ حدیثوں کے راوی) ہیں...''۔(۲)

۱۔تہذیب التہذیب، ج۹،ص۴۱۷۔
۲۔طبقات ابن سعد، ج۷،ص۳۴۰۔

۲۔اسلم بن سہل بحشل لکھتے ہیں:

''ابو عثمان سعید بن سلیمان واسط میں پیدا ہوئے اور وہیں بزرگ ہوئے پھر بغداد چلے گئے جہاں ۲۲۵ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے.....''۔(۱)

۳۔خطیب کہتے ہیں:

''ابو عثمان سعید بن سلیمان واسطی معروف بہ سعدویہ بزار نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں لیث بن سعد سے حدیث نقل کی، ابو حاتم نے انھیں ثقہ، قابل اطمینان اور عفان سے زیادہ موثق کہا ہے اور عجلی نے انھیں ثقہ اور صحاح ستہ کے راویوں میں بتایا ہے۔''(۲)

۴۔ابن حجر نے ان کا شرح حال لکھنے کے بعد ابو حاتم، عجلی، ابن سعد اور ابن حبان سے ان کی وثاقت نقل کی ہے۔(۳)

۳۱۔روایت عبداللہ بن بکیر

عبداللہ نے حکیم بن جبیر سے اور عبداللہ سے جعفر بن حمید نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں مطین سے اور انھوں نے جعفر بن حمید کے توسط سے ان سے مروی حدیث کی روایت کی ہے جو روایت حکیم بن جبیر (نمبر۴) میں ان کی سند و متن کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔

احوال و آثار

ابن حجر کہتے ہیں:

''عبداللہ بن بکیر غنوی کوفی نے محمد بن سوقہ سے روایت کی ہے، وہ شیعہ آزادگان میں سے تھے، ساجی کا بیان ہے کہ وہ سچ بولتے تھے مگر قوی حافظے کے مالک نہیں تھے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، وہ حکم بن جبیر سے روایت کرتے تھے اور عبداللہ سے ابو نعیم، ابراہیم بن حسن ثعلبی، جعفر بن حمید عیسی اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے۔''(۴)

۱۔تاریخ واسط، ص۲۱۵۔
۲۔تاریخ بغداد، ج۹،ص۸۴۔
۳۔تہذیب التہذیب، ج۴،ص۴۳۔
۴۔لسان المیزان، ج۳،ص۲۶۴۔

www.shiabookspdf.com

۳۲۔ روایت سعید بن منصور

انھوں نے اپنی سنن میں اپنے اسناد سے زید بن ثابت سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اس کو ملا متقی نے ''کنز العمال'' میں نقل کیا ہے۔(۱)

احوال و آثار

۱۔ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابوعثمان سعید بن منصور بن شعبہ خراسانی مروزی (جنھیں طالقانی بھی کہا جاتا ہے) کو ابن نمیر اور ابن خراش نے ثقہ کہا ہے، ابوحاتم کا بیان ہے وہ ثقہ اور ان لوگوں میں سے ہیں جو ثبت و متقن اور حدیثوں کی جمع آوری کرتے ہیں۔ابن حبان بھی ''الثقات'' میں ان کے متعلق یہی رائے رکھتے ہیں، ابن قانع نے ثقہ اور ثبت، خلیلی نے ثقہ اور مورد اتفاق کہا ہے اور مسلمہ بن قاسم نے ان کی توثیق کی ہے۔''(۲)

۲۔ذہبی کہتے ہیں:

''ابوعثمان مروزی جنھیں طالقانی بلخی بھی کہا گیا ہے، حافظ، امام، حجت، مکہ کے مجاور اور صاحب سنن تھے، سلمہ بن شعیب کا بیان ہے کہ جب میں نے سعید بن منصور کا احمد بن حنبل کے سامنے تذکرہ کیا تو احمد نے ان کی بڑی تعریف و تمجید کی اور ان کا بڑے احترام سے نام لیا، ۲۲۷ھ میں مکہ میں انتقال کیا۔''(۳)

۳۳۔ روایت داؤد بن عمرو ضبی

داؤد نے صالح بن موسی بن عبداللہ سے اور داؤد سے بزّار کے شیخ احمد بن منصور مادی متوفی ۲۵۶ھ نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، حافظ ابوبکر بزّار نے ان کی حدیث کو اپنی مسند میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے زوائد مسند بزار میں نقل کیا ہے، ان دونوں کی روایتیں، روایت احمد بن منصور (نمبر ۴۳) اور روایت ابن حجر (نمبر ۱۰۵) میں بیان ہوں گی۔

۱۔کنز العمال، ج۱، ص۴۷، چاپ اول۔ ۲۔تہذیب التہذیب، ج۳، ص۱۹۵۔ ۳۔تذکرۃ الحفاظ، ص۴۱۶۔

احوال و آثار

ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابوسلیمان داؤد بن عمرو بن زہیر بن عمرو بن جمیل ضبی بغدادی نے نافع بن عمر سے اور مسلم، نسائی (نے بواسطہ فضل بن سہل اعرج) احمد بن حنبل، ابوبکیی صاعقہ اور احمد بن منصور مادی نے داؤد سے روایت کی ہے، ابوالقاسم بغوی ان کے متعلق کہتے ہیں ''ہم سے داؤد بن عمر بن زہیر جو کہ ثقہ اور ہر طرح قابل اطمینان ہیں، نے بیان کیا ہے،، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے، موسی بن ہارون وغیرہ نے تاریخ وفات صفر ۲۲۸ھ بتائی ہے، ابن قانع نے ان کو ثقہ اور ثبت کہا ہے۔'' (۱)

۳۴۔ روایت عمار بن نصر مروزی

عمار نے ابراہیم بن یسع سے اور عمار سے احمد بن یونس ضبی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، حافظ ابونعیم اصفہانی کہتے ہیں:

''ہم کو عبداللہ بن جعفر نے ان چیزوں کے ضمن میں جن کی ان کے سامنے قرائت ہوئی تھی اور مجھ کو ان کا اجازہ دیا تھا، بتایا انھوں نے کہا ہم سے احمد بن یونس ضبی نے بتایا انھوں نے عمار بن نصر سے، انھوں نے ابراہیم بن یسع ملکی سے، انھوں نے جعفر بن محمد سے، انھوں نے اپنے باپ سے، اور انھوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے حجۃ میں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ''ایھا الناس! الست اولیٰ بکم من انفسکم؟ قالوا: بلیٰ. قال: فانّی کانی لکم علیٰ الحوض و فرطا و سائلکم عن اثنین: عن القرآن و عن عترتی...'' اے لوگوں! کیا میں تم پر خود تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سبھی نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک ایسا ہی ہے پھر آپ نے فرمایا میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اور تم سے قرآن و عترت دونوں کے بارے میں سوال کروں گا.....۔(۲)

۱۔تہذیب التہذیب، ج۳، ص۱۹۵۔ ۲۔حلیۃ الاولیاء، ج۹، ص۶۴۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔خطیب کہتے ہیں:

''ابو یاسر عمار بن نصر مروزی نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں انھوں نے جریر بن عبدالحمید، سفیان بن عیینہ، وکیع بن جراح، محمد بن شعیب بن شاہپور اور بقیہ بن ولید سے اور عمار سے علی بن سہل بن مغیرہ، ابوحاتم رازی، ابوبکر بن ابی الدنیا، محمد بن حسین انماطی، صالح بن محمد جزرہ اور ابوالقاسم بغوی نے روایت کی ہے، ابوحاتم کا بیان ہے کہ میں نے بغداد میں ان سے حدیثیں لکھیں وہ بڑے سچے انسان ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یحیی بن معین نے ان کی توثیق کی ہے جیسا کہ ہم کو ابراہیم بن مخلد بن جعفر نے بتایا انھوں نے محمد بن احمد بن ابراہیم حکیمی سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن سہل بن حلیمہ سے روایت کی ہے کہ میں (عبدالرحمٰن) نے یحییٰ بن معین سے کئی بار سنا کہ عمار بن نصر ثقہ ہیں، عبداللہ بن محمد بغوی کے بقول ماہ رمضان ۲۲۹ھ میں انتقال کیا۔''(۱)

۲۔ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابو یاسر عمار بن نصر سعدی خراسانی مروزی ساکن بغداد نے جریر بن عبدالحمید..... وغیرہ سے اور عمار سے ہارون حیان قزوینی، ابوحاتم، احمد بن یونس ضبی..... نے روایت کی ہے، خطیب نے اپنے اسناد سے ابن معین سے ان کی وثاقت نقل کی ہے، ابوحاتم نے صدوق کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔''(۲)

۳۵۔روایت منجاب بن حارث

منجاب نے علی بن مسہر سے اور منجاب سے محمد بن عبداللہ حضرمی مطین نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کی حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر''(۳) میں مطین سے روایت کی ہے جس کو روایت علی بن مسہر (نمبر۱۴) میں متن وسند کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

۱۔تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۲۵۵۔ ۲۔تہذیب التہذیب، ج۷، ص۴۰۷۔ ۳۔المعجم الکبیر، ج۳، حدیث نمبر ۲۶۷۸۔

احوال وآثار

۱۔ابن سعد کہتے ہیں:

''منجاب بن حارث تمیمی کی کنیت ابومحمد ہے انھوں نے شریک اور علی بن مسہر وغیرہ سے روایت کی ہے۔''(۱)

۲۔ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابومحمد منجاب بن حارث بن عبدالرحمٰن تمیمی کوفی نے علی بن مسہر، بشر میں عمارہ نخعی، یزید بن مقدام بن شرح بن ہانی، حصین بن عمرو احمسی، حاتم بن اسماعیل، ابوالاحفص، شریک، ابن المبارک، ابوعامر عقدی اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور منجاب سے مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور مطین وغیرہ کا کہنا ہے کہ ۲۳۱ھ میں وفات پائی تھی۔''(۲)

www.shiabookspdf.com

۳۶۔روایت عبدالرحمٰن بن صالح

عبدالرحمٰن نے صالح بن ابی الاسود سے اور عبدالرحمٰن سے حافظ مطین نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں مطین سے نقل کیا ہے جس کو روایت صالح بن الاسود (نمبر۱۰) میں بیان کر چکے ہیں۔

احوال وآثار

۱۔ابن سعد کہتے ہیں:

''صالح بن عبدالرحمٰن بن صالح ازدی کی کنیت ابومحمد ہے، وہ کوفہ کے رہنے والے تھے لیکن بغداد میں ساکن ہو گئے تھے، شریک، ابن ابی زائدہ، ابوبکر بن عیاش، ملازم بن عمرو سے روایت کرتے تھے، بغداد میں ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں انتقال کیا۔''(۳)

۱۔طبقات ابن سعد، ج۶، ص۴۱۲۔ ۲۔تہذیب التہذیب، ج۲، ص۲۹۷۔

۳۔طبقات ابن سعد، ج۷، ص۳۶۰۔

۲۔ خطیب کا بیان ہے:

''ابومحمد عبدالرحمٰن بن صالح ازدی بغداد میں ساکن تھے، وہ علی بن جعد کے ہمسایہ تھے، عبدالرحمٰن نے علی بن مسہر اور شریک بن عبداللہ سے اور عبدالرحمٰن سے عباس دوری، ابو قلابہ رقاشی، عبداللہ بن احمد بن احمد دورقی، ابوبکر بن ابی الدنیا، احمد بن حسن بن عبد الجبار صوفی، عمر بن ایوب سقطی اور عبداللہ بن محمد بن بغوی وغیرہ سے روایت کی ہے۔

پھر خطیب اپنے اسناد سے ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ کوفہ سے عبد الرحمٰن بن صالح نامی شخص تمھارے پاس آنے والا ہے وہ ثقہ، صدوق اور شیعہ ہے، اگر آسمان زمین پر آجائے تب بھی وہ آدھا حرف جھوٹ نہیں بول سکتا.....

وہ شب و روز احمد بن حنبل کے ساتھ رہتے تھے اور احمد انھیں اپنا نزدیک ترین فرد سمجھتے تھے، احمد سے کسی نے کہا اے ابوعبداللہ، عبدالرحمٰن تو رافضی ہے! احمد نے جواب دیا سبحان اللہ جو شخص آل پیغمبرؐ کو دوست رکھے اس سے کہیں کہ ان کو دوست نہ رکھو؟ وہ ثقہ ہیں۔''(۱)

۳۔ ابن حجر کہتے ہیں:

''ابوصالح (جنہیں ابومحمد بھی کہا جاتا ہے) عبدالرحمٰن بن صالح ازدی عنکی کوفی نے بغداد میں سکونت اختیار کی، ان کے جد عجلان تھے،، پھر ابن حجر ان کے شیوخ اور ان سے روایت کرنے والوں کی فہرست بتانے کے بعد کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل اور ابن معین نے توثیق کی ہے اور ابوحاتم نے انھیں صدوق اور موسیٰ بن ہارون نے ثقہ کہا ہے۔''(۲)

۳۷۔ روایت بشر بن ولید کندی

بشر بن ولید نے محمد بن طلحہ بن مصرف یامی ھمدانی سے اور بشر سے محمد بن موصلی نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو خطیب خوارزمی (۳) نے نقل کیا ہے اور ان سے حافظ بغوی نے اور حافظ بغوی سے ابوطاہر

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۳۶۱۔
۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۱۹۷۔
۳۔ منتقل الحسین، ج ۱، ص ۱۰۴۔

مخلص ذھبی نے روایت کی ہے حموئی نے ان کی حدیث کو فرائد السمطین (باب ۵۴ از سمط دوم) میں ابوطاہر سے نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ ابن سعد کہتے ہیں:

''انھوں نے قاضی ابو یوسف سے روایت کی خود ان سے حدیثیں لکھیں اور دوسروں کو انھیں لکھوائیں، انھوں نے شریک، حماد بن زید، مالک بن انس، صالح مزی اور محمد بن طلحہ وغیرہ سے روایت کی ہے، ایک زمانہ میں بغداد کے قاضی تھے۔''(۱)

۲۔ خطیب بغدادی نے تفصیل سے ان کے حالات تحریر کئے ہیں وہ ان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بشر نیک طبیعت کے مالک تھے، وہ عالم، دیندار، احکام الٰہی کے نفاذ میں سخت اور ابو یوسف کے مصاحبوں میں سے تھے، بہت سارے فقہی مسائل لوگوں نے ان سے سیکھے تھے'' پھر خطیب نے ابوداؤد اور دارقطنی سے ان کی وثاقت نقل کرنے کے بعد سال وفات ۲۳۸ھ بتایا ہے۔(۲)

۳۸۔ روایت جعفر بن حمید

جعفر نے عبداللہ بن بکیر غنوی سے اور جعفر سے حافظ ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان حضرمی معروف بہ مطین نے روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر''(۳) میں مطین سے نقل کیا ہے، جس کو روایت حکیم بن جبیر (نمبر ۴) میں بیان کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ ابن حجر نے ان کے لئے ''م'' کی علامت قرار دی ہے یعنی وہ مسلم کے راویوں میں سے ہیں، وہ کہتے ہیں:

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۳۵۵۔
۲۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۸۴۔۸۰۔
۳۔ المعجم الکبیر، ج ۳، حدیث نمبر ۲۶۸۱۔

www.shiabookspdf.com

''ابومحمد جعفر بن حمید قرشی (عبسی) کوفی سے مسلم نے باب توبہ میں ایک حدیث، اسی طرح بقی بن مخلد، ابویعلی، حسن، ابوزرعہ، صنعانی، حضرمی (مطین)، موسی بن اسحاق اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ابن منجویہ نے کہا ہے کہ نوے سال کی عمر میں ۲۳۰ھ میں وفات پائی لیکن مطین نے ۲۴۰ھ سال وفات بتائی ہے اور کہا ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور خضاب نہیں لگاتے تھے۔''(۱)

۲۔ذہبی کہتے ہیں:

''ان سے مسلم، ابویعلی اور حسن بن سفیان نے روایت کی ہے، وہ ثقہ ہیں اور انہوں نے ۲۴۰ھ میں وفات پائی۔''(۲)

۳۔خزرجی کا کہنا ہے:

''بستی (ابن حبان) نے ان کی توثیق کی ہے اور مطین نے ۲۴۰ھ سال وفات بتایا ہے۔''(۳)

۳۹۔روایت اسماعیل بن موسی فزاری

انھوں نے تلید بن سلیمان محاربی سے روایت کی ہے، اس کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے احمد کی کتاب ''فضائل علی'' کے زوائد میں نقل کیا ہے، جس کو متن وسند کے ساتھ روایت ابوالجحاف (نمبر۹) میں بیان کیا جاچکا ہے۔

احوال وآثار

ابن حجر کہتے ہیں:

''ابومحمد (یا ابواسحاق) اسماعیل بن موسی فزاری کوفی نے مالک سے روایت کی ہے اور بخاری نے ''خلق افعال العباد'' میں اس کو نقل کیا ہے. ابوداؤد، ترمذی، ابن ابی ماجہ، ابن خزیمہ، ساجی اور ابویعلی نے بھی اسماعیل بن موسی سے روایت کی ہے، ابن ابی حاتم کا

۱۔تہذیب التہذیب، ج۲، ص۸۷۔ ۲۔الکاشف، ج۱، ص۱۸۴۔ ۳۔الخلاصہ، ج۱، ص۱۶۶۔

بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا وہ صدوق ہیں، مطین نے بھی انھیں صدوق کہا ہے، نسائی نے کہا ہے ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں کہا ہے کہ ان سے کبھی غلطی بھی ہوجاتی تھی، میں کہتا ہوں کہ حافظ ابوعلی بکری کے ہاتھوں لکھا ہوا ابن حبان کی الثقات کے نسخے میں یہ جملہ ''ان سے کبھی غلطی ہوجاتی تھی'' نہیں ہے، آجری کے بقول ابوداؤد نے صدوق کہا ہے اور ان کے شیعہ ہونے کی تصریح کی ہے، بخاری، مسلم، ابن سعد اور نسائی کے بقول وہ سدی کے نواسے ہیں۔''(۱)

۴۰۔روایت سفیان بن وکیع بن جراح

سفیان نے محمد بن فضل سے روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ ابویعلی نے اپنی ''مسند''(۲) میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے سفیان بن وکیع نے انھوں نے محمد بن فضیل سے، انھوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے، انھوں نے عطیہ عوفی سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولؐ خدا کو کہتے ہوئے سنا کہ: یا ایھا الناس! انی کنت قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لم تضلّوا بعدی: الثقلین، احدھما اکبر من الآخر. کتاب اللّٰه، حبل الممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی، و انھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض. اے لوگو! میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے

۱۔تہذیب التہذیب، ج۱، ص۳۳۵۔

۲۔اس نسخے کو دمشق کے دارالحدیث النوریہ میں موجود نسخے سے نقل کیا گیا ہے اس پر بہت سارے حفاظ اور ائمہ حدیث کے حاشیے اور بہت ساری سماعتیں ہیں، کتب خانہ سلیمانیہ استنبول میں میں نے دیکھا ہے (مسند ابویعلی، ج۱، ص۴۸۱، ح۱۱۳۵)۔

www.shiabookspdf.com

زمین تک کھینچی ہوئی دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔''

احوال وآثار

ابن حجر ان کا شرح حال لکھنے اور ان کے شیوخ بتانے کے بعد لکھتے ہیں:

''ان سے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے، ابن حبان نے فاضل، شیخ اور صدوق کہا ہے اور ابن خزیمہ نے ان سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا کی طرف غلط نسبت دینے کے بجائے آسمان کا زمین پر آجانا انھیں پسند تھا.....''(۱)

۴۱۔ روایت اخوکر خویہ واسطی

واسطی نے یزید بن ہارون سے اور واسطی سے حافظ ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل محاملی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، اس حدیث کو انھوں نے اپنی امالی میں نقل کیا ہے جس کو سند ومتن کے ساتھ روایت یزید بن ہارون (نمبر۲۲ میں) اور روایت زکریا بن ابی زائدہ (نمبر۵) میں بیان کیا ہے۔

احوال وآثار

خطیب نے ان کی تاریخ وفات ۳۴۶ھ بتائی ہے وہ کہتے ہیں:

''محمد بن یزید ابوبکر واسطی معروف بہ اخوکر خویہ بغداد میں ساکن تھے، وہاں انھوں نے ابوخالد احمر، یحیی بن سعید قطان، یزید بن ہارون، وھب بن جریر اور ابوعامر عقدی سے اور اخوکر خویہ سے محمد بن لیث جوہری، یحیی بن محمد بن صاعد اور قاضی محاملی وغیرہ نے روایت کی ہے، وہ ثقہ ہیں۔''(۲)

۴۲۔ روایت یوسف بن موسی قطان

ابن قطان نے جریر بن عبدالحمید اور محمد بن فضیل کے توسط سے ابوحیان تیمی سے حدیث ثقلین کی

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۲۳۔ ۲۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۷۴۔

روایت کی ہے اور قطان سے امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ (۱) متوفی ۳۱۱ھ نے اپنی صحیح (۲) میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''ہم سے یوسف بن موسی نے بتایا انھوں نے جریر اور محمد بن فضیل سے، انھوں نے ابو حیان تیمی (کہ یہی یحیی بن سعید تیمی تیم الرباب ہیں) سے اور انھوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے، یزید بن حیان کہتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم زید بن ارقم کے پاس گئے، حصین نے کہا اے زید تم نے رسولؐ خدا کو دیکھا، ان کی اقتداء میں نماز پڑھی، ان سے حدیثیں سنیں اور ان کے ہمراہ جنگ کی، خلاصہ بہت ساری خوبیوں کو تم نے درک کیا لہذا جو تم نے رسولؐ خدا سے سنا یا جن چیزوں کا ان کے ساتھ مشاہدہ کیا انھیں بیان کرو، زید نے کہا اے برادرزادے بہت زمانہ گزر چکا ہے اور بہت بوڑھا ہو چکا ہوں، جن چیزوں کو رسولؐ خدا سے یاد کیا تھا ان میں بعض کو تو بھول چکا ہوں لہذا جو تم سے بیان کروں اس کو قبول کرنا اور جو نہ بیان کروں اس کے متعلق مجھ کو زحمت میں نہ ڈالنا، اس کے بعد کہا: ایک دن پیغمبرؐ اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور پند وموعظہ کے بعد فرمایا: اما بعد یا ایّھا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربّی فاجیبہ و انّی تارک فیکم الثقلین اولاھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ و النور من استمسک بہ و اخذ بہ کان علی الھدیٰ، و من ترکہ واخطاہ کان علی الضلالۃ و اھل بیتی، اُذکّرکم اللہ فی اھل بیتی، ثلاث مرات. اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں، عنقریب پروردگار کی طرف سے پیغامبر آنے والا ہے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں گا، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے پس جس نے اس کو

۱۔ ملاحظہ کیجئے عبقات روایت ابن خزیمہ (نمبر۵۵)۔
۲۔ قرن ششم کا قدیم ترین نسخہ کتب خانہ سلطان احمد سوم استنبول (نمبر۳۴۸) میں ہے اور یہ حدیث، ص ۲۴۰ پر موجود ہے۔

www.shiabookspdf.com

مضبوطی سے پکڑا اور اس سے وابستہ رہا اس نے ہدایت پائی اور جس نے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوا اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا: میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔''(۱)

احوال وآثار

۱۔ خطیب نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور جن سے انھوں نے روایت کی ہے ان میں جریر بن عبد الحمید اور محمد بن فضیل کا ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''بخاری، ابراہیم حربی، نسائی، بغوی اور ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے، خطیب کہتے ہیں کہ کئی آئمہ حدیث نے یوسف بن موسیٰ کو ثقہ کہا ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے احتجاج کیا ہے، ۲۵۳ھ میں انتقال کیا۔''(۲)

۲۔ حافظ ابن حجر نے بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رموز کا ان کے لئے انتخاب کیا، اس بناء پر یہ ان کے راویوں میں سے ہیں، پھر ابن حجر، خطیب سے نقل کرتے ہیں کہ ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے، نیز ابن خذیمہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے اور مسلمہ نے ثقہ کہا ہے۔(۳)

۴۳۔ روایت احمد بن منصور مادی

احمد بن منصور مادی سے حافظ ابوبکر بزّار نے اپنی مسند(۴) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے احمد بن منصور نے بیان کیا انھوں نے داؤد بن عمر سے، انھوں نے صالح بن

۱۔ حافظ ابن خزیمہ کے شاگرد حافظ ابوحاتم ابن حبان بستی متوفی ۳۵۴ھ کتاب ''المجروحین'' کے مقدمہ، ج۱، ص۹۳ (مطبوعہ دار الوعی حلب) پر لکھتے ہیں کہ اس روئے زمین پر سنن کا اچھی طرح جاننے والا، صحاح کا ان کے الفاظ کے ساتھ حفظ کرنے والا کہ اگر اس میں کوئی لفظ اضافہ ہو تو اس کی طرف اس وثوق سے نشاندہی کرے جیسے ساری حدیثیں اس کے سامنے نصب ہیں، سوائے محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے کسی کو نہیں دیکھا۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج۱۴، ص۳۰۴۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج۱۱، ص۴۲۵۔

۴۔ اس کی پہلی جلد کا نسخہ استنبول کے کتب خانہ مراد ملا میں دیکھا اس کا نمبر ۵۷۸ ہے۔

موسیٰ بن عبداللہ سے، انھوں نے عبدالعزیز بن رفیع سے، انھوں نے ابوصالح سے اور انھوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی خلفت فیکم اثنتین لن تضلّوا بعدھما ابداً. کتاب اللّٰہ و عترتی، لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے ہوتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔''

اس حدیث کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''زوائد مسند بزار'' میں نقل کیا ہے، جس کا نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دھندوستان کے نمبر ۲۹۵۷ میں موجود ہے، یہ حدیث اس نسخہ کے ص۲۷۷ پر ہے

احوال وآثار

۱۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ ان سے حدیث لکھی میرے والد ان کو ثقہ کہتے تھے، دار قطنی نے انھیں ثقہ کہا ہے، عباس دوری نے ان کی تجلیل کی ہے اور کہتے تھے کہ یحیی بن معین سے کئی مرتبہ سنا کہ ابوبکر رمادی کہتے تھے کہ حفظ میں ابراہیم اصفہانی ان (احمد بن منصور) کو ابوبکر بن ابی شیبہ کے ہم پلہ قرار دیتے تھے، ابو داؤد سے پوچھا گیا کہ رمادی سے کیوں حدیث نہیں لیتے؟ جواب دیا ان کو واقفیوں(۱) کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے دیکھا ہے اس لئے ان سے حدیث نقل نہیں کرتا۔''(۲)

۲۔ خطیب بغدادی ان کے شرح حال اور ان کے شیوخ کو لکھنے کے بعد کہتے ہیں:

''اخذ حدیث اور اس کی سماع کی خاطر عراق، حجاز، یمن، شام اور مصر کا سفر کیا، وہ مستند حدیثوں کو لکھتے اور ان کی جمع آوری کرتے تھے، ہم سے عبیداللہ بن ابی الفتح نے اور انہوں نے ابوالحسن دار قطنی سے نقل کیا ہے کہ احمد بن منصور رمادی ثقہ ہیں''۔(۳)

۱۔ چونکہ انھوں نے قرآن کے مخلوق یا قدیم ہونے میں توقف کیا تھا لہذا وہ واقفیہ سے مشہور ہوئے۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج۱، ص۸۳۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج۵، ص۱۵۱۔

www.shiabookspdf.com

۴۴۔ روایت احمد بن یونس ضبی

ضبی نے عمار بن نصر سے اور ضبی سے حافظ ابونعیم کے شیخ عبداللہ بن جعفر نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث ابونعیم (۱) نے نقل کی ہے، یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت عمار بن نصر (نمبر ۳۴) میں بیان ہو چکی ہے۔

احوال و آثار

۱۔ حافظ ابونعیم ان کے حسب و نسب کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ضبی کوفی، اصفہان آئے اور ۲۶۸ھ میں وفات پائی، عدالت و امانتداری میں بغداد کے لوگ ان کی مثال دیتے تھے''۔ (۲)

۲۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں:

''احمد بن یونس بن مسیب ابوالعباس ضبی کا اصل وطن کوفہ تھا، بغداد میں ان کی نشو و نما ہوئی اور اصفہان میں سکونت اختیار کی اور وہاں حدیثیں بیان کیں، ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ صفار اصفہانی، عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس اصفہانی اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی نے ان سے روایتیں نقل کی ہیں، ابن حاتم کا بیان ہے کہ وہ بغداد کے رہنے والے تھے اور وہاں سے وہ اصفہان گئے اور وہیں ساکن ہو گئے میری نظر میں وہ سچے انسان ہیں''۔

ہم کو عبدالکریم بن محمد بن احمد محاملی نے حافظ علی بن عمر (دارقطنی) سے نقل کیا کہ ابوالعباس احمد بن یونس بن مسیب ضبی کوفہ کے رہنے والے تھے جو اصفہان میں ساکن ہو گئے تھے، وہ بہت ساری حدیثوں کے راوی اور ثقہ ہیں۔'' (۳)

۱۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۹، ص ۶۴۔

۲۔ اخبار اصبہان (اصفہان)، ج ۱، ص ۸۱۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۲۲۳۔

۴۵۔ روایت ابراہیم بن مرزوق

انھوں نے ابوعامر عقدی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ابوالبشر دولابی نے ''الذریۃ الطاہرۃ'' میں اور ابوجعفر طحاوی نے ''مشکل الآثار'' ج ۲ ص ۳۰۷ پر ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت کثیر بن زید (نمبر ۷) میں بیان ہو چکی ہے۔

احوال و آثار

ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابواسحاق ابراہیم بن مرزوق بن دینار اموی بصری ساکن مصر نے ابوعامر عقدی، ابوداؤد طیالسی، وھب بن جریر اور روح بن عبادہ سے روایت کی ہے اور نسائی..... نے ان سے روایت کی ہے، دارقطنی نے کہا ہے کہ وہ ثقہ ہیں مگر کبھی غلطی بھی کر جاتے تھے، ابن یونس کا بیان ہے کہ ۱۴ جمادی الاول ۲۷۰ھ کو انتقال کیا، ابن یونس نے ہی تاریخ الغرباء میں لکھا ہے کہ انھوں نے مصر میں وفات پائی اور وہ ثقہ اور ثبت ہیں۔ انتقال سے پہلے نابینا ہو گئے تھے، ابن ابی حاتم کا کہنا ہے کہ میں نے ان سے حدیث لکھی وہ ثقہ اور صدوق ہیں، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مدنی نے سعید بن عثمان سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن مرزوق ثقہ ہیں ان سے عبدالحکیم نے روایت کی ہے۔'' (۱)

۴۶۔ روایت حسین بن علی بن جعفر

حسین بن علی نے علی بن ثابت سے اور حسین بن علی سے حافظ ابوبکر بزار نے اپنی مسند (۲) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ (بزار) کہتے ہیں:

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۱، ص ۱۶۳۔

۲۔ اس کی پہلی جلد کا نسخہ استنبول کے کتب خانہ مراد ملا، نمبر ۵۷۸ میں موجود ہے، حافظ ابن حجر نے زوائد مسند بزار، ص ۲۷۷ پر اس کو نقل کیا ہے یہ نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں موجود ہے، اس کا نمبر ۷۲۹۵ ہے۔

www.shiabookspdf.com

''ہم کو حسین بن علی بن جعفر نے بتایا، انھوں نے علی بن ثابت سے، انھوں نے سفیان بن سلیمان سے، انھوں نے ابو اسحاق سے انھوں نے حارث سے اور انھوں نے علی سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی مقبوض و انّی قد ترکت فیکم الثقلین : کتاب اللّٰہ و اھل بیتی، و انکم لن تضلّوا بعدھما. میری روح قفس عنصری سے پرواز کرنے والی ہے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے اہلبیت ! ان دونوں سے وابستہ رہنے کی صورت میں تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔''

احوال و آثار

ابن حجر نے انھیں ابوداؤد، نسائی اور بزار کے راویوں میں بتایا ہے اور ان کے لائق اور صالح ہونے کو نسائی سے نقل کیا ہے(۱) ذہبی نے کہا ہے کہ احمد بن عمر بزار اور ایک جماعت نے ان سے حدیثیں لی ہیں۔(۲)

۴۷۔ روایت ابواحمد فراء

ابواحمد فراء نے جعفر بن عون مخزومی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے ابوالفضل حسن بن یعقوب معدل نے روایت کی ہے، متن حدیث روایت جعفر بن عون (نمبر ۲۱) میں بیان ہو چکی ہے۔ بیہقی نے حاکم نیشاپوری کے طریق سے حسن بن یعقوب (۳) سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

اسی طرح ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف بن احرم شیبانی نے ابواحمد سے روایت کی ہے جس کو حافظ بیہقی نے باب بیان آل محمد میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحیی نے بیان کیا انھوں نے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب سے، انھوں نے محمد بن عبدالوھاب سے، انھوں نے جعفر بن عون سے، انھوں نے ابوحیان (یعنی یحییٰ بن سعد) سے اور انھوں نے یزید بن حیان سے

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۳۴۴۔
۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۴۴۔
۳۔ سنن بیہقی، ج ۲، ص ۱۴۸۔

روایت کی ہے۔ یزید کا بیان ہے کہ میں نے زید بن ارقم کو کہتے سنا کہ..... الفاظ مسلم (ج ۷، ص ۱۲۲) کے ہیں اس کے بعد بیہقی کہتے ہیں کہ مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ابوحیان سے نقل کیا ہے۔(۱)

حافظ ابن عساکر نے اپنے شیوخ کی معجم کے صفحہ ۱۱ پر احمد بن علی العراقی سے انھوں نے احمد بن علی ابوبکر بن خلف شیرازی سے اور انھوں نے حاکم نیشاپوری سے سند و متن کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

ابن حجر لکھتے ہیں:

''حافظ محمد بن عبدالوھاب بن حبیب بن مہران عبدی ابواحمد فراء نیشاپوری نے اپنے والد اور چچازاد بھائی سے روایت کی ہے اور ابواحمد سے نسائی..... ابن خزیمہ، ابوعوانہ ..... اور محمد بن یعقوب بن اخرم وغیرہ نے روایت کی ہے، مسلم نے ان کی مدح وثنا کی ہے اور بخاری نے اپنی صحیح میں ابواحمد کے توسط سے ابوغسان سے روایت کی ہے کہ کہا گیا ہے کہ اس حدیث میں ابواحمد سے مراد یہی ابواحمد ہیں، نسائی نے انھیں ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے حاکم نے کہا ہے کہ وہ ہمارے دانا ترین مشائخ میں سے ہیں، بخاری، مسلم، ابراہیم بن ابی طالب، ابن خزیمہ اور ان کے بعد آنے والے مشائخ نے ابواحمد سے روایت کی ہے، میں نے ابوعمرو مستملی کی یہ تحریر دیکھی کہ میں (ابوعمرو) نے علی بن حسن درابجردی کو کہتے سنا کہ ابواحمد میرے نزدیک ثقہ اور مامون (ٹھوس شخصیت کے حامل) ہیں وہ حسن بن یعقوب معدل سے نقل کرتے ہیں کہ ۲۷۲ھ میں انتقال کیا''۔(۲)

۴۸۔ روایت یعقوب بن سفیان فسوی

فسوی نے زید بن ارقم، ابوسعید خدری، زید بن ثابت اور ابوذر غفاری جیسے چار صحابیوں سے آٹھ

۱۔ سنن بیہقی، ج ۷، ص ۳۰۔
۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۳۱۹۔

www.shiabookspdf.com

سندوں سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

زید بن ارقم سے جن چار سندوں سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ یہ ہیں:

(۱)

''ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی بن منذر نے بیان کیا انھوں نے فضیل سے، انھوں نے ابوحیان سے اور انھوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے کہ میں اور حصین بن عقبہ، زید بن ارقم کے پاس گئے، زید نے کہا کہ رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الٰہی اور پند ونصیحت کے بعد ارشاد فرمایا: **اما بعد یا ایّها الناس! انّی انتظران یاتینی رسول ربّی فاجیب، و انّی تارک فیکم الثقلین احدهما کتاب اللّٰه عزّوجل فیه النور والهدیٰ، فاستمسکوا بکتاب اللّٰه عزّوجل. فحثّ علیه ثم قال: واهل بیتی، اُذکّرکم اللّٰه عزّوجل فی اهل بیتی، ثلاث مرات.** اے لوگو! میں عنقریب دعوت اجل کو لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو پھر قرآن کی طرف ترغیب وتحریص دینے کے بعد ارشاد فرمایا اور دوسرے میرے اہلبیت! پھر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں''۔

(۲)

''ہم سے یحییٰ (یعنی یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر تیمی) نے جریر سے بیان کیا انھوں نے حسن بن عبیداللہ سے اور انھوں نے ابوالضحیٰ سے روایت کی ہے کہ زید بن ارقم نے کہا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: **انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا کتاب اللّٰه عزّوجل و عترتی اهل بیتی و انّهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض.** میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت یہ دونوں ہرگز

جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں''۔

(۳)

''ہم سے احمد بن یحییٰ نے بیان کیا انھوں نے عبدالرحمٰن بن شریک سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انھوں نے ابوالطفیل سے اور انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: **انّی ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰه عترتی عزّوجل حبل ممدود من السماء الی الارض، و عترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیهما، فانّهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض.** میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک حبل متین ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔

(۴)

''ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ (۱) نے بیان کیا انھوں نے اسرائیل سے، انھوں نے عثمان بن مغیرہ سے اور انھوں نے علی بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ میں (علی بن ربیعہ) نے زید بن ارقم سے جب وہ مختار کے پاس جارہے تھے، پوچھا کہ آپ کی ایک حدیث مجھ تک پہنچی ہے، زید نے پوچھا وہ کونسی حدیث ہے؟ میں نے کہا کیا آپ نے رسولؐ خدا کو کہتے سنا تھا کہ **انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰه عزّوجل و عترتی؟ قال نعم.** میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت؟ زید نے کہا ہاں''۔

۱۔ اس حدیث کو احمد نے فضائل علیؑ نمبر ۹۰ پر اور مسند، ج ۴، ص ۳۷۲ پر اسود بن عامر کے توسط سے اسرائیل سے اسی سند ومتن کے ساتھ نقل کیا ہے۔

www.shiabookspdf.com

ابوسعید خدری سے جن دو حدیثوں کی روایت کی ہے یہ ہیں:

(۵)

''ہم سے عبداللہ نے بیان کیا انھوں نے فضیل بن مرزوق سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ عزّوجل حبل ممدود من السماء الی الارض طرف فی ید اللّٰہ عزّوجل و طرف فی ایدیکم فاستمکوا بہ، الا و عترتی، قال فضیل: سئلت عطیة عن عترتہ؟ قال اھل بیتہ. میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے لہذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسرے میری عترت! فضیل کا بیان ہے کہ میں نے عطیہ سے عترت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا وہ آنحضرتؐ کے اہلبیت ہیں''۔

(۶)

''ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا انھوں نے ابواسرائیل سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ عزّوجل حبل سبب موصول من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و انّھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک مضبوط ذریعہ ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت ہیں! یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں''۔

زید بن ثابت کی روایت

(۷)

''ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا انھوں نے شریک سے، انھوں نے رکین سے، انھوں نے قاسم بن حسان سے اور انھوں نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم خلیفتین: کتاب اللّٰہ عزّوجل و عترتی اھل بیتی، و انّھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں دو خلیفہ چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔

ابوذر غفاری کی روایت

(۸)

''ہم سے ابوعبیداللہ نے بیان کیا انھوں نے اسرائیل سے، انھوں نے ابواسحاق سے اور انھوں نے ایسے شخص سے روایت کی ہے جس سے حنش روایت کرتے تھے، وہ کہتے ہیں میں نے ابوذر کو دیکھا کہ وہ درکعبہ پکڑے کہہ رہے ہیں: یا ایّھا الناس! انا ابوذر فمن عرفنی الا و انا ابوذر الغفاری لا احدثکم الا ما سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول سمعتہ وھو یقول: ایّھا الناس! انّی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ عزّوجل و عترتی اھل بیتی، و احدھما افضل من الآخر کتاب اللّٰہ عزّوجل، و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض، و ان مثلھما کمثل سفینة نوح من رکبھا نجا و من ترکھا غرق. اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے، میں ابوذر ہوں اور میں وہی کہوں گا جس کو رسولؐ خدا سے سنا ہے، حضرتؐ نے فرمایا تھا: اے لوگو! میں نے تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑیں ایک کتاب خدا اور

www.shiabookspdf.com

دوسرے میری عترت واہلبیت، ان میں ایک جو دوسرے سے افضل ہے وہ کتاب خدا ہے یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، تم میں ان دونوں کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے نوح کا سفینہ جو شخص اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے گریز کیا وہ ہلاک ہوگیا''.(۱)

احوال وآثار

۱۔ان کے شاگرد ابن ابی حاتم لکھتے ہیں:

''یعقوب بن سفیان بن جوان فارسی کا انتقال ۲۷۷ھ میں ہوا'' پھر ان کے شیوخ کا ذکر کیا ہے.(۲)

ابن حجر لکھتے ہیں:

'' حافظ یعقوب بن سفیان بن جوان فارسی ابو یوسف بن ابی معاویہ فسوی نے بہت سارے محدثین سے روایت کی ہے اور ان سے ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ..... ابوعوانہ اسفرائینی، ابن ابی داؤد..... نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انھوں نے حدیث کی جمع آوری اور دوسری کتابیں لکھی ہیں، وہ متقی و پرہیزگار اور سختی سے سنت پر عمل کرتے تھے۔نسائی کا کہنا ہے کہ ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔حاکم نے کہا ہے کہ فارس میں وہ محدثین کے امام تھے۔ ابوزرعہ دمشقی کا بیان ہے کہ اشراف میں دو آدمی میرے پاس آئے جن میں ایک یعقوب بن سفیان تھے جنھوں نے حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا تھا، عراقیوں نے ان جیسا نہیں دیکھا تھا، یحیی (بن معین) نے ان کی تاریخ سے انتخاب کیا تھا، وہ جلیل القدر اور عظیم شخصیت کے حامل تھے، ابوالشیخ نے ابومحمد بن ابی حاتم سے حکایت کی ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا تم جس شیخ کے پاس جانا اپنے اور ان کے

۱۔المعرفۃ والتاریخ، ج۱،ص ۵۳۸۔۵۳۶۔

۲۔الجرح والتعدیل، ج۹،ص ۲۰۸۔

درمیان یعقوب بن سفیان کو قرار دینا کہ ان جیسا نہیں مل سکتا۔ابوعبدالرحمن نہاوندی کا بیان ہے کہ میں نے یعقوب بن سفیان کو کہتے سنا کہ میں نے ایک ہزار سے زیادہ شیوخ سے حدیثیں اخذ کیں اور وہ سب کے سب ثقہ ہیں.''(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے ذہبی کی ''تذکرۃ الحفاظ''(ج۱،ص ۵۸۲)،''العبر''(ج۲،ص ۵۸)۔ ذہبی نے ان کو حافظ، امام اور ارکان حدیث کا ایک رکن قرار دیا ہے، سمعانی کی ''الانساب''، ابن اثیر کی ''اللباب''(ج۲،ص ۴۳۲)، یاقوت حموی کی ''معجم البلدان''(ج۳،ص ۸۹۲)، ابن اثیر کی ''تاریخ کامل''(ج۷،ص ۴۴۰)، ابن کثیر کی ''البدایۃ والنھایۃ''(ج۱۱،ص ۶۰)، ابن عماد کی ''شذرات''(ج۲،ص ۱۷۱)۔

۴۹۔روایت قاضی ابواسحاق زھری

ابواسحاق زھری نے جعفر بن عون اور یعلی بن عبید سے اور ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی کوفی نے ابو اسحاق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اس حدیث کو بیہقی (۲) نے نقل کیا ہے جو روایت جعفر بن عون (نمبر۲۱) اور روایت یعلی بن عبید (نمبر۲۳) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بن ابی العنس زھری کوفہ کے قاضی تھے، انھوں نے جعفر بن عون عمری، اسحاق بن منصور سلولی، یعلی بن عبید طنافسی..... سے سماع حدیث کیا وہ ثقہ، با فضل، دیندار اور شریف النفس انسان تھے.....انھوں نے ۲۷۷ھ میں انتقال کیا:''(۳)

۵۰۔روایت محمد بن فضل سقطی

محمد بن فضل، حافظ طبرانی کے شیوخ میں سے ہیں، طبرانی نے ''المعجم الکبیر''(۴) میں ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور محمد بن فضل سقطی نے سعید بن سلیمان سے اور انہوں نے زید بن حسن سے

۱۔تہذیب التہذیب، ج۱۱،ص ۳۸۵۔

۲۔سنن بیہقی، ج۱۰،ص ۱۱۳۔

۳۔تاریخ بغداد، ج۶،ص ۲۵۔

۴۔المعجم الکبیر، ج۳، حدیث نمبر ۲۶۸۰۔

www.shiabookspdf.com

روایت کی ہے جو روایت زید بن حسن (نمبر۲۰) میں سند و متن کے ساتھ بیان ہوئی۔

احوال و آثار

خطیب لکھتے ہیں:

''ابوجعفر محمد بن فضل بن جابر سقطی نے سعید بن سلیمان واسطی، عبدالاعلی بن حماد نرسی، فضل بن عبدالوھاب، ابراہیم بن محمد بن عرعرہ اور حامد بن یحییٰ بلخی سے سماع حدیث کی اور ان سے ان کے بیٹے اسحاق، محمد بن مخلد، ابوسہل بن زیاد قطان، محمد بن حسن زیاد نقاش اور احمد بن یوسف بن خلاد نے روایت کی ہے وہ ثقہ ہیں، دارقطنی نے صدوق کہا ہے ماہ رمضان ۲۸۸ھ میں وفات پائی۔''(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے سمعانی کی ''الانساب''۔ مادہ سقطی، ابن ماکولا کی ''الاکمال'' (ج۴، ص۴۹۱)۔

۵۱۔ روایت فہد بن سلیمان

فہد نے ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور فہد سے حافظ ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔(۲) یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت طحاوی (نمبر۶۱) میں بیان ہوگی۔

احوال و آثار

ابن ابی حاتم لکھتے ہیں:

''فہد بن سلیمان نحاس مصری نے موسیٰ ابن داؤد، محمد بن کثیر مصیصی، یحیی بن صالح اور ابوتوبہ سے روایت کی ہے، میں نے ان کے فوائد کو لکھا لیکن ان سے سماع حدیث کا موقع نہیں مل پایا۔''(۳)

۱۔ تاریخ بغداد، ۳، ص۱۵۳۔
۲۔ مشکل الآثار، ج۴، ص۳۶۸۔
۳۔ الجرح والتعدیل، ج۷، ص۸۹۔

۵۲۔ روایت احمد بن قاسم جوہری

حافظ طبرانی نے جس تفصیل سے ان سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اس کو روایت زید بن حسن انماطی (نمبر۲۰) میں بیان کیا جا چکا ہے۔

احوال و آثار

خطیب کہتے ہیں:

''ابوجعفر احمد بن قاسم بن مساور جوہری نے عفان بن مسلم، علی بن جعد، ابو بلال اشعری، ہیثم بن خارجہ اور محمد بن یوسف غضیبی سے حدیثوں کا سماع کیا اور احمد بن قاسم سے قاضی محاملی، احمد بن کامل، عبدالباقی بن قانع، احمد بن صباح کبشی اور محمد بن علی بن جیش ناقد نے روایت کی ہے وہ ثقہ ہیں.....

ہم کو محمد بن عبدالواحد نے محمد بن عباس کے حوالے سے بتایا کہ ابن مناوی کے سامنے قرائت ہو رہی تھی اور میں سن رہا تھا اس وقت انھوں نے کہا کہ ابوجعفر احمد بن قاسم بن مساور جوہری نے علی بن جعد سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں، انھوں نے مجھ سے کہا کہ ان (علی بن جعد) سے پندرہ ہزار حدیثیں لکھی ہیں ۲۹۳ھ میں انتقال کیا''(۱)

۵۳۔ روایت حافظ صالح جزرہ

انھوں نے خلف بن سالم مخرمی بغدادی کے توسط سے یحییٰ بن حماد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور صالح جزرہ سے ابونصر احمد بن سہل فقیہ بخاری جو حاکم نیشاپوری کے شیخ ہے، نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور حاکم (۲) نے اپنی کتاب میں ان سے اس حدیث کو نقل کیا ہے جو عبقات الانوار میں روایت نمبر۲۷ میں بیان ہوئی ہے۔

احوال و آثار

خطیب بغدادی ان کی بہت زیادہ تعریف و تمجید کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

۱۔ تاریخ بغداد، ج۴، ص۳۴۹۔
۲۔ المستدرک، ج۳، ص۱۰۹۔

www.shiabookspdf.com

''ابی الاشرس صالح بن محمد بن عمرو بن حبیب بن حسان بن منذر بن عمار اسدی کی کنیت ابوعلی اور لقب جزرہ ہے، وہ حافظ، عارف اور ائمہ حدیث میں سے ہیں اور محدثین ان کی طرف رجوع کرتے تھے، حصول حدیث کی خاطر انھوں نے بہت زیادہ سفر کیا تھا اور شام و مصر و خراسان کے مشائخ حدیث سے ملاقاتیں کی تھیں، وہ بغداد سے بخارا گئے اور وہیں رہ گئے، بخارا کے محدثین نے ان ہی سے حدیثیں لکھی تھیں، انھوں نے عرصے تک وہاں حدیثیں بیان کیں وہ صدوق، ثبت اور امین ہیں، انھوں نے ۲۹۴ھ میں بخارا میں وفات پائی۔''(۱)

۵۴۔ روایت احمد بن یحیی حلوانی

احمد بن یحیی نے عبداللہ بن داھر سے اور احمد سے ابوجعفر عقیلی متوفی ۳۲۲ھ نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جو روایت عقیلی (نمبر ۶۲) میں بیان ہوگی۔

احوال و آثار

ذہبی نے ۲۹۶ھ میں جنہوں نے وفات پائی ہے ان میں حلوانی کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''اس سال ابوجعفر احمد بن یحیی حلوانی نے جو مرد صالح تھے بغداد میں وفات پائی انھوں نے احمد بن یونس اور سعدویہ سے حدیثوں کا سماع کیا، وہ ثقات میں سے ہیں۔''(۲)

۵۵۔ روایت ابوجعفر مطین

حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں بہت سارے اسناد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، جن میں چھ اسناد کا سلسلہ مطین سے ملتا ہے، حدیث نمبر یہ ہے ۲۶۸۰، ۲۶۸۳، ۳۰۵۲، ان میں بعض روایتیں، روایت زید بن حسن انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان ہو چکی ہیں۔

خطیب بغدادی نے بھی مطین کے طریق سے حدیث ثقلین نقل کی ہے اس کو بھی روایت انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان کیا ہے۔

۱۔ الوافی بالوفیات، ج ۳، ص ۳۴۵۔
۲۔ العبر، ج ۲، ص ۱۰۶۔

احوال و آثار

۱۔ ذہبی لکھتے ہیں:

''حافظ کبیر ابوجعفر محمد عبداللہ بن سلیمان حضرمی کوفی نے ابونعیم کو دیکھا اور احمد بن یونس، یحییٰ حمانی، یحییٰ بن بشر حریری، سعید بن عمر اور اشعثی سے حدیثوں کا سماع کیا، ان کا سینہ علم سے پُر تھا، ابوجعفر سے ابوبکر نجار، ابوالقاسم طبرانی، ابوبکر اسماعیلی، علی بن حسان دمی، علی بن عبدالرحمٰن بکائی اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، انھوں نے ''مسند'' اور دیگر کتابیں تصنیف کیں اور تاریخ میں ایک مختصر کتاب تحریر کی، حافظ ابوبکر بن ابی دارم کا بیان ہے کہ میں نے مطین سے ایک ہزار حدیثیں لکھیں، دارقطنی سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا وہ ثقہ اور علم کا پہاڑ ہیں، میں کہتا ہوں ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ربیع الثانی ۲۹۷ھ میں وفات پائی۔''(۱)

۲۔ امیر ابن ماکولا لکھتے ہیں:

''ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان کوفی ائمہ حفاظ میں سے ہیں، میں نے صوری کو کہتے سنا کہ ابونعیم (فضل) بن دکین نے ان کو مطین کا لقب دیا تھا۔''(۲)

۳۔ صفدی ان کا شرح حال لکھنے کے بعد ان سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں وہ (مطین) کہتے ہیں:

''میں بچہ تھا اور بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا، میرا قد دوسروں سے نکلتا ہوا تھا، ہم سبھی پانی میں داخل ہوتے تھے اور اپنی پیٹھوں پر گیلی مٹی مل لیتے تھے، ایک دن ابونعیم نے مجھے دیکھا اور کہا اے مطین درس میں نہ آنا، اسی دن سے میں اس لقب (مطین) سے مشہور ہوگیا''۔(۳)

۵۶۔ روایت حسین بن سفیان نسوی

انھوں نے ابوسلیمان نصر بن عبدالرحمٰن وشاء سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان (ابوسلیمان)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۶۶۲۔
۲۔ الاکمال، ج ۷، ص ۴۶۱۔
۳۔ الوافی بالوفیات، ج ۳، ص ۳۴۵۔

www.shiabookspdf.com

سے ابوعمرو حیری محمد بن احمد بن حمدان نیشاپوری نے اس حدیث کی روایت کی ہے، ابونعیم (۱) نے ان اسناد و متون سے ان کو نقل کیا ہے جو روایت زید بن حسن انماطی (شمارہ ۲۰) میں بیان ہوئی ہیں۔

احوال وآثار

۱۔ ذہبی نے ۳۰۳ھ میں وفات پانے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''اس سال حافظ بزرگ ابوالعباس بن سفیان شیبانی نسوی صاحب ''مسند'' کا انتقال ہوا، انھوں نے ابوثور سے فقہ پڑھی اور ان ہی کے نظریے کے مطابق فتوا دیا، انھوں نے احمد بن حنبل، یحیی بن معین اور دیگر عظیم المرتبت محدثین سے سماع حدیث کی، وہ ثقہ وحجت ہیں، اور حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا تھا، حاکم کا کہنا ہے وہ اپنے زمانہ کے محدث خراسان تھے اور ثبت، حفظ، کثرت روایت، فہم اور ادبیات وفقہ میں دوسروں پر سبقت لے گئے تھے۔'' (۲)

۲۔ سمعانی کہتے ہیں:

''بالوز، نسا سے تین چار فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے، میں خود ابوالعباس حسن بن سفیان بن عامر بن عبدالعزیز بن عطا شیبانی بالوزی نسوی کی قبر کی زیارت کرنے بالوز نامی قریہ میں گیا تھا، حسن بن سفیان اپنے زمانہ میں خراسان کے محدث تھے، فقہ وحدیث میں سب سے زیادہ صلاحیت رکھتے تھے اور حصول حدیث کی خاطر عراق، شام اور مصر کا سفر کیا تھا، انھوں نے بہت ساری حدیثوں کی راویت کی اور بہت زیادہ حدیثوں کو جمع کیا اور ''المسند الکبیر'' ''الجامع'' اور ''المعجم'' تالیف کیں، وہ ابوبکر بن (ابی) شیبہ کے توسط سے کوفہ کے سارے آئمہ محدثین کی حدیثوں کو خراسان میں بیان کرتے تھے، ان سے کسب فیض کے لئے دنیا کے گوشہ وکنار سے محدثین، خراسان آتے تھے۔ ۳۰۳ھ میں وفات پائی اور ''بالوز'' نامی دیہات میں دفن ہوئے جہاں لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں، میں نے بھی اس کی زیارت کی ہے۔'' (۳)

۱۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۳۵۵۔ ۲۔ العبر، ج ۲، ص ۱۲۳۔ ۳۔ الانساب۔ مادہ۔ بالوزی۔

۵۷۔ روایت زکریا بن یحیٰی ساجی

حدیث ثقلین کی انھوں نے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء سے اور انھوں نے زید بن حسن انماطی سے روایت کی ہے، حافظ طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' حدیث نمبر ۲۶۸۰ اور ۳۰۵۲ میں اس کو نقل کیا ہے جو روایت زید بن حسن انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان ہوئی۔

احوال وآثار

۱۔ ذہبی کہتے ہیں:

''ابویحیٰی زکریا بن یحیی بن عبدالرحمٰن بن ابیض بن دیلم بن باسل بن ضبہ ضبی امام، حافظ اور بصرہ کے محدث تھے، انھوں نے حدیثوں کی جمع آوری کی ہے، ان سے ابو احمد بن عدی، ابوبکر اسماعیلی، ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان، قاضی یوسف میانجی، عبداللہ بن محمد بن سقا واسطی، یوسف بن یعقوب بجیری، علی بن لوء لوء ورّاق اور ایک جماعت نے روایت کی ہے، ابواسحاق اشعری نے اپنی کتاب ''تحریر مقالہ اھل الحدیث و السلف'' کی تالیف میں ان سے استفادہ کیا تھا، علل الحدیث پر ساجی کی بڑی اہم کتاب ہے جو اس فن میں ان کی مہارت کا پتہ دیتی ہے، تقریباً نوے سال کی عمر میں ۳۰۷ھ میں انتقال کیا۔'' (۱)

۲۔ خطیب بغدادی نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور ان کا ابویعلی کی کنیت سے ذکر کیا ہے۔ (۲)

۵۸۔ روایت عباس بن برتی

برتی نے نصر بن عبدالرحمٰن وشاء سے اور برتی سے ابوالحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن سکری نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر نے ''تاریخ مدینہ دمشق'' کی ج ۱ ص ۴۵ پر نقل کیا ہے، یہ حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۷۰۹۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۴۵۹۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''ابوخبیب عباس بن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن قاضی برتی نے عبدالاعلی بن حماد نرسی، سوار بن عبداللہ عنبری، جعد بن یحییٰ مدنی اور محمد بن یعقوب زبیری سے اور برتی سے ابوبکر شافعی، عبداللہ بن موسی ہاشمی، عبدالعزیز بن ابی صابر، عبیداللہ بن ابی سمرہ بغوی، ابو حفص ابن شاہین، علی بن عمر سکری اور دیگر محدثین نے راویت کی ہے، ۳۰۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔''(۱)

۲۔ابن حجر کہتے ہیں:

''قاضی ابوالعباس بن احمد بن محمد کے پاس ابو ہریرہ کی ایک مسند تھی جو ہم تک پہنچی ہے''۔(۲)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے: ''الاکمال'' (ج۱،ص۴۱۰)، سمعانی کی ''الانساب''۔مادہ البرتی۔

۵۹۔روایت ابوبکر بن ابی داؤد

ابوبکر بن ابی داؤد نے عبداللہ بن نمیر ھمدانی سے اور ابوبکر سے حافظ ابوجعفر طحاوی (۳) نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے پوری حدیث، روایت ابوجعفر طحاوی (نمبر۶۱) میں بیان ہوگی۔

احوال وآثار

خطیب لکھتے ہیں:

''ابوبکر عبداللہ بن سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عبرو بن عمران بن ابی داؤد ازدی بجستانی کو ان کے والد حصول حدیث کی خاطر اپنے ہمراہ مشرق ومغرب میں لے گئے اور محدثین کی زبانی حدیثیں سنوائیں، انھوں نے خراسان، جبال (اس سے مراد جبل عامل لبنان ہے یا مازندران) اصفہان، فارس، بصرہ، بغداد، کوفہ، مدینہ، مکہ، شام، مصر، جزیرہ اور دوسرے اسلامی شہروں میں جاکر حدیثوں کا سماع کیا اور

بغداد میں سکونت اختیار کی اور مسند، سنن، تفسیر، قرائت، ناسخ ومنسوخ نامی کتابیں تالیف کیں، وہ فہیم، مفکر، عالم اور حافظ تھے۔

ہم سے ابومنصور محمد بن عیسیٰ ہمدانی نے حافظ ابوالفضل صالح بن احمد سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر عبداللہ بن سلیمان عراق کے امام اور شہروں میں علم ودانش کے پرچمدار تھے، بادشاہ نے ان کے لئے خاص منبر بنوایا تھا جس سے وہ بادشاہ کو حدیثیں سناتے تھے اس لئے کہ وہ عالم وفاضل تھے ان کے زمانے میں عراق میں ایسے مشائخ تھے جن کے پاس ان سے زیادہ حدیثیں تھیں مگر ان کی حدیثیں ابن داؤد کی حدیثوں سے متقن و محکم نہیں تھیں۔میں کہتا ہوں کہ ابن ابی داؤد دشمنیٔ علی سے متہم تھے، ابوبکر بن ابی داؤد نے یکشنبہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۱۶ھ کو انتقال کیا، ان کی تشییع جنازہ میں تین لاکھ لوگوں نے شرکت کی تھی۔''(۱)

۶۰۔روایت حسن بن مسلم

حسن بن مسلم نے عبدالحمید بن صبیح سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے حافظ طبرانی نے اپنے شیوخ کی معجم (ج۱،ص۱۳۵) میں اس حدیث کو نقل کیا ہے، خطیب بغدادی نے تلخیص المتشابہ فی الرسم میں حسن بن مسلم ہی کے شرح حال میں ان سے طبرانی کے طریق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جو روایت یونس بن ارقم (نمبر۱۸) میں بیان ہوئی۔

احوال وآثار

ان کی تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: بغدادی کی ''تلخیص المتشابہ فی الرسم''، امیر ابن ماکولا کی ''الاکمال'' (ج۷،ص۲۴۴)، ابن حجر کی ت ''بصیر المنتبہ'' (ج۲ص۱۲۸)۔

۶۱۔روایت ابوجعفر طحاوی

طحاوی نے درج ذیل دوسندوں سے اپنی کتاب ''مشکل الآثار'' ج۴ص۳۶۸ پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

۱۔تاریخ بغداد، ج۹،ص۴۶۴۔

www.shiabookspdf.com

(۱)

''ہم سے فہد بن سلیمان نے بیان کیا انھوں نے ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی سے، انھوں نے اسرائیل بن یونس سے اور انھوں نے عثمان بن مغیرہ سے روایت کی ہے کہ علی بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے زید بن ارقم سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسولؐ خدا سے یہ حدیث سنی ہے '' انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ عزوجل و عترتی ؟'' زید بن ارقم نے جواب دیا ہاں میں نے یہ حدیث سنی ہے''۔

اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند'' ج۴ ص۳۷۱ پر اور ''فضائل علی'' کے حدیث نمبر۹۰ پر اسود بن عامر سے اور انھوں نے اسرائیل سے اسی سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے، نیز سبط ابن جوزی نے احمد کی ''فضائل علی'' سے اس سے زیادہ تفصیل سے نقل کیا ہے اور کہا ہے:

''جس حدیث کی میں نے روایت کی ہے، احمد نے اس کو ''فضائل'' میں نقل کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کو میرے جد (ابن جوزی) نے ضعیف قرار دیا ہو۔''(۱)

(۲)

''ہم سے ابن ابی داؤد نے بیان کیا انھوں نے عبداللہ بن نمیر ھمدانی سے انھوں نے محمد بن فضیل بن غزوان سے اور انھوں نے ابوحیان یحییٰ بن سعید بن حیان تمیمی سے روایت کی ہے کہ یزید بن حیان نے کہا کہ میں اور حصین بن عقبہ، زید بن ارقم کے پاس گئے.....''

پھر صحیح مسلم (ج۷، ص۱۲۲) کی عبارت ہے جو عبقات الانوار میں روایت مسلم بن حجاج قشیری (نمبر ۳۸) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال و آثار

ذہبی کہتے ہیں:

''ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ ازدی حجری امام، علامہ، حافظ اور مستند مصنف

۱۔ تذکرۃ خواص الامۃ، ص۳۲۲۔

تھے، وہ مصر کے قریہ طحا کے رہنے والے تھے.....ابن یونس کا بیان ہے ۲۳۷ھ میں پیدا ہوئے وہ ثقہ، ثبت، فقیہ اور عاقل و دانا تھے، کوئی ان جیسا ان کا جانشین نہ ہوسکا، ذیقعدہ ۳۳۱ھ میں وفات ہوئی۔''(۱)

۶۲۔ روایت ابوجعفر عقیلی

انھوں نے ''الضعفاء'' میں تین سندوں سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، عبداللہ بن بن داہر کے شرح حال میں کہتے ہیں: ان کی احادیث میں درج ذیل حدیثیں بھی ہیں۔

(۱)

''ہم سے احمد بن یحییٰ حلوانی نے بیان کیا انھوں نے عبداللہ بن عبدالقدوس سے، انھوں نے اعمش سے انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی فانّھما لن یزالا جمیعاً حتّی یردا علیّ الحوض، فانظروا کیف تخلّفونی فیھما. میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت، یہ دونوں ایک ہی ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔(۲)

(۲)

''ہم سے محمد بن اسماعیل نے بیان کیا انھوں نے محمد بن سعید بن اصفہانی سے، انھوں نے حاتم بن اسماعیل سے، انھوں نے جعفر بن محمد سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے (حج میں) بروز عرفہ خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا: قد ترکت فیکم ما لن تضلّوا بعدہ ان اعتصمتم بہ :

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر۸۰۸۔

۲۔ ابن جوزی نے ''العلل المتناھیۃ'' میں عقیلی کے طریق سے اس کو نقل کیا ہے۔

www.shiabookspdf.com

کتاب اللّٰہ ، وانتم مسئولون عنی فما انتم قائلون ؟ قالوا: نشهد انک قد بلغت و ادیت ونصحت، فقال باصبعه السبابه یرفعها الی السماء و یکبها الی الناس: اللهم اشهد. میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی کہ اگر تم اس کو اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ کتاب خدا ہے، میرے بارے میں تم سے سوال ہوگا تو تم کیا کہو گے؟ سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام الٰہی پہنچایا اور نصیحت کی، یہ سن کر آنحضرتؐ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کیا اور پھر لوگوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: خداوندا تو گواہ رہنا"۔(۱)

اپنی کتاب کے جزدوم صفحہ ۲۲۸ پر ہارون بن سعد کے شرح حال میں کہا کہ ان ہی کی یہ حدیث بھی ہے۔

(۳)

"ہم سے محمد بن عثمان نے بیان کیا انھوں نے عبدالرحمٰن بن سعید خدری سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: **انّی تارک فیکم الثقلین: احدهما کتاب اللّٰہ تبارک و تعالیٰ سبب طرفه بید اللّٰہ و طرفه بایدیکم و عترتی اهل بیتی و انّهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض.** میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو رسی کی مانند ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میری عترت واہلبیت ہیں یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، اس حدیث کی اس سے بہتر سند سے بھی روایت ہوئی ہے"۔

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

"ابوجعفر محمد بن موسیٰ بن حماد عقیلی امام، حافظ اور بڑی کتاب "الضعفاء" کے مصنف

۱۔ حدیث پیغمبرؐ سے کھیلنے والے دشمنان آل محمدؐ نے ثقل دوم (اہلبیتؑ) کو حدیث سے حذف کر دیا جب کہ ترمذی نے اپنی صحیح کے ج ۵، ص ۶۲۱ پر بغیر حذف کے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مبقات الانوار، روایت ترمذی نمبر ۴۳۔

ہیں، مسلمہ بن قاسم کا بیان ہے عقیلی جلیل القدر اور باشکوہ انسان تھے، ان جیسا میں نے نہیں دیکھا، بہت ساری کتابیں لکھیں، محدثین میں سے جو بھی آتا تھا وہ کہتا تھا کہ اپنی کتاب سے حدیث بیان کیجئے لیکن وہ اپنی اصل کتاب (مطابقت کے لئے) باہر نہیں لاتے تھے، ایک مرتبہ ہم لوگوں نے آپس میں کہا وہ (عقیلی) یا بہت بڑے حافظے کے مالک ہیں یا بہت بڑے جھوٹے ہیں اور پھر ان (عقیلی) کے پاس گئے اور بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق حدیث میں کمی وزیادتی کر کے انھیں سنایا تو فوراً انھوں نے اپنے حافظے سے اس کی اصلاح کی، جب ہم لوگ وہاں سے اٹھ کر باہر آئے تو یقین ہوگیا کہ یقیناً وہ "احفظ الناس" ہیں. حافظ ابوالحسن بن ہبل قطان کا بیان ہے کہ ابوجعفر ثقہ، حدیث کے جلیل القدر عالم اور حفظ میں دوسروں پر مقدم ہیں، ۳۲۲ھ میں انتقال کیا"(۱)

۶۳۔ روایت ابوالفضل حسن بن یعقوب بخاری

ابوالفضل نے ابواحمد بن عبدالوھاب فراء عبدی متوفی ۲۷۰ھ سے اور انھوں نے جعفر بن عون سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حاکم نیشاپوری نے ان سے نقل کیا ہے، حافظ بیہقی (۲) نے حاکم سے ان الفاظ میں اس حدیث کی روایت کی ہے جو روایت بن عون (نمبر ۲۱) میں بیان ہوئی ہے۔

حافظ ابن عساکر نے اپنے شیوخ کی معجم کے صفحہ ۱۱ پر ابن عراقی احمد بن علی سے انھوں نے ابوبکر بن خلف شیرازی احمد بن علی سے اور انھوں نے حاکم سے اسی سند ومتن کے ساتھ نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

ذہبی وفیات ۳۴۲ھ میں لکھتے ہیں:

"اس سال ابوالفضل حسن بن یعقوب بخاری عدل نے نیشاپور میں انتقال کیا، انھوں نے ابوحاتم رازی اور ان کے ہم طبقوں سے روایتیں کیں، حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا اور بہت زیادہ حدیثوں کی روایت کی"(۳)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۸۳۳۔ ۲۔ سنن بیہقی، ج ۲، ص ۱۴۸۔ ۳۔ العبر، ج ۳، ص ۲۵۹۔

www.shiabookspdf.com

۶۴۔ روایت محمد بن یعقوب ابن اخرم شیبانی

ابن اخرم نے حافظ ابواحمد محمد بن عبدالوھاب فرّاء عبدی نیشاپوری متوفی ۲۷۲ھ سے اور ابن اخرم سے ابو زکریا یحیی بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ بیہقی (۱) نے نقل کیا ہے جو روایت ابواحمد فراء (نمبر ۴۷) میں بیان ہوئی۔

احوال وآثار

ذہبی وفیات ۳۴۴ھ میں لکھتے ہیں:

''اس سال حافظ، محدث ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف بن اخرم شیبانی کا نیشاپور میں انتقال ہوا، انھوں نے ''المسند الکبیر'' اور ''مستخرج علی الصحیحین'' لکھی اور ابوالحسن ہلالی، یحییٰ ذھلی اور ان کے ہم طبقہ افراد سے روایت کی۔ حدیث وعلل و رجال میں جس بلند مرتبے پر وہ فائز تھے نیشاپور میں وہ مرتبہ ان کو نہ مل سکا، چورانویں سال زندہ رہے اور ایک دن کے لئے بھی نیشاپور کی خاک نہیں چھوڑی'' (۲)

۶۵۔ روایت عبداللہ بن جعفر

عبداللہ بن جعفر نے احمد بن یونس ضبی سے اور ان سے حافظ ابونعیم (۳) اصفہانی نے اس سند ومتن سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جو روایت عمار بن نصر (نمبر ۳۴) میں بیان ہوئی۔

احوال وآثار

ان کے شاگرد ابونعیم (ذکر اخبار اصبہان ج ۲ ص ۸۰ پر) لکھتے ہیں:

''ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس بن فرج ۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور شوال ۳۴۶ھ میں انتقال کیا، متاخر (۴) کہتے ہیں ان کا شوال ۳۴۵ھ میں انتقال ہوا، میں

۱۔ سنن بیہقی، ج ۷، ص ۳۰۔ ۲۔ العبر، ج ۳، ص ۲۶۵۔ ۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۹، ص ۶۴۔
۴۔ غالباً اس سے مراد ابن مندہ ہیں جن کی تاریخ اصفہان ہے، وہ ابونعیم کے معاصر اور ان سے متاخر تھے اور ان میں شدید رقابت چلتی تھی۔

نے ابومحمد بن حیان سے اور انھوں نے ابوعمرو قطان کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انھوں نے جواب دیا مجھے اس نے بخش دیا اور پیغمبروں کا مقام عطا کیا'' (۱)

۶۶۔ روایت محمد بن احمد بن تمیم

محمد بن احمد نے ابوقلابہ رقاشی سے اور انھوں نے یحییٰ بن حماد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اس حدیث کو حاکم نیشاپوری نے ''المستدرک علی الصحیحین'' میں نقل کیا ہے جو عبقات الانوار میں روایت حاکم نیشاپوری (نمبر ۲۷) میں بیان ہوئی ہے، اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حاکم نے کہا: یہ حدیث شیخین (بخاری اور مسلم) کے شرائط صحت کے مطابق صحیح ہے لیکن اس کو انھوں نے نقل نہیں کیا ہے (۳) ذہبی نے بھی تلخیص مستدرک میں اس بات کی تائید کی ہے۔

احوال وآثار

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم خیاط قطربلی، پلوں پر زندگی گزارتے تھے اور احمد بن عبیداللہ نرسی اور ابوقلابہ رقاشی سے مروی حدیثیں بیان کرتے تھے آخر شعبان ۳۴۸ھ میں انتقال کیا'' (۳)

۶۷۔ روایت ابوجعفر شیبانی

ابوجعفر نے ابراہیم بن اسحاق زہری سے اور ابوجعفر سے ابومحمد قاضی جناح بن نذیر بن جناح نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حافظ بیہقی (۴) نے اس سند ومتن کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے جو روایت یعلی بن عبید (نمبر ۳۴) میں بیان ہوئی۔

نیز احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے اس کی روایت کی ہے اور حاکم (۵) نے ان سے نقل کر کے اس کو صحیح

۱۔ اخبار اصبہان، ج ۲، ص ۸۰۔ ۲۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۹۰۔
۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۸۳۔ ۴۔ سنن بیہقی، ج ۱۰، ص ۱۱۳۔
۵۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۵۳۳۔

www.shiabookspdf.com

قرار دیا ہے اور ذہبی نے بھی اپنی تلخیص میں اس کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ ذہبی نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور اپنے زمانہ کے مسند کوفہ (۱) اور محدث کوفہ (۲) سے ان کی توصیف کی ہے۔

۲۔ ابن عماد نے ذہبی کی العبر وفیات ۳۵۱ھ سے یہ عبارت نقل کی ہے:

''اس سال ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی کوفی جو اپنے زمانہ میں کوفہ کی تکیہ گاہ تھے، نے انتقال کیا، انھوں نے ابراہیم بن عبداللہ قصار اور احمد بن عرعرہ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔'' (۳)

۶۸۔ روایت ابوالشیخ ابن حیان اصفہانی

انھوں نے عوالی کے پہلے جز کے صفحہ ۶۰ پر (جو دار الکتب الظاہریہ دمشق کے نمبر ۲۶۳۷ میں موجود ہے (۴)) اس طرح حدیث ثقلین کی روایت کی ہے:

''ہم کو ابویعلی نے بتایا انھوں نے غسان سے، انھوں نے ابواسرائیل سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر: کتاب اللہ عزّوجل سبب موصول من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی، الا و انّھما لن یتفرقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک مضبوط رسی (ذریعہ) ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں

۱۔ العبر، ج ۲، ص ۲۹۳۔ ۲۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۲۸۸۔ ۳۔ شذرات الذہب، ج ۳، ص ۹۔

۴۔ اس قدیم و نفیس نسخہ پر ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن عبدالرحیم کی روایت ہے، ان سے ابوالفضل جعفر بن عبدالواحد ثقفی نے، ان سے ابوعبداللہ محمد بن معمر بن عبدالواحد نے روایت کی ہے، اس پر محمد بن عبدالواحد بن احمد (جو حافظ ضیاء الدین مقدسی متوفہ ۶۴۳ھ سے مشہور ہیں) کی سماع اور دوسرے بہت سارے سماعات موجود ہیں۔

گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔

احوال و آثار

۱۔ ابونعیم اصفہانی ان کا شرح حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

''وہ ابوالشیخ سے معروف اور ثقات و اعلام میں سے ایک ہیں. احکام، تفسیر اور شیوخ سے متعلق ان کی تصنیفیں ہیں۔'' (۱)

۲۔ ابن اثیر کہتے ہیں:

''وہ بہت بڑے حافظ و ثقہ اور بہت ساری کتابوں کے مصنف ہیں، انھوں نے ابویعلی موصلی اور بہت سارے محدثین سے روایت کی ہے، ابونعیم اصفہانی نے ان سے بہت زیادہ روایتیں نقل کی ہیں، سب کے آخر میں جس نے ان سے روایت کی ہے ابوطاہر محمد بن احمد بن عبدالرحیم کاتب (۲) اصفہانی ہیں۔'' (۳)

۳۔ ذہبی نے انھیں حافظ اصفہان، اپنے زمانہ کی تکیہ گاہ اور امام سے متصف کرنے کے بعد ابن مردویہ کا قول نقل کیا ہے:

''وہ بھروسہ کے لائق، ہر طرح قابل اطمینان اور تفسیر و احکام وغیرہ میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، ابوبکر خطیب نے انھیں حافظ، ثبت اور متقن کہا ہے.....'' (۴)

۴۔ ابن العماد نے ان کا شرح لکھا ہے اور امام، حافظ، ثبت، ثقہ، ابوالشیخ اور ابومحمد سے ان کی توصیف کرنے کے بعد ان کے بارے میں ابونعیم، ابن مردویہ اور خطیب کی تعریف و تمجید نقل کی ہے. (۵)

۵۔ ذہبی نے مذکورہ القاب ہی سے ان کا تذکرہ کیا ہے. (۶)

۶۹۔ روایت محمد بن احمد بن بالویہ

محمد بن بالویہ نے عبداللہ بن احمد سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور محمد بن احمد سے حاکم نیشاپوری

۱۔ اخبار اصبہان، ج ۲، ص ۹۰۔ ۲۔ یہ اسی جز کے راوی ہیں۔ ۳۔ اللباب، ج ۱، ص ۴۰۴۔

۴۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۹۴۵۔ ۵۔ شذرات الذہب، ج ۳، ص ۶۹۔ ۶۔ العبر، ج ۲، ص ۳۵۱۔

www.shiabookspdf.com

نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہا کہ یہ حدیث شیخین (بخاری اور مسلم) کے شرائطِ صحت کے مطابق صحیح ہے مگر ان دونوں نے نقل نہیں کیا ہے (۱) ذہبی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کوئی اظہار خیال نہیں کیا کیونکہ اس کے سلسلہء سند میں ایسا کوئی ہے ہی نہیں جو مورد طعن قرار پا سکے، یہ حدیث عبقات الانوار کے نمبر ۷۲ میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

خطیب نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور ابوعلی ان کی کنیت بتائی ہے، ان کے شیوخ کو بتانے کے بعد کہتے ہیں:

''ابوبکر برقانی نے ان کی حدیث مجھ سے بیان کی اور جب میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا ثقہ ہیں، ابوعبداللہ حافظ محمد بن عبداللہ (حاکم) نیشاپوری سے منقول ہے کہ ابوعلی بن بالویہ کا نیشاپور میں پنجشنبہ آخر شوال ۳۴۷ھ میں انتقال ہوا۔'' (۲)

۷۰۔ روایت محمد بن احمد بن حمدان

محمد بن احمد نے حافظ حسن بن سفیان نسوی سے اور محمد بن احمد سے حافظ ابونعیم (۳) نے حذیفہ بن اسید غفاری کے شرح حال میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان ہو چکی ہے۔

انھوں نے دوسری سندوں سے بھی حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جس کو خطیب (۴) خوارزمی نے حافظ ابوالعلاء سے، انھوں نے زاہر شحامی سے، انھوں نے ابوسعید گنجرودی سے اور انھوں نے محمد بن احمد سے نقل کیا ہے یہ حدیث نمبر ۸۹ میں بیان ہوگی۔

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۰۹۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۸۲۔

۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۵۵۔

۴۔ مقتل الحسین، ج ۱، ص ۱۰۴۔

احوال وآثار

سبکی لکھتے ہیں:

''ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان بن علی عبداللہ بن سنان، زاہد ابوجعفر حیری نیشاپوری کے بیٹے تھے، وہ زاہد، فقیہ، محدث اور نحوی تھے، انھوں نے ابوعثمان حیری کو درک کیا تھا اور ۲۹۵ھ میں ان سے سماع حدیث کی، ابوجعفر محمد بن زنجویہ بن ہیثم، ابوعمر واحمد بن نصر اور حافظ جعفر بن احمد سے حدیثوں کی سماع کی ۲۹۹ھ میں حسن بن سفیان سے ان کی مسند اور ان کے شیخ ابوبکر بن ابی شیبہ کی مسند کو سنی، اسی طرح ابویعلی موصلی سے ان کی مسند کا سماع کیا اور عبدان اہوازی، زکریا ساجی، محمد بن جریر طبری، ابوالعباس ابن سراج، ابن خزیمہ اور دیگر محدثین سے استماع حدیث کیا، حاکم ابوعبداللہ اور حافظ ابو نعیم نے ان سے روایت کی ہے۔ ۲۸ ذیقعدہ ۳۸۶ھ کو وفات پائی اور ابواحمد حاکم حافظ نے ان کی نماز میت پڑھائی۔'' (۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے: ''شذرات الذہب'' (ج ۳، ص ۸۷)، ''العبر'' (ج ۳، ص ۳)، ''لسان المیزان'' (ج ۵، ص ۳۸)، ''الوافی بالوفیات'' (ج ۲، ص ۴۶) انھوں نے سن وفات ۳۷۸ھ بتایا ہے، ''النجوم الزاہرہ'' (ج ۴، ص ۱۵۰)، ''بغیۃ الوعاۃ'' (ج ۱، ص ۲۲)۔

۷۱۔ روایت ابومحمد ابن حمویہ سرخسی

حافظ ابن عساکر نے اپنے شیوخ کی معجم کے صفحہ ۲۰۵ پر ان کی حدیث نقل کی ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے ابوعبداللہ محمد بن عمر کی بن نصیر متوثی بوشنجی جن کے سامنے بوسنج میں قرائت ہوئی تھی، بیان کیا ان سے بوسنج میں ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر داؤدی نے بیان کیا، ان سے ابومحمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی حموئی نے ان سے ابواسحاق ابراہیم بن خریم شاشی نے ان سے ابومحمد عبد بن حمید بن نصر کشی نے.....''۔

۱۔ طبقات الشافعیہ، ج ۳، ص ۶۹۔

www.shiabookspdf.com

عبد بن حمید کشی کی روایت ان کے شیخ جعفر بن عون مخزومی متوفی ۲۰۶ھ کی روایت نمبر ۲۱ میں بیان ہوئی۔

احوال و آثار

سمعانی لکھتے ہیں:

''ابو محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی حموئی بوشنج اور ہرات میں ساکن تھے، ماوراء النہر کے شہروں کا سفر کیا تھا اور فربر میں ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطہر فربری سے بہت زیادہ صحیح حدیثوں کی روایت کی ہے، سمرقند میں دارمی کے راوی ابو عمر عباس بن عمر سمرقندی سے، خرشکت میں عبد بن حمید کے راوی ابو اسحاق ابرہیم بن خزیم شاشی سے سماع حدیث کیا تھا، ابو بکر محمد بن ابی الھیثم ترابی مروزی، ابو الحسن عبد الرحمٰن بن محمد داؤدی فوشنجی اور دوسروں سے حدیثوں کا سماع کیا تھا، ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔''(۱)

۷۲۔ روایت ابو الحسن سکری

سکری نے ابو خبیب عباس بن احمد برتی سے اور ان سے ابو الحسین محمد بن علی بن مہتدی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، حافظ ابن عساکر دمشقی نے ''تاریخ مدینہ دمشق'' کے ''شرح حال امیر المومنین'' (ج ۲ ص ۴۵، نمبر ۵۴۵) پر اس حدیث کو نقل کیا ہے، یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال و آثار

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''ابو الحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن بن شاذان بن ابراہیم بن اسحاق بن علی بن اسحاق حمیری کا خاندان حضرموت سے نقل منتقل ہو گیا تھا، یہ سکری، صیرفی، کیال اور حربی سے مشہور تھے، انھوں نے احمد بن حسن بن عبد الجبار..... اور ابو خبیب برتی سے حدیث کا سماع کیا تھا، قاضی ابو الطیب طبری..... اور بہت سے افراد جن کا ذکر باعث طوالت

۱۔ الانساب، ج ۴، ص ۲۵۹۔

ہوگا، نے ہم سے ان کی حدیثیں نقل کی ہیں، فتوخی کے بقول ۲۹۶ھ میں وہ پیدا ہوئے اور اپنے شیخ کی طرح ثقہ ہیں، عبد العزیز ازجی سے میں نے سنا کہ وہ علی بن عمر کا نام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ صحیح السماع ہیں، عقیقی نے مجھ سے بتایا کہ شوال ۳۸۶ھ میں علی بن عمر سکری نے وفات پائی، ان کی بیشتر سماعیں ان کے بھائی کی کتابوں میں ان کے ہاتھ سے لکھی تھیں، محرم ۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے، کافی دنوں تک حدیثیں بیان کیں اور جامع منصور میں ان کو لکھوائیں بینائی کو آخری عمر میں کھو دیا تھا وہ ثقہ اور مامون ہیں۔''(۱)

۷۳۔ روایت ابو عبید ہروی

وہ کہتے ہیں:

''حدیث میں ہے کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، ابو العباس احمد بن ثعلب کا بیان ہے کہ ان دونوں کو رسولؐ خدا نے اس لئے ثقلین کہا کہ ان کے دامن سے وابستہ ہونا اور ان کے فرامین پر عمل پیرا ہونا مشکل و ثقیل ہے، ان کے علاوہ دوسروں نے کہا ہے کہ ہر اہم اور قیمتی شئی کو عرب ثقل کہتے ہیں اور رسولؐ خدا نے ان دونوں کی قدر و منزلت اور شان و مرتبہ بیان کرنے کے لئے انھیں ثقلین کہا ہے، مجھ سے ابن عمار نے ابو عمر سے نقل کیا کہ ثعلب سے رسولؐ خدا کی اس حدیث '' انی مخلف فیکم الثقلین '' کے بارے میں میں نے پوچھا کہ انھیں کیوں ثقلین کہا گیا؟ انھوں نے اپنی مٹھی بند کیا اور اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: لانّ الاخذ بھما ثقیل والعمل بھما ثقیل. اس لئے کہ ان دونوں کو پکڑنا اور ان دونوں پر عمل کرنا ثقیل ہے۔''(۲)

احوال و آثار

ابن خلکان کہتے ہیں:

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۰۔

۲۔ کتاب الغریبین۔ ثقل۔

www.shiabookspdf.com

''ابوعبید احمد بن محمد بن ابی عبید مسعود ہروی کاشانی اکابر علماء میں سے تھے، انھوں نے اپنی کتاب ''الغریبین'' میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے، ان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں صرف یہ کہ وہ ابومنصور ازھری لغوی کے مصاحب اور ان کی خدمت میں رہ کر کسب فیض کرتے تھے، انہوں نے اپنی اس شہرت یافتہ کتاب میں قرآن وحدیث کے غریب الفاظ کی تفسیر وتشریح کی ہے، یہ بڑی مفید کتاب ہے۔''(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے: سبکی کی ''طبقات الشافعیہ'' (ج ۴، ص ۸۳)، صفدی کی ''الوافی بالوفیات'' (ج ۸، ص ۱۱۴)، سیوطی کی ''بغیۃ الوعاۃ'' (ج ۱، ص ۳۷۱، نمبر ۷۲۶)۔

۷۴۔ روایت ابوزکریا مزکی

انھوں نے حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن اخرم شیبانی سے اور ان سے حافظ بیہقی نے ''باب بیان آل محمد'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم کو ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے بتایا انھوں نے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب سے، انھوں نے محمد بن عبدالوھاب سے، انھوں نے جعفر بن عون سے، انھوں نے ابوحیان (یعنی یحییٰ بن سعد) سے اور انھوں نے یزید بن حیان سے روایت کی ہے کہ میں (یزید بن حیان) نے زید بن ارقم سے سنا..... بقیہ الفاظ مسلم (ج ۷ ص ۱۲۲) کے ہیں، اس کے بعد کہا کہ مسلم نے اس کی اپنی صحیح میں ابوحیان سے روایت کی ہے''۔(۲)

احوال وآثار

ذہبی لکھتے ہیں:

''ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نیشاپوری اپنے شہر کے شیخ العدالۃ، مرد صالح، زاہد ومتقی اور اپنے والد ابواسحاق مزکی کی طرح محدث تھے، اصم جیسوں سے انھوں نے روایت کی اور بغداد میں نجار اور ان کے ہم طبقوں سے ملاقات کی اور چند

۱۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۹۵۔
۲۔ سنن بیہقی، ج ۷، ص ۳۰۔

نشستوں میں حدیثیں لکھیں ماہ ذی الحجہ میں انتقال کیا''۔(۱)

۷۵۔ روایت قاضی عبدالجبار معتزلی

انھوں نے اپنی کتاب ''المغنی'' میں حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا: کتاب اللّٰه و عترتی اهلبیتی، لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت۔''(۲)

انھوں نے ان الفاظ میں بھی روایت کی ہے:

'' خلفت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا : کتاب اللّٰه و عترتی .''

(۳) میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم انھیں پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

۱۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''ابوالحسن عبدالجبار بن احمد بن عبدالجبار اسدآبادی نے علی بن ابراہیم بن سلمہ قزوینی اور..... سے حدیث کا سماع کیا، وہ فروع دین میں مذہب شافعی اور اصول دین میں معتزلیوں کے طرفدار تھے، اس سلسلے میں ان کی تصنیفیں ہیں، وہ قاضی القضات کے منصب پر فائز تھے، عبدالجبار بن احمد قبل اس کے کہ خراسان ہوتے ہوئے شہر ''رے'' پہنچیں ۴۱۵ھ میں انتقال کر گئے۔''(۴)

۱۔ العبر، ج ۳، ص ۱۱۸۔
۲۔ المغنی، ج ۲۰، بخش اول، ص ۱۹۱۔
۳۔ المغنی، ج ۲۰، ص ۱۲۶۔
۴۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۱۱۳۔

۲۔سبکی کہتے ہیں:

''انھوں نے لمبی عمر پائی تھی اور جب ان کے علم کی ہر سو شہرت ہوئی تو دور و دراز سے طلاب دین ان کی طرف کھینچ کر آنے لگے تھے۔''(۱)

داؤدی نے سبکی ہی کی عبارت نقل کی ہے (۲) اور یافعی نے وفیات ۴۱۴ھ میں اپنی کتاب مراۃ الجنان ج ۳ ص ۲۹ پر ان کا شرح حال لکھا ہے۔(۳)

۷۶۔روایت ابن شہریار اصفہانی

انھوں نے حافظ طبرانی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، خطیب بغدادی نے اس کو ''تلخیص المتشابہ فی الرسم'' (۴) میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم سے ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن شہریار اصفہانی نے اصفہان میں بیان کیا، انھوں نے ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی سے، انھوں نے حسن بن مسلم طبیب صنعانی سے، انھوں نے عبدالحمید بن صبیح سے، انھوں نے یونس بن ارقم سے، انھوں نے ہارون بن سعد سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعده : کتاب اللّٰه و عترتی ، و انهما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انہیں اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔''

حافظ طبرانی نے اپنے شیخ حسن بن مسلم سے اس حدیث کو اسی سند و متن سے نقل کیا ہے (۵) اس بناء پر ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن احمد بن شہریار اصفہانی، پانچویں صدی کی بزرگ شخصیت اور خطیب کے استاد

۱۔طبقات الشافعیہ، ج ۵، ص ۹۷۔ ۲۔طبقات المفسرین، ج ۴، ص ۱۱۸۔ ۳۔مرآۃ الجنان، ج ۳، ص ۲۹۔
۴۔دمشق کے دارالکتب ظاہریہ میں موجود نفیس نسخہ کے صفحہ ۳۰ پر اور مطبوعہ، ج ۱، ص ۶۲ پر یہ روایت موجود ہے۔
۵۔المعجم الصغیر، ج ۱، ص ۱۳۵۔

اور حافظ طبرانی کے شاگرد تھے۔

۷۷۔روایت ابوسعید گنجرودی

انھوں نے ابوعمرو محمد بن احمد حیری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے حافظ ابوالقاسم زاہر بن طاہر شحامی مستملی نیشاپوری نے روایت کی ہے اور اس حدیث کو اخطب خوارزم ابوالمؤید موفق بن احمد مکی متوفی ۵۶۸ھ نے ''مقتل الحسین'' (ج ۱، ص ۱۰۴) پر نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

سمعانی کہتے ہیں:

''ابوسعد محمد بن عبدالرحمٰن ادیب، نیشاپور کے رہنے والے اور گنجرودی سے مشہور تھے، وہ ادیب، فاضل، عاقل و دانا، خوش اخلاق اور ثقہ و صدوق تھے، انھوں نے طولانی عمر پائی تھی، بہت سارے محدثین سے روایت کی تھی اور ان کے ہمعصروں نے ان سے سماع حدیث کیا تھا انھوں نے اپنے والد کے توسط سے اس جماعت سے سماع حدیث کیا تھا جن میں ایک ابو عمرو محمد بن احمد بن حمدان حیری ہیں، ۴۵۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔''(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے: قفطی کی ''انباہ الرواۃ'' (ج ۳، ص ۱۶۵)، سیوطی کی ''بغیۃ الوعاۃ'' (ج ۱، ص ۱۵۷)، صفدی کی ''الوافی بالوفیات'' (ج ۳، ص ۲۳۱)۔

۷۸۔روایت ابوبکر بن خلف شیرازی

انھوں نے حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ (صاحب مستدرک علی الصحیحین) سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے ابونصر ابن العراقی نے روایت کی ہے ان کی حدیث کو ابن عساکر نے معجم شیوخ کے صفحہ ۱۱ پر ابن العراقی سے نقل کیا ہے اور اسی کی حاکم نیشاپوری سے بھی روایت کی ہے اس کے الفاظ، مسلم کے الفاظ ہیں، اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ مسلم نے اپنی صحیح میں اس کی چند طرق و اسناد سے روایت کی ہے، ان کی حدیث روایت جعفر بن عون (نمبر ۲۱) میں ابوحیان سے بیان ہوئی ہے۔

۱۔الانساب، گنجرودی۔

www.shiabookspdf.com

لہذا ابوبکر احمد بن عبیداللہ بن عمر بن خلف شیرازی پانچویں صدی ہجری کے مشاہیر علماء میں سے ہیں اوران محدثین میں سے ہیں جنھوں نے حاکم نیشاپوری سے روایت کی ہے۔

۷۹۔روایت ابوالحسین ابن المھتدی

انھوں نے حافظ علی بن عمر سکری سے اوران سے ابوبکر محمد بن حسین مزرفی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر دمشقی نے ''تاریخ مدینہ دمشق'' (ج ۲ ص ۴۵) پر شرح حال امیر المومنین (نمبر ۵۴۵) میں نقل کیا ہے، ان کی حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

۱۔ان کے شاگرد خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

''میں نے ان سے حدیثیں لکھیں وہ عالم وفاضل، شریف النفس اور ثقہ وصدوق ہیں۔''(۱)

۲۔ابن جوزی لکھتے ہیں:

''ابوالحسین محمد بن علی بن محمد بن عبیداللہ بن عبدالصمد بن المھتدی باللہ معروف بہ ابن الغریق ذیقعدہ ۳۷۰ھ کو پیدا ہوئے اور ابوالحسن دارقطنی، ابوالفتح قواس اور دیگر محدثین سے سماع حدیث کیا، وہ ثقہ اور انسان صالح تھے، روزہ زیادہ رکھتے تھے اور قرآن کی زیادہ تلاوت کرتے تھے، ذکر خدا اور تلاوت قرآن کے وقت ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتی تھیں، عبادت کی وجہ سے انھیں زاہد بنی ہاشم کہا جاتا تھا، لوگ اپنے اسناد کے استحکام کے لئے ان کے پاس جاتے تھے، وہ آخری فرد تھے جنھوں نے دارقطنی، ابن شاہین اور ابوبکر بن دولت سے ان کی زندگی میں ان کی حدیثیں بیان کیں، ۱۶ سال کی عمر میں تقریریں کرتے اور خطبہ دیتے تھے ۴۰۷ھ میں صاحب نظر ہو گئے تھے، ان کی گواہی قابل قبول تھی، ۴۰۹ھ میں قاضی ہوئے اور چھ بہتر سال تک دو مسجدوں

۱۔تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۰۸۔

جامع المنصور اور جامع المھدی کے خطیب ومقرر رہے اور چھپن سال تک منصب قضاوت پر فائز رہے اور آخر ذیقعدہ ۴۵۶ھ کو مغرب کے وقت انتقال کیا۔''(۱)

۸۰۔روایت داؤدی بوشنجی

انھوں نے ابومحمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی متوفی ۳۸۱ھ سے اوران سے ابن عساکر کے استاد ابو عبداللہ محمد بن عمر کی بن نصر بوشنجی متوفی نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اوران کی حدیث کو حافظ ابن عساکر نے معجم شیوخ میں نقل کیا ہے، یہ حدیث سند ومتن کے ساتھ روایت ابن حمویہ سرخسی متوفی ۳۸۱ھ (نمبر ۱۷) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

سمعانی کہتے ہیں:

''امام ابوالحسن عبدالرحمٰن بن مظفر بن محمد بن داؤد بن احمد بن معاذ بن سہل بن حاکم بن شیرزاد داؤدی فوشنجی اپنے علاقہ ہی کے نہیں بلکہ خراسان کے مشائخ میں سے تھے، ان کا خاندان فضل وشرف، اخلاق وکردار اور تقویٰ وپرہیزگاری میں مشہور تھا، وہ اپنے جد اعلی داؤد بن احمد سے منسوب تھے، ادبیات میں ابوعلی فنجکردی سے، فقہ میں ابوبکر قفال سے۔نیشاپور میں علی بن سہل صعلوکی سے، بغداد میں ابوحامد اسفرائنی سے، فوشنج میں ابوسعید یحییٰ بن منصور فقیہ سے کسب فیض کیا، احتیاط کی خاطر فقہ کی تعلیم کے دوران اپنے گھر سے کھانا لے کر جاتے تھے، انھوں نے استاد ابوعلی دقاق اور ابوعبدالرحمٰن سلمی کی ہمنشینی اختیار کی، بغداد میں ابو الحسن ابن الصلت مجبّر سے، نیشاپور میں حافظ ابوعبداللہ سے، ہرات میں ابومحمد ابن ابی شریح سے، فوشنج میں ابومحمد حموئی اور بہت سارے محدثین سے سماع حدیث کیا تھا۔ابوالحسن داؤدی ربیع الثانی ۳۷۴ھ میں پیدا ہوئے اور فوشنج میں شوال ۴۶۷ھ میں انتقال کیا، میں نے فوشنج میں ان کے قبر کی زیارت کی ہے۔''(۲)

۱۔المنتظم، ج ۸، ص ۲۸۳۔ ۲۔الانساب داؤدی۔

www.shiabookspdf.com

۸۱۔ روایت ابوبکر مزرفی

انھوں نے ابوالحسین محمد بن علی بن مھتدی باللہ سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور حافظ ابن عساکر دمشقی نے ''تاریخ مدینہ دمشق'' میں شرح حال امیر المومنین ج ۲، ص ۴۵ کے نمبر ۵۴۵ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے، یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال و آثار

سمعانی لکھتے ہیں:

''وہ غرب بغداد سے پانچ میل کے فاصلہ پر قریہ ''مزرقہ'' کے رہنے والے تھے، ابوبکر محمد بن حسین بن علی بن ابراہیم بن عبداللہ فرضی مزرقی شیبانی ثقہ، صالح اور عالم و فاضل تھے، بہت زیادہ استماع حدیث کیا تھا، جو سنا تھا اس سے استفادہ کیا تھا، ابوالحسن محمد بن علی بن المھتدی باللہ ابوالغنائم عبدالصمد بن علی بن مامون اور ان دونوں کے ہم طبقوں سے سماع حدیث کیا اور ہمارے بعض دوستوں نے ان سے استماع حدیث کیا تھا، ۴۳۹ھ میں پیدا ہوئے اور محرم ۵۲۷ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔''(۱)

ابن اثیر نے ''اللباب'' (ج ۳، ص ۲۰۳) پر ان کا نام ''مزرقی'' بتایا ہے اور ابن حجر نے بھی ''تبصیر المنتبہ'' (ج ۳، ص ۳۶۱) پر یہی نام لکھا ہے اور کہا ہے کہ ابوبکر محمد بن حسین مقری ابوالفتح میدانی نے ان سے روایت کی ہے۔

۲۔ ابن جزری لکھتے ہیں:

''ابوبکر محمد بن علی بن ابراہیم بن عبداللہ شیبانی بغدادی مزرقی (جو حاجی سے مشہور تھے) ان عالموں میں سے تھے جن کے سامنے قرائت حدیث ہوتی تھی، دس حفاظ و محدثین نے ان کے سامنے قرائت کی تھی حافظ ابوموسی مدینی، حافظ ابوالفرج ابن جوزی..... ابو سعد ابن ابی عصرون، حافظ ابوالقاسم ابن عساکر اور ان سے روایت کرنے والی آخری فرد محمد بن محمد بن بختیار مندانی کی ہے، ذہبی کہتے ہیں وہ موثق عالموں میں سے ہیں۔(۲)

۱۔ الانساب۔ مزروقی۔ ۲۔ طبقات القراء، ج ۲، ص ۱۳۱۔

۳۔ ذہبی کہتے ہیں:

''وہ ثقہ عالم تھے ۵۲۷ھ میں سجدے میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔(۱)

۸۲۔ روایت ابوعبیداللہ متوثی

انھوں نے داؤدی بوشنجی سے اپنے اسناد سے عبد بن حمید کشی کے طریق سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر نے ''معجم شیوخ'' صفحہ ۲۰۵ پر نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''ہم کو بوشنج میں بہ صورت قرائت ابوعبداللہ محمد بن عمر کی بن نصر متوثی نے بتایا انھوں نے ابوالحسن عبدالرحمن بن محمد بن مظفر داؤدی بوشنجی سے، انھوں نے ابومحمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی سے.....'' یہ حدیث سند و متن کے ساتھ روایت جعفر بن عون (نمبر ۲۱) اور روایت ابن حمویہ سرخسی (نمبر ۱۷) میں بیان ہوئی ہے۔

۸۳۔ روایت ابن حمویہ جوینی

انھوں نے ابومحمد حسن بن احمد سمرقندی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے صدرالدین ابو المجامع ابراہیم بن محمد حموئی جوینی نے اپنے اسناد سے ''فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین'' کے سمط دوم کے باب ۵۵ میں روایت کی ہے، اس حدیث کو انھوں نے اپنے اسناد سے زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے جو سند و متن کے ساتھ روایت زید بن حسن انماطی (نمبر ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

احوال و آثار

۱۔ سمعانی کہتے ہیں:

''امام ابوعبداللہ محمد بن حمویہ جوینی کی اولادیں اپنے کو جوینی بھی لکھتی تھیں۔ وہ اپنے جد سے اپنے کو منسوب کرتی تھیں، میں نے ابوعبداللہ کو جوین میں دیکھا تھا، ۵۳۰ھ میں میں ان کے پاس جانا چاہ رہا تھا مگر جب نیشاپور پہنچا تو ان کا انتقال ہو گیا تھا۔''(۲)

۱۔ معرفۃ القراء الکبار، ج ۱، ص ۳۹۱۔

۲۔ الانساب، جوینی۔

www.shiabookspdf.com

۲۔صفدی لکھتے ہیں:

''محمد بن حمویہ بن محمد بن حمویہ جوینی زہد ونیکی اور علم میں مشہور تھے، وہ صاحب کرامت تھے، عراق وخراسان میں ان کے مرید تھے، انھوں نے فقہ واصول امام الحرمین سے پڑھی پھر زاہد وعابد ہوگئے اور کئی بار حج کے لئے گئے، وہ مستجاب الدعوۃ تھے، سلطان سنجر اور دوسرے بادشاہ ان کی زیارت کے لئے جاتے تھے مگر وہ نہ کبھی ان سے ملنے جاتے تھے اور نہ ہی ان کا تحفہ قبول کرتے تھے، اوقاف کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتے تھے، ۵۳۰ھ میں وفات پائی۔''(۱)

۸۴۔روایت ابونصر طوسی ابن العراقی

انھوں نے ابوبکر احمد بن علی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان کی حدیث کو حافظ ابن عساکر دمشقی متوفی ۵۷۱ھ نے معجم شیوخ کے صفحہ ۱۱ پر نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''ہم کو ابونصر احمد بن علی بن محمد بن اسماعیل طوسی معروف بہ ابن العراقی نے بغداد میں بتایا انھوں نے کہا ہم کو ابوبکر احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن خلف شیرازی نے نیشاپور میں بتایا انھوں نے حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بیع سے، انھوں نے ابوالفضل حسن بن یعقوب بن یوسف عدل سے، انھوں نے ابواحمد محمد بن عبدالوھاب عبدی سے، انھوں نے جعفر بن عون سے..... یہ حدیث متن وسند کے ساتھ روایت جعفر بن عون (نمبر ۲۱) میں بیان ہوئی ہے اس کے الفاظ مسلم کے الفاظ ہیں، پھر ابن عساکر کہتے ہیں: مسلم نے اپنی صحیح میں مختلف طرق واسناد سے ابوحیان سے اس کی روایت کی ہے''۔

۸۵۔روایت زاہر بن طاہر شحامی

انھوں نے حافظ محمد بن عبدالرحمٰن ابوسعد گنجرودی سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ان سے حافظ ابوالعلاء حسن بن احمد عطار ہمدانی نے روایت کی ہے اور خطیب خوارزمی نے ''مقتل الحسین'' ج ۱ ص ۱۰۴ پر

۱۔الوافی بالوفیات، ج ۳، ص ۲۸۔

حافظ ابوالعلاء سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ابن جزری کہتے ہیں:

''ابوالقاسم زاہر بن طاہر بن محمد بن محمد شحامی مستملی ثقہ، صحیح السماع اور نیشاپور کی روح تھے، ربیع الثانی ۵۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔''(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: ''المنتظم'' (ج ۱۰، ص ۷۹)، ''لسان المیزان'' (ج ۲، ص ۴۷۰)، ''العبر'' (ج ۴، ص ۹۱)، ''شذرات الذھب'' (ج ۴، ص ۱۰۲)۔

۸۶۔روایت جاراللہ زمخشری

زمخشری کہتے ہیں:

''رسول خداؐ نے فرمایا: خلفت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اور ثقل ہر اس مال ومتاع کو کہتے ہیں جو چارپایہ پر حمل کیا جاتا ہے، جن وانس کو ثقلان اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ روئے زمین پر ساکن ہیں گویا ان دونوں نے روئے زمین کو سنگین کر دیا ہے، کتاب اور عترت کو اس لئے ان سے تشبیہ دی کہ جس طرح دنیا جن وانس سے آباد ہے اسی طرح دین ان دونوں سے آباد ہے، عترت، کنبہ اور رشتہ دار کو کہتے ہیں۔''(۲)

احوال وآثار

۱۔ابن خلکان لکھتے ہیں:

''ابوالقاسم محمود بن عمر محمد بن عمر خوارزمی زمخشری تفسیر وحدیث ونحو ولغت وعلم بیان کے بہت بڑے امام ہیں، ان کے امام ہونے پر سبھی کا اتفاق ہے، مختلف علوم وفنون کے حصول کی خاطر بار سفر باندھا اور نحو ابومضر منصور سے پڑھی، الکشاف فی تفسیر القرآن العزیز'' ان ہی کی تفسیر ہے جس جیسی تفسیر اس سے پہلے لکھی نہیں گئی، قواعد نحو میں

۱۔طبقات القراء، ج ۱، ص ۲۸۸۔ ۲۔الفائق فی غریب الحدیث، ج ۱، ص ۱۷۰۔

www.shiabookspdf.com

''الحاجاۃ بالمسائل النحویہ'' اور ''المفرد والمرکب'' تفسیر حدیث میں ''الفائق'' لغت میں ''اساس البلاغہ'' اور ''ربیع الابرار'' ''فصوص الاخبار'' ''متشابہ اسامی الرواۃ'' وغیرہ ان کے شاہکار ہیں۔''(۱)

۲۔ یاقوت لکھتے ہیں:

''وہ تفسیر، نحو، لغت اور ادب کے امام ہیں، وسیع معلومات کے حامل اور مختلف علوم وفنون پر تسلط رکھتے تھے، وہ معتزلی مسلک کے تھے اور اس بات کو علنی طور پر کہتے تھے۔''(۲)

۳۔ داؤدی لکھتے ہیں:

''وہ وسیع معلومات اور بہت ساری فضیلتوں کے مالک تھے، ہر علم پر ان کو تسلط حاصل تھا، بزرگوں سے ملاقاتیں کیں اور مفید کتابیں تصنیف کیں، وہ کئی مرتبہ خراسان گئے اور جب بھی کسی شہر میں داخل ہوئے ان سے استفادہ علمی کرنے اور ان کی شاگردی اختیار کرنے کے لئے تانتا لگ جاتا تھا، وہ امام ادب اور نساب عرب تھے، کسب فیض کے لئے لوگ ان کی طرف کھنچے آتے تھے۔''(۳)

۸۷۔ روایت ابن عطیہ محاربی

وہ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے بیماری کی حالت میں جو آخری خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا: یا ایھا الناس! انّی تارک فیکم الثقلین، انّہ لن تعمی ابصارکم و لن تضلّ قلوبکم و لن تزل اقدامکم و لن تقصر ایدیکم: کتاب اللّٰہ سبب بینکم و بینہ طرفہ بیدہ و طرفہ بایدیکم فاعلموا بمحکمہ و آمنوا بمتشابھہ، و احلّوا حلالہ و حرّموا حرامہ، الا عترتی و اھل بیتی ھم الثقیل الآخر، فلا تسبقوھم فتھلکوا. لوگو! میں تم میں دو گرانقدر

۱۔ وفیات الاعیان، ج۵، ص۱۶۸۔
۲۔ معجم الادباء، ج۷، ص۱۴۷۔
۳۔ طبقات المفسرین، ج۲، ص۳۱۴۔

چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، دیکھو تمہاری آنکھیں اندھی اور تمہارے دل گمراہ نہ ہونے پائیں، تمہارے قدم ڈگمگانے نہ لگیں اور تمہارے ہاتھ چھوٹے نہ ہونے پائیں، کتاب خدا جو تمہارے اور خدا کے درمیان ایک رسی (ذریعہ) ہے اور اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے، اس کے محکمات پر عمل کرنا اور متشابہات پر ایمان رکھنا، اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جاننا اور آگاہ ہو جاؤ کہ دوسرا ثقل میری عترت واہلبیت ہیں، دیکھو ان پر سبقت نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔''(۱)

احوال وآثار

ابن فرحون کہتے ہیں:

''عبدالحق بن غالب عبدالرحمٰن..... کی کنیت ابومحمد تھی، قاضی ابومحمد عبدالحق فقیہ ومفسر اور احکام وفقہ وحدیث ونحو ولغت وادب کے عالم تھے، تفسیر میں ''الوجیز'' تصنیف کی اور اس میں نئے مطالب پیش کئے، ۵۴۱ھ میں انتقال کیا۔''(۲)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: داؤدی کی ''طبقات المفسرین'' (ج۱، ص۲۶۰)، کحالہ کی ''معجم المولفین'' (ج۵، ص۹۳)، استاد ملا نے ان کی تفسیر پر تحقیق کی ہے اور پہلی جلد کے مقدمہ میں صفحہ سے ۲۳ تک ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۸۸۔ روایت ابوالفضل بن ناصر

ان کے طریق سے ابوالمجامع صدرالدین ابراہیم بن محمد جوینی حموئی نے ''فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین'' کے سمط دوم باب ۵۵ میں حدیث ثقلین کی اپنے اسناد سے زید بن حسن انماطی سے روایت کی ہے جو نمبر ۲۰ میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

۱۔ ان کے شاگرد ابن جوزی لکھتے ہیں:

۱۔ المحرر الوجیز فی تفسیر کتاب اللہ العزیز، ج۱، ص۳۴۔
۲۔ الدیباج المذھب، ج۲، ص۵۷۔

www.shiabookspdf.com

''ابوالفضل محمد بن ناصر بن محمد بن علی بن عمر بغدادی حافظ، ضابط، متقن اور ثقہ ہیں، ان میں کوئی جھول نہیں تھا۔''(۱)

۲۔ ذہبی نے حافظ، امام اور محدث عراق سے ان کی توصیف کی ہے، اور ان کی وثاقت کو ابن جوزی سے نقل کیا ہے، ۵۵۰ھ ان کا سال وفات بتایا ہے۔(۲)

۸۹۔ روایت حافظ ابوالعلاء عطار

انھوں نے حافظ ابوالقاسم زاہر بن طاہر شحامی مستملی نیشاپوری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور اخطب خوارزم ابوالمؤید موفق بن احمد مکی خوارزمی متوفی ۵۶۸ھ نے ''مقتل الحسین'' ج ۱، ص ۱۰۴ پر اس کو نقل کیا ہے۔

احوال و آثار

۱۔ ذہبی نے ان کا تفصیل شرح حال لکھا اور بہت زیادہ تعریف و تمجید کے بعد حافظ عبدالقادر سے نقل کیا ہے:

''ہمارے شیخ ابوالعلاء محتاج تعارف نہیں ہیں، دنیا صدیوں میں ان جیسا پیدا نہ کر سکی، حدیث مجموعوں کی تنظیم جو بعد میں اصول کہے جانے لگے، استساخی خوبی، اتقان اور ٹھوس تحریر کے ساتھ ساتھ کثرت سماع میں وہ اپنے ہمعصروں پر فوقیت رکھتے ہیں۔''(۳)

۲۔ ابن جوزی نے ان کا شرح حال لکھنے کے بعد حفظ و اتقان سے ان کی توصیف کی ہے۔(۴)

۳۔ ابن جزری لکھتے ہیں:

''شیخ ہمدان، عراقیوں کے امام، الغایۃ فی القرأت العشر کے مصنف، حافظ زمانہ، ثقہ، دیندار، مخیر اور بلند مرتبہ پر فائز تھے، ۱۹ جمادی الاولی ۵۶۹ھ کو وفات پائی۔''(۵)

۱۔ المنتظم، ج ۱۰، ص ۲۴۸۔
۲۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۱۲۸۹۔
۳۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۱۲۲۴۔
۴۔ المنتظم، ج ۱۰، ص ۲۴۸۔
۵۔ طبقات القراء، ج ۱، ص ۲۰۴۔

۹۰۔ روایت خطیبی دھلقی

ابوحفص صائن الدین عمر بن عیسیٰ خطیبی دھلقی نے ''لباب الالباب فی فضائل الخلفاء والاصحاب'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے(۱) وہ باب چہارم ص ۱۴۷ پر زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ:

''جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم پہنچے تو وہاں خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا: دعیت فاجبت و انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ تعالیٰ و عترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیھما فانّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، میں نے تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت، دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پھر فرمایا: انّ اللّٰہ عزّوجل مولای و انا ولی کل مومن. خدا میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں، اس کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: من کنت ولیہ فھذا ولیہ، اللّٰھم وال من والاہ و عاد من عاداہ. جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ (علی) مولا ہے بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس سے دشمنی رکھے''۔

۹۱۔ روایت محیی الدین نووی

انھوں نے شرح صحیح مسلم میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

'' قال العلماء: سمیا ثقلین لعظمھما و کبر شانھما، و قیل لثقل العمل بھما. علماء کے بقول شان و عظمت کی وجہ سے انھیں ثقلین کہا گیا ہے اور یہ بھی

۱۔ ترکی کے کتب خانوں میں اس کے دو نسخے دیکھے ہیں ایک کتب خانہ نورعثمانیہ نمبر ۳۴۱۲ میں اور دوسرا کتب خانہ سلیمانیہ نمبر ۳۳۴۳ میں جو کو ۹۱۹ھ میں قاسم بن ابی بکر بن ملک احمد سلیمانی مصطفی نے لکھا تھا، اس روایت کو میں نے اسی نسخہ سے نقل کیا ہے۔

www.shiabookspdf.com

کہا گیا ہے کہ چونکہ ان دونوں پر عمل کرنا سنگین ہے اس لئے انھیں ثقلین سے تعبیر کیا گیا۔"(۱)

احوال وآثار

۱۔ ذہبی نے ان کا شرح حال لکھا ہے اور ان کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیا ہے، وہ نووی کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:

"امام عصر، حفظ میں یکتا، شیخ الاسلام، راہنمائے اولیاء، محیی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف بن مری حزامی حورانی شافعی....."(۲)

۲۔ سبکی ان کی ان الفاظ میں توصیف کرتے ہیں:

"شیخ امام علامہ محیی الدین ابوزکریا، شیخ الاسلام، استاد المتاخر، لاحقین کیلئے حجت خدا، بزرگوں کی راہ کی طرف دعوت دینے والے..... زاہد و متقی، اہلسنت والجماعت کے بزرگوں کی پیروی کرنے والے اور کوئی بھی لحہ اطاعت خداوندی سے ہٹ کر نہیں گزارتے تھے، ان ساری خوبیوں کے ساتھ فقہ، متون احادیث، رجال، لغت اور تصوف وغیرہ پر پورا تسلط رکھتے تھے، خلاصہ یہ کہ قطب زمانہ اور مخلوقات کے درمیان سفیر خدا تھے، ان کے کرامت کو ذکر کرنا مشہور و معروف باتوں کی تکرار کے مترادف ہے، رجب ۶۷۶ھ میں ان کا انتقال ہوا تھا۔"(۳)

۹۲۔ روایت شرف الدین عمر موصلی

شرف الدین نے اپنی کتاب "النعیم المقیم لعترة النبی العظیم"(۴) کے باب سوم ص ۶۴ پر حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

۱۔ المنہاج فی شرح صحیح مسلم، ج ۱۵، ص ۱۸۰۔ ۲۔ تذکرۃ الحفاظ، نمبر ۱۴۷۰۔

۳۔ طبقات الشافعیہ، ج ۸، ص ۴۰۰۔۳۹۵۔

۴۔ ۶۷۶ کا یہ قدیمی قلمی نسخہ استنبول ترکی کے کتب خانہ ایاصوفی کے نمبر ۲۵۰۴ میں موجود ہے، اسی کتب خانہ میں ایک اور نسخہ ہے جس کی ۶۴۷ھ میں مصنف کے سامنے قرائت کی گئی تھی، مصنف کی اس پر ان الفاظ میں توصیف کی گئی ہے "سید اوحد، عالم البارع والورع العارف، ربانی طریقت، لسان حقیقت، پیشوائے طوائف، وصف کرنے والوں کی منتہی، شرف الدین ابومحمد عمر ابن سعید شجاع الدین محمد..... نے ۶۴۳ھ میں بغداد میں اس کتاب کو تصنیف کیا تھا"۔

"اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ تعالیٰ و عترتی اھل بیتی، فانظروا ماذا تخلفونی فیھم. آنحضرتؐ نے فرمایا عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں مگر تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت پس دیکھو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔" اسی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر ہے "انّ علیاً سلم النبی(ص) فرد علیہ (السلام) و اشار الیہ باصبعہ و قال: لن یتفرقا حتّی یردا علیّ الحوض. اور حدیث میں ہے کہ علی نے پیغمبرؐ اسلام کو سلام کیا، حضرتؐ نے جواب سلام کے بعد انگلی سے ان (علی) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔"

۹۳۔ روایت ابوالعباس قرطبی

انھوں نے "تلخیص صحیح مسلم(۱)" ج ۲ ص ۱۰۰ پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

"یزید بن حیان کا کہنا ہے کہ میں حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے....." الفاظ بعینہ صحیح مسلم(۲) کے ہیں"۔

یہی ضیاء الدین ابوالعباس احمد بن ابراہیم قرطبی مالکی انصاری ہیں جنہوں نے ۶۵۶ھ میں انتقال کیا تھا۔

احوال وآثار

ابن فرحون کہتے ہیں:

"وہ ابن مزین سے معروف اور مشہور اماموں میں سے ہیں، علم حدیث، فقہ اور قواعد عربی پر تسلط رکھتے تھے۔"(۳)

۱۔ جلد دوم نمبر ۲۶۴ کو کتب خانہ سلیمانیہ استنبول میں موجود کتب جاراللہ ایوب میں دیکھا ہے اس کو حسین بن احمد بنسی نے اصل نسخہ سے ۶۹۴ھ میں نقل کیا ہے۔

۲۔ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۲۔

۳۔ الدیباج المذہب، ص ۶۸۔

www.shiabookspdf.com

۹۴۔روایت عزالدین ابن ابی الحدید

وہ کہتے ہیں:

''رسولؐ خدا نے اپنی عترت کو یوں بیان کیا جب فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: عترتی اهل بیتی. میری عترت میرے اہلبیت ہیں، اور جب آیت انّما یرید اللّٰه لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ..... نازل ہوئی تو آپ نے ان لوگوں پر عبا کا سایہ کر کے ارشاد فرمایا: اللهم هؤلاء اهل بیتی فاذهب الرجس عنهم. بارالہا یہی میرے اہلبیت ہیں لہذا ان سے ہر رجس و پلیدگی کو دور رکھ۔''(۱)

احوال و آثار

ابن فوطی کہتے ہیں:

''عزالدین ابو حامد عبدالحمید بن ابی الحسین ھبۃ اللہ بن محمد بن ابی الحدید مدائنی کاتب اصولی، ادیب، فاضل، حکیم اور حکومتی امور کو انجام دیتے تھے، ہمارے شیخ تاج الدین کا بیان ہے: وہ دارالتشریف میں کاتب تھے پھر ترقی کر کے ۶۲۹ھ میں مخزن میں کاتب کے فرائض انجام دینے لگے پھر ترقی کر کے دیوان کے کاتب ہو گئے مگر بعد میں معزول ہو گئے اور صفر ۶۴۲ھ میں شہری امور انجام دینے لگے لیکن اس سے بھی معزول ہو گئے اور امیر الدین طبری کے منشی ہو گئے، پھر عضدی اسپتال کی نظارت کرنے لگے، جب جعفر بن طحان ضامن نے فرار کیا تو ان کی ذمہ داریوں کو اپنے ہاتھ میں لیا لیکن کچھ نہ کرنے کی وجہ سے معزول ہو گئے، انھوں نے وزیر کے لئے شرح نہج البلاغہ لکھی، حکومت عباسی کے ختم ہونے کے بعد زیادہ زندہ نہ رہے اور جمادی الثانی ۶۵۶ھ میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے، وہ ۱۰ ذی الحجہ ۵۸۶ھ کو مدائن میں پیدا ہوئے تھے۔''(۲)

۱۔شرح نہج البلاغہ، ج ۶، ص ۳۷۵۔ ۲۔مجمع الآداب، ج ۴، ص ۱۹۰، نمبر ۲۳۵۔

مزید تصدیق و تمجید کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن شاکر کی ''فوات الوفیات'' (ج ۱، ص ۵۱۹)، ابن کثیر کی ''تاریخ ابن کثیر'' (ج ۱۳، ص ۱۹۹)۔

۹۵۔روایت قاضی بیضاوی

انھوں نے بغوی کی ''مصابیح السنۃ'' کی شرح ''تحفۃ الابرار'' ص ۲۳۶ پر جابر بن عبداللہ انصاری سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''عترة الرجل نسله و رهطه الادنون عترت آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں''۔

احوال و آثار

۱۔سبکی کہتے ہیں:

''عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی ابو الخیر قاضی ناصر الدین بیضاوی صاحب کتاب ''الطوالع'' مطالب کی تہ تک پہنچنے والے عظیم امام، صالح اور زاہد و متقی تھے۔''(۱)

۲۔سیوطی لکھتے ہیں:

''وہ امام، علامہ، فقہ و تفسیر و اصول فقہ و عربی و منطق کے جاننے والے اور صالح، حقائق کی گہرائی تک پہنچنے والے، متعبد اور شافعی مسلک کے تھے، ۶۸۵ھ میں تبریز میں انتقال کیا اور صفدی نے ان کی اس طرح توصیف کی ہے.....''(۲)

داؤدی نے بھی تفصیل سے ان کا شرح حال لکھا ہے ملاحظہ کیجئے: ''طبقات المفسرین'' (ج ۱، ص ۲۴۲)۔

۹۶۔روایت ظہیر الدین عبدالصمد فارقی

انھوں نے بغوی کی مصباح کی شرح (۳) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''و انا سمی کتاب اللّٰه و اهل بیته بالثقلین لشرفهما و عظم قدرهما،

۱۔طبقات الشافعیہ، ج ۸، ص ۱۵۷۔ ۲۔بغیۃ الوعاۃ، ج ۲، ص ۵۰۔

۳۔مؤلف کے بھتیجے کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ نسخہ کتب خانہ استنبول کے کتب خانہ تورھان والدہ نمبر ۶۰ میں موجود ہے تاریخ کتابت ۲۳ ربیع الاول ۷۵۳ھ ہے۔

www.shiabookspdf.com

والعرب تسمی کل شئی فیه خطر و شرف ثقیلا، و قیل لان العمل بهما و اداء حقهما ثقیل. کتاب خدا اور اہلبیت کو ان کے فضل و شرف اور عظمتوں کی وجہ سے ثقلین کہا ہے اور ہر قیمتی اور اہم چیز کو عرب ثقل کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ ان پر عمل کرنا اور ان دونوں کے حق کی ادائیگی بہت ثقیل ہے اس لئے انھیں ثقلین کہا گیا، اور حضرت کے اس ارشاد" **اذکر کم اللّٰه فی اهلبیتی**" کا مطلب یہ ہے کہ آپ محبت اہلبیت اور ان کے حقوق کی رعایت اور امامت میں ان کو مقدم رکھنے میں حکم خدا کی یاد دہانی کرا رہے تھے اور اس فقرے کی تین بار تکرار اہلبیت کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے تھا۔"

احوال و آثار

۱۔ ھدیۃ العارفین ج ۱ ص ۵۷۴ پر ہے:

"ظہیر الدین عبد الصمد بن محمود فارقی فارابی کا انتقال ۷۰۷ھ کے بعد ہوا تھا۔ انھوں نے بیضاوی کی طوالع الانظار اور بیضاوی ہی کی منہاج الاصول کی شرحیں کی ہیں۔"

۲۔ حاجی خلیفہ "کشف الظنون" ج ۱ ص ۱۱۱۶ میں طوالع کے شارحین میں لکھتے ہیں:

"اس کی عبد الصمد بن محمود فارقی نے مبسوط شرح کی اور اس کو ۱۰ اصفر ۷۰۷ھ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔"

نیز نمبر ۱۶۹۹ میں بغوی کی "مصابیح السنۃ" کی شروح میں ان کی بھی شرح کا ذکر کیا ہے۔

۹۷۔ روایت زین العرب

انھوں نے بغوی کی مصابیح السنۃ کی شرح میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

" و قد شبه بهما (الثقلین) الکتاب و العترة فی رزانة قدرهما و فخامة امرهما، و فی ان الدین یستصلح بهما و یعمر ما عمرت الدنیا بالثقلین... کتاب و عترت کی عظمت و منزلت کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں ثقلین سے

تشبیہ دی گئی، دین کی اصلاح ان ہی کی وجہ سے ہے اور جس طرح دنیا جن و انس سے آباد ہے، دین بھی ان ہی کے وسیلہ سے آباد ہے..... **اُذکر کم اللّٰه فی اهل بیتی** کا: **المودة و المحافظه لهم و احترامهم و الانقیاد لهم.** مطلب اہلبیت سے دوستی رکھنا، ان کا احترام کرنا اور ان کا مطیع رہنا ہے۔"(۱)

احوال و آثار

ان کا نام زین العرب علی بن عبد اللہ بن احمد ہے، حاج خلیفہ نے "کشف الظنون" ج ۲، نمبر ۱۶۹۹ میں مصابیح کی شرحوں میں ان کی بھی شرح کا ذکر کیا ہے۔

ان کا شرح حال سوائے "ھدیۃ العارفین" (ج ۱، ص ۷۲۰) کے کہیں اور نظر نہیں آیا، اس میں لکھا ہے:

"علی بن عبد اللہ مصری معروف بہ زین العرب نے نحو میں زمخشری کی انموذج کی شرح لکھی اور کلیات قانون ابن سینا کی شرح کی نیز انھوں نے بغوی کی "مصابیح السنۃ" کی شرح لکھی اور ۷۱۵ھ میں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔"

۹۸۔ روایت حسن بن حبیب حلبی

انھوں نے "النجم الثاقب فی اشرف المناصب (۲)" کی "فصل فی محبۃ آلہ و اصحابہ" میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، وہ صفحہ ۸۶ پر فضیلت اہلبیت کے متعلق لکھتے ہیں:

"حضرتؐ نے قرآن کے ساتھ اہلبیت کا ذکر کر کے ان کی عظمتیں بیان کیں اور ان کے لئے فرمایا ہے: **انّی تارک فیکم ماان اخذتم به لن تضلّوا .....** "۔

احوال و آثار

ابن حجر لکھتے ہیں:

۱۔ ۷۶۸ھ میں مؤلف کے اصل نسخے سے اس کی نسخہ برداری ہوئی ہے، کتب خانہ سلیمانیہ استنبول کے کتب خانہ تورحان والدہ نمبر ۵۹ میں موجود اس کتاب کے صفحہ ۳۵۶ پر یہ حدیث موجود ہے۔

۲۔ ۸۲۶ھ کا نسخہ دار الکتب الظاہریہ دمشق، نمبر ۵۸۸۳ میں موجود ہے۔

www.shiabookspdf.com

''ابومحمد بدرالدین حسن بن عمر بن حسن بن عمر بن حبیب بن عمر بن شویخ دمشقی حلبی نے تعلیم حاصل کرنی شروع کی اور ادبیات میں سب پر سبقت لے گئے، پھر انتخاب و تخریج حدیث اور تاریخ لکھنی شروع کی، ان کی تحریریں مسجع اور مقفیٰ ہوا کرتی تھیں، انھوں نے شروط قضا، انشاء اور صحیح بخاری کو اپنے ہاتھوں سے لکھا اور نظم ونثر میں لکھی کتابوں کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کی تھی، آخر عمر میں خانہ نشینی کی زندگی اختیار کی مگر تحریری خدمات انجام دیتے رہے، ان کی تالیفات میں سے ایک درۃ الاسلاک فی دولۃ الاتراک ہے.....''(۱)

ابن حجر درر الکامنہ میں لکھتے ہیں:

''انھوں نے عیاض کی مقاصد الشفا پر مسجع اور مقفیٰ عبارت میں کام کیا اور اس کا نام'' اسنی المطالب فی اشرف المناقب''(۲) رکھا، ابوحامد ابن ظہیرہ نے اس کا سماع کیا.....

انھوں نے قاہرہ، مصر، اسکندریہ میں حدیثوں کا سماع کیا، وہ عالم و فاضل، زیرک و ذہین اور صحیح النقل تھے، ابن عشائر، ابن ظہیرہ، سبط ابن عجمی، محب الدین ابن شحنہ اور علاء الدین ابن خطیب ناصریہ نے ان سے حدیث نقل کی ہے.''(۳)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: ابن العماد کی ''شذرات الذہب''(ج ۶، ص ۲۶۲)، شوکانی کی ''البدر الطالع''(ج ۲، ص ۲۰۵،) شوکانی ہی کی ''الردالوافر''(ص ۵۰) اور ''النجوم الزاہرہ''(ج ۱۱، ص ۱۸۹)۔

۹۹۔ روایت ابن تیمیہ حرانی

انھوں نے حدیث ثقلین کو صحیح مسلم سے نقل کیا ہے، پہلے انھوں نے صحیح مسلم سے زید بن ارقم (۴) کی پھر ص ۱۰۵ پر صحیح مسلم ہی سے جابر کی روایت نقل کی ہے، البتہ اس پر انھوں نے شک وشبہ کا اظہار کیا ہے جس کا جواب خود اسی کتاب میں موجود ہے۔

۱۔ انباء الغمر، ج ۱، ص ۲۴۹۔

۲۔ مؤلف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ''میں نے اس کتاب کا نام النجم الثاقب رکھا ہے'' نیز کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۹۲۰ اور اعلام زرکلی میں یہی نام ہے۔

۳۔ الدرر الکامنہ، ج ۲، ص ۱۱۳۔

۴۔ منہاج السنہ، ج ۴، ص ۱۰۴۔

احوال وآثار

تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ کے حالات ان کے شاگرد ابن کثیر نے بڑے شرح وبسط سے تحریر کئے ہیں اور بہت سارے ان کے وقائع وحوادث بیان کئے ہیں، ابن ناصر نے ''الردالوفر'' میں، آلوسی نے ''جلاء العینین'' میں اور بیطار نے ان پر مستقل کتاب لکھی ہے، اسی طرح ابوزہرہ اور محمد خلیل ہراس نے بھی ان پر مستقل کتاب لکھی ہے..

۱۰۰۔ روایت اثیرالدین ابوحیان اندلسی

انھوں نے اپنی تفسیر میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''آنحضرتؐ نے بیماری کی حالت میں جو آخری خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا: ایھا الناس! انی تارک فیکم الثقلین انه لن تعمی ابصارکم و لن تضل قلوبکم. لوگو! میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان کے سلسلے میں تمھاری آنکھیں اندھی اور تمھارے دل گمراہ نہ ہونے پائیں.''(۱)

پوری حدیث، روایت ابن عطیہ نمبر ۸۷ میں بیان ہوئی ہے۔

احوال وآثار

ان کے شاگرد صفدی لکھتے ہیں:

''اثیرالدین ابوحیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف حیان غرناطی شیخ، امام، حافظ، یکتائے زمانہ اور نحویوں کے امام ہیں، وہ ہمیشہ یا استماع حدیث کرتے تھے یا تحقیق میں مشغول رہتے تھے یا قلمی خدمات انجام دیتے تھے، ان کی ہر بات ٹھوس ہوتی تھی، کہنے سے پہلے وہ لکھ لیتے تھے، لغت سے آشنا اور الفاظ حفظ کئے ہوئے تھے، نحو اور صرف کے امام اور عربی میں تو ان کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا، تفسیر وحدیث میں ید طولیٰ رکھتے تھے، ۷ اصفر ۷۴۵ھ کو انتقال کیا.''(۲)

۱۔ البحر المحیط، ج ۱، ص ۱۲۔

۲۔ الوافی بالوفیات، ج ۵، ص ۲۸۳۔۲۶۷۔

www.shiabookspdf.com

۱۰۱۔ روایت علاء الدین ابن ترکمان

انھوں نے اپنی کتاب ''الجوھر النقی علی سنن بیہقی'' (ج ۷، ص ۳۱) کے باب آل محمد میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، ان کی یہ کتاب سنن بیہقی مطبوعہ حیدر آباد کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

احوال و آثار

۱۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

''علاء الدین علی بن عثمان بن مصطفیٰ ماردینی ابن ترکمانی حنفی ۶۸۳ھ میں پیدا ہوئے جب شعور کی منزلوں تک پہنچے تو فقہ پڑھنی شروع کی اور اس میں تبحر پیدا کیا اور پھر درس وفتویٰ دینا شروع کیا اور جامع کتابیں لکھیں، غریب القرآن، مختصر ابن الصلاح اور الجوھر النقی ان کے شاہکار ہیں، ۷۵۰ھ میں وفات پائی۔''(۱)

۲۔ حسینی نے ''ذیل تذکرۃ الحفاظ'' ص ۱۲۵ پر ان کا شرح حال لکھا ہے اور سال وفات ۷۴۹ھ بتایا ہے اور ان کی کتاب ''الدر النقی'' کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۲۔ روایت شمس الدین واسطی

انھوں نے ''مجمع الاحباب'' (۲) میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''صحیح مسلم میں بھی زید بن ارقم کی طولانی حدیث میں ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم میں پیغمبر اسلام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور پند وموعظہ کے بعد فرمایا: الا ایھا الناس! فانما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول اللہ فاجیب و انی تارک فیکم ثقلین، اولھما کتاب اللہ فیه

۱۔ الدرر الکامنۃ، ج ۳، ص ۱۵۶۔

۲۔ کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۵۹۶ پر اس کو مجمع الاخبار فی مناقب الاخیار کے نام سے ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ''مجمع الاحباب'' کے نام سے یہ مشہور ہے۔ ظاہراً یہ ابونعیم کی ''حلیۃ الاولیاء'' کی تلخیص ہے البتہ بعض چیزوں کو حذف کیا ہے اور بعض کا اضافہ کیا ہے جیسا کہ ابن حجر نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، میں نے دسویں صدی کا نسخہ کتب خانہ سلیمانیہ استنبول کے کتب خانہ لالہ نمبر ۲۰۹۶ میں دیکھا ہے ''شرح حال امیر المومنین'' ص ۸۷ پر حدیث ثقلین موجود ہے۔

الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ و استمسکوا به. اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جس میں نور وہدایت ہے لہذا خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب وتحریص کے بعد فرمایا: و اھل بیتی، اُذکرکم اللہ فی اھل بیتی. اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں.....''۔

احوال و آثار

ابن حجر وفیات ۷۷۶ھ میں لکھتے ہیں:

''محمد بن حسن بن عبداللہ حسینی واسطی ساکن قاہرہ ۷۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم کا آغاز کیا، پھر تکمیل تعلیم کے لئے شام گئے اور وہاں تدریس کی صلاحیت پیدا کی۔ فقہ و اصول میں کمال حاصل کیا اور تناقض اسنوی کی رد میں مطالب کی جمع آوری کی اور حلیۃ الاولیاء، کا خلاصہ لکھا، گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے تھے، وہ بہت بڑی تفسیر کے مؤلف اور خوش خط تھے۔''(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: ابن حجر ہی کی ''الدرر الکامنۃ'' (ج ۴، ص ۴۱۰، نمبر ۳۶۴۰)، ابن العماد کی ''شذرات'' (ج ۶، ص ۲۰۵)۔

۱۰۳۔ روایت تقی الدین مقریزی

انھوں نے اپنی کتاب '' معرفۃ مایجب لآل البیت النبوی من الحق علی من عداھم '' (۱) ص ۳۸ پر سنن ترمذی سے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے مقریزی کا نام ابوالعباس احمد بن علی بن عبدالقادر مصری حسینی عبدی ہے۔

۱۔ انباء الغمر، ج ۱، ص ۱۲۸۔

۲۔ ۱۳۹۲ھ میں دار الاعتصام قاہرہ مصر نے محمد احمد عاشور کی تحقیق کے ساتھ اس کو زیور طبع سے آراستہ کیا۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

ابن تغری بردی نے تعریف وتوصیف کے ساتھ ان کا شرح حال لکھا ہے:

''شیخ، امام، عالم، بارع، عمدۃ المورخین وعین المحدثین تقی الدین مقریزی بعلبکی الاصل، مصر میں پیدا ہوئے اور وہی ان کا مسکن ومدفن بنا، فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں کمال حاصل کیا اور ہر علم کی جامع شخصیت بن کر مفید کتابیں لکھیں، وہ قوی حافظے کے مالک، مؤرخ، علوم وفنون کے جامع اور حکومت کی نظر میں معزز ومحترم تھے، ان ہی وجوہات کی بناء پر زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اس حد تک شہرت پائی کہ انھیں بطور مثال پیش کیا جانے لگا۔

وہ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے، لوگوں سے کنارہ کشی کر کے زیادہ وقت عبادت میں گزارتے تھے، مگر مذہب اہل ظاہر کی طرف رجحان رکھنے کی وجہ سے حنفی پیشواؤں کے سخت مخالف تھے، میں نے ان کی بہت ساری تصنیفات کی ان کے سامنے قرائت کی تھی ..... ''پھر ان کی تصنیفات کی فہرست بتائی ہے جن میں ''التنازع والتخاصم'' اور ''فی معرفة یجب لآل البیت النبوی من الحق علی من عداهم'' ہیں، پنجشنبہ ۱۶ ماہ رمضان ۸۴۵ھ کو وفات پائی اور قاہرہ میں صوفیوں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔''(۱)

مزید تصدیق وتوثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: ابن حجر کی ''انباء الغمر'' (ج ۹، ص ۱۷۰)، سخاوی کی ''الضوء اللامع'' (ج ۲، ص ۲۵۔ ۲۱)، ابن العماد کی ''شذرات الذهب'' (ج ۷، ص ۲۵۴)، سیوطی کی ''حسن المحاضرہ'' (ج ۱، ص ۵۵۷)۔

۱۰۴۔ روایت عثمان بن حاجی بن محمد ہروی

انھوں نے ''مصابیح السنۃ'' کی شرح کے صفحہ ۱۷۸ پر حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، دسویں صدی ہجری کا

۱۔ المنهل الصافی، ج ۱، ص ۳۹۹۔۳۹۴۔

یہ نسخہ ترکی کے کتب خانہ سلیمانیہ نمبر ۲۸۸ میں موجود ہے۔

۱۰۵۔ روایت حافظ ابن حجر عسقلانی

انھوں نے ''المطالب العالیہ (۱) بزوائد المسانید الثمانیہ'' (۲) ج ۴، ص ۶۵ پر باب فضائل علی نمبر ۴۲۷۲ میں حضرت علیؑ سے اس طرح نقل کیا ہے:

''غدیر خم میں رسول خداؐ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: **الستم تشهدون انّ اللّٰه بکم؟ قالوا: بلیٰ. قال: الستم تشهدون انّ اللّٰه و رسوله مولاکم؟ فقالوا: بلیٰ. قال: فمن کان اللّٰه و رسوله مولاه فان هذا مولاه، و قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا: کتاب اللّٰه و سببه بیده و سببه بایدیکم، و اهل بیتی. هذا اسناد صحیح.** کیا تم لوگ گواہی دیتے ہو کہ خدا تمھارا پروردگار ہے؟ سب نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا کیا گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا اور اس کا رسول تمھارا مولا ہیں؟ سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہے تو آپ نے فرمایا جس کا خدا اور اس کا رسول مولا ہیں اس کا یہ (علی) مولا ہے، دیکھو میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑو تو کبھی گمراہ نہ ہو ایک کتاب خدا جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، یہ حدیث صحیح السند ہے۔''

پھر حدیث غدیر نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں ''یہ دونوں اسحاق کی روایتیں ہیں''

حافظ ابن حجر ''زوائد مسند بزار'' ص ۲۷۷ پر لکھتے ہیں:

''ہم سے احمد بن منصور نے بیان کیا انھوں نے داؤد بن عمرو سے، انھوں نے صالح بن موسیٰ بن عبداللہ سے، انھوں نے عبدالعزیز بن رفیع سے، انھوں نے ابوصالح سے اور

۱۔ ۱۳۹۳ھ میں وزارت اوقاف کویت نے حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق کے ساتھ اس کو شائع کیا ہے۔

۲۔ اور یہ ابوداؤد (طیالسی)، حمیدی، ابن ابی عمر، مسدد، ابن منیع بغوی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید کشی اور حارث بن ابی اسامہ کے مسانید ہیں، مسند ابی یعلی اور مسند ابن راہویہ کا بھی اس میں اضافہ کیا ہے۔

www.shiabookspdf.com

انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: انّی قد خلفت فیکم اثنین لن تضلّوا بعدھما ابداً : کتاب اللّٰہ و عترتی ، لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے ہوتے ہوئے کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

ہم سے حسین بن علی بن جعفر نے بیان کیا انھوں نے علی بن ثابت سے، انھوں نے سفیان بن سلیمان سے، انھوں نے ابو اسحاق سے، انھوں نے علی سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: انّی مقبوض و انّی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و اھل بیتی و انکم لن تضلّوا بعدھما. میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں اور تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے اہلبیت، ان دونوں سے تمسک کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔"

احوال و آثار

سخاوی لکھتے ہیں:

"ہمارے استاد کے شیخ امام الائمہ شہاب ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی عسقلانی مصری شافعی معروف بہ ابن حجر (کہ یہ ان کے بعض بزرگوں کا لقب تھا) نے ایک ہزار سے زیادہ نشستوں میں اپنے حافظے سے حدیثیں لکھوائیں، ان کی شہرت اتنی ہوئی کہ دنیا کے گوشہ و کنار سے لوگ کھینچ کر ان کے پاس آئے تھے، اور اس کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے تھے، سارے مذاہب کی عظیم شخصیتیں ان کی شاگرد تھیں، سبھی نے ان کی تعریف و تمجید کی ہے، ان کے لامحدود فتاوے دنیا میں منتشر ہوئے اور ان کی بہت ساری روایتیں علماء نے نقل کیں۔ ان سارے کمالات کے ہوتے ہوئے مزاج میں بہت انکساری تھی، خوراک و پوشاک اور عبادت و بخشش و عطا پر کافی توجہ دیتے تھے، قدماء نے ان کے قوی حافظے، وثاقت، امانتداری اور وسیع معلومات کی

گواہی دی ہے، اور ان کے شیخ عراقی تو ان کی اعلمیت کے قائل تھے تقی فاسی اور برہان حلبی کا کہنا ہے کہ ہم نے ان جیسا نہیں دیکھا، میں نے بہت ساری ان کی تصنیفات کی ان کے سامنے قرائت کی تھی، آخر ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں انتقال کیا۔"(۱)

۱۰۶۔ روایت ابن الدبیع شیبانی

انھوں نے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

"یزید بن حیان نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: الا و انّی تارک فیکم الثقلین احدھما کتاب اللّٰہ تعالیٰ وھو حبل اللّٰہ الذی من اتبعہ کان علی الھدیٰ ومن ترکہ کان علی الضلالۃ و عترتی اھل بیتی. آگاہ ہو جاؤ! میں تم میں دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور وہ خدا کی رسی ہے جو اس کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا اور جو اس کو چھوڑ دے گا گمراہ ہوگا اور دوسرے میری عترت و اہلبیت، ہم نے پوچھا رسولؐ خدا کے اہلبیت کون لوگ ہیں، کیا آپ کی بیویاں شامل ہیں؟ جواب دیا: ایما اللّٰہ ان المرأۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر فیطلقھا فترجع الی ابیھا و قومھا ، اھل بیتہ اصلہ و عصبتہ الذین حرّموا الصدقۃ بعدہ. خدا کی قسم نہیں کیونکہ عورت ایک مدت تک اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہے اور ادھر شوہر نے طلاق دی اور وہ اپنے ماں باپ اور قوم و قبیلے کی طرف پلٹ گئی، حضرتؐ کے اہلبیت تو آپ کے اصل رشتہ دار ہیں جن پر آنحضرتؐ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ مسلم نے اس حدیث کی روایت کی ہے، اور رسولؐ خدا نے قرآن اور اہلبیت کو اس لئے ثقلین کہا ہے کہ ان سے تمسک کرنا اور شایان شان ان کے اقوال پر عمل کرنا سخت و ثقیل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر قیمتی اور نفیس شئی کو عرب ثقل کہتے ہیں، اور حضرتؐ نے ان کی عظمت و جلالت کی وجہ سے انھیں ثقلین قرار دیا۔"(۲)

۱۔ الضوء اللامع، ج ۲، ص ۳۶-۴۰۔

۲۔ تیسر الوصول الی جامع الاصول، ج ۳، ص ۲۹۷۔

www.shiabookspdf.com

احوال وآثار

غزی لکھتے ہیں:

''وحیدالدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن یوسف شیبانی زبیدی شافعی معروف بہ ابن الدبیع شیخ، امام، علامۂ یگانہ، محقق اور یمن کے محدث، مؤرخ اور وہاں علوم حدیث کو زندہ کرنے والے تھے۔''(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے: شوکانی کی ''البدر الطالع'' (ج۱، ص۳۳۵)، ابن العماد کی ''شذرات الذہب'' (ج۸، ص۲۵۵ وفیات ۹۴۳ھ)، ابن عیدروس نے ''النور السافر'' (ص۲۲۱۔۲۱۲) پر ان کی بڑی تعریف کی ہے اور امام، حافظ، حجت، متقن، شیخ الاسلام، علامۃ الناس، نابغہ، امام، مسند دنیا، حدیث سید المرسلین کے امیر المومنین، خاتمۃ المحققین جیسے مبالغہ آمیز القاب سے ان کی توصیف کی ہے۔

۱۰۷۔ روایت شمس الدین ابن طولون

ابن طولون ''الشذرات الذہبیۃ (۲)'' ص۶۶ پر لکھتے ہیں:

''صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللّٰہ و استمسکوا بہ. تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ان میں پہلی کتاب خدا ہے جس میں نور وہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو، پھر حضرتؐ نے قرآن کی طرف ترغیب دینے کے بعد ارشاد فرمایا: و اھل بیتی، اُذکرکم اللّٰہ فی اھل بیتی. اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں''۔

احوال وآثار

غزی کہتے ہیں:

۱۔ الکواکب السائرہ، ج۲، ص۱۵۸۔

۲۔ ۱۳۷۷ھ میں اس کو ڈاکٹر صلاح الدین منجد نے تحقیق کر کے الائمہ الاثنا عشر کے نام سے شائع کیا ہے۔

''شیخ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ ابن شیخ علاء الدین ابن خواجہ شمس الدین معروف بن ابن طولون دمشقی صالحی حنفی محدث نحوی، نحو میں ماہر، فقہ میں علامہ اور حدیث میں مشہور تھے۔ وہ مدرسہ شیخ الاسلام ابوعمرو میں حنفی مسلک کی تدریس کرتے تھے، طلاب ان سے نحو پڑھنے کے لئے آتے تھے اور لوگ دل لگا کر ان سے حدیثیں سنتے تھے، انھوں نے ساٹھ جز میں بہ طور تعلیقہ حدیث کی کتاب تالیف کی، اور اس کا نام ''تعلیقات'' رکھا، سارا وقت عبادت اور علوم کے فروغ پر صرف کرتے تھے، ۱۱ یا ۱۲ جمادی الاولی ۹۵۳ھ کو انتقال کیا۔''(۱)

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے: ''شذرات الذہب'' (ج۸، ص۲۹۸)۔

۱۰۸۔ روایت سوسی مغربی

انھوں نے اپنی کتاب ''جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد'' (۲) ج۱، ص۱۶ پر یوں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے:

''زید بن ارقم کا بیان ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلّوا بعدی احدھما اعظم من الآخر وھو کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلّفونی فیھما. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے۔ ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے، اور دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ روایت صحیح ترمذی میں ہے۔''

۱۔ الکواکب السائرہ، ج۲، ص۵۲۔

۲۔ ۱۳۴۶ھ میں مطبع خیریہ میرٹھ ہندوستان میں یہ کتاب طبع ہوئی تھی۔

www.shiabookspdf.com

انھوں نے اس کتاب کی (ج ۲،ص ۲۳۶، باب مناقب اھل البیت) میں زید بن ارقم سے بعبارت صحیح مسلم حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

احوال وآثار

مجی لکھتے ہیں:

''محمد بن سلیمان فاسی (یہ نام ہے، فاس کی طرف نسبت نہیں ہے) ابن طاہر سوی رودانی مغربی مالکی نزیل حرمین امام جلیل، محدث خبیر اور سارے علوم وفنون میں یکتا تھے، ۱۰۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور یکشنبہ ذیقعدہ ۱۰۹۴ھ میں انتقال کیا، ان کے بارے میں استاد عبدالقادر بن عبدالھادی نے مبالغہ آرائی کی ہے اور کہا ہے کہ اصول وحدیث میں ان جیسا نہیں دیکھا۔''(۱)

۱۰۹۔ روایت عصامی مکی

ایک سو چھتیسویں حدیث میں لکھتے ہیں:

''ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے بیماری کی حالت میں ارشاد فرمایا: ایھا الناس! یوشک ان اقبض قبضاً سریعاً فینطلق بی و قد قدمت الیکم القول معذرۃ الیکم. الا انّی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ عزّوجل و عترتی اھل بیتی. اے لوگو! عنقریب میری روح قفس عنصری سے پرواز کرنے والی ہے اور میں بغیر کسی جھجک کے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، آگاہ ہو جاؤ! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت واہلبیت، پھر علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ھذا علی مع القرآن و القرآن مع علی لا یفترقان حتّی یردا علیّ الحوض فاسالھما ما خلف فیھما. یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر

۱۔ خلاصۃ الاثر، ج ۴،ص ۲۰۴۔

میرے پاس پہنچیں، اور تم سے ان دونوں کے متعلق سوال کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔''(۱)

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے شوکانی کی ''البدر الطالع'' (ج ۱،ص ۴۰۲)، مرادی کی ''سلک الدرر'' (ج ۳،ص ۱۳۹)۔

۱۱۰۔ روایت محمد بن امین مجی

انھوں نے اپنی کتاب '' جنی الجنتین فی تمیز نوعی المثنیین '' ص ۳۱ پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

احوال وآثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے ان کے شاگرد سوالاتی کی ذیل ''نفحۃ الریحانہ'' (ج ۶،ص ۴۴۴۔۴۰۰)، مرادی کی ''سلک الدرر'' (ج ۴،ص ۸۶)، عبدالفتاح حلوکی ''مقدمہ نفحۃ الریحانہ'' (ج ۱،ص ۳۴۔۴)۔

۱۱۱۔ روایت کمال الدین ابن حمزہ حسینی

انھوں نے حدیث ثقلین کو ''البیان والتعریف'' کے حرف الف میں اس طرح نقل کیا ہے:

''الا ایھا الناس! انّما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب و انّی تارک فیکم ثقلین اوّلھما کتاب فیہ الھدیٰ والنور من استمسک بہ و اخذ بہ کان علی الھدیٰ و من اخطاہ ضلّ. فخذوا بکتاب اللّٰہ واستمسکوا بہ و اھل بیتی، اُذکّرکم اللّٰہ فی اھل بیتی، اُذکّرکم اللّٰہ فی اھل بیتی. امابعد: لوگو! عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، تمھارے

۱۔ سمط النجوم العوالی، ج ۲،ص ۵۰۲۔

www.shiabookspdf.com

درمیان دوگرانبہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے جس نے کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑا اور اس سے وابستہ رہا، اس نے ہدایت پائی اور جس نے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوا، لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں امام احمد، مسلم اور عبد بن حمید نے زید بن ارقم سے اس کی روایت کی ہے" (۱) اور ص ۱۶۵ پر صحیح مسلم سے نقل روایت کی ہے۔

اسی طرح وہ حرف کاف میں لکھتے ہیں:

حضرتؐ نے فرمایا: "کانّی قد دعیت فاجبت ، انّی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ و عترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیھما فانّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض .انّ اللّٰہ مولای و انا مولیٰ کل مومن، من کنت مولاہ فعلی مولاہ، اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ. میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں، اور جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے، بارالہا دوست رکھ اس کو جو اس (علی) کو دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو اس (علی) سے دشمنی رکھے۔

اس حدیث کی طبرانی نے معجم کبیر میں اور حاکم نے ابوالطفیل کے توسط سے زید بن ارقم سے روایت کی ہے"۔ (۲)

۱۔ البیان والتعریف، ج ۱، ص ۱۶۴۔

۲۔ البیان والتعریف، ج ۲، ص ۱۳۶۔

احوال و آثار

۱۔ مرادی لکھتے ہیں:

"وہ عالم، مشہور امام، محدث، نحوی اور بہت زیادہ محترم تھے، ان کا شمار مشاہیر محدثین میں ہوتا ہے....."۔

اس کے بعد ان کی تالیفات بیان کی ہیں اور سن وفات ۱۱۲۰ھ بتایا ہے۔ (۱)

۲۔ محبی نے "نفحۃ الریحانہ" (ج ۲، ص ۸۶، نمبر ۶۶) میں ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۱۱۲۔ روایت عبدالغنی نابلسی

انھوں نے اپنی کتاب "ذخائر المواریث" (ج ۱، ص ۲۱۵، نمبر ۱۹۳) میں حدیث ثقلین کی یزید بن حیان سے ان الفاظ میں روایت کی ہے:

"میں، حصین ابن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے.....انھوں نے کہا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم ثقلین ..... یہ روایت صحیح مسلم کے باب فضائل میں زھیر بن حرب و شجاع بن مخلد سے، ترمذی کے باب مناقب میں علی بن منذر اور عطیہ سے اور السنۃ میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے نقل ہوئی ہے"۔

www.shiabookspdf.com

احوال و آثار

عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی حنفی نقشبندی متوفی ۱۱۴۳ھ کے بارے میں محبی لکھتے ہیں:

"وہ علم کا گہرا سمندر تھے جس کی تہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ فضیلتیں ان کے گرد گھومتی تھیں، ان کے دائرۂ علم کو بیان کرنے سے قلم عاجز اور زبان قاصر ہیں اور ان کی تالیفات کی تعداد بارش کے قطروں سے زیادہ ہیں"۔ (۲)

مرادی نے ان کا شرح حال لکھنے کے بعد ان کی بہت سی تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ (۳)

۱۔ سلک الدرر، ج ۱، ص ۲۲۔ ۲۔ نفحۃ الریحانہ، ج ۲، ص ۱۳۷۔ ۳۔ سلک الدرر، ج ۳، ص ۳۰۔

۱۱۳۔ روایت شبراوی

جامعہ ازھر کے استاد شبراوی نے زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین صحیح مسلم اور صحیح ترمذی سے نقل کی ہے۔(۱)

احوال و آثار

ان کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے مرادی کی ''سلک الدرر'' (ج ۳، ص ۱۰۷)۔

۱۱۴۔ روایت میر غنی حسینی

انھوں نے اپنی کتاب'' الدرة اليتيمه فى بعض فضائل السيدة العظيمة ''میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، وہ صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں(۲):

''رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا کتاب اللّه و عترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلّفونی فیهما. میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس کو تم نے مضبوطی سے پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے کتاب خدا اور میری عترت و اہلبیت، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔''

احوال و آثار

عفیف الدین ابوالسیادۃ عبداللہ بن ابراہیم بن حسن میر غنی حسینی متقی مکی طالکی حنفی ملقب بہ محبوب متوفی ۱۲۰۷ھ کے حالات جاننے کے لئے ملاحظہ کیجئے بیطار کی ''حلیۃ البشر'' (ج ۲، ص ۱۰۱۱)۔

۱۱۵۔ روایت احمد زینی دحلان

انھوں نے اپنی سیرت میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''حضرتؐ سے محبت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے اصحاب، آپ کے اہلبیت، آپ کی ذریت اور آپ کے رشتہ داروں سے محبت کی جائے..... مسلم نے

۱۔ الاتحاف بحب الاشراف، ص ۶۔

۲۔ کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں یہ نسخہ موجود ہے۔ ۱۳۱۴ھ میں لکھا گیا ہے اور اس کا نمبر ۳۶۷۱ ہے۔

زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو!..... ثقلان، ثقل کا تثنیہ ہے اور قاموس کے بقول ہر نفیس شئی کو ثقل کہتے ہیں۔

اور احمد نے بھی ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّه و عترتی. کتاب اللّه حبل ممدود من السماء الی الارض، و عترتی اهل بیتی، و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انّهما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. فانظروا بما تخلّفونی فیهما. عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا ہوں، تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت، کتاب خدا تو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں. خداوند لطیف و خبیر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، کسی شخص کی عترت اس کے نزدیکترین رشتہ دار ہیں۔''(۱)

۱۱۶۔ روایت کمشخانوی

انھوں نے ''راموز الاحادیث'' میں حدیث ثقلین کی ان الفاظ میں روایت کی ہے:

''انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّه عزّوجل من اتبعه کان علی الهدیٰ و من ترکه کان علی الضلالة. میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جس نے اس کی پیروی کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس کو ترک کیا وہ گمراہ ہوا۔ اس کی زید بن ارقم نے روایت کی ہے اور ابوسعید سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا: انّی اوشک ان ادعیٰ فاجیب و انّی تارک فیکم

۱۔ السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص ۳۰۰۔

www.shiabookspdf.com

الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی . کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی، و انّ اللطیف الخبیر .اخبرنی انّھما لن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض. فانظروا کیف تخلّفونی. مجھ کوایسا معلوم ہورہا ہے کہ جلد ہی میری طلبی ہوگی اور مجھ کو جانا پڑے گا، میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میری عترت، کتاب خدا تو آسمان سے زمین تک ایک درازرسی ہے اور میری عترت میرے اہلبیت ہیں، خداوند لطیف وخبیر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔''(۱)

۱۱۷۔ روایت بہجت آفندی

انھوں نے حدیث ثقلین کو''تاریخ آل محمد''ص ۴۵ پر نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

''حدیث ثقلین کو سارے محدثین نے نقل کیا ہے جن میں قابل ذکر بخاری، مسلم، احمد بن حنبل اور مالک بن انس ہیں اور انھوں نے اس کو صحیح قرار دیا ہے''اس کے بعد پوری حدیث کو نقل کر کے اس کی شرح کی ہے''۔

۱۱۸۔ روایت منصور علی ناصف

انھوں نے حدیث ثقلین کی اس طرح روایت کی ہے:

''یزید بن حیان کا کہنا ہے کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے۔ اس حدیث کو فضائل علی میں مسلم اور ترمذی نے نقل کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلّفونی فیھما.

۱۔ راموز الاحادیث، ص ۱۴۴۔

میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، ایک کتاب خدا جو ایک رسی (ذریعہ) ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی اور دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں، دیکھنا میرے بعد تم ان سے کیوں کر پیش آتے ہو۔''(۱)

۱۱۹۔ روایت نبھانی

انھوں نے''الفتح الکبیر''ج ۱، ص ۴۵۱ پر حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''زید بن ثابت سے مروی ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) انّی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللّٰہ حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اھل بیتی وانّھما لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جو ایک درازرسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک، دوسرے میری عترت و اہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی و لن یتفرّقا حتّی یردا علیّ الحوض. فانظروا کیف تخلّفونی فیھما. میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں عظمت میں مساوی درجہ رکھتے ہیں، ایک کتاب خدا جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک کھینچی ہوئی، دوسرے میری عترت واہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں، پس دیکھو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔''

انھوں نے''الشرف المؤبد''صفحہ ۱۱۸ اور ۲۴ پر بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۱۔ التاج الجامع للاصول، ج ۳، ص ۳۰۹۔۳۰۸۔

www.shiabookspdf.com

۱۲۰۔ روایت مبارکپوری

امام حافظ ابوالعلی محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارکپوری نے ''تحفۃ الاحوذی بشرح جامع ترمذی'' (ج ۱۰، ص ۲۹۱۔۲۸۷) پر حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس کی شرح کی ہے اور اس کے معانی بیان کئے ہیں۔

۱۲۱۔ روایت عباس یمنی

عباس بن احمد یمنی نے اپنی کتاب ''الروض النضیر'' ج ۵ صفحہ ۳۴۳ اور ۴۶۶ پر حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے۔

۱۲۲۔ روایت احمد بنا

احمد بنا ''الفتح الربانی بترتیب مسند احمد بن حنبل الشیبانی'' (ج ۱، ص ۱۸۶) باب الاعتصام بکتاب اللہ میں لکھتے ہیں:

۱۔ یزید بن حیان تیمی کا بیان ہے کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے اور جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا کہ.....

۲۔ ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین .... میں دو ثقل چھوڑے جاتا ہوں انھوں نے طرق حدیث ثقلین اور ان کی شرح کو فتح الربانی کے ساتھ چھپنے والی کتاب '' بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی '' میں پیش کیا ہے، اور بلوغ الامانی ج ۴، ص ۲۶ پر لکھتے ہیں:

''پوری امت پر آل کا اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ حدیث ثقلین میں ہے انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا کتاب اللّٰه و عترتی ، اور یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے۔''

۱۲۳۔ روایت عبداللہ شافعی

انھوں نے ''ارجح المطالب'' (ص ۳۴۱۔۳۳۵) پر عظیم المرتبت آئمہ حفاظ سے زید بن ثابت، زید بن ارقم، ابوسعید خدری، جابر بن عبداللہ، زید بن اسلم، حضرت علیؑ، ابوذر، ابورافع، ابوہریرہ، ام ہانی اور ام سلمی سے مروی حدیث ثقلین نقل کی ہے۔

وہ کہتے ہیں:

''جابر بن عبداللہ کے خاندان کے محمد بن عبدالرحمٰن بن خلاد سے مروی ہے کہ مرض الموت میں پیغمبرؐ نے علی اور فضل کا ہاتھ پکڑا اور ان کا سہارا لیے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: اما بعد ایّها الناس! فماذا تستنکرون من موت نبیکم الم ینع الیکم نفسه و تنع الیه انفسکم؟ ام هل خلد احد ممن بعث قبلی فابعثوا الیه فاخذبکم، فانّی لاحق بربّی و قد ترکت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا بعدی: کتاب اللّٰه بین ایدیکم تقرؤنه صباحاً و مساءً ، فیه ما تلقون، و اهل بیتی. اے لوگو! تم اپنے نبیؐ کی وفات سے کیوں رنجیدہ ہو؟ کیا مجھ سے پہلے کے پیغمبروں نے دائمی زندگی گزاریں؟ اگر ایسا ہے تو جاؤ اور ان سے ملو! دیکھو میں جاتا ہوں مگر تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کیے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب خدا جو تمھارے ہاتھوں میں ہے اور تم صبح و شام اس کی تلاوت کرتے ہو اور دوسرے میرے اہلبیت''۔

اس حدیث کو سید ابوالحسن یحییٰ بن حسن نے اپنی کتاب ''اخبار المدینۃ'' میں نقل کیا ہے۔''

۱۲۴۔ روایت البوریّہ

انھوں نے اپنی کتاب ''اضواء علی السنة المحمدیه'' ص ۴۰۴ پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے وہ کہتے ہیں:

''روایت میں ہے انّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی ، یہ حدیث اہلسنت کی بہت ساری کتابوں میں مختلف الفاظ میں مگر معنیٰ واحد میں وارد ہوئی ہے اس حدیث کے متعلق مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کیجئے علامہ شرف الدین موسوی اور استاد بزرگ شیخ سلیم بشری استاد سابق جامع ازھر کے درمیان مکاتبات کا مجموعہ ''المراجعات'' ص ۲۰ طبع چہارم کی طرف۔''

www.shiabookspdf.com

۱۲۵۔ روایت توفیق ابوعلم

انھوں نے ''اھل البیت'' ص ۸۰۔۷۷ پر حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس کی شرح کی ہے اور پھر طویل اور مفید بحث کی ہے جس کا نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

''حدیث ثقلین کی زید بن ارقم نے حضرتؐ سے اس طرح روایت کی ہے: انا تارک فیکم الثقلین ..... اور ابوسعید خدری نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ انّی تارک فیکم الثقلین ..... اور ایک روایت میں بجائے ثقلین کے خلیفتین ہے، اور دوسری روایت میں ہے انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا ..... اور ایک روایت میں ہے انّی تارک فیکم امرین لن تضلّوا ان اتبعتموهما و هما: کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی فلا تتقدموهما فتهلکوا و لا تعلموهم فانّهم اعلیٰ منکم. میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے ان کی پیروی کی تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ کتاب خدا اور میری عترت واہلبیت ہیں۔ دیکھو ان دونوں سے آگے نہ بڑھنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ پیچھے رہ جانا ورنہ تب بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور انھیں کچھ سیکھانا پڑھانا نہیں کیونکہ یہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ ازواج پیغمبر، اہلبیت میں داخل نہیں ہیں، بلکہ اس میں صرف آپ کے قریبی رشتہ دار شامل ہیں، اور یہی میرا بھی نظریہ ہے۔

حدیث ثقلین معتبر ترین اور مشہور ترین احادیث نبویہ میں سے ہے، اسلامی دانشوروں نے اس کو بہت اہمیت دی ہے اور اس پر خاص توجہ کی ہے، کیونکہ یہ اہم عقیدۂ اسلامی کی نشاندہی کرتی ہے اور اہلبیت میں امامت کے محصور ہونے اور ان کے معصوم ہونے پر شیعوں کی سب سے بہترین دلیل یہی ہے کیونکہ نبیؐ نے انھیں قرآن کا قرین وہم پلہ قرار دیا ہے، اور جس طرح قرآن کو باطل نہیں چھو سکتا اسی طرح وہ اہلبیت کے بھی قریب نہیں آسکتا اس لئے کہ قرآن واہلبیت ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے اور کسی بھی احکام دین کی مخالفت قرآن سے جدائیگی محسوب ہوگی، جب کہ حضرتؐ نے

اس بات کی تصریح کی ہے کہ حوض کوثر تک یہ دونوں جدا نہ ہوں گے، لہذا یہ حدیث، اہلبیتؑ کی عصمت پر واضح اور روشن دلیل ہے۔

نبیؐ نے اس حدیث کو مختلف مقامات پر اس لئے ارشاد فرمایا کہ آپ امت کو عقائدی انحراف سے بچانا چاہ رہے تھے، اور یہ صرف اس صورت میں ممکن تھا کہ اہلبیتؑ سے تمسک کی جائے، نیز یہ کہ نہ ان سے آگے بڑھا جائے اور نہ ہی ان سے پیچھے رہا جائے پس اگر ان سے خطا ولغزش کا امکان ہوتا تو آنحضرتؐ کبھی ان سے تمسک کا حکم نہیں دیتے، کیونکہ تمسک کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول وفعل حجت ہے اور جو ان سے وابستہ رہے گا وہ اسی طرح گمراہ نہ ہوگا جس طرح قرآن سے وابستہ رہنے والا، اور اسی سے اہلبیت کی عصمت ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ اگر ان سے غلطی ہوگی تو ان سے وابستہ رہنے والا بھی گمراہ ہوگا، جب کہ حضرتؐ قرآن کی طرح ان کی پیروی کو بھی ہدایت و نور سے تعبیر کر رہے ہیں۔

ان کی عصمت اس طرح بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرآن کی طرح آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہیں اور یہ کنایہ ہے اس کا کہ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں، اور ان کا قول، خدا کا قول ہے، پس اگر وہ معصوم نہ ہوتے تو وہ اس مقام تک نہیں پہنچتے، نیز یہ کہ وہ قرآن سے جدا نہ ہوں گے اور قرآن تا قیامت ان سے جدا نہ ہوگا، یہ اسی صورت میں صحیح ثابت ہوگا جب انھیں ہر خطا ولغزش سے محفوظ مانیں، کیونکہ خطا و لغزش کا لازمہ یہ ہے کہ وہ قرآن سے جدا ہیں اور قرآن ان سے جدا ہے، جب کہ جدائی ناممکن ہے، اور جس طرح قرآن سے آگے بڑھنا اور قرآن سے ہٹ کر فتویٰ دینا اور اس کے خلاف بات کی پیروی کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اہلبیتؑ سے آگے بڑھنا، خود کو ان کا پیشوا قرار دینا اور ان کو پیچھے چھوڑ کر دوسرے کی پیروی کرنا اور غیروں کی امامت کو قبول کرنا بھی جائز نہیں ہے، اسی طرح اہلبیتؑ کو سیکھانا پڑھانا اور ان کی باتوں کو رد کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اگر وہ کسی چیز سے جاہل ہوتے تو ان کا جاننا ان پر

www.shiabookspdf.com

واجب تھا اور پھر ان کی باتوں کو ٹھکرانے سے منع نہ کیا جاتا۔

یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ ہر زمانہ میں اہلبیت ان خوبیوں کے حامل تھے کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا: انّهما لن يفترقا حتّى يردا عليّ الحوض و انّ اللطيف الخبير اخبره ذالک. یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، اور اس کی خداوند لطیف وخبیر نے آنحضرتؐ کو خبر دی تھی، اور دونوں کا حوض کوثر پر پہنچنا کنایہ ہے دنیا کے ختم ہونے کا، پس اگر کوئی زمانہ کسی ایک سے خالی ہو تو پھر حضرتؐ کی بات سچ ثابت نہیں ہوگی۔

جنھوں نے اہلبیتؑ کو بارہ اماموں میں محصور کیا ہے اور ان سب کی ماں حضرت زہراؑ کو بتایا ہے اور سارے بنی ہاشم کو اہلبیت میں شامل نہیں کیا ہے، انھوں نے اسی حدیث ثقلین سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اہلبیت وہ خاص افراد ہیں جو علم وفضل اور زہد وعفت و پاکدامنی کا مجموعہ تھے اور وہ بارہ امام ہیں جن کی ماں فاطمہ زہرا ہیں، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ بارہ اماموں اور ان کی ماں فاطمہ زہرا کے علاوہ دیگر بنی ہاشم کے معصوم نہ ہونے پر اجماع ہے نیز واقعات بھی ان کے معصوم نہ ہونے کی شہادت دیتے ہیں اس لئے کہ بارہ اماموں کے علاوہ دیگر بنی ہاشم سے گناہ بھی ہوئے ہیں اور وہ بہت سارے احکام الٰہی سے جاہل بھی تھے اور ان میں دیگر افراد میں کوئی فرق نہیں تھا پس وہ کس طرح قرآن کے شریک اور اس کے ہم پلہ ہو سکتے ہیں۔''

www.shiabookspdf.com

۱۲۶۔ روایت اعظمی

شیخ محدث حبیب الرحمٰن اعظمی نے'' المطالب العاليه بزوائد المسانيد الثمانيه ''ج۴، ص ۶۵ کے حاشیہ پر حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

تضعیفِ سند حدیث ثقلین کا جواب

اکابر محدثین کی زبانی حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد ضروری سمجھا کہ اہلسنت کے بعض ان متعصب علماء و محدثین کا بھی جواب دے دوں جنھوں نے اس حدیث شریف پر اعتراض کر کے اس کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہ جواب ان کے اعتراض کے مہمل ہونے کے لئے کافی ہے۔

امام بخاری کا اعتراض اور ان کا جواب

بخاری ''التاریخ الصغیر'' میں لکھتے ہیں:

''عبدالملک کی حدیث جس کی انہوں نے عطیہ سے اور عطیہ نے ابوسعید سے اور ابو سعید نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: '' تركت فيكم الثقلين ''اس کے بارے میں احمد (بن حنبل) کا کہنا ہے کہ یہ کوفیوں کی روایت ہے اور اس کے سارے راوی منکر اور ناشناختہ ہیں''(۱)

جواب

امام بخاری کا احمد کی طرف اس حدیث کے منکر ہونے کی نسبت دینا بڑی تعجب خیز بات اور حقیقت سے بہت دور ہے، کیونکہ احمد نے اس حدیث کو متعدد طرق اور محکم اسناد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اپنی ''مسند'' میں بہت زیادہ روایات کی زید بن ارقم، زید بن ثابت اور ابوسعید خدری سے روایت کی ہے، لہذا اس حدیث کے متعلق بخاری کا جرح کرنا تعجب آور اور کسی بھی طرح قابل توجیہ نہیں ہے کیونکہ خود احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اس حدیث کی روایت کی ہے، جو بخاری کے شبہ کے بطلان پر بہت بڑی دلیل ہے، اس لئے کہ یہ روایت (حدیث ثقلین) اگر احمد کی نظر میں منکر اور ناشناختہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اپنی ''مسند'' میں نقل

۱۔ التاریخ الصغیر، ج۱، ص۳۰۲، ذکر من مات ما بین التسعین الی المئة۔

نہ کرتے، کیونکہ ایسا کرنا ان کی تدلیس و تلبیس کا باعث ہوگا، جب کہ سبھی جانتے ہیں کہ احمد بن حنبل نقل روایات میں بہت محتاط تھے، خاص طور سے اپنی ''مسند'' میں چنانچہ قاضی القضاۃ تاج الدین سبکی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''احمد نے ''مسند'' تالیف کی، اور یہ اس امت کے اصول میں سے ایک اصل ہے، امام حافظ ابوموسی محمد بن ابی بکر مدینی کا بیان ہے کہ یہ کتاب (یعنی مسند امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی) اصل کبیر اور محدثین کا موثق مدرک و ماخذ ہے، کیونکہ احمد نے بہت زیادہ حدیثوں اور بہت ساری سماعتوں سے انتخاب کر کے اس (مسند) کو تالیف کیا، اور احادیث میں اختلاف کی صورت میں اس کتاب کو امام اور پناہگاہ قرار دیا، جیسا کہ مجھ سے میرے والد اور دیگر حضرات نے بیان کیا کہ ان کے پاس ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار نے بغداد سے لکھا کہ ہم کو ابواسحاق ابراہیم بن عمر احمد برمکی نے بتایا انھوں نے ابوعبداللہ عمیر (عمر) بن محمد بن رجاء سے، انھوں نے موسی بن حمدون بزاز سے اور انھوں نے حنبل بن اسحاق سے نقل کیا ہے، حنبل کا کہنا ہے کہ میرے چچا (امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی) نے مجھ کو اور صالح اور عبداللہ کو جمع کیا، اور ہمارے سامنے اپنی ''مسند'' کی قرائت کی، ہمارے علاوہ کسی اور نے پوری ''مسند'' کا سماع نہیں کیا تھا، پھر انھوں (احمد) نے ہم سے کہا کہ ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے انتخاب کر کے (تیس ہزار حدیثوں پر مشتمل) اس ''مسند'' کو تیار کیا ہے، لہذا جس حدیث پیغمبرؐ کے (صحیح ہونے میں) مسلمان اختلاف کریں اس ''مسند'' کی طرف رجوع کریں، اگر وہ حدیث اس کتاب میں موجود ہے تو قابل قبول ہے، ورنہ وہ حجت نہیں ہے۔

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میرے باپ نے ایک کروڑ حدیثیں لکھی تھیں اور وہ سب کی سب ان کے حافظے میں تھیں، عبداللہ بن حنبل ہی کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا آپ کتابیں کیوں نہیں لکھتے جب کہ آپ نے ''مسند'' تالیف کی ہے؟ جواب دیا: اس ''مسند'' کو میں نے ''امام'' قرار دیا ہے، تاکہ جب بھی کسی حدیث کے بارے میں

www.shiabookspdf.com

لوگ اختلاف کریں تو اس کی طرف رجوع کریں، نیز عبداللہ کا بیان ہے کہ میرے باپ نے سات لاکھ حدیثوں سے انتخاب کر کے اس ''مسند'' کو تالیف کیا ہے۔

ابوموسیٰ مدینی کا کہنا ہے کہ احمد (بن حنبل) نے صرف ان ہی افراد سے حدیثیں نقل کی ہیں جن کی صداقت و دیانت ان کے نزدیک ثابت تھی، اور جن کی امانتداری ان کی نظر میں مشکوک تھی ان سے حدیثیں نہیں لیں، پھر انھوں نے اپنے اسناد سے عبداللہ بن احمد سے نقل کیا ہے کہ میں (عبداللہ) نے اپنے باپ سے عبدالعزیز بن ابان کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی ''مسند'' میں ان سے کچھ بھی نقل نہیں کیا ہے، کیونکہ عبدالعزیز نے حدیث مواقیت کو نقل کیا ہے. ابوموسیٰ ہی کا بیان ہے کہ میں لوگوں کی زبانی سنتا تھا کہ ''مسند'' میں چالیس ہزار حدیثیں ہیں، کہ ایک دن بغداد میں ابومنصور بن زریق کے سامنے اس کی قرائت کی، انہوں نے کہا کہ ہم کو ابو بکر خطیب نے بتایا کہ ابن منادی کہتے تھے کہ احمد بن حنبل کی روایتیں ان کے بیٹے عبد اللہ سے زیادہ کسی کے پاس نہیں ہیں، عبداللہ نے ''مسند'' کا سماع کیا جس میں تیس ہزار حدیثیں ہیں، اور تفسیر جس میں ایک لاکھ بیس ہزار حدیثیں ہیں ان میں تیس ہزار حدیثوں کا سماع کیا، اور بقیہ کو خود احمد بن حنبل کے ہاتھوں لکھا دیکھا، لہذا نہیں معلوم کہ ابن منادی حدیثوں کی جو تعداد بتا رہے تھے وہ غیر تکراری تھیں یا تکراری بھی ان میں شامل ہیں، دونوں وجہیں صحیح ہو سکتی ہیں. اور جن صحابہ سے روایت کی ہے ان کی تعداد سات سو ہے، نیز ابوموسیٰ مدینی کہتے ہیں کہ احمد کے محتاط ہونے کی دلیل خود ان کی کتاب ہے جس میں متن و سند کو صحیح طریق سے نقل کیا ہے، مثلاً ایک حدیث ہے جس کے متعلق ابوعلی حداد نے مجھ کو بتایا اور انھوں نے ابونعیم سے، انھوں نے حصین سے، انھوں نے محمد بن جعفر سے، انھوں نے شعبہ سے اور انھوں نے ابوالتیاح سے روایت کی ہے. ابوالتیاح کا کہنا ہے کہ میں نے ابوزرعہ سے ابوہریرہ سے مروی رسولؐ خدا کی یہ حدیث سنی: میری امت قریش کے اس گروہ کو نابود کر دے گی، اصحاب نے

دریافت کیا یا رسولؐ اللہ پھر آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اے کاش لوگ ان سے کنارہ گیری کرتے، عبداللہ کا بیان ہے کہ میرے والد نے مرض الموت میں کہا اس حدیث کو حذف کر دو کیونکہ یہ حضرتؐ کے اس بیان کے خلاف ہے جس میں آپ نے فرمایا: ان کی باتیں سنو اور اس کی اطاعت کرو، یہ اور بات ہے کہ اس کے راوی ثقہ اور قابل اطمینان ہیں، مگر چونکہ اس کے الفاظ نادر اور مشہور حدیثوں کے مطابق نہیں ہیں، لہذا اس حدیث کو حذف کرنے کا حکم دیا یہی ان کے محتاط ہونے کی دلیل ہے۔''(۱)

پس جب احمد نے اپنی ''مسند'' میں اس حد تک دقت اور احتیاط کی اور صرف صحیح اسانید سے حدیثیں نقل کیں، اور حل اختلاف کے لئے اس کو مرجع قرار دیا، پھر کیسے انھوں نے حدیث ثقلین کو اپنی ''مسند'' میں مختلف الفاظ اور متعدد طرق و اسناد سے نقل کیا؟ ان کی نظر میں اگر یہ حدیث منکر اور ناشناختہ تھی تو پھر کیسے انہوں نے اس کی روایت کی؟!

www.shiabookspdf.com

عمر بن محمد عارف نہروانی مدنی ''مناقب احمد بن حنبل'' میں لکھتے ہیں:

''ابن عساکر کا کہنا ہے کہ حدیث پیغمبرؐ کے ذریعہ راہ ہدایت کی شناخت ہوتی ہے اور اکثر احکام اسی سے اخذ کئے جاتے ہیں اور حلال و حرام کی معرفت کا ذریعہ یہی ہے، چند ائمہ حدیث نے اس کی جمع آوری کی ہے جن میں سب سے عظیم المرتبت مسند ''مسند امام احمد'' ہے، جس کی سماع کی خاطر لوگ بار سفر باندھتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو اس لئے کہ اس کے مؤلف امام احمد ہیں جنھیں فن حدیث میں سب پر سبقت حاصل ہے اور ان ہی کی کتاب ہے جو قدر و منزلت اور حجم کے لحاظ سے عظیم اور ارباب علم کے نزدیک مشہور ہے، اس ''مسند'' میں تکراری حدیثوں اور ان حدیثوں کو چھوڑ کر جن کا ان کے بیٹے عبداللہ نے عالی اسناد کے ساتھ اضافہ کیا ہے، تیس ہزار حدیثیں ہیں اور امام (احمد) نے ان کی اس لئے جمع آوری کی تھی تا کہ جن کے پاس یہ کتاب پہنچے یا اس کی روایت کئے ہوں، وہ موازنہ کرنے کے لئے اس کی طرف مراجعہ کریں''۔

۱۔ طبقات الشافعیہ، ج ۱، ص ۱۹۹، طبقہ الاولیٰ۔

ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیسے ممکن ہے کہ امام احمد بن حنبل جیسی شخصیت اپنی کتاب میں ایسی حدیث (ثقلین) نقل کردیں جو ان کی نظر میں منکر اور ناشناختہ ہو؟

شیخ عبدالحق دہلوی ''اسماء رجال المشکواۃ'' میں احمد بن حنبل کے حالات میں لکھتے ہیں:

''لوگوں کے درمیان امام احمد کی ''مسند'' بڑی شہرت کی حامل ہے اس میں انھوں نے تیس ہزار سے زیادہ حدیثیں جمع کی ہیں، جو اپنے زمانے کی سب سے جامع کتاب ہے''

شیخ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

''طبقہ دوم میں وہ کتابیں ہیں جو ''الموطا'' اور ''صحیحین'' کے درجے تک تو نہیں پہنچیں، لیکن ان کے بعد کے درجے کی ہیں، اور ان کے مؤلفین فن حدیث میں وثاقت و عدالت اور حفظ و تبحر علمی میں بڑی شہرت کے مالک ہیں اور انھوں نے کتاب تالیف کرتے وقت جو تعہد کیا تھا اس پر پابند رہے اور اس میں تساہلی نہیں برتی، ان کے بعد میں آنے والے فقہاء اور محدثین نے ان پر خاص توجہ کی، بزرگوں اور دانشوروں نے شرحیں کیں اور راویوں کی تحقیق کے بعد فقہی مسائل میں ان سے استنباط کیا اور سارے علوم کی بنیاد ان ہی حدیثوں پر رکھی جیسے ''سنن ابوداؤد'' ''جامع ترمذی'' ''مجتبی النسائی'' ان کتابوں اور پہلے طبقہ کی کتابوں پر رزین نے ''تجرید الصحاح'' میں اور ابن اثیر نے ''جامع الاصول'' میں کافی توجہ دی ہے، عجب نہیں کہ ''مسند احمد بن حنبل'' اسی طبقہ سے ہو، کیونکہ امام احمد بن حنبل نے اس کو صحیح اور ضعیف حدیثوں کی کسوٹی قرار دیا ہے، اور جو روایتیں اس ''مسند'' میں نہیں ہیں ان پر عمل کرنے سے منع کیا ہے۔''(۱)

اب جب کہ احمد نے اپنی ''مسند'' میں تھوڑی سی بھی کوتاہی نہیں کی، اور ان کی ''مسند'' نہایت موثق اور معتبر کتاب ہے تو پھر ہم کیسے مانیں کہ وہ ایک ایسی حدیث اپنی کتاب میں نقل کریں جو ان کی نظر میں منکر اور ناشناختہ ہے؟!

نیز ولی اللہ دہلوی ''الانصاف'' میں لکھتے ہیں:

۱۔ حجۃ البالغۃ، ص ۳۰۸، المبحث السابع۔

''احمد نے اپنی ''مسند'' کو ترازو قرار دیا ہے جس پر حدیث پیغمبرؐ تولی جاتی ہے لہذا جو حدیث اس میں پائی جائے گرچہ ایک طریق سے ہو وہ صحیح ہے، اور جو اس میں موجود نہ ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے''۔

اگر اس بات کو صحیح مانیں کہ احمد بن حنبل حدیث ثقلین کو صحیح نہیں مانتے تھے، جب کہ انھوں نے اپنی ''مسند'' کو صحیح اور ضعیف حدیثوں کی شناخت کا میزان قرار دیا ہے اور پھر اس ''مسند'' میں حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے، تو اس صورت میں وہ دروغگوئی اور فریب دینے سے متہم ہوں گے۔

ابومہدی ثعالبی ''مقالید الاسانید'' میں احمد بن حنبل کے شرح حال میں بہ نقل از ابن خلکان لکھتے ہیں:

''احمد نے ''مسند'' تالیف کی اور اس کو اس امت کے اصول میں سے ایک اصل قرار دیا اور اس میں ایسی حدیثیں جمع کیں جن تک دوسروں کی دسترسی نہ ہوسکی''۔

اسی کتاب میں ابومہدی ثعالبی لکھتے ہیں:

''احمد کی بہت ساری اہم تصنیفیں ہیں جن میں ایک ''مسند'' ہے جس میں تیس ہزار حدیثیں ہیں، اور اگر ان کے بیٹے عبداللہ کی اضافہ شدہ حدیثوں کے ساتھ شمار کیا جائے تو ان کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچتی ہے، احمد نے جب اپنے بیٹوں کو جمع کر کے ان کے سامنے ''مسند'' کی قرائت کی تو یہ کہا: ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے انتخاب کر کے (تیس ہزار حدیثوں پر مشتمل) اس کتاب کو تالیف کیا ہے، اگر مسلمانوں کو کسی حدیث پیغمبرؐ میں شک ہو تو اس کتاب کی طرف رجوع کریں، اگر وہ حدیث اس کتاب میں موجود ہے تو صحیح ہے، ورنہ حجت نہیں ہے''۔

خود شاہ صاحب (محدث دہلوی) ''بستان المحدثین'' میں احمد بن حنبل کے شرح حال میں ان کی ''مسند'' کا ذکر اور اس کے متعلق احمد کے بیان کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ احمد کی مراد وہ حدیثیں ہیں جو شہرت اور تواتر معنوی تک نہ پہنچی ہوں، ورنہ بہت ساری صحیح اور مشہور حدیثیں ہیں جو ان کی ''مسند'' میں نہیں ہیں''۔

شاہ صاحب (محدث دہلوی صاحب تحفہ) نے احمد کے بیان کو نقل کرنے کے بعد اپنے دل سے اس

www.shiabookspdf.com

کی تخصیص کر دی، پھر بھی امام بخاری کی بات کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے اور اس کو حقیقت سے قریب مانی جا سکتی ہے؟!

حافظ جلال الدین سیوطی ''تدریب الراوی'' میں نووی کے اس قول کی شرح میں کہ ''اصول پنجگانہ کی طرح ''مسند احمد بن حنبل'' اور ''مسند ابوداؤد طیالسی'' اور دیگر مسانید سے احتجاج اور ان پر تکیہ نہیں کیا جاسکتا ہے، لکھتے ہیں:

''مسند احمد بن حنبل کے متعلق نووی کے اس بیان پر اعتراض وارد ہوا ہے کیونکہ احمد نے اپنی مسند میں صرف صحیح حدیثوں کو نقل کرنے کا عہد کیا تھا، گرچہ عراقی نے اس کو تسلیم نہیں کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوموسیٰ مدینی نے احمد سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اس ''مسند'' میں دیکھو، اگر اس میں موجود ہے تو ٹھیک ورنہ حجت نہیں ہے، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ جو بھی اس ''مسند'' میں ہے حجت ہے، بلکہ صرف اس بات کی وضاحت ہے کہ جو حدیث اس میں نہیں ہے وہ حجت نہیں ہے، اس کے علاوہ نہ یہ کہ بہت ساری صحیح حدیثیں ہیں جو صحیح میں منقول ہیں مگر ''مسند'' میں نہیں ہیں، مثلاً داستان ام زرع سے متعلق عائشہ کی حدیث، بلکہ ضعیف حدیثیں بھی پائی جاتی ہیں، اس سے بڑھ کر چند جعلی اور گڑھی ہوئی حدیثیں ہیں جنھیں میں نے ایک کتاب میں جمع کیا ہے، احمد کے بیٹے عبداللہ نے بھی جن حدیثوں کا ''مسند'' میں اضافہ کیا ہے ان میں بھی جعلی اور ضعیف حدیثیں ہیں. (یہ تھے عراقی کے الفاظ)

شیخ الاسلام (ابن حجر عسقلانی) نے اس سلسلے میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام ''القول المسدد فی الذب عن المسند'' رکھا، وہ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: میں اس کتاب میں ان حدیثوں کے بارے میں اظہار خیال کروں گا جن کے بارے میں بعض اہل حدیث کا خیال ہے کہ وہ جعلی ہیں اور ''مسند'' میں موجود ہیں تا کہ اس عظیم المرتبت کتاب کا دفاع کر سکوں جس کو امت اسلامی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اختلاف کے وقت اس کتاب کو امام قرار دیتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرتی ہے،

پھر شیخ الاسلام عراقی کی جمع کی ہوئی نو حدیثوں اور ''الموضوعات'' میں ابن جوزی کی جمع کی ہوئی پندرہ حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد (جو مسند میں موجود ہیں) ہر ایک کا جواب دیا ہے، میں (سیوطی) کہتا ہوں کہ ''مسند'' میں اور بھی حدیثیں ہیں جن کو ابن جوزی نے ذکر کیا ہے، لیکن ان پر ان (شیخ الاسلام) کی نظر نہیں پڑی، اور میں نے انھیں ایک رسالہ جمع کیا اور اس کا نام '' الذیل الممهد '' رکھا اور وہ چودہ حدیثیں ہیں''۔(۱)

ان باتوں کو سننے کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ احمد بن حنبل کی ''مسند'' میں مروی حدیث ثقلین پر کوئی جرح کرے گا، پھر کس طرح اس جرح کی نسبت احمد کی طرف دی جاسکتی ہے، اور بخاری کی بات قبول کی جاسکتی ہے؟ اگر اب بھی کسی کو شک وشبہ ہو تو اس کو رفع کرنے اور زبانوں کو خاموش کرنے کے لئے تقی الدین ابن الصلاح کی کتاب ''علوم الحدیث'' کی عبارت نقل کرتا ہوں.

''غریب حدیثیں دو طرح کی ہیں، ایک صحیح جو کتب صحیح میں موجود ہیں اور دوسری غیر صحیح کہ غالباً غیر صحیح ہی پر غریب کا اطلاق ہوتا ہے، اور احمد بن حنبل کے متعلق مجھ سے بتایا گیا کہ وہ کہتے تھے کہ غریب حدیثوں کو نہ لکھو کیونکہ وہ منکر اور ناشناختہ ہیں اور ان میں اکثر ضعیف ہیں''۔

پس جو شخص منکر حدیثوں پر نہ صرف یہ کہ عمل نہ کرے بلکہ اس کو لکھنے سے منع کرے، وہ کس طرح اپنی مایہ ناز کتاب ''مسند'' یا ''مناقب امیر المومنین'' میں منکر حدیثیں نقل کر کے ان آیات کا مصداق بنے گا '' یا ایها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون ، کبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون '' (سورہ صف آیہ۲-۳) (یعنی اے ایمان لانے والو تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے خدا کے نزدیک یہ غضب کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں) '' اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسكم و انتم تتلون الكتاب افلا تعقلون '' (سورہ بقرہ آیہ۴۴) (یعنی تم لوگوں سے تو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم کتاب خدا کو رٹا کرتے ہو تو تم اتنا بھی نہیں سمجھتے)

لہذا حدیث ثقلین کے متعلق یہ کہنا کہ احمد بن حنبل نے اس کو منکر کہا ہے، بہت بڑا جھوٹ اور ان پر بہتان ہے.

۱۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ص۱۴۶، بحث النوع الثانی: اَلْحَسَنْ۔

www.shiabookspdf.com

۲۔ابن جوزی کا اعتراض اور ان کا جواب

ابن جوزی " العلل المتناهية في الاحاديث الواهيه " میں لکھتے ہیں:

''عترت کے بارے میں رسولؐ خدا کی وصیت سے متعلق ایک حدیث ہے جس کو عبد الوھاب انماطی نے ہم سے بیان کیا اور انھوں نے محمد بن مظفر سے، انھوں نے احمد بن محمد عتیقی سے، انھوں نے یوسف بن دخیل سے، انھوں نے ابو جعفر عقیلی سے، انھوں نے احمد بن یحییٰ حلوانی سے، انھوں نے عبداللہ داھر سے، انھوں نے عبداللہ بن عبد القدوس سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ سے اور انھوں نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: انّی تارک فیکم الثقلین ، کتاب اللّٰہ و عترتی و انّھما لن یتفرّقا جمیعا حتّی یردا علّی الحوض ، فانظروا کیف تخلّفونی فیھما (یعنی میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت یہ کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں)۔

لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اس کے سلسلہء سند میں عطیہ ہے جس کو احمد اور یحیی نے ضعیف قرار دیا ہے، ابن عبد القدوس ہے جس کی یحیی کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے اور یحیی نے اس کو خبیث رافضی کہا ہے، عبداللہ بن داھر ہے جس کی احمد اور یحیی نے ہلکی سے بھی تعریف نہیں کی ہے''(۱)

جواب

ابن جوزی کی بات کا لغو اور بے تکی ہونا چند دلیلوں سے ثابت ہے۔

۱۔صحیح مسلم میں یہ حدیث متعدد طرق و اسناد سے نقل ہوئی ہے اور اس صحیح میں کسی حدیث کا نقل ہونا، خواہ ایک ہی طریق و سند سے ہو، مسلم کی نظر میں اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے پس کس طرح وہ حدیث صحیح نہ ہوگی جو متعدد طرق سے اس صحیح میں نقل ہوئی ہو؟

۱۔العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ، ج۱، ص ۲۶۸۔حدیث فی الوصیۃ بعترتہ۔

صحیح مسلم کے بارے میں علماء کی آراء

صحیح مسلم نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جن حدیثوں کو انہوں نے اپنی ''صحیح'' میں نقل کیا ہے ان کی صحت پر اجماع ہے چہ جائیکہ وہ حدیثیں جو خود ان کی نظر میں صحیح ہیں، جیسا کہ حافظ سیوطی نے تحریر کیا ہے کہ:

''مسلم کا بیان ہے کہ اس صحیح میں ان حدیثوں کو میں نے نقل نہیں کیا ہے جو صرف میری نظر میں صحیح ہیں بلکہ ان حدیثوں کو نقل کیا ہے جن کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے''(۱)

شیخ عبدالحق دہلوی "اسماء رجال المشکواۃ" میں مسلم کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''مسلم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب میں وہی حدیثیں نقل کی ہیں جن کی صحت پر علماء کا اجماع ہے''۔

لہذا مسلم کا اپنی ''صحیح'' میں حدیث ثقلین کو نقل کرنا، اس کی صحت پر اجماع علماء کی واضح دلیل ہے، اور اس کو صحیح نہ ماننا قول پیغمبرؐ کی مخالفت اور اہل باطل کی پیروی کرنا ہے۔

ولی اللہ دہلوی نے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ''صحیح مسلم'' میں موجود حدیثوں کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے، چنانچہ وہ آیۂ تطہیر کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آنحضرتؐ نے مرتضی، زہرا اور حسنین کے حق میں دعا نہیں کی تھی جب کہ یہ کذب محض ہے، اس لئے کہ یہ حدیث ''صحیح مسلم'' میں موجود ہے جس کی صحت پر اہل حدیث کا اجماع ہے''(۲)

یہاں ہم صرف اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں، عبقات الانوار مجلد حدیث منزلت میں تفصیل سے ''صحیحین'' کے بارے میں بحث کی ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ ابن الصلاح، ابو اسحاق اسفرائنی، قاضی ابو الطیب، شیخ ابو اسحاق شیرازی، ابو عبداللہ حمیدی، ابو نصر عبدالرحیم بن عبدالخالق، سرخسی حنفی، قاضی عبد الوھاب مالکی، ابو یعلی حنبلی، ابن زاغونی حنبلی، ابن فورک اور بہت سارے متکلمین و اشاعرہ اور سارے اہل حدیث نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیثوں کو صحیح اور قطعی الصدور کہا ہے، اور سارے

۱۔تدریب الراوی، ص ۸۹، بحث حدیث صحیح۔

۲۔قرۃ العینین، ص ۱۱۹۔

www.shiabookspdf.com

علمائے اہلسنت کا یہی نظریہ ہے، اور محمد بن طاہر مقدسی کا تو یہ کہنا ہے کہ نہ صرف یہ کہ صرف ''صحیحین'' میں موجود حدیثیں صحیح ہیں، بلکہ جو ان کے شرائط پر پوری اتریں وہ بھی صحیح اور قطعی الصدور ہیں۔

عسقلانی کے استاد بلقینی، ابن کثیر، ابن تیمیہ، ابن حجر عسقلانی، سیوطی، کورانی، کردی، نخلی، شیخ عبد الحق دہلوی اور ولی اللہ دہلوی کا بھی کہنا ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود حدیثوں کی صحت قطعی ہے۔

اور چونکہ ''صحیح مسلم'' میں حدیث ثقلین موجود ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ سارے افراد اس حدیث کے صحیح ہونے کے قائل ہیں، لہذا ابن جوزی کے اعتراض کے لغو ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

بلکہ طیبی نے تو کہا ہے کہ صحاح ستہ کی روایتوں کی صحت پر شرق و غرب کا اجماع ہے، وہ کہتے ہیں:

''اگر کوئی کہے کہ صراط مستقیم پر تمھارے رہنے کی کیا دلیل ہے اس لئے کہ ہر فرقہ مدعی ہے کہ وہ صراط مستقیم پر ہے؟ تو میں کہوں گا کہ موثق اور قابل اطمینان محدثین کی وجہ سے جنھوں نے رسولؐ خدا اور آپ کے اصحاب کے احوال و افعال سے متعلق صحیح حدیثیں جمع کی ہیں جیسے صحاح ستہ جن کی صحت پر شرق و غرب کا اتفاق ہے، اور خطابی، بغوی اور نووی جیسے شارحین بھی میرے ہم خیال ہیں، پس جو ان کی راہ پر گامزن ہے وہ صراط مستقیم پر ہے''(۱)

ابو مہدی ثعالبی ''مقالید الاسانید'' میں مسلم کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''حافظ ابو علی نیشاپوری، مسلم کی ''صحیح'' کو دوسری کتابوں پر مقدم رکھتے تھے، اور کہتے تھے کہ زیر آسمان مسلم کی کتاب سے صحیح تر کوئی کتاب نہیں ہے، اور بعض مغربی دانشوروں کا بھی یہی نظریہ ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ مسلم نے شرط کی ہے کہ اپنی ''صحیح'' میں ان ہی حدیثوں کی روایت کریں گے جن کو دو تابعین نے دو صحابیوں سے نقل کیا ہے اسی طرح تابعین کے بعد کے طبقے یہاں تک کہ سلسلۂ سند خود ان تک پہنچے، اور جو چیزیں شہادت کے لئے ضروری ہیں ان کی بھی نقل حدیث میں رعایت کی ہے، جب کہ یہ چیزیں بخاری کے یہاں مفقود ہیں''۔

۱۔ الکاشف شرح مشکوۃ۔ نخلی۔

شاہ صاحب (صاحب تحفہ) بھی ''بستان المحدثین'' میں مسلم کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''مسلم نے تین لاکھ سماع کی ہوئی حدیثوں سے انتخاب کر کے اپنی صحیح کو تالیف کیا ہے اور اس میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے''

احوال و آثار

ابو علی نیشاپوری جنہوں نے مسلم اور ان کی صحیح کی تعریف و تمجید کی ہے وہ اکابر محدثین میں سے ہیں، ان کے متعلق علمائے رجال نے اس طرح اظہار خیال کیا ہے۔

سمعانی لکھتے ہیں:

''حفاظ حدیث میں سے ایسے کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جس کا چہرہ جانا پہچانا ہے اور وہ حافظ نیشاپوری ابو علی ہیں جو اپنے زمانہ میں حفظ و اتقان و پرہیز گاری اور حصول حدیث کی خاطر سفر کرنے میں یکتا تھے، حاکم ابو عبد اللہ حافظ ''تاریخ نیشاپور'' میں لکھتے ہیں: ابو علی کا ذکر جس طرح شرق میں ہوتا ہے اسی طرح غرب میں بھی ہوتا ہے، ائمہ حدیث سے مذاکرہ کرنے اور کثرت تصنیف میں دوسروں پر مقدم ہیں، ان علوم میں تقدم کے ساتھ ساتھ شہر کے مورد قبول تعدیل کنندگان میں سے ہیں''(۱)

ذہبی کا بیان ہے:

''حافظ ابو بکر بن ابو دارم کا کہنا ہے کہ میں نے ابن عقدہ کو جتنا ابو علی نیشاپوری کے سامنے متواضع دیکھا، اتنا کسی کے سامنے نہیں دیکھا، حاکم کا کہنا ہے کہ میں نے ابو علی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں، ابو احمد عسال، ابو اسحاق حمزہ، ابو طالب بن نصر اور ابو بکر جوابی بغداد میں ایک جگہ جمع ہوئے، ان لوگوں نے حدیث نیشاپور کو لکھوانے کے لئے کہا، میں نے انکار کیا مگر جب اصرار کیا تو تیس حدیثیں میں نے لکھوائیں، ان میں سوائے ابو حمزہ کے کسی نے ایک حدیث کا بھی جواب نہیں دیا عبد الرحمٰن بن مندہ کا کہنا ہے کہ

۱۔ الانساب۔ مادہ الحافظ۔

www.shiabookspdf.com

میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ اختلافِ حدیث میں ابوعلی نیشاپوری سے بڑا حافظ اور متقن میں نے نہیں دیکھا۔

قاضی ابوبکر ابہری کا بیان ہے کہ میں نے ابوبکر بن داؤد کو ابوعلی نیشاپوری سے کہتے ہوئے سنا کہ" من ابراهيم عن ابراهيم عن ابراهيم " (یعنی ابراہیم نے ابراہیم سے اور ابراہیم نے ابراہیم سے روایت کی ہے) سے مراد کون لوگ ہیں؟ ابوعلی نے جواب دیا" ابراهيم بن طهان عن ابراهيم بن عامر البجلي عن ابراهيم النجعي" ابوبکر نے کہا ابوعلی تم نے صحیح کہا ہے۔

حاکم کا بیان ہے کہ ابوعلی نے کہا کہ میں نے محدثین میں ابوبکر جعابی جیسا نہیں دیکھا، ان کے حفظ نے تو مجھے حیران کر دیا، جب میں نے ابوبکر سے اس بات کو نقل کیا تو انہوں نے کہا وہ ایسی بات کہہ رہے ہیں جب کہ درحقیقت میرے استاد وہ ہیں۔

حاکم کہتے ہیں کہ جمادی الاولی ۳۴۹ھ میں ابوعلی کا انتقال ہوا" (۱)

سبکی نے بھی یہی باتیں کہی ہیں۔(۱)

اتنی عظمتوں کے مالک ابوعلی نیشاپوری ہیں، جنہوں نے" صحیح مسلم" کو دیگر صحاح ومسانید پر مقدم کیا ہے۔

دونوں متعہ کے حرام قرار دینے کی وجہ سے حضرت عمر پر جو اعتراض ہوا ہے، اس کا شاہ صاحب اپنی کتاب" تحفہ اثنا عشریہ" میں اس طرح جواب دیتے ہیں:

"اس طعن کا جواب یہ ہے کہ اہلسنت کے نزدیک صحیح ترین کتاب" صحیح مسلم" ہے اور اس" صحیح" میں سلمہ بن اکوع اور سبرہ بن معبد جہنی سے اور دیگر صحاح میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ موتہ میں متعہ کو تین دن کی اجازت کے بعد قیامت تک کے لئے خود حرام کیا تھا"

پس شاہ صاحب بھی ان ہی لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے" صحیح مسلم" کو صحیح ترین کتاب کہا ہے،

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۷۹، نمبر ۸۶۹۔

۲۔ سبکی کی طبقات الشافعیہ، ج ۲، ص ۲۱۵، الطبقۃ الثالثہ۔

بلکہ اس کی سارے علمائے اہلسنت کی طرف نسبت دی ہے، لہذا سارے علمائے اہلسنت کے نزدیک عموماً اور ابوعلی نیشاپوری اور شاہ صاحب کے نزدیک خصوصاً ابن جوزی کا اعتراض لغو وباطل ہے۔

نووی، مسلم کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

"علم حدیث میں" مسلم" کی بہت ساری تالیفات ہیں کہ ان ہی میں ایک" صحیح" ہے، جس کے ذریعہ خدا نے مسلمانوں پر احسان اور قیامت تک ان کے نام کو روشن کر دیا ہے"۔(۱)

"مقالید الاسناد" میں ثعالبی کے بقول حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ایسا کہا ہے۔

ذہبی، مسلم کے شرح حال میں ان کی" صحیح" کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ نفیس کتاب بڑی جامع ہے، حفاظ کی جب اس پر نظر پڑی تو بہت خوش ہوئے، مگر سلسلہء سند کی زیادتی کی وجہ سے اس کا سماع نہیں کیا، اور اس کی روایتوں کو ایک یا دو واسطوں سے نقل کیا اور اس کا نام" المستخرج على صحيح مسلم" رکھا، اس کام کو جن محدثین نے انجام دیا وہ یہ ہیں: ابوبکر محمد بن محمد بن رجاء، ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی، زاہد ابوجعفر احمد بن حمدان جیری، ابوالولید حسان بن محمد فقیہ، ابوحامد احمد بن محمد شاذلی ہروی، ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد اصفہانی، ان کے علاوہ اور بھی محدثین ہیں جن کے نام میرے ذہن میں نہیں ہیں"(۲)

اگر ابن جوزی کی بات درست ہوتی اور حدیث ثقلین صحیح نہ ہوتی تو پھر مسلم اور ان کی" صحیح" کی اس طرح تجلیل نہ ہوتی۔

بعض محدثین نے مسلم کو دیگر مشائخ پر مقدم کیا ہے، چنانچہ نووی اور شیخ عبدالحق دہلوی، احمد بن سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

"ابوزرعہ اور ابوحاتم کو دیکھا کہ صحیح حدیثوں کی شناخت میں مسلم بن حجاج کو اپنے زمانے کے مشائخ پر مقدم رکھتے تھے"(۳)

۱۔ تہذیب الاسماء واللغات، ج ۲، ص ۹۱، نمبر ۱۳۱، در شرح حال مسلم۔ ۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۵۶۹، نمبر ۲۱۷۔

۳۔ تہذیب الاسماء واللغات، ج ۲، ص ۹۱، نمبر ۱۳۱، در شرح حال مسلم، اسماء رجال المشکوۃ۔

www.shiabookspdf.com

نووی ''تہذیب الاسماء'' میں ''مسلم'' ہی کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''مسلم رحمہ اللہ عظیم المرتبت محدثین میں سے ہیں، وہ حافظ و متقن تھے، اور حصول حدیث کی خاطر دوسرے شہروں اور ملکوں میں ائمہ حدیث سے انہوں نے ملاقاتیں کی تھیں، اوروں پر ان کے تقدم کے سبھی معترف ہیں، ہر زمانے میں محدثین نے ان کی کتاب کی طرف رجوع کیا ہے اور وہ ہمیشہ مورد اعتماد ہی رہے''

''مقالید الاسانید'' میں ثعالبی کے بقول ابن حجر عسقلانی نے اپنے مرویات کی فہرست میں مسلم کے متعلق کہا ہے:

''وہ اکابر اور مشاہیر محدثین میں سے تھے، حصول حدیث کی خاطر بہت زیادہ سفر کیا تھا، اپنے زمانہ کے محدثین پر سبقت کے تو سبھی معترف ہیں جیسا کہ اپنے وقت کے دو امام اور اپنے زمانے کے دو حافظ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے اس بات کی تائید کی ہے''

جب حدیث کے امام ان کے تقدم اور پرہیزگاری کے قائل ہیں بلکہ اس پر اجماع ہے تو پھر حدیث ثقلین کو ہم صحیح نہیں گے، کیونکہ مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں متعدد طرق و اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے جو سبھی کی نظر میں مورد قبول ہے، کیا اب بھی حدیث ثقلین کی صحت میں شک و تردید کی گنجائش ہے؟ اور کیا ابن جوزی کی بات میں کوئی جان ہے؟ ہرگز نہیں!

نقل روایت میں مسلم کا احتیاط

نووی کہتے ہیں:

''مسلم نے اپنی ''صحیح'' کی تالیف میں بڑی احتیاط، اتقان، پرہیزگاری اور معرفت سے کام لیا ہے، اور یہ ان کے کمال ورع، پوری معرفت، تبحر علمی، دقت عمل اور علوم حدیث پر احاطے کی علامت ہے''(۱)

نووی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

۱۔ المنہاج فی شرح مسلم بن حجاج، ج ۱، ص ۲۱، مقدمہ کتاب۔

''مسلم کی جلالت علمی، ورع و پرہیزگاری اور علوم حدیث میں تخصص و تبحر کی سب سے بڑی دلیل ان کا روایتوں کے الفاظ میں متن و سند کے درمیان اختلاف کی نشاندہی کرنا ہے، خواہ ایک ہی حرف کا اختلاف کیوں نہ ہو، انھوں نے ان روایتوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جن کو واضعین نے وضع کیا تھا اور میں نے ''شرح صحیح مسلم'' کے مقدمے میں انھیں بیان کیا ہے، خلاصہ یہ کہ دقت عمل اور صحت اسناد میں مسلم کی کتاب کی نظیر نہیں ملتی، اور اس کے ثبوت میں میرے پاس اتنی دلیلیں ہیں کہ پھر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی''۔(۱)

اسی کتاب میں نووی لکھتے ہیں:

''جو بھی غائر نظر سے ''صحیح مسلم'' کا مطالعہ کرے گا اور اس کے اسناد و ترتیب کو دیکھے گا اور اس کے حسن سلیقہ، روش تحقیق، روایتوں میں دقت، احتیاط و ورع، مختصر سلسلۂ سند، نظم و انضباط، کثرت روایات اور دیگر حیرت انگیز محاسن اور مخفی و ظاہر لطائف کا مشاہدہ کرے گا، وہ اس نتیجے پر پہونچے گا کہ وہ (مسلم) ایسے امام تھے کہ ان جیسا ان کے بعد پھر کوئی اور پیدا نہیں ہوا، اور ان کے زمانہ میں بہت کم ہوں گے جو ان کے ہم مرتبہ ہوں اور یہ فضل الٰہی ہے جس کو چاہے وہ عطا کرے کیونکہ خدا ہی فضل عظیم کا مالک ہے''(۲)

یہ عبارتیں مسلم کے کمال ورع اور روایتوں میں نہایت احتیاط کی نشاندہی کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب مسلم نے ابوزرعہ کو اپنی کتاب پیش کی اور انھوں نے بعض روایتوں کو ضعیف بتایا تو مسلم نے انھیں حذف کر دیا، جیسا کہ آئندہ اس بارے میں ہم بیان کریں گے۔

پس کس طرح کوئی سنی حدیث ثقلین کو جعلی بتانا تو دور کی بات ہے اس کو ضعیف قرار دے سکتا ہے جب کہ اس کی عظیم الشان محدث نے اپنی عظیم المرتبت کتاب ''صحیح مسلم'' میں روایت کی ہے؟!

۲۔ اس حدیث کی ترمذی نے اپنی ''صحیح'' میں (جو صحاح ستہ میں سے ایک ہے) جابر بن عبداللہ انصاری، زید بن ارقم، ابوذر غفاری، ابوسعید اور حذیفہ سے روایت کی ہے۔

۱۔ تہذیب الاسماء واللغات، ج ۲، ص ۹۰، نمبر ۱۳۱، در شرح حال مسلم۔

۲۔ تہذیب الاسماء اللغات، ج ۲، ص ۹۱، نمبر ۱۳۱، در شرح حال مسلم۔

www.shiabookspdf.com

علماء کی نظر میں صحیح ترمذی کی عظمت

''صحیح ترمذی'' اتنی مایہ ناز کتاب ہے جس کے متعلق خود ترمذی نے کہا ہے:

''من کان فی بیته هذا الکتاب فکانما فی بیته نبی یتکلم. جس گھر میں یہ کتاب ہے اس میں گویا نبی بول رہے ہیں''

ترمذی کے اس بیان کو ابن اثیر، ذہبی، ولی الدین خطیب، شیخ عبدالحق دہلوی، ثعالبی، کاتب چلپی اور خود شاہ صاحب (صاحب تحفہ) نے نقل کیا ہے۔(۱)

پس کس طرح حدیث ثقلین کو صحیح نہ مانیں جب کہ ایسی عظیم کتاب میں متعدد طرق واسناد سے یہ نقل ہوئی ہے؟!

ابن اثیر کے بقول ترمذی نے اپنی صحیح کے متعلق کہا ہے:

''میں نے یہ کتاب تالیف کی اور اس کو علمائے حجاز کے سامنے پیش کیا انھوں نے داد تحسین دی اور اپنی خوشی کا اظہار کیا، علمائے عراق کے سامنے پیش کیا انھوں نے داد تحسین دی اور اپنی خوشی کا اظہار کیا، علمائے خراسان کے سامنے پیش کیا انھوں نے بھی داد تحسین دی اور اپنی خوشی کا اظہار کیا، پس جس گھر میں یہ کتاب ہے گویا وہاں نبی بول رہے ہیں۔''(۲)

اسی بات کو ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ''(۳) میں، ولی الدین خطیب نے ''رجال المشکوٰۃ'' میں، عبد الحق دہلوی نے ''اسماء رجال المشکوٰۃ'' میں، ثعالبی نے ''مقالید الاسناد'' میں اور دیگر علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

لہذا صحیح ترمذی میں موجود کسی حدیث پر اگر کوئی اعتراض کرے تو اس نے گویا ان بزرگوں کی مخالفت کی۔

۱۔ جامع الاصول، ج۱، ص۱۱۴، تذکرۃ الحفاظ، ج۲، ص۱۵۵، نمبر۶۵۹، الاکمال فی اسماء الرجال، ج۳، ص۸۰۳، اسماء رجال المشکوٰۃ، مقالید الاسانید، کشف الظنون، بستان المحدثین۔

۲۔ جامع الاصول، ج۱، ص۱۱۴، درشرح حال ترمذی۔

۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۲، ص۱۵۴، نمبر۶۵۸۔

طیبی نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ صحاح ستہ میں موجود روایتوں کی صحت پر شرق وغرب کا اتفاق ہے (جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا ہے) اس بناء پر چونکہ ترمذی نے اپنی ''صحیح'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، جو صحاح ستہ میں سے ایک ہے، لہذا اس کی بھی صحت پر شرق وغرب کا اتفاق ہے۔ اس کے بعد بھی کیا ابن جوزی کی بات کے غلط ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش رہتی ہے؟

ابن روز بہان نے شیعوں کی رد میں لکھی اپنی کتاب ''الباطل'' میں صحاح ستہ کی صحت پر اجماع کی تصریح کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''صحاح ستہ کی حدیثیں رافضیوں کی حدیث جیسی نہیں ہیں کیونکہ ان کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے''

ابن روز بہان اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

''ہماری صحاح کے متعلق سارے علماء کا کہنا ہے کہ جن (کتابوں) پر صحاح کا اطلاق ہوتا ہے (ان پر تعلیقات وحواشی کو چھوڑ کر) ان کے بارے میں کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ اگر ان میں قول وفعل وتقریر پیغمبر نہیں ہے تو تم مطلقہ ہو، تو نہ طلاق واقع ہوگی نہ قسم کی مخالفت اور نہ ہی وہ گنہگار ہوگا''

پس کس طرح ابن جوزی نے اس اجماع کی مخالفت کی؟ صحاح کی کتاب میں موجود حدیث کے صحیح ہونے کے لئے ابن روز بہان کی عبارت سے بڑھ کر کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟

۳۔ حدیث ثقلین کی امام احمد بن حنبل نے اپنی ''مسند'' میں متعدد طرق واسناد سے روایت کی ہے، جنہیں میں نے بحث سند میں بیان کیا ہے۔

احمد کی ''مسند'' کے بارے میں علماء کی آرا

جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ مدینی نے ''مسند احمد بن حنبل'' میں موجود ساری حدیثوں کو صحیح قرار دیا ہے، اور اپنی بات کے ثبوت میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے، میں نے مدینی کے مفاخر اور ان کے شرح حال کو عبقات الانوار مجلد حدیث ولایت میں تحریر کیا ہے۔

ابن رجب حنبلی کے بقول حافظ ابو العلاء ہمدانی نے ان تمام حدیثوں کی صحت کا فتویٰ دیا ہے جو ''مسند احمد بن حنبل'' میں موجود ہیں۔

www.shiabookspdf.com

خود ابوالعلاء ہمدانی جنھوں نے ''مسند'' میں موجود تمام حدیثوں کی صحت کا فتوی دیا ہے بڑے پایہ کے حافظ تھے، ان کے متعلق علماء نے اس طرح اظہار خیال کیا ہے.

ذہبی کہتے ہیں:

''ابوالعلاء ہمدانی حافظ، علامہ، شیخ الاسلام اور شیخ ہمدان تھے، ۴۸۸ھ میں پیدا ہوئے، سمعانی نے انھیں حافظ، متقن، عالم و فاضل، خوش خلق اور عزت نفس کا مالک کہا ہے، اور کہا ہے کہ ان کے پاس مال دنیا سے جو کچھ تھا اس کے عطا سے دریغ نہیں کرتے تھے، وہ غریبوں کا احترام کرتے تھے اور مختلف قرائتوں اور حدیث و ادب سے واقف تھے، میں نے ان سے استماع حدیث کیا تھا۔

حافظ عبدالقادر کا کہنا ہے: ہمارے شیخ ابوالعلاء کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے، عرصۂ دراز تک کوئی ان کا مثل نہ ہو سکا، انھوں نے اپنے ہمعصر عطاء کے مقابلہ بہت زیادہ سماع حدیث کیا تھا، وہ خوش خط تھے اور جب بھی کچھ لکھتے تھے تو اس پر نقطہ اور اعراب دیتے تھے، سب سے پہلے ۴۹۵ھ میں عبدالرحمٰن سے سماع حدیث کیا تھا اور حدیث، انساب، تواریخ، اسماء والکنی اور داستان و سیرت میں اپنے ہمعصروں پر سبقت حاصل کیا تھا، ایک دن ہم ان کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی نے عثمان کا فتویٰ نقل کیا، انہوں نے اسی وقت اس فتویٰ سے متعلق بہت سی حدیثیں اپنے حافظے سے لکھوائیں۔

ان کی بہت سی تصنیفات ہیں جن میں ایک ''زاد المسافر'' ہے جو پچاس جلدوں میں ہے، وہ علوم قرآن کے امام تھے اور ان علوم کے متعلق ''العشرۃ والمقروات'' لکھی، نیز وقف، تجوید اور قراء کی شناخت کے بارے میں دس جلدوں میں کتاب لکھی..... وہ نحو و لغت کے امام تھے..... جس پر مجھے بھروسہ ہے اس سے میں نے سنا ہے کہ حافظ ابو العلاء جب نیشاپور گئے تو عبدالغافر بن اسماعیل فارسی نے کہا کہ تم جیسا کوئی نیشاپور میں نہیں آیا، حافظ ابوالقاسم علی بن حسن سے سنا ہے کہ وہ اپنے ایک شاگرد کے بارے میں جو سفر پر گیا تھا کہہ رہے تھے کہ اگر وہ ابوالعلاء سے ملے بغیر واپس آئے تو اس کا

سفر بیکار ہے. ابوالعلاء کا جمادی الاولی ۵۶۹ھ میں انتقال ہوا''(۱)

حافظ عبدالمغیث کا بھی یہ نظریہ ہے کہ ''مسند احمد بن حنبل'' میں جتنی حدیثیں ہیں وہ سب کی سب صحیح ہیں، ابن رجب ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''عبدالمغیث نے '' الانتصار لمسند الامام احمد '' تصنیف کی ہے، اور اس میں لکھا ہے کہ ''مسند'' کی ساری حدیثیں صحیح ہیں، اس سلسلے میں اس کے پہلے ابوموسی نے کتاب لکھی تھی، اور ابوالعلاء نے بھی فتوی دیا تھا کہ ''مسند'' کی ساری حدیثیں صحیح ہیں، البتہ ابن جوزی نے اس کی مخالفت کی ہے۔''

عبدالمغیث کی تصدیق و توثیق کے لئے ملاحظہ کیجئے: ذہبی کی ''العبر'' (ج ۲، ص ۱۴۵، وقائع ۵۸۳ھ)، یافعی کی ''مرآۃ الجنان'' (ج ۳، ص ۴۲۶، وقائع ۵۸۳ھ)، ابن رجب کی '' ذیل طبقات الحنبلیہ '' قنوجی کی '' التاج المکلل '' (ص ۲۰۸، نمبر ۲۱۲)۔

خود ابن جوزی نے ''مسند احمد بن حنبل'' کی بڑی تعریف و تمجید کی ہے، چنانچہ عمر بن محمد عارف نہروانی ''مناقب احمد بن حنبل'' میں لکھتے ہیں:

''ابن جوزی کا کہنا ہے: امام احمد کے پاس ساڑھے سات لاکھ حدیثیں تھیں، البتہ اس عدد سے مراد طرق و اسنادِ حدیث ہے نہ کہ متن حدیث (یعنی ساڑھے سات لاکھ اسناد ایسے ان کے پاس تھے جن کی وجہ سے حدیثیں صحیح کہلاتی ہیں) اور ان میں سے انتخاب کر کے اپنی مشہور ''مسند'' تالیف کی جو امت کی نظر میں مورد احترام ہے اور وہ اس کو اپنے لئے حجت مانتی ہے، اور اختلاف کے وقت اسی کی طرف رجوع کرتی ہے، حنبل بن اسحاق کا کہنا ہے کہ میرے چچا (احمد بن حنبل) نے مجھے، صالح اور عبداللہ کو اپنے پاس بلوایا اور ہمارے سامنے ''مسند'' کی قرائت کی، پوری ''مسند'' کی سوائے ہم لوگوں کے کسی نے سماع نہ کی ہوگی، پھر چچا نے کہا میں نے اس کتاب (مسند) کو

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۸۰، نمبر ۱۰۹۳، سیوطی کی طبقات الحفاظ، ص ۴۹۷، نمبر ۱۰۶۰۔

www.shiabookspdf.com

ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ حدیثوں سے انتخاب کر کے تالیف کیا ہے، لہذا جب بھی مسلمان کسی حدیث پیغمبر کے بارے میں اختلاف کرے وہ اس کی طرف رجوع کرے، اگر وہ حدیث اس ''مسند'' میں مل جائے تو ٹھیک ورنہ حجت نہیں ہے. وہ (احمد) کتاب نہیں لکھتے تھے اور جب ان سے کتاب لکھنے کے لئے کہا گیا تو انھوں نے جواب دیا، میں نے اس ''مسند'' کو امام قرار دیا ہے، جب بھی لوگ سنن نبیؐ میں سے کسی سنت کے بارے میں اختلاف کریں تو اس ''مسند'' کی طرف رجوع کریں''

یہ تھی خود ابن جوزی کی عبارت، جس سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ انھوں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ احمد بن حنبل نے ساڑھے سات لاکھ صحیح حدیثوں سے انتخاب کر کے (تیس ہزار حدیثوں پر مشتمل) اپنی ''مسند'' تالیف کی ہے۔

۲۔ کتاب کی ''مشہور مسند'' سے توصیف کی ہے۔

۳۔ امت اسلامی نے اس ''مسند'' کو قبول کیا ہے اور وہ اس کا احترام کرتی ہے۔

۴۔ امت اسلامی اس ''مسند'' کو حجت مانتی ہے۔

۵۔ امت نے ''مسند'' کو مورد اعتماد مرجع قرار دیا ہے اور اختلاف کے وقت اسی کی طرف رجوع کرتی ہے۔

۶۔ احمد نے ''مسند'' میں (تیس ہزار) موجود حدیثوں کو ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے منتخب کیا ہے۔

۷۔ اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کرنے کا احمد نے حکم دیا ہے۔

۸۔ احمد نے کہا ہے کہ اگر وہ حدیث اس ''مسند'' میں ہو تو حجت ہے ورنہ حجت نہیں ہے۔

۹۔ احمد نے اپنی ''مسند'' کو لوگوں کے لئے امام قرار دیا ہے۔

۱۰۔ اختلاف کے وقت احمد نے اس ''مسند'' کی طرف رجوع کرنے کا دوبارہ حکم دیا ہے۔

ان باتوں کو دیکھتے ہوئے بہت تعجب ہوتا ہے کہ ابن جوزی، ''مسند احمد بن حنبل'' کی تو اس طرح توصیف کریں، مگر حدیث ثقلین جو اس ''مسند'' میں موجود ہے اس پر اعتراض اور اس کو ضعیف قرار دیں! ان

کی باتوں میں کیا تضاد نہیں ہے؟

ابن جوزی ''الموضوعات'' میں لکھتے ہیں:

''جب بھی کسی حدیث کو ''الموطا'' ''مسند احمد'' ''صحیحین'' ''سنن ابوداؤد'' اور ''سنن ترمذی'' جیسے اسلامی دواوین میں نہ پاؤ تو اس کے بارے میں تأمل کرو، اگر صحیح یا حسن روایتوں میں اس جیسی حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرو، اور اگر اس میں شک کرو اور اس کو اصول کے خلاف پاؤ تو اس روایت کے راویوں کی تحقیق کرو اور ان کے حالات کو میری کتاب ''الضعفاء والمتروکین'' میں دیکھو، اس میں ان کے ضعیف ہونے کی علت معلوم ہو جائے گی'' (۱)

گویا ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں ''مسند احمد'' کو اسلامی دواوین میں شمار کیا ہے، اور ''موطا'' کا قرین و مصاحب قرار دیا ہے اور ''صحیحین'' ''سنن ابوداؤد'' اور ''ترمذی'' پر مقدم کیا ہے اور اطمینان و اعتماد کے لحاظ سے سب کو ایک جیسا بیان کیا ہے، اور ان میں موجود حدیثوں پر غور و تامل کرنے کے لئے نہیں کہا ہے. ان سب باتوں کے باوجود حدیث ثقلین جو ''مسند احمد'' ''صحیح ترمذی'' اور سبط ابن جوزی کے بقول ''سنن ابوداؤد'' جیسے دواوین اسلام میں موجود ہے اس کو غیر صحیح کہا ہے!!

۴۔ مسلم نے صرف ان ہی حدیثوں کی روایت کی ہے جن کو ابوزرعہ نے صحیح قرار دیا تھا چنانچہ ذہبی ''مسلم'' کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''مکی بن عبدان کا بیان ہے: میں نے مسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنی اس مسند (صحیح مسلم) کو ابوزرعہ کے سامنے پیش کیا، اور جس حدیث کو انھوں نے ضعیف کہا اس کو حذف کر دیا اور جس کو صحیح اور بے عیب کہا، اس کو نقل کیا، اگر محدثین دو سو سال تک حدیثیں لکھیں، تو ان کا مدرک و محور یہی مسند ہوگی'' (۲)

مکی کی اس عبارت کو نووی نے ''المنہاج فی شرح مسلم بن حجاج'' (ج ۱، ص ۲۱) پر نقل کیا ہے۔

۱۔ الموضوعات، ج ۱، ص ۹۹، الباب الثالث۔

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۵۷۹، نمبر ۲۱۷۔

www.shiabookspdf.com

اس کا لازمہ یہ ہوا کہ حدیث ثقلین جو "صحیح مسلم" میں متعدد طرق واسناد سے نقل ہوئی ہے وہ ہر اعتراض سے عاری ہے، لہذا ابن جوزی کا اعتراض باطل ہے۔

ابوزرعہ کی شخصیت

"ابوزرعہ" جن کی تائید شدہ حدیثوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، وہ بڑے پایہ کے محدث تھے ،سمعانی ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"وہ امام، خداترس، متقن، حافظ، بہت زیادہ حدیثوں کے راوی اور صدوق تھے، کئی بار وہ بغداد گئے اور احمد بن حنبل کی صحبت اختیار کی اور ان سے حدیثوں کے متعلق مذاکرہ کیا، ان دونوں کی ہمنشینی سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے، مسلم بن حجاج (صاحب صحیح) ابوابراہیم اسحاق حربی، عبداللہ بن احمد بن حنبل، قاسم بن زکریا مطرز، ابو بکر محمد بن حسین قطان، ان کے بھتیجے اور ان کے بھانجے ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی خلیفہ رازی نے ان سے روایتیں لی ہیں، عبداللہ بن احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ جب ابوزرعہ میرے والد کے پاس آئے تو ان سے حدیث کے بارے میں بہت زیادہ مذاکرہ کیا، ایک دن میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں (احمد) جب واجب نماز پڑھ لیتا تھا تو نوافل پر ابوزرعہ سے مذاکرہ اور ان کی صحبت کو ترجیح دیتا تھا، عبداللہ بن احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ حفاظ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا بیٹا کچھ خراسان کے جوان تھے جواب اپنے وطن واپس جا چکے ہیں، جب میں نے نام پوچھا تو کہا بخارا کے محمد بن اسماعیل (امام بخاری) شہر رے کے عبیداللہ بن عبدالکریم (ابوزرعہ رازی) سمرقند کے عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور بلخ کے حسن بن شجاع۔

ابوزرعہ رازی سے منقول ہے کہ میں نے دو محدثین سے ایک ایک لاکھ حدیثیں لکھیں، ایک لاکھ حدیثیں ابراہیم فراء سے اور ایک لاکھ ابوشیبہ عبداللہ سے۔ ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن وارہ کا کہنا ہے کہ میں (ابوعبداللہ) نیشاپور میں اسحاق بن ابراہیم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عراقی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ سات

لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثیں ہیں ان میں سے چھ لاکھ حدیثیں اس جوان (ابوزرعہ) کے حافظہ میں ہیں، اسحاق بن راہویہ کا کہنا ہے کہ جس حدیث کو ابوزرعہ نہ پہچانیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے"۔(۱)

ذہبی کا بیان ہے:

"ابوزرعہ امام، حافظ دوران اور حفظ وذہانت واخلاص وعلم وعمل میں یگانۂ روزگار تھے، ان کے شیوخ میں جنھوں نے ان سے حدیثیں لی ہیں یہ ہیں: حرملہ ابوحفص فلاس، محدثین کی ایک جماعت، مسلم، خالہ زاد بھائی حافظ ابوحاتم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابن ابی داؤد اور ابوعوانہ۔

ابن عقدہ کا بیان ہے کہ مجھ سے مطین نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا کہ میں نے ابو زرعہ سے بڑا حافظ نہیں دیکھا۔

صنعانی کا کہنا ہے کہ میری نظر میں ابوزرعہ، احمد بن حنبل جیسے ہیں۔

علی بن جنید کا کہنا ہے کہ میں نے ابوزرعہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ ابویعلی موصلی کا کہنا ہے کہ ابوزرعہ کی عظمت بیان سے بالاتر ہے، وہ تمام ابواب، شیوخ اور تفسیر کو حفظ کئے ہوئے تھے۔

صالح جزرہ کا کہنا ہے کہ میں نے ابوزرعہ سے سنا کہ قرائت شدہ دس ہزار حدیثیں مجھے حفظ ہیں۔

یونس بن عبدالاعلی کا بیان ہے کہ ابوزرعہ سے زیادہ منکسر مزاج میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

ابوحاتم کہتے ہیں کہ ابوزرعہ نے اپنا جیسا نہیں چھوڑا، اور کسی نے ان جیسا کسی کو نہیں پایا ،ان جیسے زاہد بہت کم ہوں گے، ۲۶۴ھ کے آخری دن میں انتقال کیا"(۲)

۵۔ محمد بن اسحاق نے حدیث ثقلین کو صحیح کہا ہے، اور اس کی متعدد طرق واسناد سے وارد ہونے کی تائید کی ہے، ازہری "تہذیب اللغۃ" میں اس حدیث کو بہ روایت زید بن ثابت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

۱۔ الانساب۔ مادہ رازی، ج ۶، ص ۴۲۔

۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۰۵، نمبر ۵۷۹۔

www.shiabookspdf.com

''محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ حدیث (ثقلین) صحیح ہے، اور اس کو انھوں نے اپنے اسناد سے نبیؐ سے نقل کیا ہے، اور اسی کے مانند حدیث کی زید بن ارقم اور ابوسعید خدری سے روایت ہوئی ہے''

آپ نے دیکھا کہ ازھری کے بقول ابن اسحاق نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور ازھری کے اسی قول کو ابن منظور نے ''لسان العرب'' میں نقل کیا ہے، جو ابن منظور کے صحیح ماننے کی علامت ہے. لہذا محمد بن اسحاق، ازھری اور ابن منظور کا اس حدیث کو صحیح قرار دینا، ابن جوزی کی اس بات کو باطل کرتا ہے کہ حدیث ثقلین صحیح نہیں ہے۔

۶۔ ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں سخاوی کے بقول، حافظ ابن خزیمہ نے حدیث ثقلین کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، لہذا یہ حدیث ابن خزیمہ اور سخاوی دونوں کی نظر میں صحیح ہے، کیونکہ ان کا نقل کرنا، صحت حدیث کی تائید ہے. سیوطی ''تدریب الراوی'' میں لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بعد صحیح حدیثوں کی شناخت مورد اعتماد کتب سنن سے ہوتی ہے جیسے ''سنن ابوداؤد'' ''ترمذی'' ''نسائی'' ''ابن خزیمہ'' ''دار قطنی'' ''حاکم'' اور ''بیہقی'' وغیرہ، البتہ اس شرط پر کہ انھوں نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہو، صرف حدیث کا وجود صحت کے لئے کافی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہہ دیں کہ میں نے اس کتاب میں صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں، اس صورت میں حدیث کا وجود اس کی صحت کے لئے کافی ہے، جیسے ابن خزیمہ اور اصحاب مستخرجات''(۱)

سیوطی اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

''صحیح ابن خزیمہ مرتبہ کے لحاظ سے ''صحیح ابن حبان'' سے بالاتر ہے، کیونکہ ابن خزیمہ نے حدیثوں میں بڑی دقت سے کام لیا ہے اور وہ اسناد میں تھوڑے سے بھی شک سے حدیث کو صحیح نہیں کہتے تھے، اور کہتے تھے کہ اتنی دقت کے بعد حدیث صحیح ثابت ہوتی ہے''۔(۲)

۱۔ تدریب الراوی، ص ۹۳، بحث صحیح۔
۲۔ تدریب الراوی، ص ۹۵، بحث صحیح۔

سیوطی ہی لکھتے ہیں:

''جیسا کہ معلوم ہوا کہ احادیث صحیح سے متعلق صحیح ترین کتاب، ابن خزیمہ کی کتاب ہے، اس کے بعد ابن حبان کی اور پھر حاکم کی ہے، لہذا ''صحیح مسلم'' کی حدیثوں کے بعد صحیح ترین حدیثیں وہ ہیں جن کی صحت پر ان تینوں کا اتفاق ہو، پھر ابن خزیمہ اور ابن حبان یا حاکم کا، پھر ابن حبان اور حاکم کا، پھر صرف ابن خزیمہ کا اس کے بعد صرف ابن حبان کا اور پھر صرف حاکم کا اتفاق، اب اگر کوئی حدیث شرائط صحت شیخین کے مطابق نہ ہو اور نہ کسی نے اس کے متعلق کچھ کہا ہو تو پھر اس میں تامل کرنا چاہیئے''(۱)

جب ''صحیح ابن خزیمہ'' صحت کے اعتبار سے اس مرتبے پر فائز ہے اور اس میں حدیث ثقلین موجود ہے، تو پھر ابن جوزی کے اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور یہ حدیث نہ صرف یہ کہ ضعیف نہیں ہے بلکہ صحیح ترین حدیثوں میں سے ہے۔

۷۔ حافظ ابوعوانہ اسفرائنی نے اس حدیث کو ''المسند الصحیح'' میں جو ''صحیح مسلم'' کا استخراج ہے، نقل کیا ہے۔

صحیح ابن عوانہ کے بارے میں علماء کے اقوال

سمعانی ''الانساب'' میں ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''ابوعوانہ نے ''صحیح مسلم بن حجاج قشیری'' کے اسلوب پر ''المسند الصحیح'' لکھی اور اس کام کو بخوبی احسن انجام دیا''۔

ابن خلکان نے ''وفیات الاعیان'' میں، ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں، سبکی نے ''طبقات الشافعیہ'' میں اور اسدی نے ''طبقات الشافعیہ'' میں ان کے شرح حال میں لکھا ہے۔

''یہ صاحب صحیح ہیں جنھوں نے اپنی صحیح میں ''صحیح مسلم'' سے حدیثوں کا استخراج کیا ہے'' یافعی نے ''مراۃ الجنان'' میں انہیں صاحب مسند صحیح کہا ہے۔

۱۔ تدریب الراوی، ص ۱۰۹، بحث صحیح۔

www.shiabookspdf.com

سخاوی اپنی مرویات میں لکھتے ہیں:

''سماع اور قرائت کے ذریعہ اتنی روایتیں میرے پاس ہوگئی ہیں کہ ان کا بیان مشکل ہے، اور وہ چند طرح کی ہیں، ایک وہ ہیں جو ابواب فقہ کے مطابق مرتب ہوئی ہیں اور وہ بہت زیادہ ہیں جن میں بعض ''صحیح'' کے نام سے ہیں جیسے ''صحیح بخاری''، ''صحیح مسلم''، ''صحیح ابن خزیمہ'' (جو پوری موجود نہیں ہے) اور ''صحیح ابوعوانہ اسفرائنی'' جس میں گرچہ ''صحیح مسلم'' سے استخراج کیا ہے، مگر اس میں بہت سارے طرق واسناد اور بہت زیادہ حدیثوں کا اضافہ کیا ہے''۔(۱)

شاہ صاحب ''بستان المحدثین'' میں لکھتے ہیں:

''صحیح ابوعوانہ، مستخرج از صحیح مسلم ہے، اور محدثین کی اصلاح میں ''مستخرج'' اس کتاب کو کہتے ہیں جو کسی کتاب کی حدیثوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے لکھی جائے اور اس کتاب کی ترتیب ومتون وطرق واسناد کو ملحوظ رکھا جائے اور اپنے سلسلۂ سند کو اس کتاب کے مصنف تک پہنچایا جائے اور پھر اس مصنف کے شیخ اور پھر شیخ الشیخ تک سند کو متصل کرے، اور چونکہ وہ حدیث دوسرے طرق سے بھی ثابت ہے، لہذا اس مصنف کی حدیث کے وثوق واعتماد میں اضافہ ہوجاتا ہے، اس ''مستخرج'' کو صحیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں طرق واسناد اور تھوڑا متون کا اضافہ ہوجاتا ہے، اسی وجہ سے یہ مستقل کتاب کہلاتی ہے، اور ذہبی نے اس صحیح سے ایک سو تیس حدیثوں کا انتخاب کرکے ایک کتاب لکھی جو ''منتقی الذهبی'' سے مشہور ہے''

۸۔ اکابر حفاظ نے احادیث صحیحین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) یا احادیث صحاح ستہ سے متعلق جو کتابیں تالیف کی ہیں ان میں ''حدیث ثقلین'' موجود ہے جیسے حاکم کی ''المستدرک علی الصحیحین''، جس میں شرائط صحت صحیحین کے مطابق اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، حمیدی کی ''الجمع بین الصحیحین''، رزین کی ''تجرید الصحاح''، ابن اثیر کی ''جامع الاصول''۔

۱۔ الضوء اللامع، ج ۸، ص ۱۰، نمبر ۱، در شرح حال خود سخاوی۔

۹۔ محاملی نے اپنی ''امالی'' میں حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے

۱۰۔ سراج الدین فرغانی نے حدیث ثقلین کو اپنی کتاب ''نصاب الاخیار'' میں نقل کیا ہے، جس کتاب کے بارے میں صاحب ''کشف الظنون'' لکھتے ہیں:

''یہ کتاب'' ''غرر الاخبار ودرر الاشعار'' کا خلاصہ ہے، اس کتاب میں مصنف کے بقول ایک ہزار صحیح حدیثیں ہیں''

۱۱۔ بغوی نے حدیث ثقلین کو ''مصابیح'' میں مسلم اور ترمذی سے نقل کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

۱۲۔ سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں، سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں، احمد بن فضل بن محمد باکثیر مکی نے ''وسیلۃ المال'' میں، مناوی نے ''فیض القدیر'' میں اور حسن زمان نے ''القول المستحسن'' میں کہا ہے کہ ضیاء الدین مقدسی نے حدیث ثقلین کو ''المختارہ'' میں نقل کیا ہے، محققین کے بقول مقدسی نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں۔

www.shiabookspdf.com

المختارہ، محققین کی نظر میں

حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں:

''ان کے معاصرین میں جس نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، حافظ ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی ہیں، انھوں نے اپنی کتاب ''المختارہ'' میں صرف صحیح حدیثیں نقل کی ہیں''۔(۱)

سیوطی نے بھی عراقی کی بات نقل کی ہے۔(۲)

سخاوی لکھتے ہیں

''حروف تہجی کے مطابق جو مستند کتابیں لکھی گئی ہیں، اور ان کی حدیثوں سے احتجاج کیا جاسکتا ہے، ان میں ایک ضیاء مقدسی کی ''المختارہ'' ہے''(۳)

شیخ عبدالحق دہلوی ''شرح مشکوۃ'' کے مقدمہ میں ''مستدرک'' کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

۱۔ التقیید والایضاح، ص ۲۴، النوع الاول معرفۃ الصحیح۔

۲۔ تدریب الراوی، ص ۱۲۵، من مسائل الصحیح۔

۳۔ الضوء اللامع، ج ۸، ص ۱۱، نمبر ۱، در شرح حال خود سخاوی۔

''دوسرے اماموں کی بھی صحیح ہیں جیسے امام الائمہ ابن خزیمہ کی ''صحیح'' اور ضیاء الدین مقدسی کی ''المختارہ'' جس میں انھوں نے وہ صحیح حدیثیں نقل کی ہیں جو ''صحیحین'' میں موجود نہیں ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ یہ ''مستدرک'' سے بہتر ہے''

حدیث ثقلین کو صحیح حدیث کہنے والے علماء وحفاظ

حدیث ثقلین کو بہت سارے عظیم المرتبت حفاظ اور ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے، اور اس کے صحیح ہونے کی تصریح اور اس حدیث کے راویوں کی توثیق کی ہے، جن میں چند یہ ہیں۔

۱۔ محب الدین بغدادی معروف بہ ابن نجار نے اپنے اسناد سے مسلم سے نقل کیا ہے۔

۲۔ رضی صنعانی نے ''مشارق الانوار'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے، اور اس کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اس میں صرف صحیح حدیثیں جمع کی ہیں اور انھیں اپنے اور خدا کے درمیان حجت قرار دیا ہے۔

۳۔ ابن طلحہ نے ''مطالب السئول'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۴۔ حافظ گنجی نے ''کفایۃ الطالب'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۵۔ نووی نے ''تہذیب الاسماء'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۶۔ محب طبری نے ''ذخائر العقبی'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۷۔ خازن نے اپنی ''تفسیر'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۸۔ مزّی نے ''تحفۃ الاشراف'' میں مسلم، ترمذی اور نسائی سے نقل کیا ہے۔

۹۔ ولی الدین خطیب نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں مسلم اور ترمذی سے نقل کیا ہے۔

۱۰۔ طیبی نے ''الکاشف'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۱۱۔ خلخالی نے ''المفاتیح فی شرح المصابیح'' میں نقل کیا ہے۔

۱۲۔ ''الصراط السوی'' کے مطابق ذہبی نے ابوعوانہ کے الفاظ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح کہا ہے۔

۱۳۔ کازرونی نے '' المنتقی فی سیرۃ المصطفی '' میں حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

''جو شخص ایسی بات کہے جو مضمون حدیث ثقلین کے مخالف ہو، (اور وہ عالم دین کے شہر میں ہو) وہ عجب نہیں کہ کافر ہو گیا ہو''۔

۱۴۔ ابن کثیر نے اپنی ''تفسیر'' میں ''صحیح مسلم'' سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۵۔ ''فیض القدیر'' میں مناوی کے بقول ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں راویان حدیث ثقلین کی توثیق کی ہے۔

۱۶۔ خواجہ پارسا نے ''فصل الخطاب'' میں ''جامع الاصول'' سے بہ روایت مسلم اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۱۷۔ ملک العلماء دولت آبادی نے ''ھدایۃ السعداء'' میں متعدد کتابوں سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس حدیث کی شرح کی ہے اور اس کے نکات بیان کئے ہیں، اور ''شرح سنت'' میں کہا ہے'' اس حدیث کی صحت پر محدثین خلف وسلف کا اتفاق ہے''

۱۸۔ سخاوی نے ''استجلاب ارتقاء الغرف'' میں ''صحیح مسلم'' ''صحیح ابن خزیمہ'' حاکم کی ''المستدرک'' اور ''المختارہ'' سے نقل کیا ہے.

۱۹۔ سیوطی نے ''الجامع الصغیر'' ''الاساس'' ''احیاء المیت'' ''نہایۃ الافضال'' میں ''صحیح مسلم'' اور حاکم کی ''المستدرک'' سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۲۰۔ سمہودی نے ''جواہر العقدین'' میں مسلم، حاکم اور ''المختارہ'' سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۲۱۔ ابن روزبہان نے ''شرح رسالہ عقائد'' میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۲۲۔ قسطلانی نے ''المواھب اللدنیہ'' میں ''صحیح مسلم'' سے حدیث کو نقل کیا ہے۔

۲۳۔ علقمی نے ''الکواکب المنیر'' میں ''صحیح مسلم'' سے نقل کیا ہے۔

۲۴۔ ابن حجر مکی نے ''الصواعق المحرقہ'' میں متعدد مقامات پر مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۲۵۔ میرزا مخدوم جرجانی نے ''النواقض'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۲۶۔ قاری نے ''شرح الشفا'' اور ''المرقاۃ'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

www.shiabookspdf.com

۲۷۔ مناوی نے ''فیض القدیر'' میں مسلم وغیرہ سے نیز ''التیسیر'' میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور راویان حدیث کی بڑے اعتماد سے توثیق کی ہے، اسی طرح ''فیض القدیر'' میں ھیثمی کے راویان حدیث کی توثیق کو نقل کیا ہے۔

۲۸۔ احمد بن باکثیر نے ''وسیلۃ المال'' میں نقل کیا ہے۔

۲۹۔ قادری نے ''الصراط السوی'' میں صحیح مسلم سے نقل کرنے کے بعد اس کی صحت کی تصریح کی ہے۔

۳۰۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے ''اللمعات'' میں صحیح مسلم سے نقل کیا ہے۔

۳۱۔ خفاجی نے ''نسیم الریاض'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۳۲۔ عزیزی نے ''السراج المنیر'' میں مسلم سے نقل کیا ہے۔

۳۳۔ مقبلی نے ''ملحقات الابحاث المسددہ'' میں نقل کیا ہے۔

۳۴۔ زرقانی نے ''شرح مواہب اللدنیہ'' میں نقل کیا ہے۔

۳۵۔ سہارنپوری نے ''المرافض'' میں صحیح مسلم اور طبرانی سے نقل کیا ہے۔

۳۶۔ بدخشانی نے ''مفتاح النجا'' میں صحیح مسلم، طبرانی، حاکم سے نیز ''نزل الابرار'' میں مذکورہ افراد کے علاوہ ترمذی سے بھی نقل کرنے کے بعد حدیث کے صحت کی تائید کی ہے۔

۳۷۔ محمد صدر عالم نے ''معارج العلی'' میں حاکم، ترمذی اور طبرانی سے بہ سند صحیح نقل کیا ہے۔

۳۸۔ ولی اللہ دہلوی نے ''ازالۃ الخفا'' میں صحیح مسلم سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس کے الفاظ اس حدیث کے صحیح ترین الفاظ ہیں، اسی حدیث کو حاکم سے بھی نقل کیا ہے۔

۳۹۔ محمد معین سندھی نے ''دراسات اللبیب'' میں صحیح مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۴۰۔ محمد بن اسماعیل نے ''الروضۃ الندیہ'' میں صحیح مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۴۱۔ صبان نے ''اسعاف الراغبین'' میں مسلم اور دیگر کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۴۲۔ عجیلی نے ''ذخیرۃ المال'' میں صحت حدیث ثقلین کی تصریح کی ہے۔

۴۳۔ مولوی مبین لکھنوی نے ''وسیلۃ النجاۃ'' میں مسلم اور مستدرک سے نقل کیا ہے۔

۴۴۔ جمال محدث نے ''تفریح الاحباب'' میں صحیح مسلم اور صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے۔

۴۵۔ ولی اللہ لکھنوی نے ''مرأۃ المومنین'' میں صحیح مسلم اور صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے۔

۴۶۔ فاضل رشید دہلوی نے ''الحق المبین'' میں صحیح مسلم اور صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے۔

۴۷۔ حمزاوی نے ''مشارق الانوار'' میں مسلم، نسائی اور احمد سے نقل کیا ہے۔

۴۸۔ قندوزی نے ''ینابیع المودۃ'' میں صحیح مسلم، مستدرک، طبرانی کی معجم کبیر اور صواعق محرقہ سے نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ ابن حجر مکی نے صحت حدیث کی تصریح کی ہے۔

۴۹۔ حسن زمان نے ''القول المستحسن'' میں لکھا ہے کہ مناوی کے بقول مقدسی نے ''المختارہ'' میں اس حدیث کو نقل کیا ہے، اور انھوں نے اسی کتاب میں ''المختارہ'' کو کتب صحیحہ میں بتایا ہے، نیز مناوی سے ھیثمی کے راویان حدیث کی توثیق کو نقل کیا ہے۔

۵۰۔ صدیق حسن خان قنوجی نے ''السراج الوھاج'' میں صحیح مسلم کی ساری حدیثوں کو (کہ ان ہی میں حدیث ثقلین بھی ہے) صحیح اور متواتر کہا ہے۔

www.shiabookspdf.com

تضعیف عطیہ کا جواب

۱۔ ابوسعید سے حدیث ثقلین کی روایت کرنے والے، ''عطیہ'' کے بارے میں ابن جوزی کی یہ بات غلط ہے کہ وہ ضعیف ہیں، اس لئے کہ ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔

چنانچہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''ابن سعد کا کہنا ہے کہ عطیہ نے ابن اشعث کی معیت میں خروج کیا تھا، حجاج نے محمد بن قاسم کے پاس نامہ لکھا کہ عطیہ کو بلا کر علی پر سب وشتم کراؤ، اگر وہ ایسا نہ کریں تو چار سو تازیانے لگاؤ، اور ان کی داڑھی مونڈ دو، محمد بن قاسم نے ان سے علی کو برا کہنے کے لئے کہا لیکن انھوں نے انکار کر دیا، چنانچہ محمد بن قاسم نے حجاج کے حکم کو عملی جامہ پہنایا، پھر وہ خراسان گئے اور عراق پر عمر بن ھبیرہ کی حکومت تک خراسان ہی میں رہے، اور پھر عراق آ گئے، اور آخر عمر تک وہیں رہے، اور ۱۱۰ سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے، وہ انشاء اللہ ثقہ تھے، ان کی بہت ساری صالح حدیثیں ہیں، مگر بعض افراد ان

کی حدیثوں سے احتجاج نہیں کرتے ہیں"(۱)

ابن سعد جنھوں نے "عطیہ" کی توثیق کی ہے، انہیں اہلبیت سے سخت دشمنی تھی، یہاں تک کہ انہوں نے امام جعفر صادق کی تضعیف کر دی، اور آپ کی روایتوں کو اختلاف واضطراب سے متصف کیا ہے، اس کے علاوہ اور بھی دلیلیں ہیں جو اہلبیتؑ سے ان کے کینہ رکھنے کی نشاندہی کرتی ہیں، جب ایسا شخص "عطیہ" کی توثیق کرے تو پھر "عطیہ" کی وثاقت بہت ٹھوس ہوگی، اور جن کے بارے میں ابن سعد نے کہا ہے کہ وہ "عطیہ" کی روایتوں سے احتجاج نہیں کرتے، وہ ابن سعد سے بھی بڑھ کر ہوں گے۔

۲۔ عطیہ، احمد بن حنبل کے راویوں میں سے ہیں، اور ان سے اپنی "مسند" میں روایت کی ہے، اور سبھی جانتے ہیں کہ احمد بن حنبل سوائے ثقہ کے کسی اور سے روایت نہیں کرتے تھے. چنانچہ تقی الدین سبکی اپنی کتاب کے پہلے باب کی پہلی حدیث " من زار قبری وجبت له شفاعتی " کے راویوں کی توثیق میں لکھتے ہیں:

"احمد بن حنبل نے صرف ثقہ سے روایت کی ہے، جیسا کہ بکری کی رد میں لکھی جانے والی کتاب میں ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ محدثین میں جرح وتعدیل کے قائلین دو طرح کے ہیں، ایک وہ ہیں جنھوں نے موثق افراد کے سوا کسی اور سے روایت نہیں کی ہے جیسے مالک ....احمد....."(۲)

سبکی کے اس بیان کی روشنی میں "عطیہ" کی وثاقت میں کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی، اس لئے کہ احمد کے غیر ثقہ سے روایت نہ کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں، یا وہ غیر ثقہ سے کسی بھی صورت میں روایت نہیں کرتے تھے، خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ، جیسا کہ احمد کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے، بلکہ ایسا ہی ہے، اس صورت میں غیر ثقہ سے بلاواسطہ ترک روایت کی جو چیز موجب بنے گی وہی غیر ثقہ سے بالواسطہ روایت کرنے میں مانع ہوگی، لہذا اس صورت میں بھی "عطیہ" کی وثاقت ثابت ہے۔

"مسند احمد" کا مطالعہ کرنے والے پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ احمد نے اپنی "مسند" میں بہت زیادہ

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۲۲۶، نمبر ۴۱۴۔

۲۔ شفاء الاسقام، ص ۱۱۔۱۰۔

روایتیں "عطیہ" سے لی ہیں، خود حدیث ثقلین کی انہوں نے "عطیہ" کے توسط سے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے، اور یہ بات ثابت ہے کہ جن کی دیانت وصداقت احمد کی نظر میں ثابت ہوتی تھی صرف ان ہی سے وہ روایت کرتے تھے، جیسا کہ عبدالوھاب سبکی "طبقات الشافعیہ" میں احمد بن حنبل کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

"ابن مدینی کا کہنا ہے کہ جن کی صداقت ودیانت ان (احمد) کی نظر میں ثابت ہوتی تھی، صرف ان ہی سے وہ روایت کرتے تھے، مشکوک افراد کی روایتیں چھوتے بھی نہیں تھے"

ان سب باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابن جوزی کا احمد کی طرف "عطیہ" کی تضعیف کی نسبت دینا احمد پر بہتان عظیم ہے. بڑے تعجب کی بات ہے کہ ابن جوزی فضائل اہلبیت کے چھپانے میں اس حد تک بڑھ گئے کہ حقائق سے انکار اور بدیہیات کی نفی کر دی، احمد اور ان کی "مسند" کے متعلق کیسے انھوں نے ایسی بے تکی باتیں کیں جب کہ وہ خود حنبلی تھے؟

۳۔ ابن جوزی کے نواسے حافظ سبط ابن جوزی نے "عطیہ" کے موثق ہونے کی تصریح کی ہے، اور ان کی تضعیف کو غلط بتایا ہے، سبط ابن جوزی نے پیغمبر اسلامؐ کی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہ "کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہو سوائے میرے اور علی کے" کہا ہے:

"اگر یہ کہا جائے کہ "عطیہ" ضعیف ہے، اور اس حدیث کے ضعیف ہونے کی یہ وجہ بتائی جائے کہ ترمذی کا کہنا ہے کہ میں نے یہ حدیث بیان کی یا مجھ سے محمد بن اسماعیل (بخاری) نے یہ حدیث سنی تو حیرت میں پڑ گئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ "عطیہ عوفی" نے ابن عباس اور صحابہ سے اس کی روایت کی ہے اور "عطیہ" ثقہ ہیں، اور بخاری کے حیرت کی وجہ یہ ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا: "میں اس مسجد میں سوائے پاک کے کسی کے جانے کو جائز نہیں سمجھتا نہ حائض کے لئے اور نہ ہی مجنب کے لئے" شافعی کا نظریہ ہے کہ مجنب کے لئے مسجد سے گزرنا جائز ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جب تک غسل نہ کر لے اس وقت تک داخل ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ نص موجود ہے، اور علی اس لئے

www.shiabookspdf.com

اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں کہ جس طرح بعض چیزیں رسولؐ خدا سے مخصوص تھیں، اسی طرح بعض چیزیں علی سے بھی"(۱)

یحییٰ بن معین کی طرف "عطیہ" کے تضعیف کی نسبت دینا بھی غلط ہے، اس لئے کہ موثق عالم دین "دوری" نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ "عطیہ" صالح ہیں، ابن حجر عسقلانی "عطیہ" کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

"دوری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ صالح تھے"(۲)

لہذا (عطیہ کے تضعیف کی) ابن معین کی طرف ابن جوزی کے نسبت دینے کی کوئی حیثیت نہیں ہے

۴۔ "عطیہ" بخاری، ترمذی اور ابوداؤد کے راویوں میں سے ہیں، بخاری نے "الادب المفرد" میں، ترمذی نے اپنی "صحیح" میں اور ابوداؤد نے اپنی "سنن" میں (کہ آخرالذکر دونوں کتابیں صحاح ستہ میں سے ہیں) ان سے روایت کی ہے، بلکہ ترمذی نے اپنی "صحیح" میں حدیث ثقلین کو "عطیہ" سے نقل کیا ہے، اور اہلسنت کی نظر میں "صحاح ستہ" کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر "عطیہ" کے بارے میں ابن جوزی کی بات صحیح مانیں، تو پھر "صحاح ستہ" کی اہمیت ختم ہوجائے گی۔

ابن جوزی کا "عطیہ" پر اعتراض کرنا اور حدیث ثقلین کو ضعیف کہنا حدیث کے سلسلے میں ان کی عدم آگاہی کی دلیل ہے، کیونکہ حدیث ثقلین کی صرف "عطیہ" نے روایت نہیں کی ہے، بلکہ دوسروں نے بھی روایت کی ہے، اگر ان کو ضعیف مانیں تو دوسروں کے نقل کرنے کی وجہ سے ان کا ضعف دور ہوجائے گا، اور ابوسعید سے مروی حدیث ثقلین کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور متعدد طرق و اسناد و الفاظ میں وارد ہونے والی مطلق حدیث کی صحت تو اپنی جگہ ہے ہی۔

حدیث ثقلین کو صرف "عطیہ" نے ابوسعید سے نقل نہیں کیا ہے، بلکہ ابوسعید سے "ابوالطفیل" نے بھی نقل کیا ہے، جو صحابی تھے، اور اس پر سخاوی کی "استجلاب ارتقاء الغرف" سمہودی کی "جواہر العقدین" ابن باکثیر کی "وسیلۃ المآل" اور شیخانی قادری کی "الصراط السوی" شاہد ہیں. فرض کیجئے کہ "عطیہ" ضعیف تھے اور صرف ان ہی نے ابوسعید سے حدیث ثقلین کی روایت کی تھی، تب بھی حدیث ثقلین کی صحت پر کوئی اثر

۱۔ تذکرۃ خواص الامۃ، ص ۴۲، حدیث فی سد الابواب۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۲۲۵، نمبر ۴۱۳۔

نہیں پڑے گا، کیونکہ حدیث ثقلین کی صرف ابوسعید نے روایت نہیں کی ہے، بلکہ بیس سے زیادہ صحابیوں نے رسولؐ خدا سے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے، اور یہ تعداد تواتر سے بھی بالاتر ہے، جیسا کہ عبقات الانوار مجلد حدیث ولایت میں تفصیل سے اس کو بیان کیا ہے۔

تضعیف عبداللہ بن عبدالقدوس کا جواب

۱۔ حافظ محمد بن عیسی بن طباع کا "عبداللہ بن عبدالقدوس" کی توثیق کرنا، ابن جوزی کے اعتراض کو غلط ثابت کرنے کے لئے کافی ہے، چنانچہ مقدسی "عبداللہ بن عبدالقدوس" کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

"ابن عدی کا کہنا ہے کہ محمد بن عیسی انھیں ثقہ کہتے تھے"(۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

"منقول ہے کہ محمد بن عیسی نے انھیں ثقہ کہا ہے"(۲)

محمد بن عیسی ابن طباع، جنہوں نے "عبداللہ بن القدوس" کی توثیق کی ہے، وہ بھی بہت بڑے محدث تھے، ذہبی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

"محمد بن عیسی بن طباع، حدیث کے حافظ کبیر تھے، ابوحاتم کا کہنا ہے یہ ثقہ اور ان کی حدیثیں بھروسہ کے قابل ہیں، میں نے محدثین کے درمیان ان جیسا حافظ نہیں دیکھا، ابوداؤد نے ثقہ کہا ہے، میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ اسّی سال کی عمر میں ۲۲۴ھ میں ان کا انتقال ہوا، ان کی بہت ساری تصنیفات ہیں۔

احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ ابن طباع زیرک و دانا تھے، بخاری کا بیان ہے کہ میں نے علی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں (علی) نے عبدالرحمن اور یحیی سے سنا کہ لوگ ابن طباع سے حدیث ھیثم کے متعلق پوچھتے تھے، واقعاً ان کی حدیث کو ابن طباع سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا. ابوحاتم کا کہنا ہے کہ میں نے محمد بن عیسی کو کہتے ہوئے سنا کہ ابن مہدی اور ابوداؤد کے درمیان "ھیثم" کی کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہوگیا کہ ان کی

۱۔ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۱۰، ص ۳۰۳، نمبر ۳۳۷۹۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۳۰۳، نمبر ۵۱۶۔

www.shiabookspdf.com

حدیث کا سماع کیا ہے یا اپنی طرف سے گڑھ لیا ہے، دونوں نے فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا، پھر میں نے اس حدیث کے بارے میں انھیں بتایا''(۱)

ذہبی ''العبر'' میں لکھتے ہیں:

''حافظ ابوجعفر بن عیسی بن طباع نے مالک اوران کے ہم طبقوں سے حدیثیں سنیں، ابو حاتم کا کہنا ہے میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا، ابوداؤد کا بیان ہے کہ انہوں نے تفقہ کیا اور چالیس ہزار حدیثیں حفظ کیں''(۲)

۲۔ابن حبان کی نظر میں بھی ''عبداللہ بن عبدالقدوس تمیمی رازی'' موثق ہیں، انھوں نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن عبدالقدوس تمیمی رازی، اطراف شہر رے کے رہنے والے تھے، انھوں نے اعمش اور ابن ابی خالد سے اوران (عبداللہ) سے سعید بن سلیمان اور محمد بن حمید نے روایت کی ہے''(۳)

ابن حجر ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''ابن حبان نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ بعض اوقات غریب حدیثیں بھی نقل کرتے تھے''(۴)

ابن حبان کا ان کی توثیق کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس لئے کہ ابن حبان کو اہلبیت سے سخت دشمنی تھی، اوران کی شان میں وہ گستاخی کرتے تھے، چنانچہ امام علیؑ رضا کے بارے میں کہا ہے ''وہ عجیب وغریب کام انجام دیتے تھے اور (معاذ اللہ) خطا کار تھے'' ملاحظہ کیجئے: ''میزان الاعتدال'' (ج۲، ص۴۵۷، نمبر۴۴۳۱)، ''تہذیب التہذیب'' (ج۷، ص۳۸۸، نمبر۶۲۷)، پھر کس طرح ایسا ناصبی ایک رافضی کی توثیق کرسکتا ہے!

۱۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۳۰۱، نمبر۳۱۷۔
۲۔العبر، ج۱، ص۱۹۵، وقائع ۲۲۴ھ۔
۳۔الثقات، ج۴، ص۳۰، نمبر۲۲۸۰۔
۴۔تہذیب التہذیب، ج۵، ص۳۰۲، نمبر۵۱۶۔

۳۔ بخاری جیسے راسخ العقیدہ سنّی نے ''عبداللہ بن عبدوس'' کی توثیق کی ہے، ہیثمی ''مجمع الزوائد'' میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بخاری اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے''

عسقلانی ان کے شرح حال میں لکھتے ہیں:

''بخاری کا کہنا ہے کہ یہ صدوق ہیں، مگر ضعیف افراد سے بھی روایت کرتے تھے''(۱)

واضح رہے کہ اہلسنت کے اکابر محدثین میں بہت ہی کم محدث ایسے ہوں گے جنھوں نے ضعیف افراد سے روایت نہ کی ہو، ابن تیمیہ کی ''المنھاج السنۃ'' اس پر شاہد ہے، اب اگر عبداللہ بن عبدالقدوس ضعیف افراد سے روایت کرنے کی وجہ سے مورد اعتراض قرار پاسکتے ہیں تو پھر کوئی بھی محدث اعتراض سے نہیں بچ سکتا۔

۴۔عبداللہ بن عبدالقدوس ''تعلیقات صحیح بخاری'' کے راویوں میں سے ہیں، ملاحظہ کیجئے ''الکاشف'' ج۲ص۱۰۵ ''تہذیب التہذیب'' ج۵ص۳۰۳ ''تقریب التہذیب'' ج۱ص۴۳۰، رمز ''خت'' اور چونکہ محققین کے نزدیک بخاری کا کسی سے حدیث کا نقل کرنا خواہ ''تعلیقات'' ہی میں کیوں نہ ہو، اس کی عدالت کی دلیل ہے، لہذا ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' پر اعتراض لغو ہے۔

ابن حجر عسقلانی ''فتح الباری فی شرح صحیح البخاری'' کے مقدمہ ''ھدی الساری'' میں بخاری کے راویوں پر اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

''ہر منصف مزاج کو معلوم ہونا چاہئے کہ صاحب ''صحیح'' جس راوی سے روایت کریں، یہ ان کی نظر میں اس راوی کے عادل ہونے اور اس کے ضبط (قوی حافظہ) اور عدم غفلت کی علامت ہے، خاص طور سے ان دو کتابوں کے راوی جن کو ائمہ جمہور نے باتفاق ''صحیحین'' (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ جنھوں نے اپنی کتاب میں احادیث صحیح کی جمع آوری کی ہے، اس پر یہ لفظ صادق نہیں آتا ہے، لہذا جس کا بھی ان دونوں کتابوں میں نام موجود ہے ان کی عدالت پر گویا جملہ محدثین کا اجماع ہے۔

۱۔تہذیب التہذیب، ج۵، ص۳۰۲، نمبر۵۱۶۔

www.shiabookspdf.com

البتہ اگر اس راوی سے ''متابعات وشواہد وتعلیقات'' میں روایت نقل ہوئی ہو تو پھر درجے میں فرق آجائے گا، لیکن بہرحال اس کی صداقت ثابت ہے، بنابرایں اگر کوئی شخص کسی راوی پر طعن کرے تو اس کا یہ طعن، امام (صاحب صحیحین) کے تعدیل کے مقابلہ میں ہوگا، جس کی وجہ سے وہ قابل قبول نہیں ہوگا، مگر یہ کہ کوئی ایسی وجہ بیان کی جائے جو اس راوی کی عدالت کو مطلق ضبط حدیث یا کسی حدیث کے سلسلے میں خدشہ دار کردے، کیونکہ ائمہ حدیث کی نظر میں راوی کے غیر معتبر ہونے کے اسباب متفاوت ہیں، بعض موجب قدح ہیں اور بعض موجب قدح نہیں ہیں، شیخ ابوالحسن مقدسی، جن کی کتابِ صحیح میں روایت نقل ہوئی ہو ان کے بارے میں کہتے ہیں: وہ پل سے گزر گیا، یعنی اس کے خلاف کہی جانے والی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے، شیخ ابوالفتح قشیری اپنی ''مختصر'' میں کہتے ہیں کہ جملہ محدثین نے ''شیخین'' (بخاری اور مسلم) ہی کی کتابوں کو ''صحیحین'' کہا ہے کہ اس نامگذاری کا لازمہ یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کے راوی عادل ہیں۔''(۱)

ملا علی قاری نے ''المرقاۃ فی شرح مشکواۃ'' میں ''صحیحین'' کے بارے میں ایسا ہی کہا ہے۔(۲)

اس بناء پر اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یحییٰ بن معین نے ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' پر طعن کیا ہے تو ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری کی عبارتیں خود ان کا جواب ہیں۔ اور ابن جوزی کا اعتراض ان کی عدم آگاہی کی عکاسی کر رہا ہے۔

۵۔ ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' صحیح ترمذی کے راویوں میں سے ہیں، ملاحظہ کیجئے: ''الکاشف'' (ج ۲، ص ۱۰۵)، ''تہذیب التہذیب'' (ج ۵، ص ۳۰۳) میں رمز ''ت''

۶۔ اگر فرض کریں کہ ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' پر طعن ہوا ہے تو اس سے خود حدیث ثقلین کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور نہ ہی اس روایت کی وجہ سے کوئی ضرر پہنچے گا جس کو اعمش نے عطیہ سے اور عطیہ

۱۔ ھدی الساری، مقدمہ فتح الباری، ص ۳۸۱، فصل ۹۔
۲۔ المرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ، ج ۱، ص ۶۲، مقدمہ کتاب۔

نے ابوسعید سے نقل کیا ہے، کیونکہ اعمش سے صرف ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' نے حدیث ثقلین کی روایت نہیں کی ہے، محمد بن طلحہ بن مصرف یامی اور محمد بن فضیل بن غزوان ضبی نے بھی اعمش سے اس حدیث کو نقل کیا ہے، ملاحظہ کیجئے ''مسند احمد بن حنبل'' (ج ۳، ص ۱۷)، ''صحیح ترمذی'' (ج ۵، ص ۶۲۱)۔

لہٰذا ابن جوزی کے اعتراض کا کوئی فائدہ نہیں ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ''عبداللہ بن عبدالقدوس'' کا اعمش سے اس حدیث کی روایت کرنا، ان دوسرے راویوں کی صداقت کی مؤید ہے جنہوں نے اعمش سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

اور جس طرح حدیث ثقلین کی صرف ''عبداللہ'' نے اعمش سے روایت نہیں کی ہے، اسی طرح صرف اعمش نے بھی ''عطیہ'' سے اس کی روایت نہیں کی ہے، بلکہ عبدالملک بن ابی سلیمان میسرہ عزرمی، ابو اسرائیل اسماعیل بن خلیفہ عبسی ملائی، ہارون بن سعد عجلی اور کثیر بن اسماعیل تیمی نواء نے بھی ''عطیہ'' سے روایت کی ہے ''مسند احمد'' اور ''معاجم طبرانی'' اس کی شاہد ہیں۔

www.shiabookspdf.com

تضعیف ''ابن داھر'' کا جواب

''عبداللہ بن داھر'' کے بارے میں ابن جوزی کا یہ طعن کہ ''ابن داھر کے بارے میں احمد اور یحیی کا کہنا ہے کہ ان میں کوئی قابل ذکر بات نہیں تھی'' بھی قابل قبول نہیں ہے، اس لئے کہ سیوطی کی ''تدریب الراوی'' جیسی کتاب کا مطالعہ کرنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ایسے طعن واعتراض کی کوئی حیثیت نہیں ہے، تفصیل عبقات الانوار مجلد حدیث ولایت میں بیان کی ہے۔

''ابن داھر'' سے ابن جوزی کی بدگمانی کی یہ وجہ تھی کہ وہ فضائل علیؑ میں بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے تھے، جیسا کہ ذہبی کہتے ہیں:

''ابن عدی کا کہنا ہے کہ ان کی زیادہ تر روایتیں فضائل علی میں ہیں''(۱)

جب ایسا ہے تو پھر ان اسباب کی وجہ سے ایسے شخص پر طعن کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کیونکہ اس طعن کی بنیاد بغض اہلبیت ہے نہ کہ ضعف راوی۔

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۴۱۶، نمبر ۴۲۹۵۔

ابن جوزی کا ''عبداللہ بن داھر'' کی وجہ سے حدیث ثقلین پر اعتراض کرنا تعجب خیز بات ہے، اس لئے کہ اکابر علمائے اہلسنت کی کتابوں میں بہت سارے طرق واسناد سے وارد ہونے والی حدیث ثقلین کے سلسلہء سند میں نہ تو ''عبداللہ بن داھر'' ہیں نہ ہی ''عبداللہ بن عبدالقدوس''، صرف ایک نادر روایت کے سلسلہء سند میں یہ دونوں ہیں جس کو ابن جوزی نے بیان کیا ہے، اور اسی کو بہانہ بنا کر انھوں نے حدیث ثقلین پر اعتراض کیا ہے، اور یہ بھول گئے کہ ''مسند احمد''، ''صحیح مسلم'' اور ''صحیح ترمذی'' کا صرف ایک بار مطالعہ ان کے سوءنیت کے آشکار ہونے کے لئے کافی ہے۔

ابن جوزی کے اعتراض کو رد کرنے والے محدثین ومحققین

ان ہی وجوہات اور دیگر عوامل کی وجہ سے اہلسنت کے بہت سارے اکابر محدثین اور بلند پایہ محققین نے '' العلل المتناهيه '' میں موجود حدیث ثقلین پر ابن جوزی کے اعتراض کو تسلیم نہیں کیا ہے، جن میں چند یہ ہیں۔

۱۔ خود ابن جوزی کے نواسے سبط ابن جوزی نے ''مسند احمد بن حنبل'' سے حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

''تعجب کی بات ہے کہ تمھارے نانا نے ''الواھیۃ'' میں کہا ہے کہ ہم سے عبدالوھاب انماطی نے بیان کیا، انھوں نے محمد بن مظفر سے، انھوں نے محمد عقیلی سے، انھوں نے یوسف بن دخیل سے، انھوں نے ابوجعفر عقیلی سے، انھوں نے احمد حلوانی سے، انھوں نے عبد اللہ بن داھر سے، انھوں نے عبد اللہ بن عبد القدوس سے، انھوں نے اعمش سے، انھوں نے عطیہ سے، انھوں نے ابوسعید سے اور انھوں نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: انی تارک فیکم الثقلین ..... تمھارے نانا اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ عطیہ ضعیف ہے، ابن عبد القدوس رافضی ہے اور ابن داھر میں قابل ذکر کوئی بات نہیں ہے، تو میں (سبط ابن جوزی) کہوں گا کہ جس حدیث کی میں نے روایت کی ہے اس کو احمد ابن حنبل نے ''الفضائل'' میں نقل کیا ہے، اور اس کے سلسلۂ سند میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جس کو میرے نانا نے ضعیف کہا ہے، اور

میری روایت کو ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' میں اور ترمذی اور دیگر محدثین نے نقل کیا ہے اور رزین نے ''الجمع بين الصحيحين'' میں اس کو بیان کیا ہے، مجھے تعجب ہے کہ میرے نانا سے کس طرح ''صحیح مسلم'' والی حدیث جس کی انھوں نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے پنہاں رہ گئی''(۱)

سخاوی لکھتے ہیں:

''مجھے تعجب ہے کہ کس طرح ابن جوزی نے حدیث ثقلین کو ''العلل المتناھیۃ'' میں نقل کیا، اور اس سے بڑھ کر تعجب تو ان کی اس بات پر ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، جب کہ عنقریب اس حدیث کے طرق واسناد جن میں بعض ''صحیح مسلم'' میں موجود ہیں بیان کریں گے''(۲)

سمہودی اس بات کو ثابت کرنے کے بعد کہ حدیث ثقلین صحاح اور مسانید میں موجود ہے، لکھتے ہیں:

''تعجب کی بات ہے کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو ''العلل المتناھیۃ'' میں نقل کیا، ہوشیار رہنا دھوکہ نہ کھانا! لگتا ہے جب وہ اس حدیث کو نقل کر رہے تھے تو ان کی نظر صرف اسی سند پر پڑی، جب کہ اور بھی طرق واسناد سے یہ نقل ہوئی ہے''(۳)

حقیقت یہ ہے کہ یہ خوش کرنے والی باتیں ہیں ورنہ ابن جوزی کی معلومات اور ان کی وسعت نظر کی تعریف و تمجید کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی عقلمند اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا کہ ''مسند ابن راھویہ''، ''مسند احمد''، ''مسند عبد بن حمید''، ''مسند دارمی''، ''صحیح مسلم''، ''صحیح ترمذی''، ''مصاحف ابن انباری''، ابن ابی الدنیا کی ''فضائل القرآن''، حکیم ترمذی کی ''نوادر الاصول''، ابن ابی عاصم کی کتاب ''السنۃ''، ''مسند بزار''، ''خصائص نسائی''، ''مسند ابویعلی''، دولابی کی ''الذریۃ الطاہرہ''، ''صحیح ابن خزیمہ''، ''صحیح ابوعوانہ''، ''المستدرک علی الصحیحین''، خرگوشی کی ''شرف النبوۃ''، ابونعیم کی ''منقبۃ المطھرین'' اور ''حلیۃ الاولیاء'' اور ابن طاہر مقدسی کی ''طرق حدیث ثقلین'' جیسی صحاح ومسانید ومعاجم میں موجود متعدد طرق واسناد سے نقل ہونے والی حدیث ثقلین پر ان کی نظر نہیں پڑی ہوگی۔

۱۔ تذکرۃ خواۃ الامۃ، ص۳۲۲، باب۱۲۔
۲۔ استجلاب ارتقاء الغرف، ج۱، ص۳۳۸، ح۶۲۔
۳۔ جواہر العقدین، ج۲، ص۳۷، قسم ثانی۔

www.shiabookspdf.com

کیا ان کتابوں میں ابن جوزی کی سند کے علاوہ اور اسناد سے یہ حدیث نقل نہیں ہوئی ہے؟! یقیناً مذکورہ بالا کتابوں میں دیگر طرق واسناد سے اس حدیث کی روایت ہوئی ہے، مگر ابن جوزی اپنی کتاب کے قاری کو فریب دینا چاہ رہے تھے کہ حدیث ثقلین صرف اسی سند سے نقل ہوئی ہے، اور چونکہ اس کے راوی ضعیف ہیں، لہذا حدیث بھی صحیح نہیں ہے، مگر خود ابن جوزی کے ہی ہم نوالوں اور ہم پیالوں نے متعدد طرق واسناد سے حدیث ثقلین نقل کر کے ان کے راز کو فاش اور حیلے کو آشکار کر دیا:

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

۴۔ ابن حجر مکی ''الصواعق المحرقہ'' اور ''تتمۃ الصواعق'' میں معتبر ماخذ سے حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ابن جوزی نے اشتباہ یا بقیہ طرق حدیث سے غفلت کی وجہ سے حدیث ثقلین کو ''العلل المتناھیۃ'' میں نقل کیا ہے، جب کہ ''صحیح مسلم'' میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرت نے غدیر خم میں یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی''

پھر ابن حجر نے حدیث ثقلین کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے علماء کے اقوال نقل کئے ہیں وہ ''تتمۃ الصواعق'' میں لکھتے ہیں:

''ابن جوزی نے ''العلل المتناھیۃ'' میں حدیث ثقلین نقل کر کے اچھا کام نہیں کیا''

۵۔ مناوی لکھتے ہیں:

''ھیثمی کا کہنا ہے کہ حدیث ثقلین کے سارے راوی موثق ہیں، ابویعلی نے اس حدیث کی ایسی سند سے روایت کی ہے جس میں اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہے، اور اسی کو حافظ عبدالعزیز بن اخضر نے نقل کیا ہے..... اور جنھوں نے ابن جوزی کی طرح اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، غلطی کی ہے''(۱)

۶۔ حسن زمان نے ''القول المستحسن'' میں مناوی ہی کی عبارت نقل کی ہے۔

۱۔ فیض القدیر، ج ۳، ص ۱۵۔۱۴۔

۷۔ شیخانی قادری ''الصراط السوی'' میں حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''ابن جوزی نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث کو واہیات میں بیان کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے، غالباً وہ بھول گئے کہ اس حدیث کو مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں زید بن ارقم سے نقل کی ہے''(۱)

۱۔ لیجئے ابن جوزی نے بھی حدیث ثقلین کی صحت کا اعتراف کر ہی لیا، ''تحفات الازھار فی خلاصۃ عبقات الانوار'' (ج ۲، ص ۵۲) کے مطابق، ابن جوزی نے ''کتاب المسلسلات'' میں اس طرح حدیث کو نقل کیا ہے جو ان کی نظر میں اس کی صحت پر دلالت کر رہا ہے۔ ''العلل المتناھیہ'' میں ان کے حدیث نقل کرنے کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ جس طریق سے ''کتاب المسلسلات'' میں حدیث نقل کی ہے اس کی انھیں خبر نہیں تھی۔

۲۔ انھیں صرف اس طریق وسند پر اعتراض تھا جس سے ''العلل'' میں نقل کیا ہے۔

''کتاب المسلسلات'' کا قلمی نسخہ ''دارالکتب ظاہریہ'' (دمشق) میں ہے اس کو خود مؤلف کے زمانہ میں ۵۸۱ھ میں علی بن ملکدار جنزی نے لکھا تھا، اس کے آخری صفحات پر مؤلف کی بہت ساری قرائتیں اور سماعیں ہیں، یہ نسخہ مجموعہ دہم میں ہے اور اس کا نمبر ۳۷ ہے۔ ملاحظہ کیجئے: ''فہرست مخطوطات دارالکتب الظاہریہ'' (فہرست حدیث ص ۴) یہ حدیث ص ۴ پر موجود ہے، حدیث کی عبارت اس طرح ہے:

''پانچویں حدیث: ہمارے شیخ اوام اللہ ایامہ کا کہنا ہے کہ ہم کو محمد بن علی علوی نے بتایا انھوں نے قاضی محمد بن علی بن عبداللہ جھمی سے، انھوں نے حسین بن محمد فزاری سے، انھوں نے حسن بن علی بن بزیع سے، انھوں نے یحییٰ بن حسن بن فرات سے، انھوں نے عبدالرحمٰن مسعودی سے، انھوں نے ربیع بن جمیل ضبی سے، انھوں نے مالک بن ضمرہ سے اور انھوں نے ابوبکر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: حوض کوثر پر امیرالمومنین وامام الغر المحجلین علی آئیں گے اور میں بڑھ کر ان کا ہاتھ پکڑوں گا ان کا اور ان کے اصحاب کا چہرہ چمکتا ہوگا، میں کہوں گا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ وہ جواب دیں گے ہم نے اکبر کی تصدیق اور پیروی کی اور اصغر کی کمک ونصرت سے دریغ نہیں کی اور میدان جنگ میں ان کے ہم رکاب رہے، پس میں (رسول خدا) کہوں گا۔ آؤ اور حوض کوثر سے سیراب ہو، جب وہ پانی پئے گیں تو پھر کبھی تشنہ نہ ہوں گے، ان لوگوں کے امام کا چہرہ سورج کی طرح چمکتا ہوگا، اور خود ان لوگوں کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح یا آسمان میں ستاروں کے مانند ہوگا۔

ہمارے شیخ نے کہا: تم لوگ خدا کو حاضر وناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث (ثقلین) کو ابوالفضل بن ناصر نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابوالفضل نے کہا تھا خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ابوالغنائم بن نرسی نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابوالغنائم نے کہا تھا خدا کو حاضر وناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ابوعبداللہ محمد بن علی علوی نے بیان کیا تھا، ابوعبداللہ نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر وناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو قاضی محمد بن عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا تھا، قاضی محمد بن عبداللہ نے کہا تھا

www.shiabookspdf.com

.....

تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو حسین بن محمد بن فرزدق نے مجھ سے بیان کیا تھا، حسین بن محمد نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو حسین بن علی بزیع نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابن بزیع نے کہا تھا تم لوگ گواہی دو کہ اس حدیث کو یحیی بن حسن نے مجھ سے بیان کیا تھا یحیی نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ابو عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابو عبدالرحمٰن نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو حارث بن حصیرہ نے مجھ سے بیان کیا تھا، حارث نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ربیع بن جمیل ضبی نے مجھ سے بیان کیا تھا، ضبی نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو مالک بن ضمرہ نے مجھ سے بیان کیا تھا، مالک بن ضمرہ نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو ابوذر غفاری نے مجھ سے بیان کیا تھا، ابوذر نے کہا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس حدیث کو رسول خدا نے مجھ سے بیان کیا تھا، رسول خداؐ نے فرمایا تھا تم لوگ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے گواہی دو کہ اس بات (قرآن و اہلبیت سے تمسک کرنے) کو منجانب خدا جبرائیل نے مجھ سے بیان کیا تھا"۔

خدا سبھی کو حقائق جاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (مترجم)

۳۔ ابن تیمیہ کا اعتراض اور ان کا جواب

ابن تیمیہ، علامہ حلیؒ کی رد میں لکھتے ہیں:

رافضی کہتے ہیں:

"دسویں حدیث جس کی جمہور نے روایت کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلّوا کتاب اللّٰه و عترتی اهل بیتی و لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض ،اور نبیؐ نے فرمایا: اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجی و من تخلف عنها غرق .یہ حدیث حضرتؐ کے ساتھ تمسک پر دلالت کرتی ہے، اور چونکہ حضرت علی ان سب کے سردار ہیں، لہذا سبھی پر ان کی اطاعت واجب ہے اور وہی امام ہیں۔

لیکن اس کے کئی جوابات ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ زید بن ارقم سے منقول صحیح مسلم میں موجود حدیث کے الفاظ یہ ہیں: رسول خداؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو خم کہلاتا تھا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا اور پند و نصیحت کے بعد فرمایا: اے لوگو میں ایک بشر ہی تو ہوں، عنقریب میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آنے والا ہے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں گا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو آپ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب و تحریص کے بعد فرمایا: اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

یہ حدیث جس کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دے رہی ہے اور اس سے تمسک گمراہی سے بچانے کا ضامن ہے وہ کتاب اللہ ہے اور دوسری روایتوں میں بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر سے مروی ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا: میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس کو مضبوطی سے

www.shiabookspdf.com

پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے، اور وہ کتاب خدا ہے، تم سے ہمارے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ اصحاب نے کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام الٰہی پہنچایا اور ہم کو نصیحت کی، حضرت نے اپنی انگلی آسمان کی طرف بلند کی اور اصحاب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: خداوندا تو گواہ رہنا!

اور حضرت کا یہ کہنا کہ "اور میری عترت، یہ دونوں (قرآن و عترت) کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں" تو اس کی ترمذی نے راویت کی ہے، احمد سے بھی اس کے متعلق دریافت کی گیا تھا، اور بہت سارے اہل علم نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

ایک جماعت نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ سارے اہلبیت گمراہی پر اجماع و اتفاق نہیں کریں گے، اور قاضی ابو یعلی اور دیگر محدثین کی طرح ہم بھی یہی کہتے ہیں، لیکن جن چیزوں کا رافضی اعتقاد رکھتے تھے ان میں کسی ایک پر بھی اہلبیت کا اتفاق نہیں تھا، اور وہ ان چیزوں سے بیزار تھے۔"(۱)

جواب

ابن تیمیہ کی بات کئی طرح سے رد ہوتی ہے۔

۱۔ ان کا یہ کہنا کہ "صحیح مسلم" میں موجود حدیث ثقلین صرف کتاب خدا سے تمسک پر دلالت کرتی ہے، عترت کے ساتھ تمسک پر دلالت نہیں کرتی، یہ ان کی غلط فہمی کا نتیجہ اور محدثین و متکلمین کی روش کے خلاف بات ہے، "صحیح مسلم" کی اس روایت کے متعلق اہلسنت کے بلند پایہ محدث "شیخ محمد معین سندھی" کی تحقیق و تحلیل، ابن تیمیہ کے جواب کے لئے کافی ہے، سندھی "دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب" میں لکھتے ہیں:

"اہلبیت سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں ہمیں مشہور "حدیث تمسک" نظر

۱۔ منہاج السنۃ، ج ۴، ص ۱۰۵۔۱۰۴۔

آئی، جب اس کے راویوں کے متعلق تحقیق کرنی شروع کی تو دیکھا کہ اسی حدیث کو ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نے اپنی "صحیح" (صحیح مسلم) میں نقل کیا ہے اس میں زید بن ارقم سے منقول حدیث کے الفاظ یہ ہیں: مکہ اور مدینہ کے درمیان اس تالاب پر جو "خم" کہلاتا تھا، رسول خداؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا اور پند و نصیحت کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں ایک بشر ہی تو ہوں، عنقریب میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آنے والا ہے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہنے والا ہوں، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتاب خدا جس میں نور و ہدایت ہے، لہذا کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور اس سے وابستہ رہو، حضرتؐ نے کتاب خدا سے تمسک پر زور دیا اور اس کی طرف ترغیب و تحریص کے بعد فرمایا: اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں، پھر تین مرتبہ اس جملے کی تکرار کی: میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔

جب میں نے اس حدیث پر غور کیا تو دیکھا کہ آنحضرتؐ نے قرآن اور اہلبیت کو "ثقلین" سے تعبیر کیا ہے اور "ثقل" اس نفیس شئی کو کہتے ہیں جس کی حفاظت کی جائے، لہذا "ثقلین" سے تعبیر کی وجہ سے جن اوصاف کی بنیاد پر قرآن کی نفاست و محافظت ہے، ان ہی کی وجہ سے اہلبیت کی بھی نفاست و محافظت ہے، اور چونکہ قرآن معارف الٰہی کا منبع ہے، لہذا اہلبیت بھی معارف الٰہی اور حکام شرعی کا منبع ہیں اس بات کی تائید حضرتؐ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے "وہ وقت دور نہیں ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے پیغامبر آئے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہوں میں تم میں دو گرانقدر چیزیں (ثقلین) چھوڑے جاتا ہوں" ایسا کیوں نہ ہو اس لئے کہ پیغمبر اسلامؐ اپنے بعد اپنی امت کو سوائے قیام حق اور اتباع سنت کے کوئی اور وصیت نہیں کر سکتے، لہذا امت کے درمیان "ثقلین" کو چھوڑنا اور ان کے ساتھ تمسک کی وصیت کرنا صرف اس لئے تھا کہ یہ دونوں معارف الٰہیہ کے پہونچانے اور ان کی طرف راہنمائی کرنے میں آپ

www.shiabookspdf.com

(رسولؐ خدا) کے خلیفہ و جانشین ہیں۔

پس جس طرح حضرتؐ نے کتاب خدا سے تمسک کی وصیت کی اسی طرح اہلبیت کے ساتھ بھی تمسک کی وصیت کی، کیونکہ " اهل بيتى " (میرے اہلبیت) عطف ہے " اوّلهما " (ان دو میں پہلی) پر اور از لحاظ قرینہ، " ثانيهما " (ان میں دوسری) پوشیدہ ہے یا یہ (ثانیھما) بغیر پوشیدہ مانے بھی سمجھا جاسکتا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کہ " اهل بيتى " کو " كتاب الله " پر عطف کیا جائے، کیونکہ اس کا لازمہ یہ ہوگا کہ کتاب خدا اور اہلبیت دونوں پہلے "ثقل" ہیں اور دوسرے "ثقل" کا اصلاً ذکر ہی نہیں ہے (جب کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں دو ثقل چھوڑے جاتا ہوں) لہذا حضرتؐ کے اس جملے کی تین بار تکرار کہ "میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں" کو حمل کریں گے مبالغہ پر اور اس پر کہ اہلبیت کے ساتھ تمسک کرنا واجب اور ان سے رو گردانی حرام ہے۔

اور اگر " فتمسكوا بكتاب الله " پر " اهل بيتى " کو عطف کریں اور اس سے یہ سمجھ میں آئے کہ جن کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کی دوسری فرد "اہلبیت" کی ہے تو اس صورت میں مسلم کی حدیث میں جہاں قرآن کے ساتھ تمسک کی تصریح ہوئی ہے وہیں اہلبیت کے ساتھ بھی تمسک کی تصریح ہوئی ہے۔

یہ ساری بحث حدیث ثقلین کے الفاظ سے تھی، اور جب میں "صحیح مسلم" میں موجود حدیث ثقلین کی تفسیر و تشریح کر رہا تھا، اس وقت میری نظر ترمذی کی اس حدیث پر پڑی جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر انھیں اختیار کیے رہو تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے، ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، پس دیکھو میرے بعد تمھارا ان کے ساتھ کیسا سلوک رہتا ہے۔

دیکھا کہ اس حدیث میں حضرتؐ نے اہلبیت کے ساتھ تمسک کی تصریح کی ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اہلبیت کی پیروی کرنے والا قرآن کی پیروی کرنے والے کی طرح حق پر ہے اور ان کے ساتھ تمسک کا حکم خود خدا نے دیا ہے، اور حوض کوثر پر پہونچنے تک کوئی ایسی بات نہیں کہی جاسکتی ہے جو ان کی شان کے خلاف ہے، بلکہ حضرتؐ نے اس حدیث میں بڑے بلیغ انداز میں قرآن و اہلبیت کے ساتھ تمسک کرنے کی ترغیب و تحریص اس طرح کی ہے کہ "پس دیکھو میرے بعد تمھارا سلوک ان دونوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے" گویا "ترمذی" کی حدیث "صحیح مسلم" کی حدیث کی تفسیر کر رہی ہے۔

میں نے صرف ان ہی دو اسناد پر توقف نہیں کیا بلکہ دوسرے طرق و اسناد کو تلاش کرنا شروع کیا تا کہ اس حدیث کی صحت میں اور اضافہ ہو جائے تو دیکھا کہ احمد بن حنبل نے اپنی "مسند" میں ان الفاظ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے "قریب ہے میں بلایا جاؤں اور مجھے جانا پڑے، میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک خدائے بزرگ و برتر کی کتاب جو ایک دراز رسی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسرے میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، اور خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں، تم خود ہی سوچو کہ تمھیں ان دونوں کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہئے" اس حدیث کی سند میں جھول نہیں ہے اور اس کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اس حدیث سے اور باتیں آشکار ہوئیں اور وہ یہ کہ یوں تو ہر قول پیغمبرؐ وحی کے مطابق ہے لیکن یہ ایسی حدیث ہے جس کے وحی کے مطابق ہونے کی خود پیغمبر نے یوں خبر دی ہے " اخبر نى اللطيف الخبير " یعنی خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے، اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کی طرح اہلبیت بھی حق پر ہیں، اور وحی منزل کی طرح اہلبیت کو بھی خدا نے ہر خطا و لغزش سے محفوظ رکھا ہے، اور حضرت کا فرمانا کہ "

www.shiabookspdf.com

یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے "یہ صرف ایک دعا نہیں ہے (کیونکہ یہ بعید ہے) بلکہ ایک خبر ہے جس کو پیغمبرؐ منجانب خدا پہنچا رہے تھے، کیونکہ دعا تو پہلے ہی قبول ہوگئی تھی، جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا" انی سئلت لهما ذلک " یعنی میں نے ان دونوں (قرآن واہلبیت) کو خدا سے مانگا، گویا حضرتؐ قبول دعا کی خبر دے رہے تھے۔

"ان میں جدائی نہیں ہوگی" کا مطلب یہ ہے کہ ان میں حکم میں جدائی نہیں ہوگی، یعنی جس چیز کا قرآن نے حکم نہیں دیا ہے اس کا اہلبیت بھی حکم نہیں دیں گے، اور علماء کے بقول سنت پیغمبرؐ، کتاب میں داخل ہے، اور حضرتؐ کا اہلبیت کے ساتھ تمسک کی طرف ترغیب وتحریص کا مقصد یہ تھا کہ احکام الٰہی ان ہی سے لیا جائے، اسی لئے اہلبیت کو قرآن کا قرین ومصاحب قرار دیا، اور قرآن کی طرح اہلبیت کی اتباع کو ضلالت وگمراہی سے تحفظ کی سپر بتایا، لہذا ان کے ساتھ تمسک کا مطلب ان سے صرف مودت ودوستی نہیں ہے بلکہ ان کے فرامین پر عمل پیرا ہونا ہے۔

علوم کے حصول میں بھی اہلبیت کے ساتھ تمسک کی حدیث میں تصریح ہوئی ہے، قریش کے متعلق حدیث میں ہے" وتعلموا منهم فانهم اعلم منكم " یعنی قریش سے علم لو کیونکہ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں، تو جب یہ بات علمائے قریش کے لئے ثابت ہے، تو پھر اہلبیت کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگی، کیونکہ اہلبیت کو کچھ ایسے امتیازات حاصل تھے جن سے قریش محروم تھے۔

حضرتؐ کا ایک اور ارشاد ملا جس میں علم کو آپ نے معیار امامت وخلافت قرار دیا ہے، آپ نے فرمایا: " الحمد لله الذی جعل فینا الحكمة اهل البيت " یعنی شکر ہے خدا کا جس نے ہم اہلبیت میں حکمت کو قرار دیا، پس معلوم ہوا کہ یہی وہ عارف و عالم ہیں جن کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان سے علم حاصل کرنے کا ارشاد ہوا ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو "ثعلبی" نے اپنی تفسیر

میں (امام) جعفر صادقؑ سے" واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا " کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہم ہی وہ حبل اللہ ہیں جس کے بارے میں ارشاد ہوا" واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا "

ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ "ثقلین" میں کے ایک "ثقل" وہ ہیں، اور جس طرح دوسرا "ثقل" قرآن ایک حبل اللہ ہے آسمان سے زمین تک اسی طرح اس خاندان نبوت کے افراد ایک "ثقل" ہیں چنانچہ ان میں سے ایک (حضرت علیؑ) اپنے اور اپنی اولاد کی نسبت کہتے ہیں:

وفينا كتاب الله انزل صادقا وفينا الهدى والوحى والخير يذكر " ہم میں کتاب اللہ اتری اور ہم میں ہی وحی وذکر الٰہی وخیر ہے۔

اہلبیت کی شان میں جو آیتیں نازل ہوئی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جس کا ذکر کیا گیا، اور ایسی ساری آیتوں کا ذکر ابن حجر مکی نے "الصواعق المحرقہ" میں کیا ہے، اسی طرح اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو سيد الساجدين عليه و على آبائه و ابنائه التسليمات الطيبات الزاكيات سے منقول ہے کہ جب آپ اس آیۂ کریمہ" يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين " کی تلاوت فرماتے تھے تو ایک طویل دعا پڑھتے تھے جس میں طلب درجات عالیہ ودرجہ صادقین اور ان اذیتوں کا ذکر ہوتا تھا جو بے دینوں کے ہاتھوں خاندان نبوت کے ائمہ دین کو پہنچتی تھیں، اس کے بعد آپ فرماتے تھے کہ ان لوگوں نے ہمارے حق میں کمی کی اور قرآن شریف کے معنی میں جھگڑا کیا اور اس کی تفسیر اپنی رائے سے کی اور جو تفسیر حدیثوں سے ثابت ہوتی تھی اس کو چھوڑ دیا، اس امت کے ناخلف لوگ کس درجہ کو پہنچے ہیں، اور ملت کے ارکان منہدم ہوگئے اور امت میں تفرقہ اور اختلاف پڑ گیا، یہاں تک کہ ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے حالانکہ ارشاد الٰہی ہے کہ "تم ان لوگوں کے ایسے نہ ہو جانا جو روشن دلیلیں آنے کے بعد بھی آپس میں پھوٹ ڈال کر بیٹھ رہے" پس

www.shiabookspdf.com

صاحبان کتاب اورائمہ ھدیٰ سے زیادہ کون ابلاغ حجت اورتاویل قرآن کے لئے اہل ہوسکتا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے ذریعے خدانے اپنے بندوں پر حجت تمام کی، کیونکہ بغیر حجت خدا کے ساری مخلوق شتر بے مہار کی طرح ہوتی ہے، ایسے ائمہ ھدیٰ سوائے شجرۂ مبارکہ کی شاخوں کے اور کہیں نہیں ملتے، یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدانے ہرطرح کے رجس کو دور رکھا اور آفات ونقصانات سے بری کیا اوران کی محبت امت پر فرض کی۔ (ثعلبی کا قول ختم ہوا)

ابن حجر نے ''صواعق محرقہ'' میں ایسا ہی کہا ہے۔

پس ائمہ ھدیٰ کے کلام سے ہمیں تمسک کے معنی اس طرح معلوم ہوگئے کہ پھر کسی شک کی گنجائش نہیں رہی، صحیح حدیثوں کی روشنی میں ''اہلبیت'' کی یہی تفسیر ثابت ہے، اس کے علاوہ بہت ساری صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اہلبیت سے یہی پنجتن پاک مراد ہیں، اس سلسلے میں ہماری تحقیقی کتاب ہے طالبان حق اس کی طرف رجوع کریں۔

جب ہم کو یہ سب ''صحیح مسلم'' میں ملا تو ہمیں معلوم ہوگیا کہ یہی آنحضرتؐ کی اولاد ہیں، جو احادیث ائمہ اثنا عشر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، ہم نے اپنی کتاب ''مواھب سید البشر فی حدیث الائمہ الاثنی عشر'' میں بڑے شرح وبسط سے اس پر بحث کی ہے، اس کی صحت اور تعداد پر اس علم کے علمائے سلف وخلف نے اتفاق کیا ہے، اور یہ ائمہ اپنے زمانہ کے تمام لوگوں پر ان ہی خصوصیات کی وجہ سے فوقیت رکھتے تھے، لہذا ہم کو یقین ہوگیا کہ تمسک والی ساری حدیثوں کے مصداق یہی لوگ ہیں، اوران کے سوا اور کوئی ان حدیثوں کے اطلاق کا اہل نہیں ہے اور ان حدیثوں سے جن میں تمسک اہلبیت کا حکم دیا گیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے ایسے لوگ جو تمسک کے اہل ہیں قیامت تک باقی رہیں گے جس طرح کتاب خدا قیامت تک باقی رہے گی، اسی وجہ سے ابن حجر نے ''صواعق محرقہ'' میں کہا ہے کہ ''حدیث میں ہے کہ اہلبیت امان ہیں اہل زمین کے لئے، اوراس پر روایت گزشتہ دلالت کرتی ہے کہ ہرایک زمانہ میں میری

امت میں میرے اہلبیت کے عادل افراد ہوں گے اور ظاہر ہے کہ ان میں سب سے زیادہ اہل وحقدار جن سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے ان کے امام وعالم علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، چنانچہ ابوبکر کہا کرتے تھے علی، عترت رسولؐ ہیں یعنی ان لوگوں میں سے ہیں جن سے تمسک کا حکم دیا گیا ہے، ابوبکر نے علی کو اہلبیت وعترت سے مخصوص کیا ہے۔'' (یہ تھا ابن حجر کا بیان)

جب تخریج حدیث اوراس کے معنی کے تحقیق سے میں فارغ ہوا تو اس کے طرق واسناد پر نظر پڑی، دیکھا یہ حدیث بہت سارے طرق واسناد کے ساتھ تقریبا ۲۰ صحابیوں سے مروی ہے، ان چند طرق میں ہے کہ یہ حدیث حجۃ الوداع میں بیان کی، بعض میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے مرض موت میں مدینہ میں بیان کی جب کہ آپ کا حجرہ اصحاب سے بھرا تھا، غدیر کے موقع پر بھی بیان کی اور واپسی کے وقت طائف میں بھی، حقیقت یہ ہے کہ ان سب جگہوں پر بھی یہ حدیث ارشاد فرمائی اور دوسری جگہوں پر بھی تاکہ قرآن وعترت کی عظمت لوگوں پر واضح ہوجائے، طبرانی نے ابن عمر سے اپنے اسناد سے نقل کیا ہے کہ مرتے وقت آخری فقرہ جو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا یہ تھا: میرے بعد میری عترت واہلبیت کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

اور جب حدیث ثقلین کی صحت ثابت ہوگئی، اوراس کے الفاظ اوراس کے معانی کی دلالت تمھیں معلوم ہوگئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا، اور جب آیہ تطہیر کی تفسیر ومعانی بھی اس کے مطابق ہیں، تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ جس میں ذرا سا بھی انصاف کا شائبہ ہے وہ شک کرے کہ کن لوگوں پر یہ حدیث اور یہ آیت صادق آتی ہیں، کون لوگ اس آیت اوراس حدیث کے مصداق ہیں، اور کن لوگوں پر اس آیت اوراس حدیث کا اطلاق ہوتا ہے، یہ لوگ یقیناً بارہ امام اہلبیت میں سے اور سیدۂ نساء عالمین بضعۃ رسول خدا ام الائمہ زھرا طاھرہ علی ابیھا و علیھا الصلواۃ و السلام ہیں، جن کے معصوم ہونے میں مطلقاً شک نہیں، جس طرح کہ ان میں سے مہدی علیہ

www.shiabookspdf.com

السلام معصوم اور عدم الخطاء ہیں، یہی معنی شیخ الاکبر نے بیان کئے ہیں، بلکہ یہ حدیث اپنے قوی اسناد وصحت کے لحاظ سے دوسری احادیث کی بہ نسبت زیادہ معتبر ہے"۔(۱)

۲۔"صحیح مسلم" میں موجود جس "حدیث ثقلین" میں ابن تیمیہ کو دھوکہ ہوا ہے اس کی وجہ زید بن ارقم کا یزید بن حیان، حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم سے نقل حدیث کے وقت اس میں تحریف وتصرف کرنا ہے، اور ایسا تصرف زید بن ارقم سے بعید بھی نہیں ہے، اس لئے کہ یہ وہی ہیں جن سے حضرت علیؑ نے جب حدیث **من کنت مولاہ** پر گواہی مانگی تو انھوں نے گواہی نہیں دی اور کتمان حق کیا (اس بات کو میں نے عبقات الانوار مجلد حدیث غدیر میں بیان کیا ہے) جس پر حضرت علیؑ نے بد دعا کی اور خدا نے انھیں دنیا ہی میں اس کی سزا دی، ان کے تحریف حدیث کی ایک اور دلیل بہ روایت مسلم حدیث ثقلین میں حدیث غدیر کا بیان نہیں کرنا ہے، جب کہ حدیث ثقلین کی کڑی واقعہ غدیر سے ملتی ہے، اور ان کا "اہلبیتؑ" کی یہ تفسیر کرنا کہ "جن پر صدقہ حرام ہے" وہ حضرتؐ کے اہلبیتؑ ہیں یہ خود ان کی اختراع ہے، اسی وجہ سے حافظ گنجی زید بن ارقم سے مروی حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"زید کا اہلبیت کی یہ تعریف کرنا کہ جن پر صدقہ حرام ہے، غلط ہے اور ان کو صرف اسی میں منحصر نہیں کیا جاسکتا ہے، کیونکہ عبدالمطلب کی اور بھی اولادیں تھیں جن پر صدقہ حرام تھا، اور بنا بر قول صحیح کسی شخص کی آل خود اس کے علاوہ ہوتی ہے، لہذا زید بن ارقم کے قول کی بنا پر حضرت علی جو اہلبیت میں ہیں خارج ہو جائیں گے جبکہ صحیح یہ ہے کہ علی و فاطمہ وحسن وحسین رضی اللہ عنہم ہی اہلبیت پیغمبرؐ ہیں، جیسا کہ مسلم نے اپنے اسناد کے ساتھ عائشہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا کالے بالوں والی چادر اوڑھے ہوئے گھر سے نکلے اتنے میں حسن بن علی آئے انھیں چادر میں داخل کرلیا، پھر حسین بن علی آئے انھیں بھی چادر میں داخل کرلیا، پھر فاطمہ آئیں انھیں بھی چادر میں لے لیا، پھر علی آئے انھیں بھی چادر میں داخل کرلیا پھر (آیہ تطہیر) **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا** کی تلاوت کی، یہ دلیل ہے اس

۱۔دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب، ص ۲۳۱۔۲۲۷۔

بات کی کہ صرف یہی وہ لوگ ہیں جن کو خداوند عالم نے آیہ تطہیر میں اہلبیت کے نام سے یاد کیا ہے اور جن کو حضرت نے چادر میں داخل کیا ہے، مسلم ہی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب "آیۂ مباہلہ" نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے علی وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا: پروردگارا یہ ہیں میرے اہلبیت"۔(۱)

اس کے علاوہ اور بھی شواہد ہیں جو حدیث میں زید بن ارقم کے تحریف وتصرف کی نشاندہی کرتے ہیں، مگر حق تو وہی جو سر چڑھ کر بولے چنانچہ زید بن ارقم ہی نے دوسرے مقام پر پیغمبرؐ اسلام سے حدیث ثقلین کی جو روایت کی ہے اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضرتؐ نے اہلبیتؑ سے تمسک اور ان کی اتباع کا حکم دیا ہے، نیز ان سے آگے بڑھ جانے اور ان سے پیچھے رہ جانے سے بھی منع کیا ہے، ملاحظہ کیجئے "صحیح ترمذی" ابن انباری کی "المصاحف" طبرانی کی "المعجم الکبیر" حاکم کی "المستدرک علی الصحیحین" ابن مغازلی کی "المناقب" ان کے علاوہ دیگر معتبر کتب حدیث۔

۳۔"صحیح مسلم" میں موجود جناب جابر سے مروی حدیث ثقلین سے ابن تیمیہ کا تمسک کرنا اور یہ ادعا کرنا کہ حضرتؐ نے صرف کتاب خدا (قرآن) سے تمسک کا حکم دیا ہے، بھی لغو اور اس کا بطلان واضح ہے، اس لئے کہ "صحیح مسلم" میں جناب جابر سے منقول حدیث ثقلین اگرچہ تحریف شدہ نقل ہوئی ہے، مگر "اہلبیت" کے ساتھ تمسک کا حکم دیا گیا ہے، ترمذی کی عبارت یہ ہے:

"ہم سے نصر بن عبدالرحمٰن کوفی نے بیان کیا انھوں نے زید بن حسن سے، انھوں نے جعفر بن محمد سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے (جناب) جابر سے روایت کی ہے، جابر کا کہنا ہے کہ میں نے آنحضرت کو حج میں عرفہ کے دن ناقہ قصوا پر سوار خطبہ دیتے دیکھا، میں نے خود آپ کو فرماتے ہوئے سنا: **یا ایھا الناس! انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا . کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی.** اے لوگو! میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت اہلبیت"(۲)

۱۔کفایۃ الطالب، ص ۵۴، باب ۱۔
۲۔صحیح ترمذی، ج ۵، ص ۶۲۱، ح ۳۷۸۶، باب المناقب، باب ۳۲، مناقب اھل بیت النبی۔

www.shiabookspdf.com

ابن تیمیہ کو "مسلم" کے طریق سے منقول محرف حدیث ثقلین نقل ہی نہیں کرنی چاہئے تھی، مگر انھوں نے نہ صرف یہ کہ اس کو نقل کیا بلکہ اس سے احتجاج بھی کیا ہے، ظاہری بات ہے جب حیا ہی اٹھ جائے تو پھر انسان کچھ بھی کرسکتا ہے۔

۴۔ابن تیمیہ کا یہ ادعا کہ حضرتؐ کے اس ارشاد " وعترتی و انهمالن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض " کو ترمذی نے نقل کیا ہے، اور اس کے بارے میں احمد سے دریافت کیا گیا تھا، اور اس کی بہت سارے علماء نے تضعیف کی ہے اور اس کو صحیح نہیں کہا ہے، غلط اور درج ذیل باتوں کی وجہ سے باطل ہے۔

۱۔ان کی باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نے جو "عترت" کی پیروی کا حکم دیا ہے، اس کی صرف "ترمذی" نے روایت کی ہے اور ترمذی کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کی ہے، جب کہ آپ نے بحث سند میں دیکھا کہ اہلسنت کے کتنے علمائے سابقین ولاحقین نے تمسک بہ اہلبیتؑ والی حدیث کی روایت کی ہے

۲۔ان کی باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث ثقلین میں حضرت کا یہ ارشاد " فانهمالن یفترقا حتّی یردا علیّ الحوض " (یعنی یہ دونوں (قرآن واہلبیت) کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں) صرف "ترمذی" کی روایت ہے، جب کہ آپ نے بحث سند میں دیکھا کہ کتنے علمائے اہلسنت نے اس عبارت کے ساتھ حدیث ثقلین کی روایت کی ہے جن میں چند یہ ہیں: رکین فزاری، عبدالملک عزرمی، اعمش، ابن اسحاق، اسرائیل بن یونس سبیعی، عبدالرحمٰن مسعودی، محمد بن طلحہ یامی، یشکری، شریک ضبی، جریر بن عبدالحمید، محمد بن فضیل ضبی، عبداللہ بن زہیر ہمدانی، ابواحمد زبیری، ابوعامر عقدی، اسود بن عامر شامی، یحیی بن حماد شیبانی، ابن سعد، مخزمی، ابن بقیہ واسطی، احمد بن حنبل، عبد بن حمید کشی، عباد بن یعقوب اسدی، جہضمی، عنزی، طریقی، رقاشی، محمد بن ابی العوام ریاحی، حکیم ترمذی، عبداللہ بن احمد، بزار، قبانی، نسائی، ابویعلی، طبری، باغندی، اسفرائنی، بغوی، ابن انباری، ابن عقدہ، جعابی، طبرانی، قطیعی، ازھری، ذہبی، حاکم، ثعلبی، ابونعیم، ابن عساکر، ضیاء مقدسی.....

۳۔ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ "احمد سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تھا" ان کی بات ہم نہیں سمجھ پائے کہ آیا حدیث کے متعلق پوچھنا حدیث کی قدح وضعف کا باعث ہے؟ کیا احمد نے اپنی "مسند" میں اس کو نقل نہیں

کیا جیسا کہ ہم نے پیش کیا؟ کیا احمد نے "مناقب علی" میں اس حدیث کو نقل نہیں کیا؟ سوال کرنے والا کون تھا؟ احمد نے اس کا کیا جواب دیا تھا؟ آخر کیا وجہ تھی کہ احمد کے جواب کو پیش نہیں کیا؟ اتنے سوالات ہیں جو ابن تیمیہ کی باتوں کی وجہ سے ذہن میں آتے ہیں۔

بہر حال "احمد" نے اس حدیث کو یا ضعیف کہا ہوگا یا صحیح، اگر ضعیف کہا تھا تو پھر کیوں بیان نہیں کیا جب کہ یہ ان کا مؤید بنتا؟ اور اگر "احمد" نے حدیث کو صحیح کہا تھا تو اس سے کیوں چشم پوشی کی کیا یہ خیانت نہیں ہے؟ لہذا ابن تیمیہ کی بات تعجب خیز ہے، اور احمد کا حدیث ثقلین کو صحیح قرار دینا اور اس کو اپنی "مسند" اور "مناقب" میں نقل کرنا ہی ابن تیمیہ کا منھ توڑ جواب ہے۔

۴۔ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ "اس حدیث کو اہل علم کی ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور اس کو صحیح نہیں جانا ہے" یہ ابن تیمیہ ہی کی گڑھی ہوئی بات ہے، جس کو ایک عام آدمی بھی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ وہ جس کو "شیخ الاسلام" کہا جاتا ہو!

خلاصہ یہ کہ بہت تلاش کے باوجود ہم کو کوئی ایسا نظر نہیں آیا جو حدیث کے اس حصے کا منکر ہوا ہو، بخاری نے اصل حدیث سے انکار کی احمد کی طرف تو نسبت دی (جس کا حقیقت سے دور کا بھی ربط نہیں ہے، بلکہ احمد نے متعدد طرق واسناد سے اس کو نقل کیا ہے) اسی طرح ابن جوزی نے بھی اصل حدیث پر طعن کیا، مگر کوئی ایسا نہیں ملا جس نے اصل حدیث تسلیم کیا ہو اور صرف آخری حصے سے انکار کیا ہو، یہ اور بات ہے کہ ابن تیمیہ نے اپنی طرف سے بعض اہل علم کی طرف اس کے منکر ہونے کی نسبت دے دی مگر نام نہیں بتائے ایسا کیوں کیا؟ اگر فہرست کے طولانی ہونے کا خطرہ تھا تو کم سے کم ایک ہی نام بتا دیتے، حقیقت یہ ہے کہ ابن تیمیہ کی بات بڑی تعجب خیز ہے!

حدیث ثقلین کی بحث سند کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہی کہے گا کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے، بلکہ بعض نے تو اجماع کی تصریح کی ہے۔

ابن تیمیہ کا ایک اور شگوفہ اور اس کا جواب

ابن تیمیہ حدیث غدیر کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"چونکہ رسولؐ خدا نے حجۃ الوداع میں امامت علی کے متعلق کچھ نہیں کہا اور کسی نے بھی

www.shiabookspdf.com

خواہ بہ اسناد صحیح یا بہ اسناد ضعیف نہیں کہا کہ حضرتؐ نے حجۃ الوداع میں اپنے کسی بھی خطبہ میں امامت علی کے بارے میں کچھ کہا، جب کہ وہاں جم غفیر تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امامت علی کا موضوع اس پیغام کا جز نہیں تھا جس کے پہنچانے پر آپ مامور کئے گئے تھے، بلکہ حدیث موالات اور حدیث ثقلین یا ان جیسی حدیثیں جنہیں امامت کے بارے میں پیش کی جاتی ہیں ان میں بھی امامت کی بات نہیں چھیڑی، اور مسلم نے جو اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے غدیر خم میں فرمایا: میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا اور اس کی طرف ترغیب وتشویق دینے کے بعد فرمایا: اور دوسرے میری عترت واہلبیت، پھر تین مرتبہ فرمایا: میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، اس روایت کو صرف مسلم نے نقل کیا ہے، بخاری نے ان کو نقل نہیں کیا، اور ترمذی نے اس کی روایت کرنے کے بعد اس میں اضافہ کر دیا" یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"، جس پر بعض حفاظ حدیث نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حصہ حدیث کا جز نہیں ہے، اور جنھوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت کی ساری عترت کہ وہ بنی ہاشم ہیں، ضلالت پر اجماع واتفاق نہیں کریں گے، یہ بات قاضی ابویعلی وغیرہ کے جواب میں اہلسنت کی ایک جماعت نے کہی ہے، اور صحیح مسلم میں جو حدیث ہے اس کے بارے میں اگر فرض کریں کہ اس کو رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے تو اس کے بارے میں سوائے کتاب خدا کی پیروی کے کچھ اور نہیں ہے، جس کو حجۃ الوداع سے پہلے بھی ارشاد فرمایا تھا اور عترت کی پیروی کا حکم نہیں دیا تھا، صرف اتنا کہا تھا" میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں،" یہ بات امت سے اس لئے کہی تھی تا کہ نہ ان (اہلبیت) کی حق تلفی ہونے پائے اور نہ ہی ان پر ظلم وستم ہونے پائے جس کی غدیر سے پہلے بھی سفارش کی تھی، لہذا ان مقدمات سے معلوم ہوا کہ حدیث، امامتِ علی کے بارے میں نہیں ہے"۔(۱)

۱۔ منہاج السنۃ، ج ۴، ص ۸۵۔

جواب

ابن تیمیہ کے اس بیان کے کئی جوابات ہیں۔

اول: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ "حجۃ الوداع میں حضرتؐ نے نہ امامت علی کے بارے میں کچھ کہا اور نہ ہی اس کے متعلقات کے بارے میں، اور کسی نے نہ بہ اسناد صحیح اور نہ ہی بہ اسناد ضعیف نقل کیا ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع میں امامت علی کے متعلق کچھ کہا ہے" غلط اور خلاف واقع بات ہے، کیونکہ جو شخص بھی تحقیق کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ حضرت نے (بقیہ نصوص سے قطع نظر) اسی حدیث ثقلین کی حجۃ الوداع میں کئی بار تکرار کر کے امامتِ حضرت علیؑ کو ثابت کیا ہے۔

دوم: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ "مجمع عمومی میں جس پیغام الٰہی کے پہنچانے پر حضرتؐ مامور تھے، اس میں کہیں بھی علی کا نام نہیں لیا" بھی غلط ہے، کیونکہ آنحضرتؐ نے اہلبیتؑ کا ذکر کیا ہے جس کے ضمن میں خود حضرت علیؑ بھی آتے ہیں، اس کے علاوہ حضرت نے حجۃ الوداع میں حضرت علیؑ کے متعلق مخصوص خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور آپ کی عصمت وافضلیت کو ثابت کیا تھا چنانچہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

"رسولؐ خدا نے علی کو زکوۃ اور جزیہ لینے کے لئے نجران بھیجا، علی گئے اور اپنے فرائض انجام دینے کے بعد مکہ میں حجۃ الوداع میں رسول خداؐ سے جا ملے اور اپنے لشکر میں ایک سپاہی کو اپنا جانشین بنا دیا اور قبل اس کے کہ لشکر وارد مکہ ہو، علی نے اپنے کو حضرت کے حضور میں پہنچا دیا، جس شخص کو علی نے اپنا جانشین بنایا تھا اس نے علی کی اجازت کے بغیر سارے سپاہیوں کو ایک ایک حلہ تقسیم کر دیا، جب لشکر وارد مکہ ہوا اور علی نے دیکھا کہ ہر سپاہی حلہ زیب تن کئے ہے، تو علی نے ان حلوں کو اتروایا، سپاہیوں نے حضرتؐ سے علی کی شکایت کی، رسولؐ خدا نے ان کی باتوں کو سننے کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تم علی کی شکایت نہ کرو! وہ احکام الٰہی کے عمل پیرا ہونے میں بہت سخت ہے"(۱)

ابن ہشام (۲) اور ابن جریر (۳) طبری نے بھی اسی کی روایت کی ہے۔

۱۔ تاریخ الکامل، ج ۲، ص ۱۶۹، وقائع ۱۰ھ۔
۲۔ السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص ۶۰۳۔۶۰۲، حجۃ الوداع۔
۳۔ تاریخ الطبری، ج ۳، ص ۱۴۹۔۱۴۸، وقائع ۱۰ھ حجۃ الوداع۔

www.shiabookspdf.com

سوم: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''رسولؐ خدا جن باتوں کے پہنچانے پر مامور تھے ان میں امامتِ (حضرت) علی کا موضوع شامل نہیں تھا، بلکہ حدیث موالات (حدیث غدیر) اور حدیث ثقلین جن کو امامت کے سلسلے میں پیش کیا جاتا ہے، ان کے بھی بیان کرنے کا حکم نہیں آیا تھا، درج ذیل دلائل کی روشنی میں غلط اور باطل ہے۔

۱۔ گزشتہ روایات واحادیث ان کے اس دعوے کو غلط ثابت کرتی ہیں کہ رسول خداؐ نے امامت علیؑ کے متعلق حجۃ الوداع میں کچھ نہیں کہا۔

۲۔ گزشتہ روایات واحادیث ہی کی روشنی میں ان کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ حضرتؐ نے اپنے خطبے میں حضرت علیؑ کا نام نہیں لیا تھا۔

۳۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ حضرتؐ صرف تمام احکام الٰہی کے پہنچانے پر مامور تھے، کیونکہ جو بھی غور کرے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ حضرتؐ کا خطبہ آغاز بعثت سے حجۃ الوداع تک کے احکام پر مشتمل نہیں تھا اور اگر فرض کریں کہ حضرت نے اپنے خطبہ میں سارے احکام بیان کئے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے بعد جو کہا وہ جزء دین نہیں تھا، کیونکہ ایسی بات تو کوئی بھی عقلمند نہیں کہہ سکتا، البتہ ابن تیمیہ کے لئے کوئی بڑی بات نہیں کہ وہ حدیث غدیر اور حدیث ثقلین کو جن کے پہنچانے پر حضرت مامور تھے، دین سے بلکہ مطلق اسلام سے خارج کر دیں، کیونکہ ان کا ہدف ہی اہلبیت سے دشمنی اور کینہ توزی تھا، جن میں سر فہرست حضرت علیؑ تھے۔

۴۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ حدیث غدیر کا ذکر حجۃ الوداع میں نہیں کیا، یہ مذکور روایتوں کو دیکھتے ہوئے سوائے آنکھ میں دھول جھونکنے کے کچھ بھی نہیں ہے، میں نے ان روایتوں کو جن میں حجۃ الوداع میں حدیث غدیر کا ذکر موجود ہے، ''عبقات الانوار مجلد حدیث غدیر'' میں تفصیل سے پیش کیا ہے۔

۵۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ حجۃ الوداع میں حضرتؐ نے حدیث ثقلین بیان نہیں کی تھی، یہ ان کی یا جہالت ہے یا تجاہل، کیونکہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اس حدیث کو حضرت نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن، اسی طرح غدیر خم میں اپنے خطبہ میں بیان فرمایا تھا جیسا کہ ''صحیح ترمذی'' میں موجود روایت اس کی حکایت کرتی ہے، پورے خطبۂ غدیر کو ابن عبدربہ کی کتاب ''العقد الفرید'' سے نقل کر رہا ہوں

" ان الحمد للّٰہ ، نحمده و نستعينه و نستغفره و نتوب اليه، و نعوذ

باللّٰہ من شرور انفسنا، و من سيئات اعمالنا. من يهد اللّٰہ فلا مضلّ له، و من يضلل فلا هادی له، و اشهدن ان لا الٰہ الّا اللّٰہ وحده لا شريک له، و(اشهد) ان محمداً عبده و رسوله.

اوصيكم عباد اللّٰہ،بتقوی اللّٰہ ،و اُحثّكم علی طاعة اللّٰہ، و استفتح بالذی هو خير.

اما بعد: ايها الناس، اسمعوا منی اُبيّن لكم ،فانی لا ادری لعلی لا القاكم بعد عامی هذا فی موقفی هذا! ايها الناس: انّ دمائكم و اموالكم عليكم حرام، الی ان تلقوا ربّكم ، كحرمة يومكم هذا فی شهركم هذا فی بلدكم هذا. الاهل بلغت، اللهم اشهد!

فمن كانت عنده امانة فليؤدّها الی الذی ائتمنه عليها، و ان ربا الجاهلية موضوع، و انّ اوّل ربا ابدأ به ربا عمی العباس بن عبد المطلب، و ان مأثر الجاهلية موضوعة. و ان اول دم ابدأ به دم عامر بن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب، و ان مأثر الجاهلية موضوعة غير السّدانة و السّقاية، و العمد قود، و شبه العمد ما قتل بالعصا و الحجر، و فيه مائة بعير ،فمن زاد فهو من اهل الجاهلية.

ايها الناس، ان الشيطان قد يئس ان يُعبد فی ارضكم هذه، و لكنه رضی ان يطاع فيما سوی ذلک مما تحقرون من اعمالكم.

ايها الناس ،انما النّسیُٔ زيادة فی الكفر يُضلُّ به الذين كفروا يُحلُّونه عاماً و يحرّمونه عاماً ليُواطئوا عدّة ما حرّم اللّٰہ. و ان الزمان قد استدار كهيئة يوم خلق اللّٰہ السموات والارض، منها اربعة حُرُم ،ثلاثة متواليات، وواحد فرد. ذوالقعدة،و ذوالحجة،والمحرّم،ورجب الذی بين جمادی و شعبان .الاهل بلغت ،اللهم اشهد!

www.shiabookspdf.com

ایها الناس ،انّ لنسائکم علیکم حقاً ،وانّ لکم علیهن حقاً :لکم علیهن الا یُوطئن فِرشکم غیرکم،ولا یُدخلن احداً تکرهونه بیوتکم الا باذنکم، ولا یاتین الفاحشة، فان فعلن فانّ اللّه قد اذن لکم ان تعضلوهن و تهجروهن فی المضاجع و تضربوهنّ ضرباً غیر مبرّح ، فان انتهین و اطعنکم فعلیکم رزقهنّ و کسوتهنّ بالمعروف، و انّما النساء عندکم عوان لا یملکن لانفسهنّ شیئاً ،اخذتموهنّ بامانة اللّه ، واستحللتم فروجهنّ بکلمة اللّه؛ فاتقوا اللّه فی النساء و استوصوا بهن خیراً (الأهل بلّغت، اللهم اشهد!)

ایها الناس ،ان ربکم واحد، و انّ اباکم واحد، کلکم لآدم و آدم من تراب ، اکرمکم عند اللّه اتقاکم ؛لیس لعربی علی عجمی فضل الا بالتقوی. الاهل بلغت؟ قالوا: نعم. قال: فلیبلغ الشاهد منکم الغائب.

ایها الناس ،انّ اللّه قسم لکل وارث نصیبه من المیراث ،ولا یجوز لوارث وصیة فی اکثر من الثُلث ؛ والولد للفراش و للعاهر الحجر،من ذُعی الی غیر ابیه، او تولی غیر موالیه، فعلیه لعنة اللّه و الملائکة و الناس اجمعین،لا یقبل اللّه منه صرفا ولا عدلاً والسلام علیکم و رحمة اللّه و برکاته.

''ساری حمد اللہ کے لئے ہے،اسی کی ہم حمد کرتے ہیں،اسی سے طلب مغفرت کرتے ہیں،اسی کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں،اور شرِ نفس اور برے اعمال میں اسی سے پناہ مانگتے ہیں،جس کی خدا ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کی کوئی ہدایت نہیں کرسکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے ،وہ وحدہ لاشریک لہ ہے،اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے،اے بندگان خدا میں تم کو تقوائے الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور تمھیں اطاعت خداوندی کی ترغیب دیتا ہوں اور

تمھارے سامنے اچھی باتیں بیان کرتا ہوں۔

امابعد،اے لوگو! جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں اس کو غور سے سنو، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اگلے سال اسی مقام پر تم سے ملوں یا نہیں،اے لوگو! تمھارے خون اور تمھارے اموال تم پر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پہنچنے تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ میں اس جگہ پر یہ دن حرمت رکھتا ہے،کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچادیا ہے؟ خدایا گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہنچادیا،جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہے، وہ اس کو صاحب امانت کے حوالہ کردے، جاہلیت کا سود ختم کردیا گیا ہے میرے چچا عباس بن عبد المطلب نے سب سے پہلے سود لیا تھا، جاہلیت کی خونریزی ختم ہوگئی ہے، پہلا خون عامر بن ربیعہ بن حرث بن عبد المطلب کا بہا تھا، جاہلیت کی ساری رسمیں سوائے سدانہ (خانہ کعبہ کی خدمت کرنا) اور سقایہ (حجاج کو پانی پلانا) کے ختم ہوگئی ہیں،اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا اس کے مثل (شبہ عمد) کسی کو قتل کرے تو مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کیا جائے گا،اور جو عصا یا پتھر کے ذریعہ قتل کردیا جائے اس کی دیت سو اونٹ ہیں۔ اور اگر کسی نے اس میں کچھ اضافہ کیا تو وہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔

اے لوگو! تحقیق شیطان اس زمین پر اپنی پرستش سے مایوس ہو چکا ہے،لیکن وہ اس بات پر راضی ہے کہ جن اعمال کو تم اہمیت نہیں دیتے اس کے ذریعہ اس کی اطاعت کی جائے۔

اے لوگو! مہینوں کی ترتیب بدل دینا بھی کفر کو بڑھاوا دینا ہے کہ اس سے کفار اور بہک جاتے ہیں،ایک سال اسی مہینہ کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے سال اسی کو حرام کہتے ہیں،تاکہ خدا نے جو (چار مہینے) حرام کئے ہیں ان کی تعداد پوری کرلیں،اور خداوند عالم نے زمین وآسمان کی خلقت میں زمانے کی جو ہیئت قرار دی ہے وہ اسی کے مطابق گردش کرتا ہے اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ خدا نے جس دن زمین وآسمان کو خلق کیا اسی دن سے خدا کے نزدیک خدا کی کتاب (لوح محفوظ) میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے،

www.shiabookspdf.com

ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں، تین تو پے در پے ہیں جو یہ ہیں ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک رجب کا مہینہ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے، کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچادیا، اے خدا! گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہنچادیا۔

اے لوگو! تمھاری بیویوں کا تم پر حق ہے اور تمھارا تمھاری بیویوں پر حق ہے، تمھارا ان پر حق یہ ہے کہ تمھارے علاوہ کوئی اور ان سے ہمبستری نہ کرے اور تمھاری اجازت کے بغیر کسی بھی ایسے شخص کو گھر میں راہ نہ دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اور وہ بدکاری نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی طرف سے اجازت ہے کہ تم ان کے ساتھ نزدیکی نہ کرو اور ان کے ساتھ بستر پر سونا چھوڑ دو، اور انھیں مارو مگر شدت کے ساتھ نہیں، پس اگر وہ اپنی حرکت سے باز آجائیں اور تمھارا کہا مانیں تو ان کی خوراک و پوشاک معمول کے مطابق تمھارے ذمہ ہے، بتحقیق عورتیں تمھارے پاس بیچاری ہیں، ان کے پاس اپنے لئے کچھ بھی نہیں ہے، تم نے انھیں بطور امانت خدا سے لیا ہے اور کلمۂ خدا (صیغہ نکاح) کے ذریعہ ان کی فروج کو حلال کیا ہے، عورتوں کے سلسلے میں تقوائے الٰہی اختیار کرو اور میں ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

اے لوگو! مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، بغیر اجازت کے کسی کا مال کسی کے لئے حلال نہیں ہے، کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچادیا؟ خدایا گواہ رہنا میں نے تیرا پیغام پہنچادیا، میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے بعض، بعض کو ماریں، ''فانی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلّوا، کتاب اللّٰه و اهل بیتی. بتحقیق میں نے تم میں ایسی چیزیں چھوڑیں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، کتاب خدا اور میرے اہلبیت'' کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچادیا؟ خدایا گواہ رہنا میں نے تیرا پیغام پہنچادیا!

اے لوگو! تمھارا پروردگار ایک ہے، تمھارا باپ ایک ہے، تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے، تم میں خدا سے نزدیک وہی ہے جو متقی ہے، عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل

نہیں ہے مگر تقویٰ کی وجہ سے، کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچادیا؟ سبھی نے ہم آواز ہو کر کہا بیشک آپ نے پیغام الٰہی پہنچادیا! پھر حضرتؐ نے فرمایا، ان پیغامات کو حاضرین، غائبین تک پہنچادیں۔

اے لوگو! خدا نے میراث میں ہر وارث کا حصہ مقرر کیا ہے، اور وارث ثلث سے زیادہ اپنے مال کے بارے میں وصیت نہیں کرسکتا۔ اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو بچہ باپ سے ملحق ہوگا اور زانی کو سنگسار کیا جائے گا۔ اور اگر کسی نے کسی کو اس باپ کے نام کے بجائے کسی اور کے نام کے ذریعہ پکارا، یا اس کے مولی کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام سے پکارا تو اس پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور خدا اس کے کسی بھی عمل کو قبول نہیں کرے گا۔''(۱)

اس کے علاوہ اور بھی روایتیں ہیں جو اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ حضرتؐ نے یہ حدیث حجۃ الوداع میں ارشاد فرمائی تھی، چنانچہ سمہودی طرق حدیث ثقلین بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''حافظ ابومحمد عبدالعزیز بن اخضر نے ''معالم العترہ'' میں حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ رسولؐ خدا نے یہ حدیث حجۃ الوداع میں ارشاد فرمائی تھی''(۲)

حافظ زرندی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''حجۃ الوداع میں رسولؐ خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اور فرمایا: انی فرطکم علی الحوض و انکم تبعی و انکم توشکون ان تردوا علیّ الحوض فاسئلکم عن ثقلی کیف خلفتمونی فیهما. میں حوض کوثر پر پہنچوں گا اور تم بھی میرے بعد وہاں پہنچو گے، پھر میں تم سے اپنے ثقلین کے بارے میں سوال کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا.....''(۳)

۱۔ العقد الفرید، ج ۴، ص ۵۳، خطبۃ رسول اللہ فی حجۃ الوداع۔

۲۔ جواہر العقدین، ج ۲، ص ۳۷، قسم ثانی۔

۳۔ نظم درر السمطین، ص ۲۳۱، ذکر وصاۃ رسول اللہ۔

www.shiabookspdf.com

زرندی کی اسی روایت کو سمہودی نے ''جواھر العقدین''(۱) میں اور شیخانی قادری نے ''الصراط السوی'' میں نقل کیا ہے۔

بہت سارے اکابر علمائے اہلسنت قائل ہیں کہ حجۃ الوداع میں حضرتؐ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی، چنانچہ سمہودی ''جواہر العقدین'' میں طرق حدیث ثقلین بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''پانچویں تنبیہ: گزشتہ حدیثیں اہلبیت نبیؐ کے ساتھ تمسک کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر دلالت کرتی ہیں، بہت ساری روایتوں کے مطابق حضرتؐ نے غدیر خم میں خطبہ کے درمیان یہ بات کہی اور ترمذی کے مطابق عرفہ کے دن اور عبدالرحمٰن بن عوف کے بقول طائف کے بعد اور ام سلمی کے بقول مرض الموت میں، جب کہ اصحاب سے حجرہ بھرا ہوا تھا، حدیث ثقلین ارشاد فرمائی تھی''(۲)

ابن حجر مکی ''صواعق محرقہ'' میں بہت سارے طرق واسناد سے حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد اور اہلبیت کے ساتھ تمسک کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ان لحدیث التمسک بذلک طرقا کثیرۃ وردت عن نیف و عشرین صحابیاً و مرّ لہ طرق مبسوطۃ فی حادی عشر الشبہ و فی بعض تلک الطرق انہ قال ذالک بحجۃ الوداع بعرفہ. اس حدیث (ثقلین) کی بیس سے زیادہ اصحاب نے روایت کی ہے، اور بعض روایتوں میں ہے کہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی''

شیخانی قادری ''الصراط السوی'' میں ابوسعید سے حدیث ثقلین نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''مروی ہے کہ حضرتؐ نے یہ حدیث حجۃ الوداع میں ارشاد فرمائی تھی''۔

سندھی نے بھی حجۃ الوداع ہی کو حدیث ثقلین بیان کرنے کی جگہ بتائی ہے۔

چہارم: ابن تیمیہ نے ''صحیح مسلم'' میں موجود زید بن ارقم کی تحریف شدہ حدیث ثقلین نقل تو کی ہے، مگر

۱۔ جواہر العقدین، ج ۲، ص ۷۵، قسم ثانی۔
۲۔ جواہر العقدین، ج ۲، ص ۱۱۵، قسم ثانی۔

صرف اسی تحریف پر انھوں نے اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس میں اور اضافہ کر کے حدیث کو ناقص بنا دیا۔

پنجم: ابن تیمیہ نے سوچا کہ اس حدیث کو شیخین میں سے صرف ''مسلم'' نے نقل کیا ہے، ''بخاری'' نے نقل نہیں کیا ہے، اور ''بخاری'' کا نقل نہ کرنا حدیث کے ضعف کا موجب ہوتا ہے، مگر انھیں نہیں معلوم کہ اس حدیث کا نقل نہ کرنا بخاری اور ان کی ''صحیح'' کے معایب کا تو موجب بنے گا، ضعف حدیث کا سبب نہیں بنے گا، اور اگر ''بخاری'' اور ''مسلم'' دونوں ہی اس حدیث کو نقل نہ کرتے بلکہ اس پر اعتراض کرتے اور اس کو ضعیف قرار دیتے، تب بھی ان کی باتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، کیونکہ اس حدیث متواتر کی روایت کرنے والے عظیم المرتبت علماء و محدثین کی اتنی وافر تعداد ہے جن کے مقابلے ''بخاری'' اور ''مسلم'' کی باتیں بے اہمیت ہوتیں، بحمد اللہ اس کے پہلے بیان کیا ہے کہ حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں حدیث ثقلین کو مختلف الفاظ میں متعدد معتبر طرق واسناد سے نقل کیا ہے کہ ان میں کی ہر روایت ''بخاری'' اور ''مسلم'' کے معیار پر بھی صحیح ہے لیکن ان دونوں نے نقل نہیں کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''بخاری'' نے حدیث ثقلین کو بالکل سے ذکر نہ کر کے حدیث کے سلسلے میں بہت بڑی خیانت کی ہے، مگر یہ کہ ان کے احتیاط کو حدیث نقل نہ کرنے کی وجہ بتائی جائے کیونکہ زید بن ارقم نے آغاز کلام ہی میں کہہ دیا تھا کہ ''خدا کی قسم میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور زمانہ بہت گزر چکا ہے اور جو باتیں میرے ذہن میں تھیں ان میں کی بعض باتیں ذہن سے نکل چکی ہیں''

لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اہلسنت کا کوئی بھی عالم ایسی توجیہ کرے، کیونکہ ان کی نظر میں زید بن ارقم اور دیگر صحابہ عادل ہیں، بالفرض اگر ''بخاری'' نے احتیاط کی خاطر ''مسلم'' والی روایت نقل نہیں کی، تو پھر جن الفاظ واسناد سے حاکم نے اپنی ''مستدرک'' میں حدیث ثقلین کی روایت کی ہے اور ''بخاری'' اور ''مسلم'' کے شرائط صحت پر صحیح قرار دیا ہے انھیں کیوں نقل نہیں کیا؟

مذکورہ باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ''مسلم'' حقیقت بیانی میں ''بخاری'' کی طرح بخل سے کام نہیں لیتے تھے اور اصل قضیہ کو بالکل سے نظر انداز نہیں کرتے تھے، بلکہ تھوڑے حقائق بیان کر دیتے تھے، اسی وجہ سے متعصب علمائے اہلسنت اور دشمنانِ اہلبیتؑ کی نظر میں ''صحیح مسلم'' کا مرتبہ ''صحیح بخاری'' کے بعد ہے (جب کہ فنی لحاظ سے صحیح مسلم، صحیح بخاری سے جامع ہے)

www.shiabookspdf.com

ششم: ابن تیمیہ نے دوبارہ یہ بات کہی ہے کہ روایت کے اس جملے ''یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں'' کو صرف ترمذی نے نقل کیا ہے، جب کہ ان کی بات حقیقت سے کوسوں دور ہے، کیونکہ حدیث ثقلین بحث سند کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ترمذی سے پہلے اور ان کے بعد بہت سارے عظیم المرتبت حفاظ، اکابر محدثین، اصحاب صحاح اور شیوخ حدیث نے مذکورہ جملہ کے ساتھ حدیث ثقلین نقل کی ہے۔

ہفتم: ابن تیمیہ نے اس جملہ پر ''یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے.....'' اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ بہت سارے علمائے اہلسنت نے اس پر اعتراض کیا ہے، جب کہ معترضین میں سے کسی ایک کا بھی نام نہیں لیا، لیکن ہم نے اس جملے کے جزء حدیث ثقلین ہونے کو ثابت کیا ہے، اور ابن جوزی کا جواب دیتے وقت ابن تیمیہ کے اس اعتراض کو غلط ثابت کیا ہے۔

اس کے علاوہ ابوعوانہ نے اس عبارت کو اپنی ''المسند الصحیح'' میں حدیث ثقلین کے ضمن میں بہ روایت زید بن ارقم نقل کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اور ان کا اپنی ''صحیح'' میں نقل کرنا خود اس کی صحت کی دلیل ہے، اور چونکہ ان کی کتاب ''مستخرجات صحیح مسلم'' میں سے ہے اس لئے بھی اس حدیث کی صحت ثابت ہے۔ کیونکہ مستخرجین نے صرف صحیح حدیثوں کا اخراج کیا ہے، اور ''تدریب الراوی'' میں سیوطی کے بقول احادیث صحیحین کے علاوہ اور بھی حدیثوں کا مستخرجات میں پایا جانا ان کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

ابن الصلاح کہتے ہیں:

''صحیحین میں موجود حدیثوں کے علاوہ صحیح احادیث کو طالبان حدیث، مورد اعتماد اور مشہور ائمہ حدیث کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں جیسے ابوداؤد سجستانی، ابوعیسی ترمذی، ابوعبدالرحمن نسائی، ابوبکر ابن خزیمہ اور ابوالحسن دارقطنی وغیرہ کی کتابیں، جب کہ انھوں نے روایات کی صحت کی تصریح کی ہو، البتہ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہ کی کتابیں جن میں صحیح اور غیر صحیح حدیثوں کی جمع آوری ہوئی ہے ان میں صرف حدیث کا ہونا کافی نہیں ہے، لیکن جن کتابوں کے مؤلفین متعہد ہوئے ہیں کہ وہ اپنی کتاب میں صرف صحیح روایتوں کو جمع کر رہے ہیں، تو اس صورت میں کتاب میں صرف حدیث کا

وجود اس کی صحت کی علامت ہے جیسے ابوعوانہ اسفرائنی، ابوبکر اسماعیلی اور ابوبکر برقانی وغیرہ کی کتابیں، جن میں انھوں نے یا حذف شدہ روایتوں کی تکمیل کی ہے یا بہت ساری ''صحیحین'' کی روایتوں کی شرح کی ہے، ان میں کی بہت ساری حدیثیں ابوعبد اللہ حمیدی کی کتاب ''الجمع بین الصحیحین'' میں موجود ہیں''(۱)

نیز کہتے ہیں:

''ان دونوں صحیح کے مستخرجات سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ۱۔ اس حدیث کے اسناد عالی (عالی السند) ہیں۔ ۲۔ جو عبارت صحیح کے ضمن میں ہے وہ بھی صحیح ہے، کیونکہ یہ اضافی عبارت بھی اسی عالی السند سے نقل ہوئی ہے جو ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' میں یا کسی ایک میں موجود ہے''(۲)

عراقی لکھتے ہیں:

''صحیح روایتیں ان کتابوں سے بھی حاصل ہوتی ہیں جو صرف صحیح روایتوں کی جمع آوری کے لئے تالیف کی گئی ہیں جیسے ''صحیح ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ'' ''صحیح ابوحاتم محمد بن حبان المسمی بالتقاسیم والانواع'' اور ابوعبداللہ حاکم کی ''المستدرک علی الصحیحین'' اسی طرح مستخرجات صحیحین میں جو اضافے پائے جاتے ہیں وہ بھی صحیح ہیں، جیسا کہ عنقریب بیان کریں گے''(۳)

ان عبارتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مستخرجات صحیح میں موجود اضافی عبارتیں بھی صحیح ہیں، لہذا چونکہ یہ عبارت ''یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں'' ابوعوانہ اسفرائنی کی کتاب میں موجود حدیث ثقلین میں ہے، لہذا حدیث کا یہ حصہ بھی بغیر کسی شک وشبہ کے صحیح ہے، اور صحیح مسلم میں موجود حدیث ثقلین کا جز ہے، اور چونکہ ابن تیمیہ نے ''صحیح مسلم'' میں موجود اصل حدیث ثقلین قبول کی

۱۔ علوم الحدیث باشرح عراق، ص ۲۱، النوع الاول۔
۲۔ علوم الحدیث، ج ۲۴، النوع الاول، بحث الکتب المستخرجة علی الصحیحین و فوائدها۔
۳۔ شرح الفیۃ الحدیث، ص ۱۶، بحث الصحیح الزائد علی الصحیحین۔

www.shiabookspdf.com

ہے، لہذا اس آخری جملے کو بھی وہ قبول کریں اور بجائے انکار کے اس کی صحت کا اعتراف کریں۔

اسی طرح امام المحدثین ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری نے بھی "المستدرک علی الصحیحین" میں جو حدیث ثقلین نقل کی ہے، اس میں بھی یہ جملہ موجود ہے "انّهما لن يفترقا حتّى يردا عليّ الحوض" (یعنی یہ دونوں (قرآن اور اہلبیتؑ) کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں) اس کے بعد حاکم لکھتے ہیں: "یہ حدیث ان شرائط کے مطابق صحیح ہے جنھیں مسلم اور بخاری نے صحت حدیث کیلئے بیان فرمائی ہیں"

عراقی کے کہنے کے مطابق "المستدرک علی الصحیحین" ان کتابوں میں ہے، جن میں احادیث صحیحین کے علاوہ بھی صحیح حدیثیں ہیں، اس بناء پر ہر منصف مزاج انسان کی نظر میں یہ عبارت ان احادیث کی طرح صحیح ہے، جس کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے خواہ یہ عبارت ان دونوں کتابوں میں موجود ہو یا نہ ہو، اور "تدریب الراوی" میں سیوطی نے محمد بن طاہر مقدسی سے نقل کیا ہے کہ جن حدیثوں کو "شیخین" کے شرائط کے مطابق نقل کیا جائے وہ قطعی الصدور ہیں، خواہ شیخین نے انھیں نقل نہ کیا ہو۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حدیث ثقلین کے اس جملے "انّهما لن يفترقا حتى يردا عليّ الحوض" کے بارے میں اگر ہم ادعائے تواتر کریں اور کہیں کہ یہ جملہ بھی حدیث ثقلین کا جز ہے، تو یہ خلاف واقع بات نہ ہوگی، اس لئے کہ استشہاد حضرت علیؑ والی روایت جس کو حافظ ابن عقدہ نے "کتاب الموالاۃ" میں اور حافظ سخاوی، علامہ سمہودی اور فاضل احمد بن فضل مکی نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جملے (یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے.....) کے ساتھ حدیث ثقلین کی سترہ صحابیوں نے روایت کی ہے اور حضرت علیؑ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے، اور اتنے اصحاب کا کسی حدیث کی روایت کرنا اس کے تواتر ہی پر نہیں بلکہ تواتر سے بالاتر پر دلالت کرتا ہے، اس لئے کہ ابن حجر مکی نے "صواعق محرقہ" میں صلوۃ ابوبکر کی بحث میں آٹھ صحابیوں کے روایت کرنے کو "خبر متواتر" سے تعبیر کیا ہے، اور حافظ ابن حزم نے "المحلی" میں "منع بیع ماء" کی بحث میں صرف چار صحابیوں کے نقل روایت کو "خبر متواتر" کہا ہے (کیونکہ پانی بیچنے کی حرمت پر دلالت کرنے والی حدیث کی صرف چار صحابیوں نے روایت کی ہے اور ان ہی کی روایت کو ابن حزم نے متواتر کہا ہے) پس "انّهما لن يفترقا حتى يردا عليّ الحوض" والی

حدیث جس کی سترہ صحابیوں نے روایت کی ہے یقیناً متواتر ہوگی، اسی وجہ سے مقبلی نے "ملحقات الابحاث المسددہ" میں مذکور عبارت (انّهما لن يفترقا .....) کے ساتھ حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد اس بات کی تصریح کی ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی یہ حدیث (ثقلین) متواتر ہے۔

ہشتم: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ "اس حدیث میں کتاب خدا کی پیروی کے سوا کسی اور چیز کی وصیت نہیں کی" حقیقت سے کوسوں دور اور جھوٹ پر مبنی بات ہے۔ اس لئے کہ اہلسنت کے مشاہیر علماء اور اکابر محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضرتؐ نے کتاب خدا اور اہلبیتؑ دونوں کی پیروی کا حکم دیا ہے، ملاحظہ کیجئے سندھی کی "دراسات اللبیب" کی گزشتہ عبارتیں۔

نہم: ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ "صحیح مسلم میں موجود حدیث کو اگر ہم قول پیغمبرؐ مانیں تو اس میں بھی صرف کتاب خدا کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، اور اس بات کو حضرتؐ نے حجۃ الوداع سے پہلے بھی کہا ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح مسلم میں موجود حدیث ثقلین کی صحت پر یقین نہیں رکھتے۔ کیونکہ انھوں نے کہا ہے "اگر اس کو پیغمبرؐ نے کہا ہو" جو ان کے حدیث پر شک کرنے کی نشاندہی کرتا ہے، ان کے تشکیک کی وجہ کتمان حق اور انکار حقائق تھا، مگر ان کے کتمان حق سے کیا ہوتا ہے جب کہ ارشاد الٰہی ہے "يريدون ليطفؤنور الله بافواههم والله متم نوره و لو كره الكافرون" (یعنی یہ لوگ اپنے منہ سے پھونک مار کر خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ خدا اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا، اگرچہ کفار برا ہی کیوں نہ مانیں، (سورۂ صف آیت ۸))۔

اور ان کا یہ کہنا کہ "یہ ایسا حکم تھا جس کے بارے میں حجۃ الوداع سے پہلے بھی سفارش کی تھی" گزشتہ روایات سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرتؐ نے صرف کتاب خدا کی پیروی کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ عرفہ کے دن اور دوسرے مواقع پر فرمایا تھا کہ میری عترت کے ساتھ قرآن کی پیروی کرو، اور کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرتؐ صرف کتاب کی پیروی کا حکم دیں جب کہ حضرتؐ ہی کی حدیث سے ثابت ہے کہ حوض کوثر تک قرآن اور اہلبیت میں جدائی ممکن نہیں ہے؟

دہم: ابن تیمیہ کی یہ خیال باقی کہ "آنحضرتؐ نے عترت کی پیروی کا حکم نہیں دیا تھا، ان کے بارے میں صرف اتنا کہا تھا: میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں،" درج ذیل جوابات ان کی باتوں کے غلط اور مہمل ہونے کے لئے کافی ہیں۔

www.shiabookspdf.com

۱۔ان کی یہ بات کہ رسالتمآبؐ نے اپنی عترت کی پیروی کا بالکل حکم نہیں دیا، یا حدیث ثقلین میں اس کا تذکرہ نہیں کیا، اتنی بے تکی ہے جس کی توضیح کی ضرورت نہیں ہے، گزشتہ روایتیں یا صرف ''صحیح مسلم'' (کی تحریف شدہ) روایت ان کے شبہ کی بیخ کنی کے لئے کافی ہے. ان کی باتوں سے قطع نظر اگر ''صحیح مسلم'' میں حضرتؐ کا صرف یہ فرمان ہوتا: '' انی تارک فیکم الثقلین '' اور کوئی جملہ نہ ہوتا تو یہی کتاب خدا سے تمسک کی طرح، اہلبیتؑ کی پیروی پر بھی دلالت کرتا، اس کی تائید محققین کی ان باتوں سے ہوتی ہے جو'' ثقلین'' کی وجہ تسمیہ سے متعلق ہیں یعنی کتاب خدا اور اہلبیتؑ کو کیوں ''ثقلین'' سے تعبیر کیا، اور اس نامگذاری کی علت کیا ہے، ملاحظہ کیجئے درج ذیل علماء و محققین کے اقوال:

لسان العرب میں ابن منظور کے بقول ازھری نے ''تہذیب اللغۃ'' میں کہا ہے:

''ثعلب کا بیان ہے کہ ان دونوں (قرآن اور اہلبیتؑ) کو اس لئے ''ثقلین'' کہا کہ ان دونوں کا لینا اور ان دونوں کے فرامین پر عمل کرنا ثقیل ہے''

ابن اثیر ''النھایۃ'' میں لکھتے ہیں:

''ان دونوں کو اس لئے ''ثقلین'' کہا کہ ان کا لینا اور ان دونوں کے فرامین پر عمل کرنا سخت و سنگین ہے''

سخاوی ''استجلاب الغرف'' میں لکھتے ہیں:

''ان دونوں کی قدر و منزلت بیان کرنے اور ان کی شان کی تجلیل کی خاطر ''ثقلین'' سے یاد کیا، کیونکہ ہر قیمتی شئی کو ''ثقل'' کہتے ہیں، اور ''ثقلین'' کی یہ بھی وجہ تسمیہ ہے کہ ان کا لینا اور ان دونوں کے فرامین پر عمل کرنا سنگین ہے، اسی معنی کی طرف یہ آیت '' انا سنلقی علیک قولاً ثقیلا '' (یعنی ہم عنقریب تم پر ایک بھاری حکم نازل کریں گے) دلالت کرتی ہے، یا اس لئے ''ثقلین'' کہتے ہیں کہ ان میں صرف تکالیف ہیں جو سنگین ہیں''

قاری ''المرقاۃ فی شرح المشکوۃ'' (ج ۱۱، ص ۳۷۶) پر لکھتے ہیں:

''شرح السنۃ میں ہے کہ انھیں اس لئے ''ثقلین'' سے تعبیر کیا کہ ان کا لینا اور ان دونوں

کے فرامین پر عمل کرنا ثقیل ہے'' یہی وجہ تسمیہ دیگر علماء کی بھی کتابوں میں بیان ہوئی ہے۔

اس بنا پر حضرتؐ کی حدیث '' انی تارک فیکم الثقلین '' کے معنی یہ ہوں گے کہ میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جن کا لینا اور جن کے فرامین پر عمل کرنا سنگین و دشوار ہے، پس یہ حدیث دونوں کے دامن سے وابستہ رہنے اور ان کے فرامین پر عمل کرنے کی تصریح کرتی ہے، گویا پیغمبرؐ اسلام نے صرف اسی جملے میں عترت کی بھی پیروی کا حکم دے دیا۔

۲۔حضرتؐ کا یہ فرمانا کہ ''میں تمھیں اہلبیتؑ کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں'' یہ امت کو صرف نصیحت نہیں تھی بلکہ آپ عترت کی پیروی کا دستور دے رہے تھے، اسی لئے اس جملے کی تین بار تکرار کی، چنانچہ اکابر علمائے اہلسنت اسی کے قائل ہیں ملاحظہ کیجئے:

زرقانی ''شرح المواھب اللدنیہ'' میں حدیث مسلم کی شرح میں اس جملے کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''حکیم ترمذی کہتے ہیں: رسولؐ خدا نے ان (اہلبیتؑ) کے ساتھ تمسک کرنے کی ترغیب و تشویق دلائی کیونکہ حکم دینا تو ان ہی کا حق ہے''

مولوی مبین ''وسیلۃ النجاۃ'' میں اس جملے کی شرح میں لکھتے ہیں:

''یعنی خدا سے خوف کھاؤ اور ان کے حقوق کی رعایت کرو اور ان کی محبت و اطاعت کو عملی جامہ پہناؤ اور جس طرح احکام کتاب خدا پر عمل کرنا واجب ہے اسی طرح اہلبیت کے اوامر کی اطاعت اعضاء و جوارح سے اور ان کی محبت و مودت دل سے واجب ہے''

مولوی صدیق حسن خان قنوجی ''السراج الوھاج'' میں لکھتے ہیں:

''کتاب خدا کو لینے کا مطلب اس کی شب و روز تلاوت کرنا اور اس کے بتائے ہوئے حرام و حلال پر عمل کرنا اور اس کو تنہا نہیں چھوڑنا ہے، اور اہلبیت کے متعلق یاد دہانی کا مطلب ان کی فضیلت کو پہچاننا، ان کا حتی المقدور احترام کرنا، ان کو آزار و اذیت پہچانے سے اجتناب کرنا اور جو چیزیں کتاب و سنت کے مطابق ہیں ان میں ان کی اقتداء کرنا ہے، خاص طور سے صالح علماء کے لئے اس لئے کہ یہی پارہ ءتن رسول اور مضغۂ بتول ہیں، اور یہی دوستان خدا اور فرزندان رسول خدا ہیں''

www.shiabookspdf.com

قنوجی اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

''اہلبیت پر تحریم زکواۃ کے سلسلے میں بحث کا یہ محل نہیں ہے، ہمارا مقصود یہاں ان کی فضیلت بیان کرنی ہے، اور یہ کہ وہ تعظیم وتکریم میں کتاب خدا کے شریک اور ثقل ہونے میں اس کے سہیم ہیں نیز یہ کہ ان دونوں سے اس لئے وابستہ رہنا چاہئے کہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں''

محمد معین سندھی ''دراسات اللبیب'' میں کہتے ہیں:

''حضرتؐ نے جو یہ فرمایا کہ ''میں تمھیں اہلبیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں،'' اور اس جملے کی تین بار تکرار فرمائی، یہ اس لئے کہ آپ اہلبیت سے تمسک کی نصیحت اور ان کے اقوال واعمال پر عدم توجہ سے روکنا چاہ رہے تھے''

۳۔ حضرتؐ نے اپنے اہلبیت سے تمسک اور ان کی پیروی کا حکم غدیر سے بھی پہلے دیا، حجۃ الوداع سے بھی پہلے اور اس کے بعد بھی، لہذا جو حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ نے حجۃ الوداع سے پہلے اہلبیتؑ کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم نہیں دیا تھا (جیسا کہ ابن تیمیہ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے) ان کا یہ خیال غلط ہے

۴۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''حضرتؐ کا اہلبیت کے بارے میں تذکر دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق ادا کئے جائیں اور دست ظلم ان کی طرف دراز نہ کیے جائیں''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اہلبیتؑ کی پیروی جس کا لوگوں کو حکم دیا گیا ہے ان کے حقوق میں داخل نہیں ہے اور ان کی مخالفت جس سے لوگوں کو منع کیا گیا ہے ان پر ظلم کے مترادف نہیں ہے جب کہ حقیقت میں یہی جور عظیم اور ظلم کبیر ہے۔

۵۔ ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ ''اہلبیت کے حقوق کی رعایت اور ان پر ظلم کرنے سے اجتناب کا حکم غدیر سے پہلے بھی آیا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے حضرت کے تذکر کا ربط اہلبیت کی امامت سے نہیں تھا'' غلط ہے، اس لئے کہ غدیر خم سے پہلے حقوق اہلبیتؑ کی ادائیگی اور ان پر ظلم کرنے سے اجتناب کے حکم کا مطلب یہ نہیں کہ ''صحیح مسلم'' میں مذکورہ تذکر یا وہ حدیثیں جو ثقلین کے بارے میں نقل ہوئی ہیں، حضرت علیؑ اور دیگر اہلبیتؑ

کی امامت سے متعلق نہیں ہیں، جیسا کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے، اس لئے کہ غدیر سے پہلے اور اس کے بعد حضرتؐ کا اہلبیتؑ کی اطاعت وپیروی کا حکم دینا ثابت ہے، لہذا ''صحیح مسلم'' میں اہلبیت کے متعلق واقعہء غدیر پر مشتمل حدیث کا مقصد حضرت علیؑ اور دیگر آئمہ طاہرین کی اطاعت وپیروی کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ ان کی امامت، امت پر واجب ہے، اور یہ بات واضح اور روشن ہے۔

جاحظ کی نظر میں حدیث ثقلین افضلیت اہلبیتؑ کی دلیل ہے

جب ہم نے ابن تیمیہ کی باتوں کو غلط ثابت کر دیا تو پھر کسی کی نظر میں حدیث ثقلین کے ثبوت اور اس کی صحت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے چہ جائیکہ بخاری، ابن جوزی اور ابن تیمیہ اس پر اشکال و اعتراض کریں، اور کس طرح کوئی مسلمان حدیث ثقلین کی سند کے بارے میں کچھ کہہ سکتا ہے جب کہ اکابر علمائے اہلسنت نے پوری حدیث نقل کی ہے؟ اسی وجہ سے عمرو بن بحر جاحظ اپنی عناد ودشمنی کے باوجود ''رسالۃ مدح اھل البیت'' میں لکھتے ہیں:

''اگر خدا بنی ہاشم اور دیگر افراد میں مساوات رکھنا چاہتا تو پھر ذوی القربی کو ان سے جدا نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا و انذر عشیرتک الاقربین (یعنی اے رسول تم اپنی قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ شعراء/۱۴۲) اور نہیں کہتا و انہ لذکرلك ولقومك (یعنی یہ قرآن تمھارے لئے اور تمھاری قوم کے لئے نصیحت ہے. سورۂ زخرف، آیت ۴۴) پس جب کسی چیز کو حضرتؐ کی قوم سے مخصوص کر دیا کہ جس میں دوسرے شریک نہیں ہیں، تو جو اقرب ہوں گے ان کا مرتبہ بلند ہوگا، اگر خدا ان اقرباء کو دوسروں کے مساوی رکھنا چاہتا تو پھر ان پر صدقہ حرام نہ کرتا، کیونکہ اس نے ایسا صرف ان کے احترام میں کیا ہے، اسی وجہ سے جب عباس نے آنحضرتؐ سے صدقات کی دیکھ بھال کرنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار کیا اور حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری سپرد کی یہی وجہ ہے کہ علی نے منبر پر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہمارے گھرانے کا کسی سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور آپ نے صحیح فرمایا: اس لئے کہ کس طرح کوئی ان کے مقابلہ میں آسکتا ہے جب کہ رسولؐ خدا ان میں سے ہیں، علی وفاطمہ کی

www.shiabookspdf.com

پاکیزہ فردیں ان میں کی ہیں، حسن و حسین اور دو شہید اسد اللہ حمزہ اور ذو الجناحین جعفر، سردار مکہ عبد المطلب اور حاجیوں کے سقا عباس ان میں سے ہیں، جنھوں نے ان کی نصرت کی وہ انصار ہوا اور جنھوں نے ان کی طرف ہجرت کی وہ مہاجر، صدیق وہ ہے جو ان کی تصدیق کرے اور فاروق وہ ہے جو حق کو باطل سے جدا کرنے میں ان کو کسوٹی قرار دے، حواری حقیقت میں ان کے حواری ہیں اور ذو الشہادتین وہ ہے جو ان کے حق میں گواہی دے، خیر نہیں ہے مگر ان کے درمیان، ان کیلئے، ان سے اور ان کے ساتھ، اور آنحضرتؐ نے فرمایا: میں تم میں اپنے دو خلیفے چھوڑے جاتا ہوں، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے، ایک کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک دراز رسی ہے اور دوسرے میری عترت و اہلبیت، خداوند لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"

آپ نے دیکھا کہ جاحظ نے اپنے تعصب وعناد کے باوجود حدیث ثقلین سے اہلبیتؑ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے، تو پھر کوئی مسلمان کیا اس حدیث کی صحت میں شک کر سکتا ہے؟ یا حدیث کے اس جملے " و انّهما لن يفترقا حتى يردا عليّ الحوض " کے بارے میں تردید کر سکتا ہے؟

" زهر الآداب و ثمر الالباب " میں ابو اسحاق ابراہیم بن علی حصری قیروانی مالکی کے بقول جاحظ نے یہ بھی کہا ہے:

"عرب مثل بدن کے ہیں اور روح ان کی قریش ہیں اور قریش روح ہیں تو ان کا مغز بنی ہاشم ہیں، دین و دنیا بنی ہاشم کی وجہ سے ہے خود ہاشم زمین کا حسن اور دنیا کی زینت ہیں..... (بہت ساری تعریف و تمجید کے بعد جاحظ کہتے ہیں) دو ثقل (ثقلین)، دو پاکترین، دو سبط، دو شہید، اسد اللہ، ذو الجناحین، ذو القرنین، مکہ اور حجاز کے آقا و سردار، حجاج کو سیراب کرنے والے، حلیم بطحاء، دریائے علم اور دانشوران بزرگ ان ہی میں سے ہیں، ان کی نصرت و مدد کرنے والے انصار اور ان کی طرف، ہجرت کرنے

والے مہاجر ہیں، جو ان کی تصدیق کرے وہ صدیق اور جو حق اور باطل میں فرق پیدا کرنے کے لئے ان کو کسوٹی قرار دے وہ فاروق ہے، ان کے حواری، حواری اور ان کے حق میں گواہی دینے والے ذو الشہادتین ہیں، خیر ان کے لئے، ان میں اور ان کے ساتھ ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ رسول رب العالمین، امام الاولین والآخرین، نجیب المرسلین ان میں سے ہیں جن کی تصدیق اور ان کے آنے کی بشارت کے بغیر کسی نبی کی نبوت کامل نہ ہو سکی، اور اسی رسولؐ کی رسالت شرق و غرب کا حصار کیے ہوئے ہے، و اظهره الله على الدين كله ولو كره المشركين "۔(۱)

گویا دشمنی اہلبیت میں بخاری، ابن جوزی اور ابن تیمیہ، جاحظ سے بھی آگے بڑھ گئے کیونکہ جاحظ تو حدیث ثقلین کو صحیح اور فضیلت اہلبیتؑ کی دلیل مانیں اور بخاری، ابن جوزی اور ابن تیمیہ اس کے وجود میں شک و شبہ ایجاد کریں!۔

www.shiabookspdf.com

۱۔ زهر الآداب بر حاشیہ العقد الفرید، ج ۱، ص ۶۳۔۶۲۔

نورالانوار ترجمہ عبقات الانوار ''حدیث ثقلین''، جلدا کے چند مآخذ

	اسم کتاب	مصنف	ناشر
۱	اسعاف الراغبین بر حاشیہ مشارق الانوار	محمد صبان	مصر
۲	الاکمال فی اسماء رجال مشکوٰۃ مطبوع در آخر جلد ۱۱ مرقاۃ	خطیب تبریزی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳	الانساب	سمعانی	محمد امین دمج
۴	احیاء المیت فی فضائل آل البیت	سیوطی	دارالجیل بیروت
۵	الفیۃ الحدیث	عراقی	عالم الکتب
۶	الامامۃ والسیاسۃ	ابن قتیبہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۷	الاحکام فی اصول الاحکام	ابن حزم	دارالکتب العلمیہ بیروت
۸	البدایۃ والنھایۃ	ابن کثیر	مکتبۃ المعارف بیروت
۹	البدور السافرہ	سیوطی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۰	بدر الطالع	شوکانی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۱	التاریخ الصغیر	امام بخاری	دارالمعرفۃ بیروت
۱۲	تحفۃ الاشراف	یوسف مزّی	دارالکتاب العربی بیروت
۱۳	تقریب التہذیب	ابن حجر عسقلانی	دارالکتاب العربی قاہرہ

۱۴	تہذیب الاسماء واللغات	نووی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۵	التقیید والایضاح	زین الدین عراقی	مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ
۱۶	تتمۃ المختصر معروف بہ تاریخ ابن وردی	زین الدین ابن وردی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۱۷	تاریخ دمشق	ابن عساکر	دارالفکر بیروت
۱۸	التاج المکلل	صدیق حسن خان قنوجی	مکتبہ دارالسلام ریاض
۱۹	تنضید العقود السنۃ	رضی الدین موسوی	نشر الانساب قم
۲۰	تذکرۃ الموضوعات	فتنی	امین دمج بیروت
۲۱	جامع الاصول	ابن اثیر	داراحیاء التراث العربی بیروت
۲۲	جامع الصغیر	سیوطی	دارالفکر بیروت
۲۳	الجمع بین الصحیحین	حمیدی	دارابن حزم بیروت
۲۴	الجمع بین الصحیحین	محمد بن طاہر مقدسی	مکتبۃ المعارف بیروت
۲۵	الحجۃ اللہ البالغہ	شیخ ولی اللہ دہلوی	دارالمعرفہ بیروت
۲۶	الحطۃ فی ذکر صحاح ستۃ	صدیق حسن خان قنوجی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۷	حبیب السیر	خواند	تہران
۲۸	خلاصۃ الاثر	محبی	دارصادر بیروت
۲۹	دررالکامنۃ	ابن حجر عسقلانی	مصر
۳۰	دررالمنتشرہ	سیوطی	دارالعروب کویت
۳۱	دول الاسلام	ذہبی	مؤسسہ الرسالہ بیروت
۳۲	ریحانۃ الباء	خفاجی	عیسیٰ البابی الحلبی مصر
۳۳	الروضۃ الندیۃ	محمد اسماعیل امیر	مرکز بدر العلمی والثقافی صنعاء بیروت
۳۴	سبل الھدیٰ والرشاد	شمس الدین صالحی دمشقی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۵	سراج منیر	شربینی	دارالکتب العلمیہ بیروت

www.shiabookspdf.com

۳۶	سنن بیہقی	ابوبکر بیہقی	حیدرآباد دھند
۳۷	سیر اعلام النبلاء	ذہبی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۸	شرح شفا	علی قاری	دار الکتاب العربی بیروت
۳۹	شرح صحیح مسلم	نووی	دارالفکر بیروت
۴۰	شرح المواھب	زرقانی	مطبعہ ازہریہ مصر
۴۱	شرح المقاصد	تفتازانی	مصر
۴۲	شفاء السقام	تقی الدین سبکی	دارالآفاق بیروت
۴۳	شرف النبی	خرگوشی	انتشارات بابک تہران
۴۴	کتاب الشفا	قاضی عیاض	مؤسسہ کتب الثقافیہ بیروت
۴۵	الضعفا والمتروکین	نسائی	دارالوعی حلب
۴۶	الضوء اللامع	سخاوی	مکتبۃ الحیات بیروت
۴۷	الضعفاء	امام بخاری	دارالوعی حلب
۴۸	طبقات الحفاظ	سیوطی	دارمکتبۃ الثقافۃ الدینیہ مصر
۴۹	طبقات الشافعیہ	تقی الدین سبکی	دارالکتاب بیروت
۵۰	طبقات الشافعیہ	تقی الدین ابن قاضی شہبہ اسدی	عالم الکتب بیروت
۵۱	طبقات المفسرین	داؤدی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۵۲	العقد الثمین	تقی فاسی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۵۳	علوم الحدیث	ابن الصلاح	دارالکتب العلمیہ بیروت
۵۴	عمدۃ القاری	عینی	دارالفکر بیروت
۵۵	غرائب القرآن	نظام الدین نیشاپوری	دارالکتب العلمیہ بیروت
۵۶	فرائد السمطین	صدرالدین حموئی	مؤسسہ محمودی بیروت

۵۷	فیض القدیر	عبدالرؤف مناوی	دارالمعرفۃ بیروت
۵۸	الکاشف	ذہبی	دارالکتب العلمیۃ بیروت
۵۹	کنز العمال	ملا متقی ہندی	مؤسسہ الرسالۃ بیروت
۶۰	لواقح الانوار	عبدالوہاب شعرانی	دارالقلم العربی حلب
۶۱	لباب التاویل (تفسیر خازن)	علاء الدین خازن	دارالفکر بیروت
۶۲	لسان المیزان	ابن حجر عسقلانی	دارالامین قاہرہ
۶۳	مسالک الحفاء	سیوطی	مؤسسہ اعلمی بیروت
۶۴	المعجم الصغیر	طبرانی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۵	معارج العلیٰ	محمد صدر عالم	بنیاد پژوھشھای اسلامی مشہد
۶۶	المغنی فی الضعفاء	ذہبی	دارالمعارف شام
۶۷	مشکوۃ المصابیح	خطیب تبریزی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۸	المجموع فی الضعفاء والمتروکین	نسائی، دارقطنی، بخاری	دارالقلم بیروت
۶۹	المنمق	محمد بن حبیب بغدادی	عالم الکتب العلمیہ بیروت
۷۰	المنح المکیۃ	ابن حجر مکی	المجمع الثقافی ابوظبی
۷۱	مشکل الآثار	طحاوی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۷۲	موضوعات الصغریٰ	قاری	مؤسسہ الرسالۃ بیروت
۷۳	مفتاح النجا (قلمی)	بدخشی	کتب خانہ مرعشی قم
۷۴	مسند ابویعلی	ابویعلی موصلی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۷۵	المبسوط	شمس الدین سرخسی	دارالمعرفۃ بیروت
۷۶	مرآۃ الجنان	یافعی	مؤسسہ اعلمی بیروت
۷۷	منہاج السنۃ	ابن تیمیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۷۸	مرقاۃ فی شرح المشکاۃ	محمد قاری	دارالکتب العلمیہ بیروت

www.shiabookspdf.com

۷۹	مجمع الزوائد	ھیثمی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۸۰	المصنف	ابن ابی شیبہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
۸۱	مناقب ابن مغازلی	ابن مغازلی	دارصادر بیروت
۸۲	المختصر معروف بہ تاریخ ابوالفدا	ابوالفدا اسماعیل بن علی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۸۳	الموضوعات	ابن جوزی	مکتب سلفیہ مدینہ منور
۸۴	نجوم الزاہرہ	بردی اتابکی	دارالمعرفۃ بیروت
۸۵	النورالسافر	عبدالقادر عیدروس	دارالکتب العلمیہ بیروت
۸۶	الوافی	محمد بن شاکر کتبی	دارصادر بیروت
۸۷	یتیمۃ الدھر	ثعالبی	دارالفکر بیروت

www.shiabookspdf.com

www.sirat-e-mustaqeem.net



MELAJAT PUBLICATIONS